سیرتِ احمد مجتبیٰ ﷺ

غزوہ خندق سے سفرِ آخرت تک

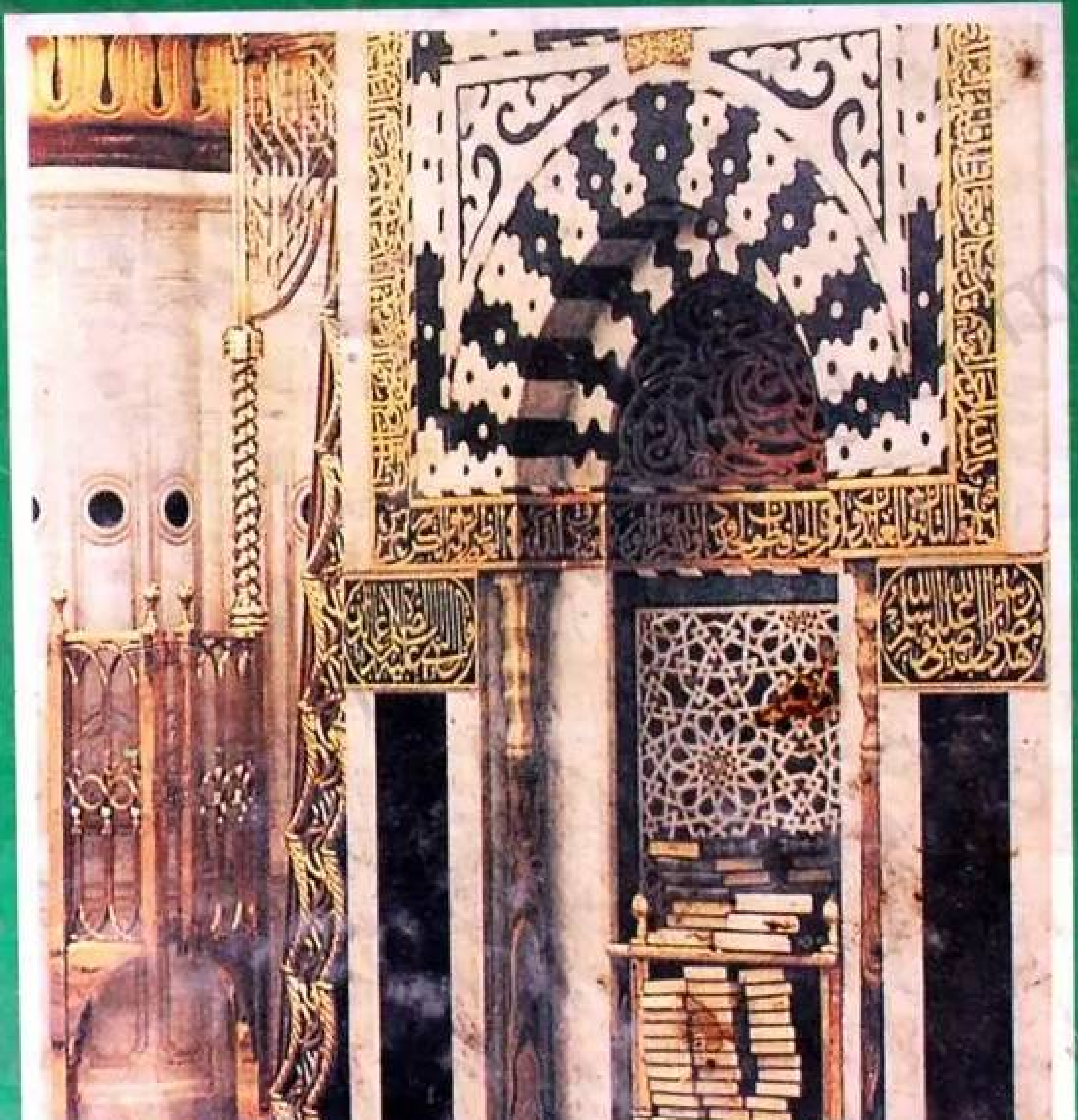

پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی لمیٹڈ

PSO

(جلد سوم)

اس کتاب کے جملہ حقوق بحق پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی لمیٹڈ محفوظ ہیں۔

نام کتاب : سیرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلد سوم
(غزوۂ خندق سے سفرِ آخرت تک)

مصنف : شاہ مصباح الدین شکیل

طبع اوّل : جون ۱۹۹۳ء

طبع دوئم : نومبر ۱۹۹۶ء

طبع سوم : نومبر ۱۹۹۹ء

ناشر : پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی لمیٹڈ
پی ایس او ہاؤس
خیابان اقبال، کلفٹن۔ کراچی

طباعت : کارنیشن پرنٹرز و پبلشرز --- کراچی

RekhtaDownload.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قبلہ نما

پیش لفظ

یادگارِ زمانہ..... عہد رسالت سے زمانی قربت

ہجرت کا پانچواں سال

(گزشتہ کتاب سے پیوستہ)

عنوان	تشریح	صفحہ
غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب		
وجوہات	برتری کی آخری کوشش	۱
ریشہ دوانیاں	یہودی ذہن	۳
نئی تحقیق نئی بات	خندق کی تدبیر، من جانب اللہ	۴
خندق کی کھدائی	مقام شیخین سے جبل سلع تک	۶
بشارتیں	فتح شام، فارس اور یمن	۸
کُفّار کا لشکر	تعداد دس ہزار	۱۱
یہودیوں کی غداری	بنی قریظہ کا شکست عہد	۱۳
مجاہدوں کی عسکری طاقت	تعداد، علمبردار اور شعار	۱۵

RekhtaDownload.com

کٹھن دن کٹھن راتیں	محاصرہ کی تکمیل	۱۹
بدلتا ہے رنگ	خیرالماکرین کی جانب سے نصرت	۲۰
کوئے یار سے سوئے دار	حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کے نصیب	۲۳
انجام	اب قریش کبھی حملہ نہ کرسکیں گے	۲۴
ماخذ اور حواشی	مستند حوالے	۲۶

غزوہ بنی قریظہ

پس منظر	یہودی قبائل سے معاہدے	۲۹
احسان ناشناس	بنی قریظہ	۳۰
اشارہ	جبرئیل امینؑ کی طرف سے	۳۳
پیش قدمی	۱۶سو مجاہد	۳۴
میری سنو جو	بنو قریظہ کے سردار کی تدبیریں	۳۵
حق وفا کے	قبیلہ اوس سے نکلیفی	۳۶
دلِ بے تاب کو	حضرت ابو لبابہؓ کی توبہ	۳۷
وہ دن گئے کہ	حضرت سعدؓ بن معاذ کا فیصلہ	۳۹
اموالِ غنیمت	تفصیل اور تقسیم	۴۲
ماخذ اور حواشی	مستند حوالے	۴۶

سنہ ۵ ہجری

دیگر اہم واقعات

	حضرت زینبؓ بنت جحشؓ سے نکاح	۴۸
	پردہ کا حکم	۵۲
	زلزلہ۔ قدرت کا انتباہ	۵۵

	چاند گرہن اور سورج گرہن	۵۵
	حضرت سعدؓ بن عبادہ کی والدہ کی وفات	۵۶
	قبیلہ مزنیہ کا ایمان	۵۶
ماخذ و حواشی	مستند حوالے	۵۷

ہجرت کا چھٹا سال

سریہ محمدؓ بن مسلمہ	نجد میں ضریہ کی جانب	۵۸
بے نیاز گردش دوراں	ثمامہ بن اثال	۵۸
خوشا وہ دل......	ثمامہؓ کا ایمان۔ عمرہ، قریش پر پابندی	۵۹
غزوۂ بنو لحیان	شہدائے رجیع کا بدلہ	۶۱
غزوۂ ذی قرد	یا غزوہ غابہ	۶۳
	حضرت سلمہؓ بن اکوع کا کارنامہ	۶۳
	بہترین پیدل مجاہد اور بہترین سوار	۶۳
ماخذ اور حواشی	مستند حوالے	۶۷

صلح حدیبیہ

خواب	حقیقت نما	۶۸
تعداد	۱۴سو یا ۱۵سو	۷۰
مشورت	زعمائے قریش اور زائرین کی سفارتیں	۷۱
خاک بر چشمہ.........	معجزہ	۷۳
ہم آج بھی انکار.........	معین مدت کے لئے جنگ بندی	۷۵
تو نہیں جانتا........	نوک جھونک	۷۶

RekhtaDownload.com

آئینہ پرکھتے ہیں......	بھتیجا بمقابلہ چچا	۷۷
یہ وہ سخن......	عقیدت کے متاثر کن مظاہرے	۷۹
ہر آدمی نہیں شائستہ......	مکرز بن حفص۔ برا آدمی	۸۱
ٹوٹ ٹوٹ جاتا......	سفیر رسولؐ حضرت عثمانؓ	۸۲
گفتگو کسی کی ہو......	حضرت عثمانؓ کا انکارِ طواف	۸۲
ہاتھ ہے اللہ کا......	افواہ شہادت' بیعت الرضوان	۸۳
معاہدہ	سیاستِ نبوی کا شاہکار	۸۹
سلاسل کی گرفتاری......	حضرت ابو جندلؓ کی حالت زار	۹۲
ہر حرف سے پیدا......	حضرت عمرؓ کی عوامی نمائندگی	۹۳
گردن جھکائے......	مایوسی کی عام لہر	۹۴
فتح مبین	بصیرتِ نبوی کی ربانی تصدیق	۹۶
	صلح کے مقاصد	۱۰۰
	صلح سے حاصل شدہ فوائد	۱۰۲
لو آپ اپنے دام میں...	مکہ سے بھاگے ہوئے ابو بصیرؓ کے رفقاء	۱۰۴
بام و در پر نقش......	آئینۂ کردار۔ فکر نبوت سے ہم آہنگی	۱۰۶
معاہدے کی تشریح	عورتوں کا استثناء	۱۰۷
معاہدہ کی مدت	۴/۱۰ سال	۱۰۸
ماخذ و حواشی	مستند حوالے	۱۰۸

بین الاقوامی سطح پر دعوت اسلام

اخوت کی فراوانی	عالمگیر دعوت	۱۱۲
رحمت عالم	آفاقی پیام	۱۱۴

RekhtaDownload.com

مہرِ نبوی	چاندی کی انگشتری	۱۱۵
نامہ ہائے مبارک	کس کس کو دعوت حق دی	۱۱۶
بسم اللہ لکھنے کی ابتدا	تدریجی ارتقاء	۱۱۸
نامہ ہائے مبارک	دریافت و حفاظت	۱۲۰
	(۱) حبشہ کے نجاشی کے نام	۱۲۱
	(۲) قیصر روم کے نام	۱۲۶
سریۂ حضرت زیدؓ بن حارثہ	سفیر رسولؐ پر حملہ کا بدلہ	۱۳۳
	(۳) کسرائے فارس کے نام	۱۳۴
	(۴) شاہِ مصر مقوقس کے نام	۱۳۹
	(۵) شاہِ دمشق حارث کے نام	۱۴۳
	(۶) والئ یمامہ ہوذہ کے نام	۱۴۵
	(۷) والئ بحرین المنذر کے نام	۱۴۸
سنہ ۶ ہجری	دیگر اہم واقعات	
مسابقتی مقابلے	گھڑ دوڑ	۱۵۰
	اونٹوں کی مسابقت	۱۵۲
	تیراندازی کے مقابلے	۱۵۲
	کُشتی کے مقابلے	۱۵۳
حُرمتِ شراب	سنہ ۴، ۶ یا ۸ ہجری	۱۵۴
	نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھو	۱۵۶
	محفل ناؤ نوش	۱۵۷
	شراب حرام ہوگئی	۱۵۸

RekhtaDownload.com

ہجرت کا ساتواں سال

غزوۂ خیبر

محل وقوع	جغرافیائی حالات	۱۶۳
قلعے	بارہ / تین حلقوں میں منقسم	۱۶۵
پس منظر	یہودی آبادیاں / سازشی اڈے	۱۶۸
مذموم مقاصد	نئے سردار اسیر بن رزام کے عزائم	۱۷۰
پیش قدمی	تصدیق کے بعد	۱۷۱
عشق بلاخیز......	یہودیوں میں ہراس	۱۷۴
پرچموں کی تقسیم	شعار "یا منصور امت امت"	۱۷۶
وہیں لگی ہے جو........	کھجور کے درخت کاٹنے کا حکم	۱۷۸
بکھری اک بار........	قلعوں پر حملے / محاصرے	۱۷۹
	۱۔ قلعۂ ناعم	۱۷۹
	۲۔ قلعۂ صعب بن معاذ	۱۸۰
	۳۔ قلعۂ نطاۃ	۱۸۱
	۴۔ قلعۂ ابی	۱۸۱
	۵۔ قلعۂ البر	۱۸۳
	۶۔ قلعۂ قلہ یا حصن زبیر	۱۸۳
	۷۔ قلعۂ قموص	۱۸۳
	۸۔ قلعۂ نزار	۱۸۶
	کتیبہ، وطیح اور سلالم	۱۸۷

شہدائے خیبر	تعداد ۱۵	۱۸۹
مالِ غنیمت کی تقسیم	۱۴ سو مجاہدوں کے لئے ۱۸ سو حصے	۱۹۰
حضرت صفیہؓ	اُمّ المومنین بنیں	۱۹۴
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر...	زینب بنت حارث کا زہر بھرا گوشت	۱۹۶
مہاجرین حبشہ	حضرت جعفرؓ۔ ۱۶ مرد اور ان کا کنبہ	۱۹۷
عمل تھوڑا اجر زیادہ	حبشی غلام کے لئے تاج شہادت	۱۹۹
شہادت ہے مطلوب	ایک اعرابی مجاہد کا نصب العین	۲۰۰
خودکشی	حرام موت	۲۰۱
فدک	بغیر جہاد، خالصہ نبوی	۲۰۱
وادی القریٰ	مسلمانوں کے قبضہ میں	۲۰۴
تیما کا معاملہ	جزیہ پر صلح	۲۰۵
نتائج و احکام	حلال و حرام جانور / تمتع / متعہ	۲۰۷
مآخذ و حواشی	مستند حوالے	۲۰۸

عمرۃ القضاء

وجہ تسمیہ	مختلف .. نام	۲۱۲
زبان کرتی ہے	حضرت عبداللہ بن رواحہ کے اشعار	۲۱۴
طنزِ حریفاں	طواف میں حکمِ رمل	۲۱۵
امام الناس	مصلّی ابراہیم کا امام کی جگہ قرار دیا جانا	۲۱۵
حدیثِ جمال	مکہ خالی کرنے پر اصرار	۲۱۷
میزانِ دلبری	اخلاق اور کردار کا حیران کن مظاہرہ	۲۱۸
حضرت میمونہؓ سے نکاح	آخری اُمّ المومنین	۲۱۹

RekhtaDownload.com

درد و درماں	حضرت خالدؓ بن ولید کا ایمان لانا	۲۱۹
پیمان الفت	حضرت عثمانؓ بن طلحہ کا ایمان لانا	۲۲۱
گم کردہ خیال	حضرت عمرو بن العاصؓ کا ایمان لانا	۲۲۴
غزوہ ذات الرقاع	وجہ تسمیہ	۲۲۴
	پہلی بار صلوٰۃ خوف کا ادا کرنا	۲۲۵
ماخذ و حواشی	مستند حوالے	۲۲۷

ہجرت کا آٹھواں سال

موتہ کا معرکہ

RekhtaDownload.com

محل وقوع	جغرافیائی حالات	۲۲۹
وجوہات	سفیر رسول حارثؓ کے قتل کا بدلہ	۲۳۱
نظر انتخاب	امرائے لشکر زیدؓ / جعفرؓ / عبداللہؓ	۲۳۲
بساط نو	تین ہزار مجاہد بمقابلہ دو لاکھ رومی	۲۳۸
حربی تدبیر	بتدریج پسپائی	۲۴۵
لسان وحی ترجمان	جنگ کی کیفیت	۲۴۶
اللہ کی تلوار	خالدؓ بن ولید سیف اللہ	۲۴۷
نتائج	غیر فیصلہ کن معرکہ / حیرت انگیز کارنامہ	۲۴۹
فرار نہیں کرار	پلٹ کے حملہ کرنے والے	۲۵۲
سریہ ذات السلاسل	وادی قری کی جانب	۲۵۳
سریہ ابو عبیدؓ ابن الجراح	سیف البحر کی جانب	۲۵۴

ماخذ و حواشی	مستند حوالے	۲۵۶

فتح مکہ

فتح مکہ		۲۵۹
پس منظر	معاہدہ حدیبیہ کے بعد	۲۶۰
اسباب	بنی بکر اور بنی خزاعہ میں جھگڑا	۲۶۱
درد دل ہو گیا	مظالم کی دلخراش داستاں	۲۶۴
دنیا میں بھی میزان	بدیل بن ورقا کی فریاد	۲۶۵
داغ ندامت	سفیر نبوی کی مکہ سے ناکام واپسی	۲۶۷
فکر دلداری گلشن	ابو سفیان کی تجدید معاہدہ کے لئے آمد	۲۶۸
پھرتے ہیں میر.....	تمام دروازے کھنکھٹا لئے	۲۷۰
احتیاط نظر	خفیہ منصوبہ بندی	۲۷۳
مسلم قبائل	احکام و ہدایات	۲۷۴
لعزش پا	حاطبؓ ابن بلتعہ کا خط	۲۷۶
چشم خطا پوش	غلطی سے درگزر۔ فضیلت بدر	۲۷۸
نیابت مدینہ	حضرت ابو رہم کلثوم۔ ابن ام مکتوم	۲۸۰
روانگی کی تاریخ	۱۰ رمضان ۸ھ	۲۸۰
تعداد	دس ہزار کا عظیم لشکر	۲۸۱
آخر المہاجرین	حضرت عباسؓ بن عبد المطلب	۲۸۵
کرم سے زیادہ	بنی ہاشم کے دو شقی	۲۸۵
جنگل میں منگل	مراء الظہران میں خیموں کا شہر	۲۸۸
شائبہ خوبی تقدیر	ابو سفیان سردار قریش کی جستجو	۲۹۰
فشار شب	ابو سفیان حضرت عباسؓ کی پناہ میں	۲۹۲

RekhtaDownload.com

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے	ابو سفیان حصار اسلام میں	۲۹۳
عرب کے واسطے رحمت	خون کے پیاسوں کو امان	۲۹۵
محروم کرم	(۱۶) بد قسمت واجب القتل	۲۹۷
آزمائش فکر و نظر	ابو سفیان کا پہلا رکوع پہلا سجود	۲۹۸
مطلع انوار	مکہ میں داخلہ ۲۰ر رمضان ۸ھ	۳۰۰
نمود جلال	اشرار مکہ کی صفائی کا حکم	۳۰۲
تجدید عہد وفا	انصار کا اندیشہ	۳۱۵
بات بدل بدل گئی	رسول کی بات سچ کر دکھائی	۳۱۶
مقتولین اور شہدا	اعداد و شمار	۳۱۷
قبل ازیں در نہ بود بت خانہ	بیت اللہ کی تطہیر	۳۲۰
منفرد اعزاز	چار بہشتیں مقام صحابیت پر	۳۲۳
ان کی باتوں میں	باب کعبہ پر خطبہ	۳۲۵
جو دلوں کو فتح کرلے	دریائے عفو و کرم	۳۲۶
یہ نصیب اللہ اکبر	بیت اللہ پر اذان بلالؓ	۳۲۸
ابدی حرمت	دوسرا خطبہ	۳۳۰
اہل مکہ سے بیعت	دلوں کی صفائی	۳۳۳
سریہ خالدؓ بن ولید	ناخوشگوار واقعہ	۳۳۵
مدت قیام	۱۹ دن	۳۳۸
ماخذ حواشی	مستند حوالے	۳۳۹

Rekhtadownload.com

غزوۂ حنین

محل وقوع ۳۴۴

قرآن مجید اور یوم حنین ۳۴۵

قبیلہ ہوازن ۳۴۷

بنو سعد بن بکر ۳۴۸

لفظ حنین کی تحقیق ۳۴۹

لڑائی کی وجوہات ۳۵۰

متاع جسم و جاں' مالک بن عوف ۳۵۲

تجربہ بول اٹھا' درید ابن صمہ ۳۵۳

مجاہدین اسلام ۳۵۵

اسلحہ کی فراہمی' مشرک سے بھی ۳۵۶

اسلامی لشکر ۳۵۷

جنگی چال ۳۶۳

معرکہ وجود۔ لڑائی کی کیفیت ۳۶۹

سریہ اوطاس

لڑائی' تعاقب اور گرفتاری ۳۷۶

شہداء کے نام ۳۷۹

مال غنیمت ۳۷۹

ملائکہ کا نزول یعنی شہادتیں ۳۸۰

RekhtaDownload.com

سریہ طفیلؓ بن عمرو دوسی		۳۸۳
	ذی الکفین ۔بتخانہ کا انہدام	۳۸۴
ماخذ اور حواشی	مستند حوالے	۳۸۵

غزوۂ طائف

محل وقوع	جغرافیائی حالات	۳۸۸
قلعہ کا محاصرہ	عینیہ کی گفتگو	۳۹۱
منجنیق کا استعمال	دبابے کا استعمال	۳۹۳
غلاموں کو مژدۂ آزادی	دس غلام دامن اسلام میں	۳۹۵
گفت و شنید	ابو سفیانؓ اور شعبہؓ کی سفارت	۳۹۶
خواب اور تعبیر	طائف فتح نہیں ہوگا	۳۹۶
بھٹ میں لومڑی	مضبوط حصار	۳۹۸
شہدائے طائف	تعداد بارہ	۳۹۹
پاس رضاعت	دودھ شریک بہن شیماء کی آمد	۴۰۱
جعرانہ	ذخیرہ گاہ غنیمت ۔ میقات یمن	۴۰۲
مال غنیمت کی تقسیم	تالیف قلب ترجیحی عنصر	۴۰۳
زبان کاٹ دو	عطیہ سے زبان بندی	۴۰۷
جرات بے جا	مولفۃ قلوب بمقابلہ راسخ الایمان	۴۰۸
بعید از فہم	محنت کسی کی مال کسی کا	۴۰۹
وہ داستان سنائی	ذہنوں کا غبار دلوں کا زنگ دھل گیا	۴۰۹
اصل معاملہ	مال غنیمت میں تصرف کا اختیار	۴۱۳
ہوں گی اے لفظ محبت	عدل یہی ہے	۴۱۳

بڑی دیر کی........	بنی ہوازن کا وفد	۴۱۶
حب رسول یا حب مال؟	اہل و عیال یا مال و منال؟	۴۱۷
پاسبان مل گئے...	ہوازن کا سردار مالک بن عوف	۴۱۸
نتائج	دور رس اثرات	۴۱۹
عمرۂ جعرانہ	رسول اللہؐ کے عمروں کی تعداد	۴۱۹
مکہ کی نیابت	گورنر عتابؓ۔ معلم معاذ ابن جبلؓ	۴۲۰
ماخذ و حواشی	مستند حوالے	۴۲۲
سنہ ۸ ہجری	متفرق واقعات	۴۲۶
	حضرت ابراہیمؓ ابن محمدؐ کی ولادت	۴۲۶
	حضرت زینبؓ بنت محمدؐ کا انتقال	۴۲۷
	فاطمہؓ بنت ضحاک سے نکاح	۴۲۸
	دیگر واقعات	۴۲۹
ماخذ و حواشی	مستند حوالے	۴۳۰

ہجرت کا نواں سال

حضرت کعبؓ بن زہیر	قبول اسلام	۴۳۱
	قصیدۂ بردہ	۴۳۵

RekhtaDownload.com

غزوہ تبوک

وجوہات	تفصیل	۴۳۷
متوقع حملہ	تشویشناک اطلاعیں	۴۳۹
توریہ	دکھاوا	۴۴۱
مسجد ضرار	سازش گاہ	۴۴۴
تیاری	مجاہدین کا عزم سفر	۴۴۶
دیکھ رتبہ.....	حضرت عثمانؓ کا عطیہ	۴۴۹
گر قبول افتد.....	ابو عقیل انصاریؓ مزدور کا نذرانہ	۴۵۱
پڑا رہے یہ سخن.....	خواتین کی پیش کش	۴۵۳
آخر شب دید.......	مجاہد کی آہ وبکا	۴۵۶
لشکر کی ترتیب	تعداد اور ذمہ داریاں	۴۵۸
رسم وفا	حضرت علیؓ کی فضیلت	۴۵۹
سرگرم ستیز	حضرت ابوذر غفاریؓ کی فضیلت	۴۶۰
نجات دیدہ ودل	حضرت ابو خیثمہ انصاریؓ	۴۶۲
دیار ثمود	مدائن صالح سے گزر	۴۶۳
یہ نصیب اللہ اکبر	حضرت عبدالرحمٰنؓ کی امامت	۴۶۵
سب شگوفے خطاب......	تبوک میں خطبہ	۴۶۶
اے کاش کے میں ہوتا	حضرت عبداللہ ذوالبجادین کی فضیلت	۴۷۲
اہل ایلہ کے لئے امان نامہ	سرحدی قبائل سے معاہدے	۴۷۷
حاکم دومۃ الجندل	جزیہ پر صلح	۴۷۸
عاجز گلکتیں	سرحد کی حفاظت	۴۸۰

تبوک میں مدت قیام	بیس دن	۴۸۱
کبھی دوستوں پر نظر احتسابی	حضرت کعبؓ بن مالک سے باز پرس	۴۸۴
اک ذرا سی بات.....	کڑی آزمائش	۴۸۵
نشاط جمال	قبولیت توبہ	۴۸۹
غزوۂ تبوک کے اثرات	نتائج کا تجزیہ	۴۹۱
بنی ثقیف کا وفد	حضرت عروہؓ ابن مسعود کی آمد	۴۹۲
لات کا انہدام	بت پرستی کی بیخ کنی۔	۴۹۴
مدینہ سے پہلا امیر الحج	حضرت ابو بکر صدیقؓ	۴۹۵
	سورۂ برات کا نزول	۴۹۶
	حضرت علیؓ کا اعلان	۴۹۶
ماخذ و حواشی	مستند حوالے	۴۹۷

تکذیب سے تصدیق تک

پیام حق	عکاظ میں طارقؓ بن عبد اللہ کا مشاہدہ	۵۰۲
گردش ایام	تبوک کے بعد طارقؓ بن عبد اللہ کا بیان	۵۰۴
مرکز توجہ	مکہ تمام قبائل عرب کے لیے (ابتدا میں)	۵۰۶
شہر وفا	مدینہ --- تمام قبائل کے لئے (آخر میں)	۵۰۷
وفد کی تعریف	قسطلانی کے حوالے	۵۰۸
عام الوفود	سنہ ۸ تا ۱۰ ہجری	۵۰۹
وفود کی تعداد	زیادہ سے زیادہ ۱۰۹	۵۰۹
۱۔ وفد بنی مزینہ	قبیلہ مضر کی شاخ	۔
۲۔ وفد بنی اسد بن خزیمہ	دس افراد	۵۱۳

RekhtaDownload.com

۳۔ وفد بنی تمیم	خزاعہ کی شاخ بنی کعب سے	۵۱۳
	فخر و مباہات ۔ میدان خطابت و محفل شعر	۵۱۵
	خطیب نبوی، حضرت ثابتؓ بن قیس	۵۱۶
	شاعر نبوی ۔۔ حضرت حسانؓ بن ثابت	۵۱۹
۴۔ وفد بنی [illegible]	جہاں کہیں رہو مہاجر ہو	۵۲۱
۵۔ وفد بنی سلیم	کلام محمدؐ چیزے دیگر است	۵۲۱
۶۔ وفد صداء	کنواں ابلنے لگا	۵۲۳
۷۔ وفد ہمدان	دعائے سلامتی	۵۲۵
۸۔ وفد [illegible]	متقی لوگ	۵۲[illegible]
	شرح زندگی موت کے بعد حیات	۵۲[illegible]
۹۔ وفد نجران	یمن کے نصرانی	۵۳۱
	مباہلہ کی [illegible]	۵۳۳
	معاہدہ [illegible] سادگی	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	دو نصرانی [illegible]	[illegible]
۱۰۔ وفد بنی باہلہ	[illegible]	[illegible]
۱۱۔ وفد ازد	عورت کے اچھے [illegible]	[illegible]
	مس خام کو ۔۔۔۔۔۔	[illegible]
۱۲۔ وفد فزارہ	خشک سالی کی دوری [illegible]	[illegible]
۱۳۔ وفد بہراء	[illegible] کے [illegible]	[illegible]
	کھانے میں برکت	[illegible]

۱۴۔ وفد نہد	دودھ، مکھن، پھل اور چشموں میں برکت	۵۴۴
	افصح العرب والعجم	۵۴۶
۱۵۔ وفد بنی سعد ندیم	یمن سے آمد	۵۴۶
	امراؤ القیس کے اشعار	۵۴۷
	امام الشعراء، امام النار	۵۴۸
۱۶۔ وفد دارم یا دار یمن	وصال نبوی تک مدینہ میں مقیم	۵۴۹
	شام کی فتح۔ عطا ہی عطا	۵۴۹
۱۷۔ وفد بنی سعد	ایک فرد۔ جری اور بے باک	۵۵۰
	نفیس اعرابی۔ حضرت ضمام بن ثعلبہ	۵۵۰
۱۸۔ وفد بلی	یمن کا قبیلہ	۵۵۱
	آداب مہمانی	۵۵۲
۱۹۔ وفد تجیب	موجب مسرت۔ حضرت [illegible]	۵۵۳
	دعوت تمنا عجیب [illegible]	۵۵۳
۲۰۔ وفد اشعر یمن	یہ لوگ مثل ابر۔ سب [illegible]	۵۵۵
	طالبان بشارت	۵۵۶
۲۱۔ وفد بنی خارد	یمن والو [illegible]	۵۵۷
۲۲۔ وفد بنی عامر [illegible]	[illegible]	۵۵۹
۲۳۔ وفد بنی کلاب	[illegible]	۵۶۰
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
۲۴۔ وفد بنی عبد القیس	[illegible]	۵۶۳
	[illegible]	۵۶۴

	جامع عمل	۵۶۴
۲۵۔ وفد بنی ذی مرہ	بستیاں شاداب	۵۶۵
۲۶۔ وفد بنی ایکاء	دست برکت	۵۶۶
۲۷۔ وفد بنی کنانہ	بیعت اور شرکت غزوہ	۵۶۷
۲۸۔ وفد بنی ہلال بن عامر	سوال کون کر سکتا ہے؟	۵۶۸
۲۹۔ وفد طے	یمن سے زید الخیل	۵۶۹
	ماورائے سخن۔ تعریف سے زیادہ	۵۷۱
	مشہور سخی حاتم کا بیٹا عدی	۵۷۳
	اک عرب نے آدمی کا...	۵۷۶
	تین پیشین گوئیاں	۵۷۷
ماخذ و حواشی	مستند حوالے	۵۷۹

ایلاء تخییر اور تحریم

ایلاء	لغوی معنی	۵۸۳
تخییر	توسیع نفقہ کا مطالبہ	۵۸۴
تحریم	واقعہ کا پس منظر	۵۸۵
حریفان چمن	منافقوں کی ریشہ دوانی	۵۸۸
ذوق تجسس	حضرت عمرؓ کی تشویش	۵۹۰
بیاض غم ہستی	رسول اللہؐ کا طرز زندگی	۵۹۰
گنج گراں مایہ	رسول اللہؐ کا نظریہ حیات	۵۹۱
متاع لوح و قلم	آیات تخییر کا نزول	۵۹۳
عمال کا تقرر	انتظام مملکت	۵۹۴

تپش دل	عمال کو ہدیہ قبول کرنے کی ممانعت	۵۹۶
سنہ ۹ ہجری	متفرق واقعات	
	عبداللہ بن ابی بن سلول کی موت	۵۹۷
	لعان اور حکم رب	۵۹۸
	جزیہ	۶۰۰
	سود حرام کر دیا گیا	۶۰۰
	شاہ حبشہ نجاشی کا انتقال	۶۰۰
	حضرت ام کلثوم بنت محمدؐ کی وفات	۶۰۰
	بدکاری پر رجم کا حکم	۶۰۱
ماخذ و حواشی	مستند حوالے	۶۰۲

ہجرت کا دسواں سال

وفد سلامان	بنی قضاعہ کی شاخ	۶۰۳
وفد بجیلہ	یمن سے یوسف امت	۶۰۶
وفد محارب	عکاظ کا منکر و گستاخ	۶۰۹
وفد خولان	یمن کا قبیلہ	۶۱۱
وفد غامد	نبی برحق کی تصدیق	۶۱۳
وفد بنی حارث بن کعب	سریہ حضرت خالد بن ولیدؓ بجانب نجران	۶۱۴
وفد غسان	شام کی سرحدی ریاست سے	۶۱۷
وفد کندہ	حضرموت کا نامی خاندان	۶۱۹
وفد حضرموت	شاہی خاندان دامن اسلام میں	۶۲۰

وفد بنی حنیفہ	مسیلمہ ابن کذاب کی آمد	۶۲۲
عجمی نقش اولین	یمن کے ایرانی گورنر کا ایمان	۶۲۵
یمن کا نظم و نسق	نئی تقسیم۔ نیا انتظام	۶۲۵
شاہان یمن دامن اسلام میں	حمیری ملوک	۶۲۶
زبان سخن کو سخن........	معاذ ابن جبلؓ کا امتحان	۶۲۹
حضرت علیؓ یمن کی طرف	علیؓ جیسے فیصلے کرو	۶۳۲
رنجش بے جا	علیؓ کو دوست رکھو	۶۳۵
ماخذ و حواشی	مستند حوالے	۶۳۸

حجۃ الوداع

مختلف نام	حجۃ البلاغ' اسلام' وداع' اتمام و اکمال	۶۴۱
اعلان عام	حج کا مصمم ارادہ	۶۴۲
مدینہ سے روانگی	دن' وقت اور تاریخ	۶۴۳
[illegible] گونج اٹھے دشت........	تلبیہ۔ لبیک	۶۴۴
احکام	عمرہ و قربانی کے بارے میں	۶۴۵
میزبان ثانی	حضرت سعدؓ بن عبادہ	۶۴۸
مکہ میں داخلہ	ذی طویٰ میں قیام	۶۵۰
عمرہ کا طریقہ	طواف' سعی اور حلق	۶۵۱
یمن سے آمد	حضرت علیؓ	۶۵۶
ایام حج	۸' ۹' اور ۱۰ ذی الحجہ	۶۵۷
خطبہ وجہ فضیلت	تمام دعوے باطل	۶۵۸

وہ اچھے رہے	حج کے مسائل	۶۶۴
۱۰ ذی الحجہ کا خطبہ	اوج خطابت	۶۶۹
برتر از وہم و گماں	دین کی تکمیل کا مژدہ	۶۷۱
سنت ابراہیمی	اونٹوں کی قربانی	۶۷۴
وفا پیشہ	معمرؓ بن عبد اللہ	۶۷۵
سورۂ نصر کا نزول	سفر آخرت کا اشارہ	۶۷۸
مقامات دعا	چھ مقدس جگہیں	۶۷۸
طواف وداع	حرم کعبہ کا آخری دیدار	۶۷۹
سفیران حرم	مکہ سے روانگی	۶۸۰
تجدید وفا	خم غدیر کا خطبہ	۶۸۱
سراپا حمد سراپا شکر	مدینہ میں داخلہ	۶۸۲
محروم کو نوید	رمضان میں عمرہ	۶۸۳
ماخذ اور حواشی	مستند حوالے	۶۸۴
سنہ ۱۰ ہجری	اہم اور متفرق واقعات	۶۸۷
	حضرت ابراہیمؓ کی وفات	۶۸۷
	ذوالکلاع کو دعوت اسلام	۶۸۹
	حدیث جبریل	۶۹۰
	بحرین سے خراج	۶۹۵
	بیس دن کا اعتکاف	۶۹۵
ماخذ و حواشی	مستند حوالے	۶۹۶

RekhtaDownload.com

ہجرت کا گیارہواں سال

وفد نخع	یمن کے متلاشیان حق	۶۹۷
سفر آخرت		۷۰۰
آخری وحی	کونسی آیات	۷۰۰
کثرت استغفار	سورۂ نصر کا نزول	۷۰۲
پیمانہ خیر و شر	محفل خاص میں وصیتیں	۷۰۳
یاد رفتگان	شہدائے احد کے لئے دعا	۷۰۶
گورستان بقیع	دعائے مغفرت	۷۰۶
سریہ اسامہ	عہد رسالت کی آخری مہم	۷۰۷
طوفان حوادث	دنیا کے خزانے۔ جنت کی چابیاں	۷۰۸
آخری پرچم آخری مہم	حضرت اسامہؓ کا اعزاز	۷۰۹
فریب خوردہ منزل	جھوٹے مدعیان نبوت	۷۰۹
علالت	ہفتہ بھر کی کیفیت	۷۱۱
خود احتسابی	مجمع عام میں اعلان	۷۱۶
بندہ عظیم کا اختیار عظیم	انتقال کے اشارے	۷۱۸
صحابہ کرام کی ایک صدی	دور سعادت	۷۲۰
حدیث قرطاس	جانشینی کا مسئلہ	۷۲۰
انتخاب امام	جاں نشین مصلی رسول پر	۷۲۲
بر مصحف روئے او نظر کن	آخری دیدار	۷۲۶

RekhtaDownload.com

خوشا وہ دور ....

چراغ سحر	رفیق اعلیٰ میں جانے کی تمنا	۷۲۷
ہوش و حواس........	صحابہ کرام کی کیفیتیں	۷۲۹
تسکین کو ہم نہ........	حضرت ابوبکرؓ کی آمد	۷۳۰
دن، وقت اور تاریخ وفات	تفصیلی بحث	۷۳۳
فکر فردا	بیعت خلافت	۷۳۸
سرچشمہ حق	کیفیت غسل	۷۴۱
	کفن کی تفصیل	۷۴۲
	نماز جنازہ	۷۴۳
	تدفین کا حال	۷۴۴
	عمر بوقت وفات	۷۴۵
	خاتون جنتؓ کا مرثیہ	۷۴۶
ماخذ و حواشی	مستند حوالے	۷۴۷
مت سہل ہمیں....	چند محدثین و مورخین کے سوانح	۷۵۳
ماخذ و مراجع	کتابیات	۷۹۹
چند خطوط	سرمایہ افتخار	۸۱۲
چند آراء	چند تبصرے	۸۱۷

RekhtaDownload.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

RekhtaDownload.com

الحمد اللہ پاکستان اسٹیٹ آئل ملک کا سب سے بڑا تجارتی و کاروباری ادارہ ہونے کے ناطے جہاں ملک کی ترقی و خوشحالی کے لئے معاشی محاذ پر مسلسل سرگرمِ عمل ہے وہاں ملک کی نظریاتی اساس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس کی بنیادیں مضبوط کرنے کے حوالے سے بھی اپنا کردار ادا کرنے کی جستجو میں مصروفِ عمل ہے۔ ہم بارگاہِ ربّ العزت میں سجدہء شکر بجا لاتے ہیں کہ اس نے ہمیں ملک و قوم کی خدمت کے ساتھ ساتھ دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی سیرت احمد مجتبیٰ کی اشاعت اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

ارشادِ ربانی ہے :

" لقد کان لکُم فیِ رسول اللّٰہ اسوۃ حسنہ "

ترجمہ : "اے اہلِ ایمان! تمھارے لئے رسول اللہ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے "

گویا مسلمان دنیا کے کسی بھی گوشہ میں کسی بھی حیثیت سے سرگرم عمل ہو، اسے حضور اکرمؐ کے نقشِ قدم پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس حکم کے پیش نظر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ ایسے وسائل مہیا کرنے کی کوشش کرنی چاہئیے جن کے ذریعے ہمیں اس سیرت پاکؐ کے بارے میں آگاہی حاصل ہو سکے جس پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنی دنیا و آخرت سنوار سکتے ہیں۔ یہی خیال سیرت نمبر کی اشاعت کا باعث بنا۔

سیرت کے عنوان سے تصنیف و تالیف کا یہ سلسلہ جو ۱۹۷۹ء میں ادارہ کے ترجمان پی ایس او ریویو کے خصوصی سیرت نمبروں کے ذریعہ شروع ہوا اور پھر کتابی صورت میں ستمبر ۱۹۸۶ء میں سیرتِ احمد مجتبیٰ ظہور قدسی سے مسجدِ قبا تک (جلد اول)، ستمبر ۱۹۹۰ء میں قبا سے واقعہ افک تک (جلد دوم)، ستمبر ۱۹۹۲ء میں سیرت البم اور اس کے بعد غزوۂ خندق سے سفر آخرت تک (جلد سوم) کی اشاعت کے ذریعے آگے

بڑھتا رہا اور اب ہم انتہائی مسرت کے ساتھ "سیرت احمد مجتبیٰ، غزوۂ خندق سے سفرِ آخرت تک" (جلد سوم) کا تیسرا ایڈیشن آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ۱۹۹۶ء میں جب زیرِ نظر جلد کا دوسرا ایڈیشن منظرِ عام پر آیا تھا تو اسے ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور بے پناہ سراہا گیا۔ شوقِ حصول کا اظہار اس قدر شدت اور تواتر سے ہوا کہ ہمارے لئے سب کی خواہش پوری کرنا ممکن نہ رہا۔ چنانچہ آپ سب کی جانب سے بڑھتے ہوئے تقاضوں کے پیشِ نظر اس حصہ کا تیسرا ایڈیشن شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور الحمد اللہ آج یہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

ان مطبوعات کی قدر و قیمت کا اندازہ ہمیں اہل علم، اہل نظر و صاحبان فہم و فراست کے ان خطوط سے بھی ہو تا رہا ہے جو ہمیں ملک اور بیرون ملک سے موصول ہوئے ہیں۔ ہم ان تمام اہل علم اور صاحبان نظر کے تہہ دل سے ممنون ہیں جنھوں نے خالص علمی معیار پر پرکھ کر اسے سندِ قبولیت عطا کی اور اپنی گرانقدر آراء سے نوازا اور اسے پذیرائی بخشی۔ یہ پذیرائی و ستائش یقیناً ہمارے لیے حوصلہ افزائی کا باعث ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ پاکستان اسٹیٹ آئل اپنی کاروباری مصروفیات کے ساتھ ساتھ مذکورہ سلسلہ نشر و اشاعت کا اہتمام جاری رکھنے میں مصروف ہے۔

ہم اپنے ربِ ذوالجلال کے حضور سراپا سپاس ہیں کہ اس نے ہمیں یہ علمی خدمت بجالانے کی توفیق مرحمت فرمائی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس سعی ناتمام کو مقبول وبامراد فرمائے اور مزید دینی و علمی خدمات کی توفیق عطا فرمائے

(آمین)

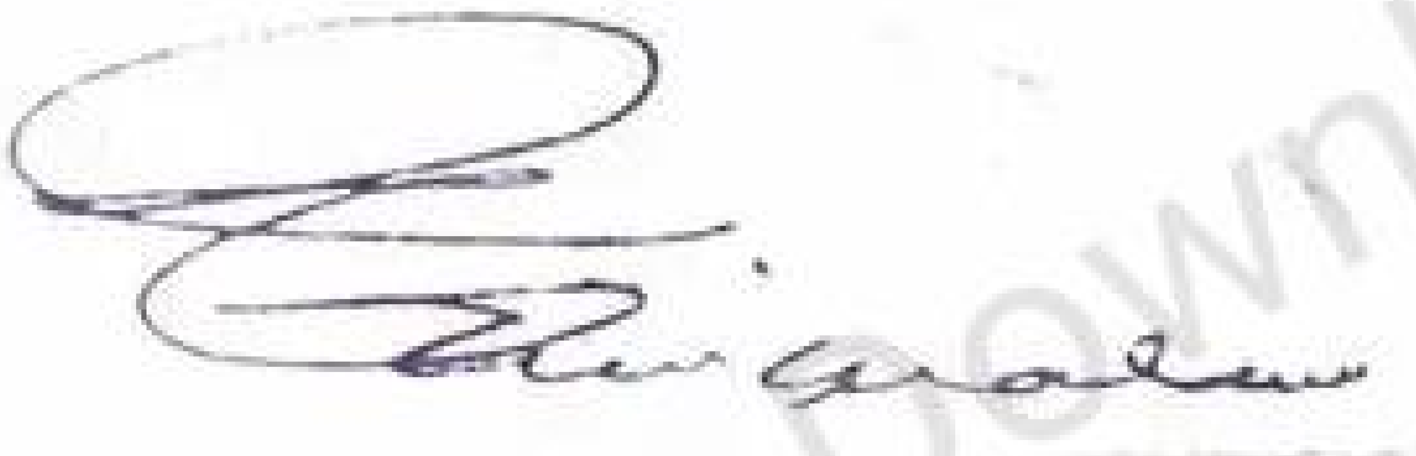

RekhtaDownload.com

نومبر ۱۹۹۹ء
پی ایس او ہاؤس
خیابانِ اقبال کلفٹن کراچی

افتخار عالم
مینیجنگ ڈائریکٹر
پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی لمیٹڈ

یادگار زمانہ ہیں یہ لوگ

عہد رسالت سے قربت زمانی کے اعتبار سے چند اہم محدثوں، سیرت نگاروں اور مورخوں کی تفصیل

مشہور نام	نام اور ولدیت	ولادت			وفات			عمر	عمر
		مقام	ہجری سنہ	عیسوی سنہ	مقام	ہجری سنہ	عیسوی سنہ	ہجری سنہ	عیسوی سنہ
حضرت عروہؓ	عروہ ابن زبیرؓ	مدینہ	۲۳	۶۴۳	ناحیہ الفرع	۹۴	۷۰۹	۶۸	۶۶
			۲۹	۶۵۰		۹۹	۷۱۸	۷۰	۷۸
امام ابو حنیفہؒ	نعمان بن ثابت		۸۰	۶۹۹	بغداد	۱۵۰	۷۶۷	۷۰	۶۸
ابن اسحٰقؒ	محمد بن اسحٰق	مدینہ	۸۵	۷۰۲	بغداد	۱۵۰	۷۶۷	۶۵	۶۳
امام مالکؒ	مالک بن انس	مدینہ	۹۳	۷۱۱	مدینہ	۱۷۹	۷۹۵	۸۶	۸۳
ابو یوسفؒ	یعقوب بن ابراہیم	کوفہ	۱۱۳	۷۳۱		۱۸۲	۷۹۸	۶۹	۶۷
واقدیؒ	محمد بن عمر	مدینہ	۱۳۰	۷۴۷	بغداد	۲۰۹	۸۲۳	۷۹	۷۶
ابن ہشامؒ	عبدالملک بن ہشام	بصرہ	-	-	فسطاط	۲۱۸	۸۳۳	-	-
ابن حنبلؒ	احمد بن محمد بن حنبل	بغداد	۱۶۳	۷۸۰	بغداد	۲۴۱	۸۵۵	۷۷	۷۵

ابن سعدؒ	محمد بن سعد	بصرہ	۱۶۸	۷۸۵	بغداد	۲۳۰	۸۳۵	۶۲	۶۰
امام بخاریؒ	محمد بن اسمٰعیل	بخارا	۱۹۴	۸۱۰	خرتنگ	۲۵۶	۸۷۰	۶۲	۶۰
امام ابو داؤدؒ	سلیمان بن الاشعث	سجستان	۲۰۲	۸۱۷		۲۷۵	۸۸۹	۷۳	۷۲
البلاذریؒ	احمد بن یحییٰ	بغداد	۲۰۳	۸۱۹	بغداد	۲۷۹	۸۹۳	۷۶	۷۳
امام مسلمؒ	مسلم بن حجاج	نیشاپور	۲۰۳	۸۱۸	نیشاپور	۲۶۱	۸۷۵	۵۸	۵۷
امام ترمذیؒ	محمد بن عیسیٰ	ترمذ	۲۰۹	۸۲۴	ترمذ	۲۷۹	۸۹۲	۷۰	۶۸
ابن ماجہؒ	محمد بن یزید	قزوین	۲۰۹	۸۲۴		۲۷۳	۸۸۶	۶۴	۶۲
ابن قتیبہؒ	محمد بن مسلم	کوفہ	۲۱۳	۸۲۸	بغداد	۲۷۶	۸۸۹	۶۳	۶۱
امام نسائیؒ	احمد بن شعیب	خراسان	۲۱۵	۸۳۰	مکہ	۳۰۳	۹۱۵	۸۸	۸۵
طبریؒ	محمد بن جریر	آمل	۲۲۵	۸۳۹	-	۳۱۰	۹۲۳	۸۵	۸۳
مسعودیؒ	علی بن حسین	بغداد	-	-	فسطاط	۳۴۶	۹۵۷	-	-
ابن عبدالبر	محمد یوسف بن عبدالبر	-	۳۶۸	۹۷۸	شاطبہ	۴۶۳	۱۰۷۰	۹۳	۹۲
ابن حزمؒ	علی بن احمد	قرطبہ	۳۸۴	۹۹۳	-	۴۵۶	۱۰۶۳	۷۲	۷۰
ابن قیمؒ	محمد بن ابی بکر	دمشق	۴۹۱	۱۰۹۸	-	۵۷۱	۱۱۷۶	۸۰	۷۸
ابن عساکرؒ	علی بن حسن	دمشق	۴۹۹	۱۱۰۵	دمشق	۵۷۱	۱۱۷۶	۷۲	۷۱
ابن جوزیؒ	عبدالرحمٰن بن علی	بغداد	۵۰۸	-	-	۵۳۹	-	-	-

ابن اثیر	علی بن محمد	جزیرہ	۵۵۵	۱۱۶۰	موصل	۶۳۰	۱۲۳۳	۷۵	۷۳
ابن کثیر	اسمٰعیل بن عمر	دمشق	۷۰۱	۱۳۰۱	دمشق	۷۷۴	۱۳۷۳	۷۳	۷۲
ابن خلدون	عبدالرحمٰن ولی الدین	تیونس	۷۳۲	۱۳۳۲	قاہرہ	۸۰۸	۱۴۰۶	۷۶	۷۴
ابن حجر عسقلانی	شہاب الدین احمد بن علی	مصر	۷۷۳	۱۳۷۲	قاہرہ	۸۵۲	۱۴۴۹	۷۹	۷۷
سیوطی	جلال الدین سیوطی	قاہرہ	۸۴۹	۱۴۴۵	روضہ	۹۱۱	۱۵۰۵	۶۲	۶۰
سمہودی	نورالدین ابوالحسن	سمہود	۸۴۴	۱۴۴۰	مدینہ	۹۱۱	۱۵۰۵	۶۲	۶۰
قسطلانی	احمد بن محمد	قاہرہ	۸۵۱	۱۴۴۷	قاہرہ	۹۲۳	۱۵۱۷	۷۲	۷۰
جمال حسینی	سید جمال حسینی	ایران	-	-	ایران	۹۲۶	۱۵۲۰	-	-
عبدالحق	شیخ محمد عبدالحق	دہلی	۹۵۸	۱۵۵۱	دہلی	۱۰۵۲	۱۶۴۳	۹۴	۹۲
شبلی	محمد شبلی نعمانی	بندول	۱۲۷۴	۱۸۵۷	-	۱۳۳۲	۱۹۱۴	۵۹	۵۷
سلیمان منصور پوری	محمد سلیمان سلمان	-	-	-	-	۱۳۴۹	۱۹۳۰	-	-
اشرف علی تھانوی	اشرف علی ولد عبدالحق	-	۱۲۸۰	۱۸۶۳	-	۱۳۶۲	۱۹۴۳	۸۲	۸۰
عبدالرؤف دانا پوری	عبدالرؤف قادری	-	۱۲۹۱	۱۸۷۴		۱۳۶۷	۱۹۴۸	۷۶	۷۴
سلیمان ندوی	سید سلیمان ندوی	دیسنہ	۱۳۰۲	۱۸۸۴	کراچی	۱۳۷۳	۱۹۵۳	۷۱	۶۹
ادریس کاندھلوی	محمد ادریس	بھوپال	۱۳۱۷	۱۸۹۹	لاہور	۱۳۹۴	۱۹۷۴	۷۷	۷۵
ڈاکٹر حمید اللہ	محمد حمید اللہ	حیدر آباد	۱۳۲۶	۱۹۰۸	الحمدللہ بقید حیات ہیں اور پیرس میں مقیم ہیں۔				

غزوہ خندق
شمال
جبل ثور
جبل اُحد
بئر رومہ
جبل سلع
بنی حارثہ
بنی عبدالاشہل
بنی ظفر
بنی نضیر
وادی بطحان
مسجد قبا

قینقاعؓ اور بنی نضیرؓ مدینہ سے نکال دیئے گئے تھے۔ ان کی زمینیں، سودی لین دین اور جائیداد سب ہی ان کے ہاتھ سے نکل گئے۔ دوسرے عرب قبائل ان دونوں کے ہمدرد تھے اور ایک نئی ابھرتی ہوئی طاقت سے خائف تھے۔ یہودی بنی نضیر کے اخراج کے بعد اپنے مستقبل سے سخت پریشان تھے۔ انہوں نے منصوبہ بندی کی کہ اگر اس موقع پر مسلمانوں کا قلع قمع نہ کیا گیا تو پھر ان سے نبٹنا بہت مشکل ہو جائے گا لہٰذا سارے عرب کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے کیلئے اپنی تھیلیوں کے منہ کھول دیئے۔ بنی نُضَیرؓ کے سرداروں میں سے حُیَی بن اخطب، سلام بن ابی حقیقؓ، کنانہ بن ربیع، سلام بن مشکم اور بنی وائل سے ہوذہ بن قیس اور ابو عمّارہ مل کر سب سے پہلے مکہ گئے، (۱) قریش کو مدینہ پر بھرپور حملہ کیلئے تیار کیا۔ رسد، اسلحہ، مال اور نفری سے امداد کا یقین دلایا اور ان دونوں نے مل کر وقت، اور موقع و محل کا تعین کیا۔

اس موقع پر قریش نے ان سے پوچھا تھا کہ تم لوگ اہل کتاب ہو اور ہمارے اور محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کے اختلاف سے بخوبی واقف ہو۔ ذرا یہ تو بتاؤ کہ ہمارا دین بہتر ہے یا مسلمانوں کا؟ دشمنی اور عداوت سے مغلوب ہو کر یہودیوں نے توحید کو مانتے ہوئے بت پرستی کی تائید کی۔ کہا کہ "ہاں تمہارا دین اس دین سے بہتر ہے اور تم ان کی نسبت حق سے زیادہ قریب ہو۔" سورۂ نساء میں اس بارے میں فرمایا گیا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾

"کیا تو نے ان لوگوں کو دیکھا' جن کو کتاب کا کچھ حصہ ملا ہے۔
بتوں اور شیطان پر ایمان رکھتے ہیں۔ کافروں کی نسبت کہتے ہیں
کہ یہ لوگ مومنوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔"

ریشہ دوانیاں

دنیوی فائدہ کی خاطر "ثمنِ قلیل" پر دین اور عقیدہ بیچ دینا یہودیوں کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ یہ وقت تو قریش کی ہمدردیاں سمیٹنے اور ان کو مشتعل کرنے کا تھا۔ اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ ابوسفیان انہیں لے کر حرم کعبہ میں آیا۔ بتوں کے سامنے عہدوپیمان ہوا۔ اب یہودیوں کا یہ وفد بنی غطفان کے جنگجو قبیلہ میں گیا۔ اس کے سردار عینیہ بن حصن بن حذیفہ کو ساتھ ملایا۔ اسے خیبر کے کھجوروں کی سال بھر کی فصل دینے کی پیشکش کی۔(۲) اسی طرح اطراف کے دیگر قبائل بنو مُرّہ کے سردار حارث بن عوف بنو اشجع کے مسعر بن رُخیلہ کو بھی آمادہ پیکار کیا۔(۳) ان کے علاوہ بنی سُلَیم' اسد' فزارہ میں بھی مسلمانوں کے خلاف نفرت کی آگ بھڑکا دی۔ اب خیبر کے ان یہودیوں کی تمام تر توجہ بنی قریظہ پر تھی۔ یہ ابھی مدینہ ہی میں تھے۔ ان کو توڑنا بہت ضروری تھا۔ حُیّ بن اخطب اس جوڑ توڑ میں لگ گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم جب دَوْمَۃُ الْجَنْدَل کی مہم سے واپس

آئے تو خیبر کے یہود کی ریشہ دوانیوں کی اطلاع ملی۔ بنو خزاعہ نے بھی اپنے ایک مخبر کو مدینہ بھیجا تاکہ صورتحال سے خبردار کرے۔ دَوْمَۃُ الْجَنْدَلْ سے لوٹتے ہوئے بنی غطفان کے علاقے سے جب مسلمان واپس ہو رہے تھے تو اس کی سُن گُن ان کے کانوں میں پڑی۔ چنانچہ اس کے بعد ہی گھوڑوں پر سوار ہو کر مجاہد اعظمؐ نے چند انصار و مہاجرین کے ساتھ اطراف مدینہ کا جائزہ لیا۔ مدینہ کے تین اطراف میں قلعہ نما مکانات (اوطام) اور کھجور کے گھنے باغات تھے۔ ان میں سے دشمن کا داخلہ مشکل تھا۔ چھوٹے چھوٹے تیراندازوں کے دستے ان مقامات کی حفاظت کر سکتے تھے۔ مدینہ ایک بڑے وسیع میدان میں آباد تھا۔ اس کے شمال میں جبل احد اور جنوب میں جبل عیر ہے' مشرقی اور مغربی سمت میں حرّہ واقم اور حرّہ وبرہ ہیں۔ یہ سنگستان عبور کرنا سواروں کیلئے بھی بیحد مشکل ہوتا ہے۔ نوکدار پتھر راستہ روک دیتے ہیں' مدینہ میں جبلِ سُلع ہے۔ یہ ایک بڑی پچھے سو فٹ بلند چٹان ہے۔ اس سے ذرا شمال میں ایک اور ٹیلہ ہے جو جبل ذباب کہلاتا ہے۔ مدینہ کی صرف شمالی سمت کھلی ہوئی تھی۔ دشمن ادھر سے بہ آسانی داخل ہو سکتا تھا۔ آپؐ نے اس مقام پر خندق کھودنے کا فیصلہ فرمایا۔

نئی تحقیق نئی بات

عام طور پر سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں یہ پڑھنے کو ملتا ہے کہ خندق کھودنے کا مشورہ حضرت سلمان فارسیؓ نے دیا۔ وہ ایرانی النسل تھے

اور اصفہان سے تلاشِ حق میں عرب آئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ایسے موقع پر اہلِ شہر خندق کھود کر شہر کا دفاع کرتے ہیں چنانچہ اس مشورے پر عمل کرکے خندق کھودی گئی۔ جدید تحقیق سے ایک نئی بات معلوم ہوئی ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کے مکتوبات نبویؐ میں جو "سیاسی وثیقہ جات" کے نام سے مجلسِ ترقیِ ادب لاہور نے شائع کیے ہیں' ابوسفیان کا خط اور حضور اکرمؐ کا جواب دونوں موجود ہیں جو درج ذیل ہیں:(۴)

"من جانب ابوسفیان بن حرب بخدمت محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ

اپنے بتوں لات' عزیٰ' منات' نائلہ اور ہبل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے ہمراہ وہ بے کراں لشکر لے کر آرہا ہوں جو مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتا ہے۔

میں نے آپ کے حوصلے دیکھ لئے۔ مقابلہ کی تاب نہ لاکر شہر کے اردگرد خندق کھدوالی۔ آپ تو یہ طریقہ جانتے نہ تھے۔

اگر اس مرتبہ ہم مدینہ سے ناکام واپس لوٹے تو جس طرح اُحد میں ہم نے آپ کو پامال کیا تھا اور آپ کے لشکریوں کی گرفت سے ہم اپنی عورتوں کو بچا لائے کسی وقت اُحد کی مانند پھر آپ کو نرغہ میں لے کر پیس دیں گے۔"

رسول اللہؐ کے پاس یہ خط پہنچا۔ آپ نے اُبَیّ بن کعبؓ کو اپنے خیمے میں لے جا کر ان سے سنا اور مندرجہ ذیل جواب لکھوایا:

"من جانب محمدؐ رسول اللہ بنام ابو سفیان بن حرب

واضح ہو تمہارا خط ملا۔ میں جانتا ہوں کہ تم سدا سے اللہ تعالیٰ کے خلاف غرور میں مبتلا ہو۔

یہ جو تم نے مدینہ پر ایسا حملہ کرنے کا ذکر کیا ہے جس میں تمہارے ہمراہ لشکر ار جرّار ہوگا اور کہتے ہو کہ تمہاری فوج مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گی تو یہ خدا کی مرضی پر منحصر ہے۔ وہ اگر چاہے تو تم لوگوں سے لات و عزیٰ کا نام لینے کی طاقت سلب کر سکتا ہے۔

اور یہ جو تم نے لکھا ہے کہ مجھے خندق کھودنے کا طریقہ یاد نہ تھا تو یہ طریقہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس وقت القا فرمایا (۵) جب تمہارا اور تمہارے ہمراہیوں کا غیظ و غضب یہاں تک آپہنچا کہ تم لوگ مدینے کی اینٹ سے اینٹ بجانے پر تل گئے۔

سنو! تمہاری خام امیدوں کا پورا ہونا تو کجا وقت آگیا ہے کہ لات و عزیٰ و منات اور نائلہ ایک ایک کے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔"

اس غزوہ میں یہ نئی بات تھی جس نے کفار کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ بدر میں صف بندی، احد میں میدان جنگ کا انتخاب اور اب خندق کے ذریعہ حفاظت کا انوکھا طریقہ۔

خندق کی کھدائی

مدینہ کی شمالی کھلی سمت میں خندق کھودنے کا فیصلہ ہوا۔ یہ حصہ جبل احد کا مشرقی و مغربی رخ ہے۔ یہ خندق مقام شیخین سے شروع ہو کر جبل

سلع کے مغربی حصہ تک کھودی گئی۔ بعد میں مزید بڑھا کر وادی بطحان اور وادی رانونا کے مقام اتصال تک پہنچائی گئی۔(٦) یہ لمبائی ساڑھے تین میل ہوتی ہے۔ چوڑائی اتنی تھی کہ گھڑ سوار کیلئے بھی اس پر سے جست لگانا ناممکن تھا۔ محمد احمد باشمیل نے لکھا ہے کہ یہ خندق پانچ ہزار گز لمبی۔ سات گز گہری اور نو گز چوڑی تھی۔ گہرائی اتنی تھی کہ تری نکل آئی تھی۔ مولانا شبلی نے پانچ گز گہرائی لکھی ہے۔(٧)

خندق کھودنے کیلئے جبل سلع کے دامن میں پڑاؤ ڈالا گیا۔ سرخ چمڑے کا خیمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے لگایا گیا۔(٨) حضورؐ نے خود خندق کے کھودے جانے کی جگہ حدود قائم فرمائے۔ ان پر خط کھینچا گیا۔ پھر یہ حصہ ہر مجاہد کو تقسیم ہوا۔

دوسری روایت ہے کہ دس دس آدمیوں کو دس دس گز حصہ دیا گیا۔(٩) مہاجرین کی جماعت نے راتج کی طرف سے جبل ذباب کی طرف کھدائی شروع کی۔ انصار نے جبل ذباب سے جبل بنی عبید کی جانب کھدائی کی۔(١٠) کھدائی کے سامان میں پھاوڑے کدّل وغیرہ بنی قریظہ سے مستعار لئے گئے۔(١١) بنو عبد الاشہل راتج کے پچھلے حصہ میں خندق کھودتے ہوئے اسے مسجد کی پشت تک لے آئے۔ بنو دینار نے جربا کے مقام سے کھودنا شروع کیا۔ کھدائی کا کام چھ دن میں مکمل ہوا بعض نے بیس دن لکھے ہیں۔(١٢) علامہ سمہودی کا خیال ہے کہ خندق کھودنے سے جو

مٹی اور پتھر اٹھا اسے مدینے کے اندرونی حصہ میں رکھا جاتا۔ اس سے ایک کچی فصیل سی بن گئی جو تیراندازوں کیلئے آڑ کا کام دینے لگی نیز اس کی بلندی گھڑسواروں کیلئے سد راہ بن گئی۔

بشارتیں

فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس ان مجاہدوں کے ساتھ خندق کھودنے میں شریک تھے۔ اپنے دامن میں مٹی اٹھا اٹھا کر لاتے یہاں تک کہ غبار نے شکم اطہر کی جلد ڈھانک دی تھی۔ (۱۳) بھوکے پیاسے مجاہدوں کو لگن اور محنت سے کام کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃ — زندگی تو صرف آخرت ہی کی زندگی ہے۔

فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ — یا اللہ انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔

کام کے بوجھ اور موسم کی شدت کو ہلکا کرنے کیلئے حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ اور جعیل رجز کے اشعار پڑھتے۔ تمام مسلمان اور خود اللہ کے رسول ان کی آواز میں آواز ملاتے۔ منافقین نے خندق کی کھدائی میں حصہ نہیں لیا۔ (۱۴)

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا؟

حضرت سلمان فارسیؓ بہت تنومند اور جفاکش انسان تھے۔ یہودی مالک سے آزادی کے بعد یہ پہلا غزوہ تھا جس میں وہ شرکت کر رہے تھے۔

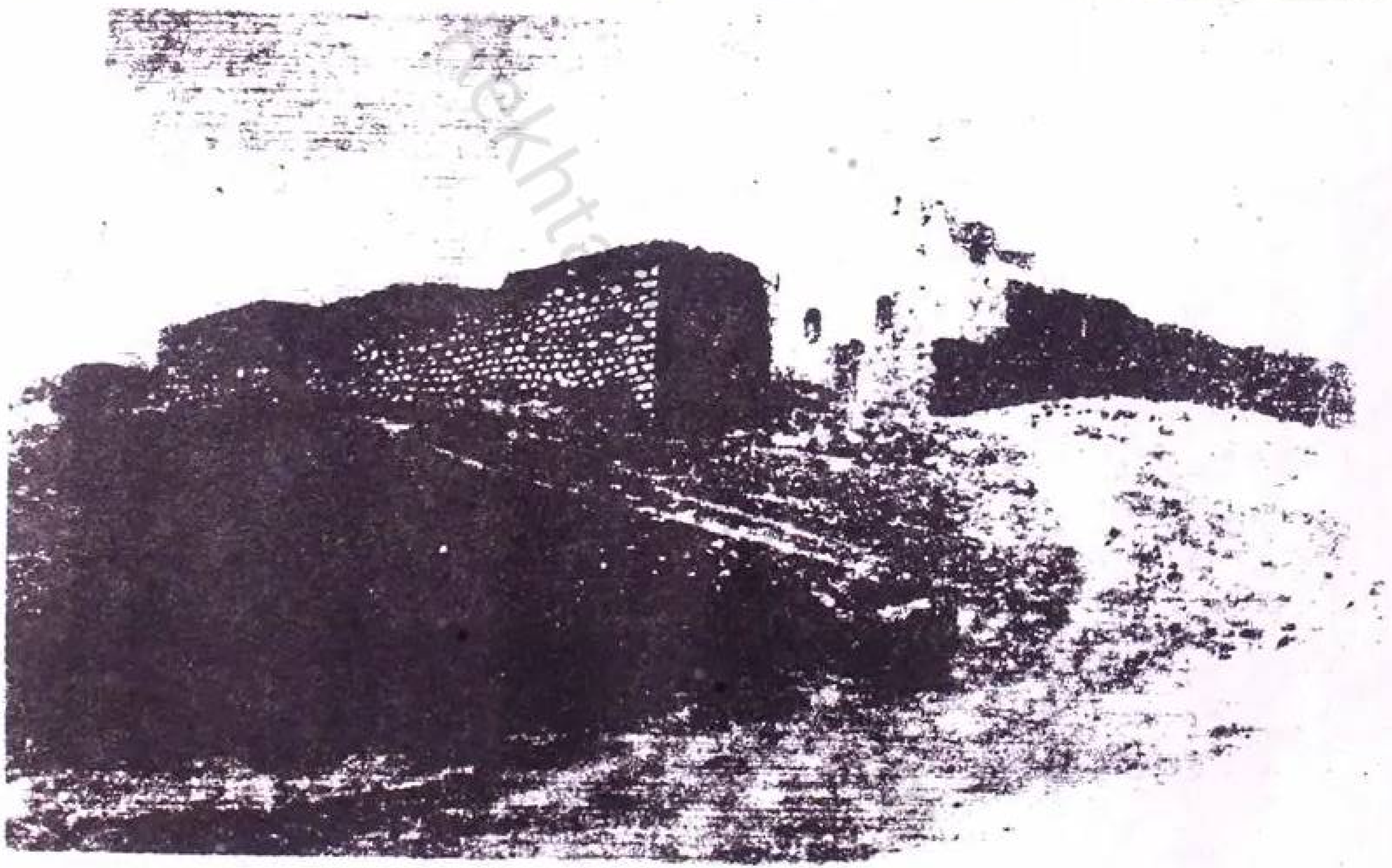

مسجد زباب (مدینہ منورہ) خندق کی کھدائی کے حصے اس جگہ حضور کا خیمہ تھا جہاں آپ نماز پڑھا کرتے تھے۔

وہ مہاجر بھی تھے اور انصاری بھی۔ مہاجریوں کہ دین حق کی تلاش میں دربدر کی ٹھوکریں کھاتے ہوئے اصفہان سے مدینہ پہنچے۔ انصاری اس طرح کہ حضور اکرمؐ کی ہجرت سے قبل ہی یہاں پہنچ چکے تھے۔ جب آپؐ اور صحابہ ہجرت کرکے آئے تو انہیں ہدیہ اور صدقہ پیش کیا۔ اس موقع پر دونوں کی طرف سے حضرت سلمانؓ کی مانگ تھی۔ یہ سن کر ارشاد ہوا "سلمان رَجلٌ مِنّا اہل بیت" یعنی سلمان ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ (۱۵)

ان کی تنومندی کے پیش نظران کیلئے پانچ ذراع لمبائی اور اتنی ہی گہرائی کھودنے کی ذمہ داری لگائی گئی۔ دوسرے لوگ چار چار ذراع زمین کھود رہے تھے۔ حضرت عمرو بن عوفؓ کا بیان ہے کہ ایک گروہ جس میں وہ خود، حضرت سلمانؓ، حذیفہ ابن یمانؓ، نعمان بن مقرن اور چھ انصاریؓ تھے جبل ذباب کی جڑ تک پہنچ گئے۔ یہاں ایک سفید رنگ کی گول گول چٹان برآمد ہوئی۔ وہ اس قدر سخت تھی کہ کدالیں ٹوٹ گئیں۔ آخر حضرت سلمانؓ اوپر چڑھ کر رسول اللہؐ کی خدمت اقدس میں پہنچے اور صورتحال بیان کی۔ حضورؐ خود تشریف لائے۔ بھوک کی وجہ سے شکم مبارک پر پتھر بندھے تھے۔ حضرت سلمانؓ سے کدال لی اور بسم اللہ کہہ کر ضرب لگائی۔ ایک چمک کے ساتھ ایک تہائی چٹان ٹوٹ گئی۔ آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند فرمایا۔ سب نے بھی یہی نعرہ لگایا۔ دوسری ضرب سے مزید تہائی حصہ گر گیا پھر اللہ اکبر فرمایا سب نے ہم نوائی کی۔ تیسری ضرب میں چٹان پاش پاش

ہو گئی۔ تکبیر بلند ہوئی تو ہم نے بھی جواباً "اللہ اکبر کہا۔ فرمایا پہلی چمک میں مجھے ملک شام کی کنجیاں عطا کی گئیں میں نے حیرہ کے سرخ محلات کو دیکھا۔ دوسری ضرب کی روشنی میں فارس کی چابیاں عطا ہوئیں مدائن کے قصر ابیض کو میں نے دیکھا۔ تیسری بار یمن کی کنجیاں ملیں اور میں صنعاء کے دروازوں کو یہاں سے کھڑا دیکھ رہا ہوں۔ جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ میری امت ان شہروں کو فتح کرے گی۔ پھر آپ نے سلمان فارسیؓ کو مدائن کے محلات کی تفصیل بتائی۔ حضرت سلمانؓ نے عرض کیا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے قصر ابیض ایسا ہی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔(۱۶)

کُفّار کا لشکر

ادھر مسلمان خندق کی کھدائی سے فارغ ہوئے ادھر کُفّار کے لشکر جُوق در جوق پہنچنا شروع ہو گئے۔ ان کی تعداد دس ہزار سے بھی زیادہ تھی۔ انہوں نے السیّول کے سنگم پر جو جرف اور زغابہ کے درمیان ہے بئر رومہ کے قریب اپنا پڑاؤ ڈالا۔(۱۷) قریش اپنے ساتھ احابیش یعنی بنو کنانہ اور اہل تہامہ کو لائے۔ ان کی تعداد چار ہزار کے لگ بھگ تھی۔ غطفان کا قبیلہ اہل نجد کے ساتھ ذنب نقمی میں اترا۔ قریش کے ہمراہ تین سو گھڑ سوار اور پندرہ سو اونٹ تھے۔ مراء الظہران پر بنی سلیم شامل ہوئے جن کی تعداد سات سو تھی۔ دار الندوہ میں تیار کردہ جھنڈا عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ نے

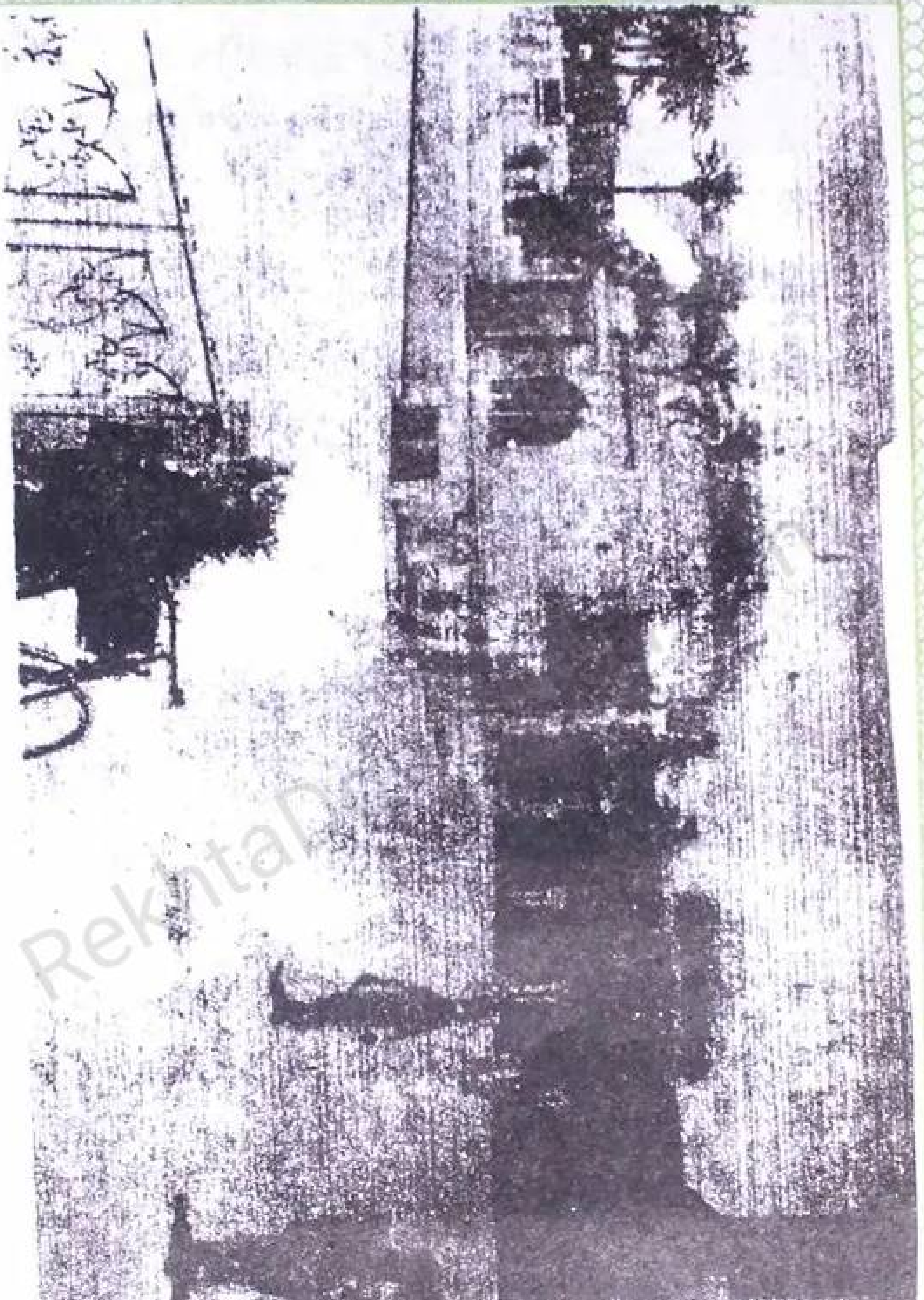

مزار و مسجد حضرت سلمان فارسیؓ

اٹھایا۔ بنواسد کے لوگ طلیحہ بن خویلد الاسدی کے ساتھ آئے۔ قبیلۂ فزارہ کے سپاہی ایک ہزار اونٹوں پر عینیہ بن حصن کی کمان میں تھے۔ بنو اشجع کے چار سو آدمی مسعود بن رخیلہ کے ہمراہ تھے۔ بنو مُرّہ کا سردار حارث بن عوف اپنے ساتھ چار سو جنگجوؤں کو لایا تھا۔ ان سب کا سپہ سالار ابو سفیان بن حرب تھا۔(۱۸) جب یہ لوگ مختلف سمتوں سے مدینہ کے قریب جمع ہوئے تو خندق کو درمیان میں حائل پاکر سخت حیرانی میں پڑ گئے۔ بئر رومہ کے قریب میدان میں خیمہ لگا کر خندق عبور کرنے کی تدبیریں کرنے لگے۔ ابو سفیان نے حُیَ بن اخطب سے کہا کہ اب مدینہ میں آباد یہودی قبیلہ بنی قریظہ کو توڑنا بہت ضروری ہے۔

یہودیوں کی غداری

حی ہی نے تو یہ کھیل کھیلا تھا۔ اس کو خود بھی بنی قریظہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ وہ رات کے وقت بنی قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے گھر پہنچا۔ اس نے دروازہ تک نہ کھولا۔ تین بار کی کوشش کے بعد اس سے ملنے میں کامیاب ہوا۔ کعب نے کہا کہ تو بڑا منحوس ہے کہ اپنے قبیلہ کی تباہی کا باعث بنا اور اب ہمیں برباد کرنا چاہتا ہے۔ ہمارا مسلمانوں سے معاہدہ ہے اور ہم امن و خوشحالی کے ساتھ ہیں۔ اس خبیث نے مذہبی واسطے دے کر اتنے زبردست لشکر کی آمد اور مسلمانوں کے قلع قمع کے ایسے سبز باغ دکھائے کہ بنی قریظہ نے عہد نامہ ختم کر ڈالا۔

کوکب بخت - اوجِ نصیب

حضور اکرمؐ کیلئے یہ گھڑیاں سخت اضطراب کی تھیں۔ بنی قریظہ سے ساز باز پر پوری طرح نگرانی تھی۔ حضرت زبیرؓ ابن عوامؓ اس کام پر مامور تھے۔ وہ گھوڑے پر سوار بار بار بنی قریظہ کی طرف چکر لگا رہے تھے اور تازہ ترین صورتحال سے اللہ کے رسول کو واقف کروا رہے تھے۔ ایک مرحلہ تو اتنا نازک آیا کہ تھوڑی سی دیر میں ان کے محلّہ کے تین پھیرے لگانے پڑے۔ یہی موقع تھا کہ حضرت زبیر بن عوامؓ کی مستعدی اور پھرتی سے خوش ہو کر فرمایا "میرا باپ اور میری ماں تجھ پر فدا ہوں۔" (۱۹) حضرت زبیرؓ حضورؐ کی پھوپھی صفیہؓ کے صاحبزادے تھے۔ ایسا ہی ایک جملہ جنگ احد کے موقع پر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔ وہ رشتہ میں حضورؐ کے ماموں ہوتے تھے۔

اتمامِ حجت کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس و خزرج کے سرداروں حضرت سعدؓ بن معاذ اور سعدؓ بن عبادہ کے ساتھ عبد اللہؓ ابن رواحہ اور اسیدؓ بن حضیر کو بنی قریظہ کو سمجھانے کیلئے روانہ فرمایا۔ انہوں نے مان کر نہ دیا اور معاہدہ سے صاف انکار کر دیا۔

مسلمانوں پر یہ بڑا نازک وقت تھا۔ یہ لوگ مدینہ کے قریب ہی اپنے قلعوں اور گڑھیوں میں رہتے تھے۔ مدینہ کے تمام راستوں اور گلی کوچوں سے واقف تھے۔ اگر جرأت سے کام لے کر مدینہ میں داخلہ کا

راستہ روک دیتے تو مسلمانوں کا اپنے بیوی بچوں سے رابطہ ختم ہو جاتا۔ وہ تو سُلع کے دامن میں خندق پر مورچے لگائے بیٹھے تھے۔

مجاہدوں کی عسکری طاقت

اہل ایمان کی کل تعداد تین ہزار تھی۔ ان کے پاس ۲۶ گھوڑے تھے۔ حضرت سلمہؓ بن اسلم کے ساتھ دو سو مجاہد اور حضرت زیدؓ بن حارثہ کی سرکردگی میں تین سو مجاہد مدینہ کی نگرانی پر مامور تھے۔ وہ منافقین اور بنی قریظہ پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ خندق کی حفاظت کیلئے بھی جابجا پہروں کا انتظام تھا۔ عورتوں اور بچوں کو اوطام (قلعوں) میں بھیج دیا گیا تھا۔ حضرت عائشہؓ، سعدؓ بن معاذ کی والدہ کے ساتھ حارثہ کے قلعے میں تھیں۔ حضرت صفیہؓ حضرت حسانؓ بن ثابتؓ کے قلعہ اطمہ میں مقیم تھیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اس گڑھی کا نام فارع بتایا ہے۔ حضرت حسانؓ بھی پیرانہ سالی کی وجہ سے وہاں مقیم تھے۔ بنی قریظہ نے حالات کا جائزہ لینے کیلئے ایک یہودی کو بھیجا۔ جب وہ اس قلعہ کے قریب سے گزرا تو حضرت صفیہؓ نے اسے ہلاک کر دیا۔ حضرت حسانؓ سے کہا کہ اب نیچے جا کر اس کے ہتھیار اتار لو مگر انہوں نے اس کام سے بھی معذرت چاہی۔ (۲۰)

جب وہ لوٹ کر یہودیوں میں واپس نہ پہنچا تو انہوں نے اندازہ لگایا کہ مدینہ کی حفاظت کیلئے بھی شہر میں لوگ موجود ہیں۔ حضرت عبداللہؓ ابن اُمِ مکتوم کو مدینہ میں نائب مقرر فرمایا۔

حضرت عبادہ بن بشرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے خیمے پر ہر شب پہرہ دیا کرتے تھے۔ مسلمانوں کی پشت پر جبل سلع تھا۔ مغربی سمت پتھریلی ہونے کی وجہ سے کہیں کہیں خندق کی چوڑائی کم تھی۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اس طرف متعین تھے۔ اس موقع پر انصار کا حرف شناخت "حٰم لا ینصرون" اور مہاجروں کا "خیل اللہ" تھا۔(۲۱) حضورؐ اپنے مرکب "لحیف" پر سوار تھے۔ دائیں بائیں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی سواریوں پر تھے۔ مہاجرین کا جھنڈا حضرت زید بن حارثہؓ اور انصار کا سعد ابن عبادہؓ کے ہاتھ میں تھا۔(۲۲)

کٹھن دن کٹھن راتیں

محاصرہ طویل ہوتا جا رہا تھا۔ مسلمان راتیں جاگ کر گزار رہے تھے خود سرور عالمؐ نگرانی فرما رہے تھے۔ ایک رات بڑی سرد تھی۔ آپؐ خیمہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ باہر نکل کر آواز دی کافروں کے سوار خندق کے گرد پھر رہے ہیں۔ حضرت عباد بن بشرؓ جو پہرے پر موجود تھے ان سے فرمایا کچھ لوگوں کو لے کر ادھر جاؤ۔ مشرکین چھاپہ مارنے کی فکر میں ہیں۔ گشتی دستہ نے وہاں جا کر دیکھا تو ابوسفیان کو چند سواروں سمیت پایا۔ مسلمانوں نے پتھر برسائے تو دشمن بھاگ کھڑا ہوا۔

ایک رات شور اٹھا۔ پتہ چلا کہ ضرار بن خطاب مسلمانوں سے نبرد آزما ہے۔ تیروں کی بارش سے وہ لوٹ گیا۔ مشرکین کے جنرل باری باری

مسجد فتح ...... وہ جگہ جہاں محاصرہ کے دوران خیمہ نبوی تھا

جبل سلع کے دامن میں غزوہ خندق کی یادگار "مسجد فتح" بلندی پر ہے،
اس کے علاوہ پانچ مساجد ہیں۔

RekhtaDownload.com

خندق پر حملہ کرتے اور اسے عبور کرنے کی کوشش کرتے۔ ابو سفیان' خالد بن ولید' عمرو بن العاص' ہیر بن وہب اور ضرار بن خطاب فوجوں کو لے کر الگ الگ حملہ کرتے۔

ایک دن نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر حضورؐ کے ارادے سے نکلا۔ بڑی کوشش سے گھوڑے کو ایڑ لگائی لیکن خندق پھاند نہ سکا۔ گھوڑے سمیت خندق میں گر گیا۔ مشرکوں کو اس کی موت کا بڑا صدمہ ہوا۔ اس کی لاش کیلئے دس ہزار درہم معاوضہ منظور کیا۔ حضورؐ نے اس کی لاش واپس کردی اور فرمایا کہ وہ کافر اور مشرک تھا اس کی دیت حلال نہیں۔ (۲۳)

اس دوران حضورؐ نے چاہا کہ غطفان اور فزارہ کے قبیلوں سے صلح کرلیں اور انہیں قریش سے توڑ لیں۔ یہ یہودیوں سے خیبر کی پیداوار میں حصہ کی شرط پر لڑنے آئے تھے۔ آپؐ نے ان کے سردار عینیہ بن حصن اور حارث بن عوف کو پیام بھیجا کہ مدینہ کی کھجوروں کی ۳/۱ پیداوار لے لو اور واپس چلے جاؤ۔ انہوں نے آدھی پیداوار کا مطالبہ کیا آپؐ نے انکار فرما دیا۔ یہ بھی روایت ہے کہ وہ دونوں اس پر راضی ہوگئے۔ حضرت عثمانؓ نے صلح نامہ مرتب کیا۔ حضرت اسیدؓ بن حضیر نے دیکھا کہ عینیہ مجلس رسول میں بڑی بے ادبی سے بیٹھا ہے۔ ان سے برداشت نہ ہو سکا۔ کہا اگر رسول اللہ کا ادب ملحوظ خاطر نہ ہوتا تو تجھے نیزہ مار دیتا۔ پھر عرض کیا یا رسول

اللہ! اگر آپؐ یہ معاہدہ وحیِ الٰہی کے بموجب کر رہے ہیں تو مجالِ چوں و چرا نہیں ورنہ ہمارے زمانۂ کفر میں بھی یہ لوگ ہم سے ایک گٹھلی تک نہیں لے سکتے تھے۔ اب تو اللہ نے ہمیں ایمان سے سرفراز فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کا کوئی حکم نہیں، میں تمہاری بھلائی کی خاطر خطرہ ٹال رہا ہوں۔ سارے عرب نے متفق ہو کر ایک کمان سے تم پر تیر اندازی شروع کی ہے۔ میں ان کی اجتماعی طاقت کو توڑنا چاہتا ہوں۔ پھر آپؐ نے اوس و خزرج کے سرداروں سعدؓ بن معاذ اور سعدؓ بن عبادہ سے مشورہ کیا۔ انہوں نے بھی وہی بات کہی جو حضرت اسیدؓ نے کہی تھی۔ یہ سن کر آپؐ نے معاہدہ کو پھاڑنے کا حکم دیا۔ دونوں سرداروں سے کہا کہ اب تلوار ہمارا فیصلہ کرے گی۔ (۲۴)

چراغ لے کے کہاں سامنے ہوا کے چلے

دو ہفتے گزر گئے دست بدست لڑائی کا موقع نہیں آیا۔ طرفین سے کبھی کبھی تیراندازی اور سنگ باری ہو جاتی تھی۔ ایک روز قریش کے چند پہلوان جوش و خروش سے خندق کے اس رخ پر آئے جہاں خندق کچھ کم چوڑی تھی۔ ان میں عرب کا مانا ہوا پہلوان عمرو بن عبدِوُدّ عامری (جس کی عمر نوے سال تھی) بڑا تجربہ کار اور بہادر تھا اور اکیلا ہزار آدمیوں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ گھوڑے پر سوار خندق پھاند کر آیا اور مسلمانوں سے مبارزت طلب کی۔ حضرت علیؓ نے اجازت چاہی۔ حضورؐ نے روک دیا۔

تیسری بار حضرت علیؓ کے اجازت طلب کرنے پر انہیں اپنی تلوار عطا فرمائی۔ اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھا اور مقابلہ کیلئے بھیجا۔(۲۵) حضرت علیؓ نے اس سے پوچھا کیا یہ تیرا قول ہے کہ تین باتوں میں سے ایک منظور کرلیتا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا اللہ پر ایمان لا۔ اس نے انکار کیا۔ فرمایا لڑائی سے منہ پھیر لے۔ کہا ناممکن' قریش کی عورتوں کا طعنہ نہیں سن سکتا۔ فرمایا کہ پھر مقابلہ پر آ۔ سن کر ہنسا وہ گھوڑے پر سوار اور زرہ پوش۔ حضرت علیؓ پیدل اور صرف تلوار ہاتھ میں۔ غیرت کے مارے گھوڑے پر سے اتر آیا۔ پوچھا کون ہو؟ فرمایا علی ابن ابی طالب۔ کہا تمہارے والد میرے دوست تھے میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا۔ فرمایا میں تجھ سے لڑنا چاہتا ہوں۔ غصہ میں تلوار سونت لی بھرپور وار کیا۔ حضرت علیؓ نے روکا تاہم پیشانی پر زخم آیا اور نشان باقی رہ گیا۔

اب حضرت علیؓ نے تلوار تولی۔ ذوالفقار حیدری لہرائی تو شانہ کاٹ کر نیچے اتر آئی۔ اللہ اکبر کے نعرے نے فضا کو ۔ کر رکھ دیا۔ دوسرے پہلوان نے حملہ کیا تو حضرت عمرؓ نے آگے بڑھ کر ضرار کا تعاقب کیا۔

اے اللہ!

یہ دن بڑا سخت تھا۔ سنگ باری' تیراندازی کی وجہ سے مسلمانوں کو اپنی جگہ سے ہٹنا مشکل تھا۔ کئی نمازیں قضا ہوئیں۔ بعض نے ظہر اور عصر کی نماز لکھا ہے۔

حضرت سعد بن معاذؓ کو ایک کافر حبان بن عرقہ کا تیر لگا جس سے ان کی شہ رگ کسی قدر کٹ گئی۔ دعا مانگی "اے اللہ! اگر ابھی قریش سے لڑائی باقی ہے تو مجھے بھی زندہ رکھ تاکہ میں تیرے رسولؐ کو نکالنے والوں سے جہاد کروں اور مجھے موت نہ دے جب تک کہ بنی قریظہ کے معاملے میں میری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل نہ ہو جائے۔" حضرت رفیدہؓ نے علاج کیا۔ یہ پہلی خاتون مسلمان سرجن ہیں۔ اس موقع کی شدت کا نقشہ قرآن میں سورہ احزاب میں کھینچا گیا ہے۔

"یاد کرو اس وقت کو جب دشمن تمہارے سر پر آپہنچے اوپر کی جانب سے بھی اور نیچے کی جانب سے بھی۔ نگاہیں خیرہ ہو گئیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے اور اللہ کے ساتھ طرح طرح کا گمان کرنے لگے۔ اس جگہ اہل ایمان آزمائے گئے اور خوب ہلائے گئے۔"

مسجد فتح وہ جگہ ہے جہاں محاصرہ شروع ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ منتقل ہوا۔ اسی مقام پر آپؐ نے بارگاہ حق میں فتح کیلئے دعا فرمائی۔ (۲۶)

بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

محاصرہ کے بیس پچیس دن گزر گئے۔ دس ہزار سے زیادہ فوج کی رسد مسلسل بٹتی جا رہی تھی۔ بنی قریظہ نے بیس اونٹوں پر رسد اور خوراک دشمنوں کو بھیجی تو مسلمانوں نے اسے پکڑ لیا۔ دونوں طرف حالات ابتر

ہوتے جارہے تھے۔ اسی اثناء میں اللہ تعالٰی نے بنی غطفان کے ایک سردار نعیم بن مسعود بن عامر اشجعی کا دل پھیر دیا۔ وہ چپکے سے رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے ایمان کا اعلان کیا۔ عرض کیا اگر کوئی خدمت مجھ سے ہو سکے تو حاضر ہوں۔ فرمایا تم ایک آدمی ہو۔ دشمن کی حوصلہ شکنی کرو' ان میں پھوٹ ڈال دو۔ "اس لئے کہ لڑائی نام ہی اصل میں حیلہ اور تدبیر کا ہے۔" وہ اپنی تدبیروں میں لگ گئے۔ پہلے بنی قریظہ کے پاس گئے۔ کہا تم قدیم زمانے سے میرے دوست ہو۔ میں تمہارا بہی خواہ ہوں لیکن حالات بدل رہے ہیں تم تو جانتے ہو قریش دور دراز سے آئے ہیں موقع دیکھ کر چلے جائیں گے پھر تو تم اکیلے رہ جاؤ گے اور مسلمان تمہیں زندہ نہیں رہنے دیں گے۔ یہ سن کر وہ بہت گھبرائے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔ اب کیا کریں۔ نعیم نے کہا اب جب قریش تمہارے پاس مدد کیلئے آئیں تو ان میں سے چند لوگوں کو بطور یرغمال رکھ لو تاکہ قریش تمہیں تنہا اور بے سہارا چھوڑ کر بھاگ نہ جائیں۔ یہ بات ان کے دل میں بیٹھ گئی۔ اب وہ قریش کے پاس گئے اور کہا مجھے ایک بات معلوم ہوئی ہے وہ یہ کہ مسلمانوں سے عہد شکنی پر بنی قریظہ پشیمان ہیں۔ اب دوبارہ ان سے عہد و پیمان استوار کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں نے آپ میں سے چند لوگ بطور یرغمال طلب کئے ہیں لہٰذا ہوشیار رہیں۔ یہی بات اپنے قبیلہ والوں سے کہی۔ جمعہ گزرنے کے بعد قریش نے حملہ کا ایک منصوبہ سنیچر کے دن

بتایا۔ بنی قریظہ کو کہلایا کہ کل ہم ادھر سے حملہ کرتے ہیں تم ادھر سے ہلّہ بول دو۔ انہوں نے جواب دیا کل سنیچر ہے۔ اس دن لڑنا عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ آپ لوگ اپنے چند آدمی ہمارے پاس بھیج دیں تو ان کو دیکھ کر اپنی قوم کو تیار کریں گے۔ قریش اور غطفان نے یہ بات سنی تو ان کا ماتھا ٹھنکا۔ نعیم کی بات یاد آئی۔ اس کو ماننے سے انکار کر دیا تو بنی قریظہ چمک گئے۔ اس طرح ان کے باہمی اعتماد کی دیواریں بیٹھ گئیں۔ پھوٹ پڑ گئی۔ حوصلہ گرنے لگا۔

اللہ کے رسولؐ اور ان کے مخلص پیروکار رات دن بارگاہ حق میں دعائیں مانگ رہے تھے کہ اے اللہ! ان لشکروں کو شکست دے دے۔ انہیں جھنجھوڑ کر رکھ دے' ہماری پردہ پوشی فرما۔ خطروں سے محفوظ کر دے۔ دعاؤں کے سننے والے نے اپنے مخلص بندوں کی دعا سن لی۔ جاڑے کی سخت رات کو طوفان برق و باراں نمودار ہوا۔ جھکڑ چلنے لگے۔ ریت اڑنے لگی دشمنوں کے خیمے اڑ گئے' طنابیں ٹوٹ گئیں۔ اونٹ بھاگ گئے۔ گھوڑے بدک گئے' چولہے الٹ گئے۔ خاک ہی خاک' ہنگامہ مچ گیا۔ میدان حشر کا نقشہ کھنچ گیا۔ اللہ نے اپنے اس احسان کو جتلایا۔ سورہ احزاب کی آیت ۹ میں ارشاد ہوا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۝

RekhtaDownload.com

"اے اہل ایمان! اللہ کے انعام کو یاد کرو کہ اس وقت جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی اور ایسی فوج بھیجی جو تم کو نظر نہ آتی تھی۔ لڑائی کے دوران اللہ تمہارے اعمال کو دیکھتا تھا۔"

کوئے یار سے سوئے دار

طوفان بادو باراں کچھ تھما تو سردی چمک گئی۔ دانت سے دانت بجنے لگے۔ ارشاد ہوا کوئی ہے جو دشمن کی خبر لائے؟ کوئی آپے میں تھا' جو حامی بھرتا؟ فرمایا جو اس وقت جائے گا آخرت میں میرے ساتھ ہوگا۔ ابھی ذہن تیار ہو رہے تھے کہ لسان وحی ترجمان سے نکلا حذیفہ تم جاؤ اور دیکھ آؤ کہ دشمن کیا کر رہے ہیں۔ جب تک میرے پاس نہ آجاؤ کسی سے کوئی بات نہ کرنا۔ حذیفہ بن یمانؓ مست و سرشار اٹھے۔ اونٹ پر سوار ہوئے۔ کوئے یار سے سوئے دار چلے۔ خندق پار کی دشمن کے کیمپ میں پہنچے۔ اونٹ کے پیر باندھے۔ لشکر گھوم پھر کر دیکھا۔ سپہ سالار کے خیمہ پر ہجوم پایا تو خود بھی شامل ہوگئے۔ ابوسفیان کی آواز گونجی ہر شخص اپنے بازو کے آدمی کو پہچان لے۔ فوراً ساتھی کے پہلو پر ہاتھ مارا پوچھا بتا تو کون ہے؟ بولا ہوازن کا فلاں شخص ہوں۔ سپہ سالار نے رازداری سے اعلان کیا سب لوگ کوچ کی تیاری کریں۔ رسد برباد ہوئی' جانور ہلاک ہو جائیں گے۔ حضرت حذیفہؓ چپکے سے اٹھے۔ خوشی میں اونٹ پر بیٹھے تو وہ تین ٹانگوں پر کھڑا ہوا۔ اتر کر پیر کھولے۔

وہ اپنی خوبیٔ قسمت پر کیوں نہ ناز کرے

چلنے ہی کو تھا کہ تاریکی میں سفید پوش سواروں نے کہا اپنے صاحب سے کہو اللہ تعالیٰ نے دشمن کے شر سے نجات دے دی۔ خیمہ اَقدس پر لوٹے دیکھا اللہ کا رسول' اللہ کی بارگاہ میں سر بسجوُد ہے۔ سلام پھیرا تو اَحوال سنایا۔(۲۷) بشارت سنائی۔ تھکن اور سردی سے بے حال' سکڑ کر وہیں گٹھری بن گئے۔ کونین کی دولت ملی۔ اپنی کملی سے انہیں ڈھک لیا۔ قدمِ مبارک سینے کو گرم کرنے لگا۔ یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے۔

ارشاد ہوا "اب قریش تم پر کبھی حملہ نہ کر سکیں گے بلکہ اب تم ان پر چڑھائی کرو گے۔"

انجام

اس ایک ماہ کے محاصرے میں کل چھ مسلمان شہید ہوئے۔ ۱۔ حضرت انسؓ بن اوس۔ ۲۔ عبداللہؓ بن سہیل۔ ۳۔ حضرت سعدؓ بن معاذ جنہیں تیر لگا جس کے اثر سے بعد میں انتقال ہوا۔ تینوں کا تعلق بنی عبدالاشہل سے تھا۔ ۴۔ حضرت ثعلبہ بن غنمہؓ ۵۔ حضرت الطفیلؓ بن نعمان (دونوں بنی سلمہ سے تھے۔) ۶۔ حضرت کعبؓ بن زید (بنی دینار سے)(۲۸) جن میں مسلمانوں کے ہاتھوں مرنے والے بھی شامل تھے۔ ایک اندھیری رات میں دو مخالف سمتوں سے آنے والے پہرہ دار دشمن سمجھ کر آپس میں گتھ گئے۔ شعار پکارا تو لڑائی رکی۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہونے والے کو بھی "شہید فی سبیل اللہ" اور مجروح مسلمانوں کو "جراحت فی سبیل اللہ" کی بشارت دی۔ خون اور زخموں پر تاوان عائد نہیں فرمایا۔(۲۹)

کُفّار کے آٹھ آدمی قتل ہوئے جن میں نامی گرامی پہلوان بھی تھے۔

اس غزوہ کی تاریخوں میں اختلاف ہے۔ مورخوں کا زیادہ تر رجحان شوال ۵ ہجری کی طرف ہے۔ محاصرہ تقریباً ایک ماہ تک جاری رہا۔ ابن سعد اور واقدی کا خیال ہے کہ یہ غزوہ ذیقعدہ سن ۵ ہجری م مارچ ۶۲۷ عیسوی کو وقوع پذیر ہوا۔ ۲۳ ذیقعدہ بدھ کے دن مسلمان اپنے گھروں کو واپس ہوئے۔(۳۰)

مآخذ اور حواشی

غزوۂ خندق

۱۔ جوامع السیرہ۔ ابو محمد علی بن حزم اندلسی۔ صفحہ ۱۹۴

۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۹ صفحہ ۷

۳۔ سیرۃ نبی کامل صلی اللہ علیہ وسلم ابن ہشام جلد دوئم صفحہ ۲۴۹'

۴۔ سیاسی وثیقہ جات: ڈاکٹر محمد حمید اللہ' صفحہ ۲۸

۵۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۹' صفحہ ۷

۶۔ ابن ہشام کی سیرۃ النبی کامل' جلد دوئم' صفحہ ۲۵۹ کی ضروری تصریحات میں ہے کہ مدینہ منورہ جس میدان میں آباد ہے وہ بہت وسیع تھا۔ اس میدان میں کئی وادیاں تھیں (واضح رہے کہ عربی میں اس نشیبی اور ہموار زمین کو جس پر سے بارش یا سیلاب کا پانی گزرے وادی کہتے ہیں) جنوب مشرق کی طرف سے وادی مذینب اور وادی مہروز آتی ہیں۔ یہ دونوں جہاں مل جاتی ہیں وہاں "بطحان" نام پاتی ہیں۔ جبل عیر سے وادی "رانونا" نکل کر بطحان میں شامل ہوجاتی ہے پھر وادی بطحان شمال کا رخ کرلیتی ہے۔ جبل احد کے قریب وادی قنات مشرقی جانب سے آکر بطحان میں مل جاتی ہے۔ جنوبی جانب سے وادی عقیق شامل ہوجاتی ہے۔ ان تمام وادیوں (نالوں) کا پانی "زغابہ" میں جمع ہوجاتا ہے۔

۷۔ (ا) تذکرہ دیار حبیب ترجمہ وفاء الوفا سمہودی' صفحہ ۳۵۰' بحوالہ اخبار مدینہ

(ب) سیرۃ النبی" شبلی نعمانی' صفحہ ۴۳۰' جلد اول

۸۔ مدارج النبوت' شیخ عبدالحق دہلوی' صفحہ ۲۴۷

۹۔ سیرت المصطفیٰ' محمد ادریس کاندھلوی' حصہ سوم' صفحہ ۳۵

۱۰۔ اخبار النبیؐ' طبقات ابن سعد' محمد بن سعد حصہ اول' صفحہ ۳۶۶

۱۱۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ' جلد ۹' صفحہ ۹

۱۲۔ مدارج النبوت' شیخ عبدالحق' صفحہ ۲۳۹ (حاشیہ میں لکھا ہے کہ واقدی نے ۲۴ دن' روضتہ الاحباب میں ۳۶ دن اور بعض روایتوں میں کامل ایک ماہ کی مدت بیان کی گئی ہے)

۱۳۔ بخاری شریف' ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل' جلد دوم' صفحہ ۱۳۷

۱۴۔ (ا) تاریخ طبری سیرت النبیؐ' ابی جعفر محمد بن جریر طبری حصہ اول' صفحہ ۲۷۹

(ب) سیرۃ النبیؐ' شبلی نعمانی' جلد اول صفحہ ۲۳۱

۱۵۔ (ا) سیرت نبی کامل' ابن ہشام جلد ۲' صفحہ ۲۵۹

(ب) سیرت سلمانؓ' فضل عارف صفحہ ۷۶

۱۶۔ (ا) مغازی رسول اللہ' عروہ ابن زبیرؓ' صفحہ ۱۹۰

(ب) مدراج النبوت' شیخ عبدالحق' صفحہ ۲۴۸

(ج) سیرت المصطفیٰؐ' محمد ادریس کاندھلوی' صفحہ ۳۱

۱۷۔ جوامع السیرہ' ابن حزم اندلسی' صفحہ ۱۹۵

۱۸۔ اخبار النبیؐ' ابن سعد' جلد اول صفحہ ۳۶۵

۱۹۔ (ا) مواہب لدنیہ' قسطلانی' صفحہ ۳۲۳

(ب) اسد الغابہ' ابی الحسن علی الجزری ابن اثیر' جلد سوم' صفحہ ۲۷۲

(حضرت سعد بن ابی وقاص کے بارے میں صفحہ ۱۰۱ جلد چہارم ملاحظہ ہو۔)

۲۰۔ (ا) جوامع السیرہ' ابن حزم اندلسی' صفحہ ۱۹۸

(ب) تذکرہ دیار حبیب' ترجمہ وفاء الوفا' سمہودی' صفحہ ۲۳۹

(ج) اسد الغابہ' ابن اثیر' جلد سوم صفحہ ۷

۲۱۔ (ا) جوامع السیرہ' ابن حزم اندلسی' صفحہ ۱۹۹

(ب) رسالتماب' ترجمہ روضۃ الاحباب' سید جمال حسینی' صفحہ ۲۴۸

۲۲۔ مواہب لدنیہ' قسطلانی' صفحہ ۳۲۲

۲۳۔ سیرت المصطفیٰ' محمد ادریس کاندھلوی' صفحہ ۴۶

۲۴۔ (ا) رسالتماب' ترجمہ روضۃ الاحباب' سید جمال حسینی' صفحہ ۲۴۸

(ب) سیرت المصطفیٰ' محمد ادریس کاندھلوی' صفحہ ۴۵

۲۵۔ اخبار النبیؐ' طبقات ابن سعد' حصہ اول' صفحہ ۳۶۸

۲۶۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ' جلد ۶' صفحہ ۸

۲۷۔ (ا) صحیح مسلم' شرح نووی جلد ہفتم' صفحہ ۶۸۔

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے حکم دیا کہ جا اور کافروں کی خبر لے آ۔ انہیں لڑائی پر اکسانے والا کوئی کام نہ کرنا۔ چلا تو محسوس ہوا کہ گرم حمام میں سے گزر رہا ہوں۔ کافروں میں پہنچا تو ابو سفیان کو پیٹھ سینکتا پایا۔ تیر کمان پر چڑھایا تو ارشاد نبوی یاد آیا کہ اشتعال دلانے والا کام نہ کرنا۔ کفار کی جاسوسی کے بعد واپس ہوا تو پھر محسوس ہوا کہ گرم حمام میں چل رہا ہوں۔ حال بیان کر چکا تو سردی محسوس ہونے لگی۔ آپؐ نے اپنا کمبل اڑھا دیا۔ صحیح مسلم کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حذیفہ کفار کے حالات معلوم کرنے لڑائی سے پہلے گئے۔ تاریخ میں (ابن خلدون حصہ اول' صفحہ ۳۵۱) یہ واقعہ اختتام کے موقع پر بیان ہوا ہے۔

(ب) طبقات ابن سعد' حصہ اول' صفحہ ۳۷۰

(ج) طبری حصہ اول' صفحہ ۲۹۲

۲۸۔ جوامع السیرہ' ابن حزم اندلسی' صفحہ ۲۰۷

۲۹۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ' جلد ۹' صفحہ ۹

۳۰۔ اخبار النبیؐ' طبقات ابن سعد' حصہ اول' صفحہ ۳۷۰

غزوۂ بنو قُریظہ

پس منظر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد یہود سے معاہدہ فرمایا جس میں انہیں ہر طرح کی مذہبی آزادی عطا کی گئی۔ جان و مال کی حفاظت کی ضمانت دی گئی اس کے بدلے ان سے دوستانہ تعلقات کو فروغ دینے کی خواہش کی گئی نیز جنگ کی صورت میں فریقین ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوں گے۔ طے پایا کہ کوئی بیرونی دشمن اگر مدینہ پر حملہ آور ہوگا تو مسلمان اور یہود شانہ بشانہ مدافعت کریں گے۔

مدینہ میں آباد یہود کے تینوں قبیلوں نے اس معاہدے پر دستخط کرنے کے باوجود اس پر عمل سے ہمیشہ گریز کیا۔ قریش اور منافقوں سے درپردہ سازشوں میں مصروف رہے چنانچہ غزوۂ بدر کے موقع پر ان کا رویّہ

مشتبہ رہا۔ بنو قینقاع ان کے دولت مند اور بہادر قبیلہ نے فتنہ انگیزی کی چنانچہ ۲ ہجری میں ان کا محاصرہ کیا گیا پھر اخراج عمل میں آیا۔

غزوۂ احد میں بھی یہودیوں نے تعاون سے گریز کیا۔ مسلمانوں نے اسے بھی برداشت کر لیا۔ بنی عامر کے دو افراد حضرت عمرؓ بن اُمیّہ کے ہاتھوں غلطی سے قتل ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دیت کے سلسلے میں گفتگو کے لئے بنو نضیر کے محلے میں تشریف لے گئے۔ اس وقت مکان کی چھت پر سے پتھر گرا کر آپؐ کو ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی۔ حُی بن اخطب منافقوں اور قریش سے مسلسل خفیہ سازباز رکھے ہوئے تھا۔ یہ کھلی غداری اور معاہدہ شکنی تھی۔ غرض ربیع الاول سنہ ۴ ہجری میں بنو نضیر کا محاصرہ ہوا۔ انہیں بھی جلاوطن کیا گیا۔

احسان ناشناس

یہودی قبائل بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ میں قریظی یہود کمتر درجہ کے سمجھے جاتے تھے۔ چونکہ پیشے کے اعتبار سے یہ لوگ چمڑے کی صنعت میں جوتا سازی کا کام کرتے تھے۔ قریظہ کے معنی ہی اس درخت کے تھے جو دباغت کے کام آتا تھا اسی لئے دوسرے یہود انہیں حقیر سمجھتے تھے چنانچہ ان کا خوں بہا بھی بنو نضیر کے یہود کی بہ نسبت آدھا ہوتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ناانصافی کو ختم فرما کر ان کی حیثیت دوسروں کے برابر کردی۔ بنو نضیر کی جلاوطنی کے موقع پر ان سے دوبارہ

RekhtaDownload.com

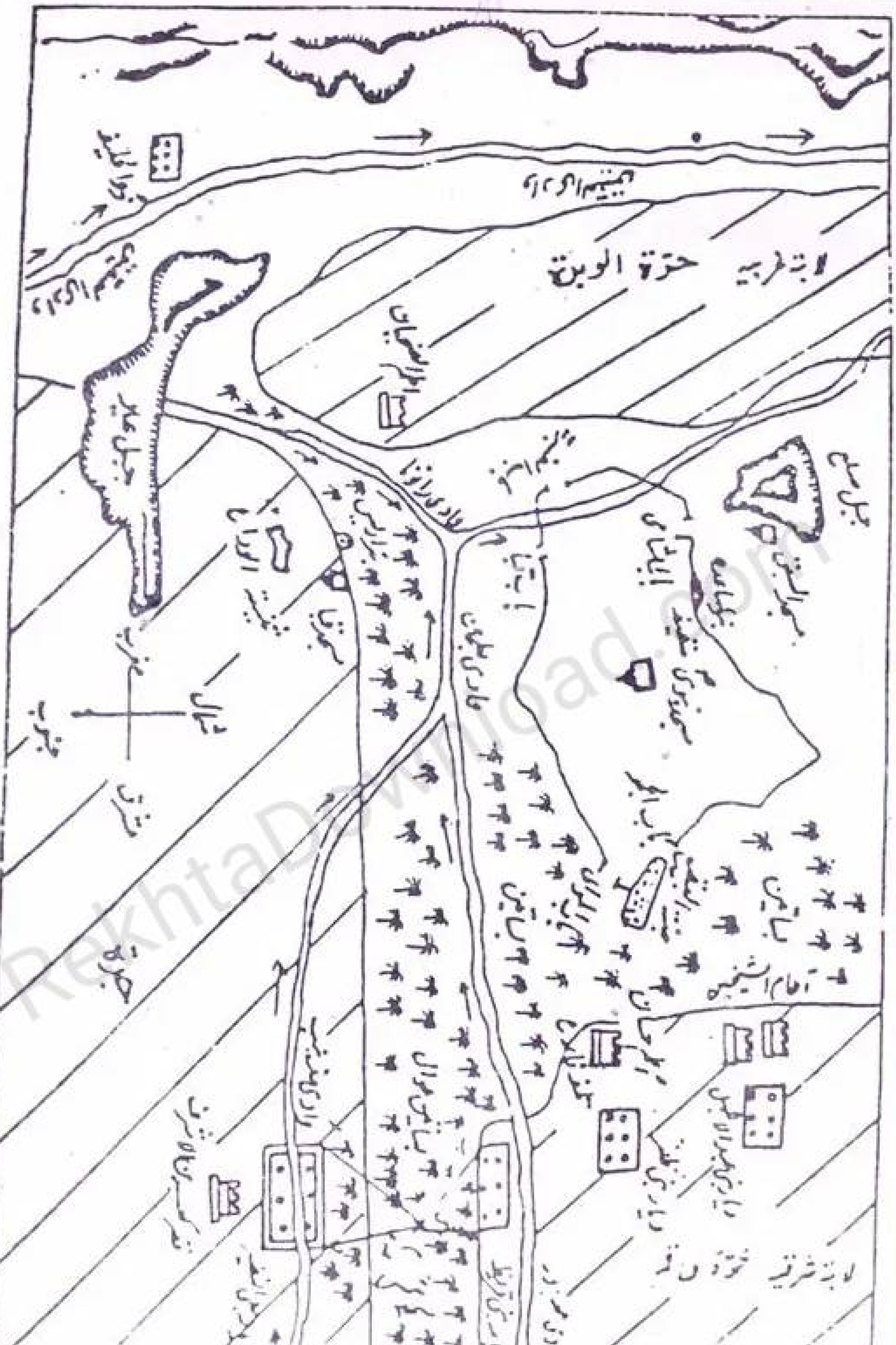
لابة غربية حرة الوبرة

معاہدہ کی تجدید فرمائی۔ باوجود ان مراعات کے غزوۂ احزاب کے موقع پر انہوں نے مسلمانوں سے غداری کی۔ حُیَی بن اخطب کے بھڑکانے سے معاہدہ سے انحراف کر کے قریش سے مل گئے۔ اس نازک موقع پر جبکہ دس ہزار کا لشکر مدینہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا انہیں معاہدہ یاد دلانے کی کوشش کی گئی تو جواب ملا:

"ہم نہیں جانتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ اور معاہدہ کیا ہے؟"

مارِ آستین

انہیں یقین تھا کہ یہ لشکر جرار مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا۔

دوران جنگ حضرت حسانؓ بن ثابت کے قلعہ اطمہ پر (جہاں مسلمان خواتین مقیم تھیں) بنی قریظہ کے آدمی نے حملہ کیا۔ حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب کی بہادری نے اسے ناکام بنا دیا اور حملہ آور کو قتل کر دیا گیا۔ ایسے مار آستین تھے جو مدینہ کے قریب ہی قلعوں اور گڑھیوں میں رہا کرتے تھے۔ دشمن بھی ایسا جو شہر کی ایک ایک گلی' ایک ایک کوچے اور ایک ایک راستے سے واقف تھا۔ اب وقت آگیا تھا کہ اس آستین کے سانپ کو کچل دیا جائے جس نے کشمکش کے نازک موقع پر پیٹھ میں خنجر گھونپنے کی کوشش کی تھی۔

اشارہ

۲۳ ذیقعدہ ۵ ہجری بدھ کا دن تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ فجر کے بعد غزوۂ خندق سے مدینہ واپس تشریف لائے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے ہتھیار اتارے اور غسل فرمایا پھر کسی کی آواز پر باہر نکلے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت دحیہ کلبیؓ مسجد نبوی کی اس جگہ پر جہاں نماز جنازہ ادا کی جاتی تھی موجود ہیں۔ ان کا جسم گرد آلود تھا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جھاڑ رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے۔ آپؐ نے ہتھیار کھول دیئے حالانکہ فرشتے ابھی تک باندھے ہوئے ہیں۔ اٹھیے اور اس طرف کا رخ فرمایئے۔ انہوں نے منزل کی سمت بتائی۔ اشارہ یہودیوں کی بستی بنی قریظہ کی طرف تھا۔ میں اس طرف جارہا ہوں تاکہ ان کے قلعوں میں زلزلہ برپا کردوں اور ان کے دلوں میں دہشت ڈال دوں۔

یہ ظہر کا وقت تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرچکے تھے۔ آپ نے حضرت بلالؓ کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ منادی کرو۔ وہ جگہ جگہ پکارنے لگے۔

> "اللہ کے بندو! تم میں سے جو بھی یہ آواز سنے اور جو سمع و طاعت پر قائم ہے وہ جہاد کی راہ میں نکل پڑے۔ نماز عصر ادا نہ کرے مگر بنو قریظہ میں۔" (۱)

حضرت علیؓ کو پرچم عطا ہوا اور دو سو مجاہدوں کے ساتھ بنو قریظہ جانے کا حکم ہوا۔ مدینہ سے اس بستی کی مسافت دن بھر سے کچھ کم تھی۔

اس منادی کا مقصد یہ تھا کہ جلد سے جلد مجاہدین بنو قریظہ پہنچ جائیں۔ بعض نے راستے میں عصر کی نماز ادا کی بعض نے وہاں جاکر عشاء کے ساتھ عصر ادا کی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے کوئی تعرض نہیں فرمایا اس لئے کہ ہر ایک کی نیت اچھی تھی۔

پیش قدمی

حضورؐ نے مدینہ میں حضرت عبداللہؓ ابن اُمّ مکتوم کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور پھر انصار و مہاجرین کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستے میں بنو نجار کے محلے میں بہت سے مجاہد صف بنائے ہوئے تیار ملے۔ دریافت کیا کہ تمہیں کس طرح اطلاع ہوئی جواب ملا دحیہ کلبیؓ بتا گئے ہیں۔ فرمایا وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے جو دحیہ کلبیؓ کی شکل میں آئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات گئے دیار بنو قریظہ میں ایک کنویں پر اترے۔ اس چشمے کا نام بیرانا یا بیرانی تھا۔(۲) مجاہدوں کی تعداد تین ہزار تھی جس میں ۳۶ گھڑ سوار تھے۔(۳) مجاہدوں کو دیکھ کر بنو قریظہ کے لوگ قلعوں میں بند ہوگئے۔ ان کی تعداد ۷۰۰ کے لگ بھگ تھی۔ ان کا سالار کعب بن اسد تھا۔ حُیی بن اخطب (اُمّ المومنین حضرت صفیہؓ کا باپ) اس کا مشیر خصوصی تھا۔ ابتدا میں تیروں اور پتھروں کا تبادلہ ہوتا رہا۔ یہ لڑائی میدان جنگ میں نہیں ہوئی۔ یہ ایک طرح کی اعصابی جنگ تھی۔ ان کے پاس سامان خوراک وافر مقدار میں تھا۔ پانی کے چشمے بھی قبضے میں تھے۔ قلعے

مضبوط تھے، اسلحے کی بھی کمی نہ تھی۔ ان کے مقابلے میں بظاہر حالات مسلمانوں کے موافق نہ تھے اس کے باوجود مسلمان ڈٹ کر ان کے قلعوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ محاصرہ طویل ہوتا گیا۔ ابن سعد، مسعودی اور بلاذری نے پندرہ روز، واقدی نے ۲۱ دن اور ابن ہشام نے ۲۵ راتوں تک محاصرے کے جاری رہنے کا ذکر کیا ہے۔(۴) محاصرہ سے تنگ آکر یہود نے ایک قاصد نباش بن قیس کو اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ جن شرائط پر بنی نضیر کو بستی خالی کرنے کی اجازت دی گئی تھی، ہم بھی قبول کرتے ہیں۔ غزوۂ احزاب میں ان کا کردار بڑا گھناؤنا تھا۔ اگر ان کی مدد سے دشمن کامیاب ہوجاتا تو مسلمان تباہ و برباد ہوجاتے اس کے پیش نظر ان کی درخواست رد کردی گئی۔ اصرار کیا گیا کہ بلا شرط ہتھیار ڈال دو۔ بنو نضیر سے مہربانی کا سلوک مسلمانوں کو بہت مہنگا پڑا تھا اس کو دہرانا کسی طرح مناسب نہیں تھا۔

میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے

بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد نے اپنے لوگوں کو جمع کرکے کہا کہ معاملہ تمہارے سامنے ہے۔ اس کے حل کی تین صورتیں ہیں:(۵)

۱۔ پہلی صورت یہ کہ ہم اطاعت قبول کرلیں کیونکہ یہ وہی نبی ہیں جن کا توریت میں ذکر ہے۔ اس طرح تمہارے جان و مال محفوظ ہوجائیں گے۔ اس کی قوم نے اسے قبول کرنے سے صاف انکار کردیا۔

۲۔ دوسری صورت یہ کہ اپنی عورتوں اور بچوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کردیں پھر مسلمانوں سے شمشیرزنی کریں۔ ہلاک ہوگئے تو ہمارے بعد اپنی نسل ہی نہ ہوگی۔ غالب آگئے تو اور بیوی بچے مل جائیں گے۔ قوم نے کہا عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کے بعد ان سے خونریزی کرنے سے کیا حاصل۔ یہ سب کچھ تو بال بچوں کے لئے ہے۔

۳۔ اب تیسری اور آخری صورت یہ ہے کہ آج سبت (سنیچر) کی رات ہے۔ مسلمان جانتے ہیں کہ ہم اس دن خونریزی نہیں کرتے لہٰذا وہ غافل ہوں گے۔ اچانک حملے سے مسلمانوں کو فریب دیا جا سکتا ہے۔

قوم نے جواب دیا کہ سبت کی حرمت زائل کرنے سے ہمارے چہرے مسخ ہوجائیں گے۔

غرض یہ کہ محاصرہ کے دوران پوری مدت میں ایک بار بھی انہوں نے قلعہ سے نکل کر لڑنے کی جرأت نہ کی۔ سخت گھبرائے ہوئے تھے۔ خوف کا یہ عالم تھا کہ کسی تجویز پر متفق بھی نہیں ہو رہے تھے۔

حق وفا کے جو ہم جتانے لگے

ہتھیار ڈالنے سے پہلے اپنے حلیفوں سے مشورہ کا صرف ایک اور راستہ باقی تھا۔ قبیلۂ اوس کے لوگ ان کے پرانے حلیف تھے۔ عربوں میں حلیفی کا رشتہ نسبی رشتے سے زیادہ قابل احترام سمجھا جاتا تھا۔ انہوں نے گزارش کی کہ ابولبابہ رفاعؓ بن عبدالمنذر اوسی کو مشورے کے لئے بھیجیے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے وہ قلعہ میں گئے۔ انہیں دیکھتے ہی تمام عورتیں اور بچے رونے لگے۔ ابولبابہؓ کا دل بھی بھر آیا۔ انہوں نے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا ہم قلعہ سے نکل کر ہتھیار ڈال دیں۔ ابولبابہؓ نے فرمایا کہ ہاں ہتھیار ڈال دو اور ساتھ ہی اپنا ہاتھ گلے پر اس طرح پھیرا کہ صاف ظاہر ہو گیا کہ باہر آؤ گے تو ذبح کر دیئے جاؤ گے۔ کرنے کو وہ یہ اشارہ کر گئے لیکن فوراً ہی احساس ہوا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت کی ہے۔(۶)

دلِ بے تاب کو فریاد و فغاں کرنے دو

پھر ایسی جگہ ایک لمحہ ٹھہرنا بھی پسند نہ ہوا۔ فوراً روتے ہوئے پلٹے اور سوچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔ پشیمان پشیمان دوسرے راستے سے مدینہ چلے گئے اور وہاں جا کر مسجد نبوی کے ایک ستون سے اپنے آپ کو باندھ لیا۔ قسم کھائی کہ اب کبھی بنو قریظہ کی زمین پر قدم نہیں رکھوں گا۔ اللہ تعالیٰ جب تک میری توبہ قبول نہیں فرماتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دستِ مبارک سے آزاد نہیں فرماتے اسی طرح بندھا رہوں گا۔ جب ان کے لوٹنے میں دیر ہو گئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا۔ کسی نے بتلایا کہ وہ تو مسجد نبوی میں ستون سے بندھے کھڑے ہیں۔ تفصیل سن کر فرمایا اگر وہ سیدھے میرے پاس آتے تو میں ان کے لئے دعائے مغفرت کرتا لیکن جب انہوں

نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کردیا ہے تو جب تک ان کی توبہ قبول نہیں ہوتی میں انہیں کھول نہیں سکتا۔ ان کی بیٹی آکر کھجوریں کھلاتی اور پانی پلاتی۔ نماز یا قضائے حاجت کے وقت کھولا جاتا پھر باندھ دیا جاتا۔ پندرہ دن اسی طرح بھاری زنجیر سے بندھے رہے۔ سولھویں دن جبکہ حضور ؐ اُم سلمہؓ کے حجرے میں تشریف فرما تھے صبح مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا اللہ تعالٰی نے ابولبابہؓ کا گناہ معاف کردیا ہے اور ان کی توبہ قبول فرمالی ہے۔

قُفل درِ قبول نہ کھولے بعید ہے

حضرت اُم سلمہؓ نے اپنے حجرے سے آواز دی۔ ابولبابہؓ بشارت ہو تمہاری توبہ قبول ہوگئی۔ لوگ ان کی زنجیریں کھولنے دوڑے۔ کہا مجھے مت کھولو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے آزاد ہونا چاہتا ہوں۔ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز فجر کے لئے تشریف لائے تو انہیں مبارکباد دی اور اپنے دستِ مبارک سے ان کی زنجیریں کھولیں۔ مسجد نبوی میں آج بھی یہ جگہ استوانہ ابولبابہؓ کے نام سے موجود ہے۔

واقدی کا بیان ہے (۷) کہ بنو قریظہ نے اپنے حلیف اوسیوں پر زور ڈالا کہ جس طرح بنی نضیر کے لئے خزرجیوں نے رعایت لی اسی طرح ہم بھی تمہاری کوششوں کے حق دار ہیں۔ جذبۂ مسابقت میں اوسیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی سفارش کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخلص انصار سے فرمایا:

اے گروہ اوس! کیا تم اپنے حلیفوں کے حق میں اس سے راضی نہیں کہ ہم میں اور ان میں کوئی شخص حکم مقرر کردیا جائے۔ عرض کیا یہ بہت مناسب ہے۔ فرمایا ان سے کہو کہ قبیلۂ اوس میں سے جس کو چاہیں اپنا حکم مقرر کرلیں۔"

بنو قریظہ نے سردار قبیلۂ اوس حضرت سعدؓ ابن معاذ کی ثالثی پر رضامندی ظاہر کی۔(۸)

وہ دن گئے کہ ارادہ تھا بادشاہی کا

حضرت سعدؓ بن معاذ غزوۂ خندق میں ایک تیر لگنے سے شدید زخمی ہوگئے تھے۔ ان کے علاج کے لئے مسجد نبوی میں ایک خیمہ لگوایا گیا تھا۔ حضرت رفیدہؓ ان کے علاج کے لئے مقرر ہوئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ ان کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لے جاتے۔ حکم ہوا کہ ان کو یہاں لایا جائے۔ وہ گدھے پر سوار کراکر لائے گئے۔

قبیلۂ اوس کے لوگ ان کی خدمت میں پہنچے اور استدعا کی کہ جس طرح خزرج والوں نے اپنے حلیف بنو نضیر کو آزاد کرالیا تھا آپ بھی اپنے حلیف کو چھڑالیں۔ جواب دیا اب میرے لئے وقت آگیا ہے کہ مجھ پر کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اثر نہ کرے۔

جب ان کی سواری آئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے سردار کی تعظیم کے لئے اٹھو۔(۹) جب اتار کر بٹھائے گئے تو فرمایا کہ ہم لوگوں نے اپنا فیصلہ تمہارے سپرد کیا ہے۔ حضرت سعدؓ نے

دونوں فریقوں سے عہد لیا کہ میرا فیصلہ قبول کریں گے۔

دنیا میں بھی میزان قیامت میں بھی میزان

حضرت سعدؓ بن معاذ نے بحیثیت ثالث حکم دیا کہ بنو قریظہ کے تمام افراد قلعوں سے اتر آئیں اور ہتھیار ڈال دیں۔ جب یہ کام مکمل ہوچکا تو فرمایا ان سب لوگوں کو باندھ لیا جائے۔ یہ کام حضرت محمد بن مسلمہؓ کی نگرانی میں ہوا۔ مردوں کے ہاتھ گردنوں سے باندھ دیئے گئے۔ فیصلہ سنایا گیا کہ لڑنے والے مردوں کو قتل کردیا جائے' عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا دیا جائے' اموال کو غنیمت کے طور پر مجاہدوں میں تقسیم کردیا جائے۔(۱۰)

یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد! تمہارا فیصلہ سات آسمانوں سے اُترے ہوئے احکام کے موافق ہے۔ اس فیصلے سے حق تعالیٰ' ملائکہ اور تمام مومن راضی ہوئے۔(۱۱) آسمانوں سے اُترے ہوئے احکام سے مراد آسمانی کتابیں تورات' اور قرآن مجید ہیں چنانچہ تورات (Old Testament) میں استثنا باب ۲۰۔۱۰۔۱۴ کے احکام میں لکھا ہے۔

"جب تم کسی شہر سے جنگ کرنے کو اس کے نزدیک پہنچو تو اسے صلح کا پیغام دو اور اگر وہ تم کو صلح کا جواب دے اور اپنا پھاٹک تمہارے لئے کھول دے تو وہاں کے تمام باشندے تمہارے باج گزار بن کر تمہاری خدمت کریں اور اگر تم سے وہ صلح نہ کریں بلکہ لڑنا چاہیں تو تم ان کا محاصرہ کرنا اور جب خداوند تمہارا خدا

اسے تمہارے قبضہ میں کردے تو وہاں کے ہر مرد کو تلوار سے قتل
کرڈالو لیکن عورتوں، بچوں اور چوپایوں اور اس شہر کے مال اور
لوٹ کو اپنے لئے رکھ لینا اور تم اپنے دشمنوں کی اس لوٹ کو جو
خداوند تمہارے خدا نے تم کو دی ہے کھانا۔" (۱۲)

حضرت سعدؓ بنو قریظہ کے نامزد ثالث تھے اور انہوں نے فیصلہ بھی ان ہی کی مقدس کتاب اور شریعت موسوی کے مطابق دیا۔

بنو قریظہ کے لوگ پہلے بنی نجار کی ایک عورت کبشہ بنت حارث کے گھر میں قید کئے گئے۔(۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے یہودیوں کے بازار "سوقِ مدینہ" میں خندق کھدوائی گئی۔ دو دو، چار چار افراد کو اس مکان سے نکالا جاتا اور ان خندقوں میں ان کی گردنیں اڑادی جاتیں۔ حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ ابن عوام نے یہ فرض انجام دیا۔ واقدی نے مدینہ کے بازار کی اس جگہ کو اجاز الزیت کے قریب لکھا ہے۔(۱۴) اسی مقام پر ان کے سرغنہ حُیی بن اخطب (جو اُمّ المومنین حضرت صفیہؓ کا باپ تھا) اور کعب بن سعد کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا کہ جس کے بال زیرِ ناف اُگ چکے ہیں اسے قتل کردیا جائے عطیہ قرظی بچ گئے اور بعد میں ایمان لائے۔

قتل ہونے والوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ یہ تعداد چھ سو سے آٹھ سو تک بتائی جاتی ہے۔ مسعودی نے ۷۵۰ لکھی ہے۔(۱۵) عورتوں

میں صرف ایک عورت بنانہ جو حکم قریظی کی بیوی تھی حضرت خلادؓ بن سوید پر چکی کا پاٹ پھینک کر شہید کرنے کے قصاص میں قتل کی گئی۔ حضرت ثابتؓ بن قیس کی سفارش پر ایک یہودی زبیر بن باطا القرظی کی جان بخشی کی گئی۔ اس کے اہل و عیال اور مال و متاع کو بھی چھوڑ دیا گیا۔(۱۶) اسی طرح حضرت سلمیٰؓ بنت قیس اُمّ المنذر سلیط بن قیس نے (جو انصار کی ابتدائی ایمان لانے والی صحابیہ تھیں) نوجوان یہودی رفاعہ بن شمویل قرظی کو مانگ لیا۔ اس کی بھی جان بخشی کی گئی۔(۱۷) بندی میں گرفتار ہونے والی عورتوں اور بچوں کی تعداد ۷۵۰ تھی۔

ہتھیار ڈالنے سے پہلے بنو قریظہ کے تین افراد نے اسلام قبول کیا۔ ان کے نام ثعلبہ بن سعید' اسید بن سعید اور اسید بن عبید ہیں۔ ان کے مال و اسباب اور جائیداد سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا۔(۱۸) ایک یہودی عمرو بن سعد بنو قریظہ کی بدعہدی سے ناراض ہو کر قلعہ سے باہر نکل آیا۔ حضرت محمدؓ بن مسلمہؓ نے اسے پکڑ لیا لیکن حقیقت حال معلوم ہوئی تو چھوڑ دیا۔ وہ کہاں گیا پتہ نہ چل سکا۔

اموالِ غنیمت

حضرت عبداللہؓ ابن سلام کو مال غنیمت جمع کرنے کا حکم دیا گیا۔ غنائم میں اسلحہ' گھوڑے' اونٹ دیگر مویشی' گھریلو اسباب' کپڑا اور شراب سے بھرے مٹکے شامل تھے۔ شراب ضائع کر دی گئی۔

اسلحہ میں تلواریں ۱۵۰۰، زرہ بکتر ۳۰۰، نیزے ۲۰۰۰، ڈھالیں ۱۵۰۰ تھیں۔ خُمس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷۰ گھوڑے پسند فرمائے جو آپؐ کے اہل میں تقسیم کردیئے گئے بقیہ اموال کے ۳۰۷۲ حصے کئے گئے۔ ہر پیدل کو ایک اور سوار کو گھوڑے کے لئے مزید دو جملہ تین حصے دیئے گئے۔ مجاہدوں میں تین ہزار پیدل اور ۳۶ گھوڑے تھے۔ حضرت محمدؓ بن مسلمہ اوسی کی روایت ہے کہ ایک شہسوار کو اس کے حصہ میں غنیمت کی قیمت ۴۵ دینار دی گئی۔ اسی طرح خمس کے علاوہ کل غنائم کی مالیت تقریباً ۷ لاکھ بیس ہزار درہم بنتی ہے۔(۱۹)

چار سو قیدیوں کے دو حصے کئے گئے۔ ایک حصہ حضرت سعدؓ بن عبادہ نے شام میں اور دوسرا حصہ حضرت انسؓ بن قیظی نے نجد میں فروخت کیا۔ ان کے بدلے اعلیٰ نسل کے گھوڑے اور ہتھیار خریدے گئے۔ انہیں جہاد کے لئے محفوظ کیا گیا۔(۲۰) ایک روایت یہ بھی ہے کہ کچھ قیدی حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو فروخت کئے گئے۔

حضرت انسؓ بن مالک کا بیان ہے (۲۱) کہ فتح کے بعد بنی قریظہ کے بہت سے باغات قبضہ میں آئے تو آپؐ نے انصار کے عطیات کو انہیں واپس کرنا شروع کیا۔ حضرت انسؓ کے گھروالوں کا عطیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کھلائی حضرت اُمّ ایمن کو عطا فرمایا تھا۔ انہوں نے

حضرت انسؓ کی گردن میں کپڑا ڈال کر کہا وہ عطیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ہرگز واپس نہیں کریں گے وہ تو آپؐ مجھے دے چکے۔ حضورؐ نے انہیں راضی کرنے کے لئے اس سے دس گنا بڑا حصہ حضرت اُمّ ایمن کو عطا فرمایا اور اصلی حصہ حضرت انسؓ کے گھر والوں کو واپس کر دیا۔ انصار نے جو کھجور کے درخت حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کو ہبہ کئے تھے یا مہاجرین کو دیئے تھے ان میں سے بہت سے تو بنو نضیر کی فتح کے موقع پر واپس کر دیئے تھے اور باقی جو رہ گئے اب انصار کو لوٹا دیئے گئے۔

خُمس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت ریحانہؓ بنت عمر بن حنافہ کو پسند فرمایا۔ ان سے شادی کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ اپنی ملکیت میں رہنے دیجئے۔ ہر چیز میرے لئے اور آپ کے لئے آسان ہے۔ ابن سعد کا خیال ہے کہ آزاد کر کے آپؐ نے نکاح فرمایا۔ دیگر ارباب سیرؒ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت ریحانہؓ کا وہی مرتبہ تھا جو حضرت ماریہ قبطیہؓ کا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے انہیں حجاب میں رکھا اور آپؐ کی زندگی ہی میں ان کا انتقال ہوا۔ (۲۲)

قبولِ حق ہیں فقط مردِ حُر کی تکبیریں

حضرت سعدؓ ابن معاذ نے فیصلہ کے بعد بارگاہِ حق میں دعا کی کہ اے اللہ میرا گمان ہے کہ تو نے ہمارے اور قریش کے مابین لڑائی ختم کر دی۔ پس اگر لڑائی باقی ہے تو مجھے زندہ رکھ تاکہ میں تیری راہ میں جہاد کروں ورنہ

RekhtaDownload.com

اس زخم کو جاری کردے اور اسی کو میری شہادت کا درجہ بنا۔ دعا کا کرنا تھا، کہ زخم جاری ہوگیا اور اسی میں وفات پائی۔ جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم ان کا سر اپنے زانوؤں پر رکھے بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کسی پر روتے نہیں تھے لیکن اگر کبھی غم زیادہ ہوتا تو اپنی داڑھی مبارک پکڑ لیتے۔ آپؐ نے فرمایا کہ سعدؓ ابن معاذ کی موت سے عرش ہل گیا۔ آسمان کے تمام دروازے ان کے لئے کھول دیئے گئے۔ ستر ہزار فرشتے ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ ان کا جنازہ بیحد ہلکا تھا۔ اسے فرشتے اٹھائے ہوئے تھے۔ اس سے قبل اتنے فرشتے کبھی کسی کے لئے آسمان سے نہیں اترے۔ ان کی قبر سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ (۲۳)

قرآن مجید میں اس غزوہ کا تذکرہ سورۂ انفال کی آیات ۵۶ اور ۵۷ میں ہے۔ فرمایا:

الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ
مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ۝ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم
مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝

"وہ لوگ کہ جن سے اے نبیؐ آپ نے معاہدہ کیا پھر وہ اپنا معاہدہ ہر بار توڑ ڈالتے ہیں اور پرہیز نہیں کرتے پس اگر پا جائیں آپ ان کو جنگ میں تو ایسی سزا دیجئے کہ دوسرے لوگوں کے لئے عبرت ہو۔"

RekhtaDownload.com

ماخذ اور حواشی

غزوۂ بنی قریظہ

۱۔ (ا) اخبار النبی" طبقات ابن سعد، جلد اول، صفحہ ۳۷۴

(ب) سیرت رسول کریم" کامل ابن اثیر، جلد دوم، صفحہ ۲۹۹

۲۔ (ا) جوامع السیرہ، ابن حزم اندلسی، صفحہ ۲۰۲

(ب) سیرت النبی کامل" ابن ہشام، صفحہ ۲۷۲

۳۔ انوار المحمدیہ، قسطلانی/ یوسف بن اسمٰعیل، صفحہ ۱۴۳

۴۔ (ا) اخبار النبی" طبقات ابن سعد، جلد اول، صفحہ ۳۷۴

(ب) التنبیہ والاشراف، مسعودی، صفحہ ۷۱

(ج) فتوح البلدان، البلاذری، صفحہ ۴۶

۵۔ سیرت النبی کامل" ابن ہشام، صفحہ ۲۷۳

۶۔ مدارج النبوت، شیخ عبدالحق، صفحہ ۲۵۹

۷۔ مغازی الرسول" واقدی، صفحہ ۲۹۵

۸۔ سیرت رسول کریم" کامل ابن اثیر، جلد دوم، صفحہ ۳۰۱

۹۔ بخاری شریف، جلد ۲، صفحہ ۱۳۱ حدیث نمبر ۲۸۹

۱۰۔ الوفا، ابن جوزی، صفحہ ۲۶۷

۱۱۔ بخاری شریف، جلد ۲، صفحہ ۱۳۲ حدیث نمبر ۲۸۹

۱۲۔ (ا) رسول کریمؐ کی جنگی اسکیم، عبدالباری، صفحہ ۱۳۹

(ب) سیرت المصطفیٰ، محمدؒ ادریس کاندھلوی، صفحہ ۵۷

۱۳۔ سیرت رسول کریم" کامل ابن اثیر، جلد دوم، صفحہ ۳۰۲

۱۴۔ (ا) مغازی رسول" واقدی، صفحہ ۲۹۵

(ب) مغازی رسول اللہ، عروہ ابن زبیرؓ، صفحہ ۱۹۴

۱۵۔ التنبیہ والاشراف، مسعودی، صفحہ ۷۹

۱۶۔ سیرت النبیؐ، طبری، حصہ اول، صفحہ ۳۰۲

۱۷۔ رحمۃ للعالمین، سلمان منصور پوری، جلد اول، صفحہ ۱۳۴

۱۸۔ سیرت رسول کریمؐ، کامل ابن اثیر، جلد دوم، صفحہ ۳۰۳

۱۹۔ نقوش رسول نمبر، جلد ۱۱، صفحہ ۴۱۵

۲۰۔ (ا) مغازی الرسولؐ، واقدی، صفحہ ۲۹۶

(ب) سیرت المصطفیٰؐ، محمد ادریس کاندھلوی، صفحہ ۵۶

۲۱۔ تاریخ الاسلام والمسلمین، مسعود احمد، صفحہ ۳۳۷

۲۲۔ اصح السیرؐ، عبدالرؤف داناپوری، صفحہ ۶۰۵

(ب) صالحات و صحابیات، طبقات ابن سعد، حصہ ہشتم، صفحہ ۱۷۷

۲۳۔ مختصر سیرت نبویہ، عبدالشکور لکھنوی، صفحہ ۴۹

RekhtaDownload.com

سنہ ۵ ہجری کے دیگر اہم واقعات

حضرت زینبؓ بنت جحش سے نکاح

حضرت زینبؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنے لے پالک اور آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ ابن حارثہ کا پیام دیا۔

حضرت زینبؓ اور ان کے بھائی عبداللہؓ بن جحش نے خاندانی شرف اور ذاتی حسن و جمال کی بنا پر انکار کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کے اصرار کرنے پر سوچنے کے لئے مہلت مانگی۔ اسی دوران سورہ احزاب کی آیت نمبر ۳۶ نازل ہوئی۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ
يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ
ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۭ

RekhtaDownload.com

ترجمہ۔ "اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں پہنچتا
کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی امر مقرر کردیں تو وہ اس کام
میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول
کے حکم کی نافرمانی کرے وہ صریحاً گمراہ ہوگیا۔

اس کے بعد وہ نکاح پر راضی ہوگئے۔ طبیعتوں کے اختلاف نے ناخوشگوار حالات پیدا کردیئے۔ سال یا اس سے کچھ زیادہ عرصہ گزرا کہ حضرت زیدؓ نے انہیں چھوڑ دینے کی اجازت چاہی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نکاح میں رکھنے اور اللہ سے ڈرنے کی تلقین فرمائی بار بار کے جھگڑے سے تنگ آکر آخر کار حضرت زیدؓ نے طلاق دیدی۔ حضرت زینبؓ نے آپؐ کے حکم پر اس رشتہ کو قبول کیا تھا۔ اس لئے ان کی دل جوئی کی یہی صورت تھی کہ خود نکاح فرمالیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دیدی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھپائے رکھا۔ اس لئے کہ عرب میں منہ بولے بیٹے کی طلاق شدہ بیوی سے نکاح کرنا بھی حرام سمجھا جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بد باطنوں کے طعنوں اور عام رواج کے پیش نظر خاموش تھے۔ سورہ احزاب کی ۳۷ویں آیت میں ارشاد ہوا۔

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ
زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَ
تَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَ
طَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ
اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا

ترجمہ

"اور جب تم اس شخص سے جس پر خدا نے احسان کیا اور تم بھی کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ اور اللہ سے ڈر اور تم اپنے دل میں وہ بات پوشیدہ کرتے تھے جس کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا لیکن تم لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ ہی اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو پھر جب زید نے اس سے (کوئی) حاجت (متعلق) نہ رکھی (یعنی اس کو طلاق دیدی) تو ہم نے تم سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ مومنوں کے لئے ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں (کے ساتھ نکاح کرنے کے بارے میں) جب وہ ان سے (اپنی) حاجت (متعلق) نہ رکھیں کچھ تنگی نہ رہے اور اللہ کا حکم واقع ہو کر رہنے والا تھا۔"

جب عدت پوری ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے زیدؓ ہی کو پیغام دے کر بھیجا۔ مصلحت یہ تھی کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ حضرت زیدؓ کی مرضی کے خلاف یہ کام ہوا۔ حضرت زینبؓ نے پیغام سن کر استخارہ کی مہلت مانگی۔ اس دوران مندرجہ بالا آیت کا نزول ہوا۔ حضورؐ کی خادمہ حضرت سلمیٰؓ بشارت لے کر حضرت زینبؓ کے پاس گئیں۔ (۱) نزول آیت کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم اجازت کے بغیر حضرت زینبؓ کے گھر میں داخل ہوئے۔ (۲) انہوں نے عرض کیا آپ (صلی اللہ علیہ و سلم) بغیر گواہ اور خطبہ کے تشریف لائے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے نکاح کیا اور جبرئیل علیہ السلام گواہ ہیں۔ حضرت زینبؓ کہا کرتیں کہ بجز میرے آپؐ

کی ہر بیوی کا نکاح اس کے باپ یا کسی عزیز نے کیا۔ میرا نکاح اللہ تعالٰی نے آسمان پر کرایا ہے۔ (۳) اس واقعہ کے ظہور پذیر ہونے پر حسب توقع منافقین نے کہنا شروع کیا کہ یہ رسول ایک طرف تو بیٹوں کی بیویوں سے نکاح حرام قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف خود اپنی بہو سے نکاح کرتے ہیں۔ اس پر سورۂ احزاب کی ۴۰ ویں آیت نازل ہوئی۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ
فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ

ترجمہ: "محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ اللہ ہر چیز سے واقف ہے" (سورۂ احزاب میں یہ بھی فرمایا گیا) "اور اللہ نے تمہارے متبنیٰ کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا یہ تمہاری اپنے منہ کی باتیں ہیں۔ اللہ حق کہتا ہے اور وہی راستہ کی ہدایت کرتا ہے متبنیٰ کو اس کے باپ کی طرف منسوب کر کے پکارو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور تمہارے آزاد کردہ غلام ہیں۔" (آیت نمبر ۵)

اب تک زیدؓ عام طور پر زیدؓ بن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہلاتے تھے اس حکم کے بعد انہیں اپنے باپ کی نسبت سے زیدؓ بن حارثہ پکارا جانے لگا۔

پردہ کا حکم

ولیمہ کا کھانا تیار کروایا گیا جس میں بہت سے لوگوں نے روٹی اور گوشت جی بھر کر کھایا۔ اتنا شاندار ولیمہ کسی اور زوجہ کا نہیں ہوا تھا۔ لوگ کھانا کھاتے اور چلے جاتے ان میں سے تین آدمی کاشانۂ نبوت ہی میں بیٹھے باتوں میں مشغول رہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انسؓ بن مالک سے فرمایا کہ اب دستر خوان اٹھاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں تشریف فرما تھے اور حضرت زینبؓ بھی دیوار کی طرف منہ کر کے بیٹھی ہوئی تھیں اس کے باوجود بھی وہ لوگ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ مُروّت ان سے کچھ نہیں کہا بلکہ خود اٹھ کر دوسری ازواج کے حجروں کی طرف چلے گئے۔ حضرت عائشہؓ کے حجرے پر پہنچ کر فرمایا "السلام علیکم اہل البیت و رحمۃ اللہ" (اہل بیت تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت) انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ اسی طرح باری باری تمام بیویوں کے پاس ہو آئے تو ہنوز ان تینوں آدمیوں کو بیٹھا ہوا پایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ کر حضرت عائشہؓ کے حجرہ کی طرف جانے لگے۔ یہ دیکھ کر وہ تین آدمی اٹھ کر کہیں چلے گئے۔ حضرت انس نے اطلاع دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے۔ (۴) ابھی ایک قدم حجرے کے اندر اور ایک باہر ہی تھا کہ حجاب (پردہ) سے متعلق سورۂ احزاب کی ۵۳ تا ۵۵ آیات نازل ہوئیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى
طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا
طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ
يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ وَاِذَا
سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ
لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا
اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝ اِنْ
تُبْدُوْا شَيْئًا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ لَا جُنَاحَ
عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ
وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِيْنَ
اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝

ترجمہ: "اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں جایا کرو مگر صرف اس صورت میں کہ تمہیں کھانے کے لئے بلایا جائے۔ (پہلے سے جاکر) کھانا پکنے کا انتظار نہ کیا کرو (بلکہ کھانا تیار ہو جائے) اور تمہیں بلایا جائے تو اندر جاؤ اور جب کھانا کھا چکو تو فوراً واپس چلے آؤ۔ باتوں میں مصروف نہ ہوا کرو۔ اس سے نبی کو تکلیف ہوتی ہے وہ تم سے شرماتے ہیں لیکن اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا اور جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے پاکیزگی کی بات ہے تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تکلیف پہنچاؤ اور یہ کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کرو۔ بے شک یہ کام اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے اگر تم کسی بات کو ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بے شک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

عورتوں پر اپنے باپوں سے (پردہ نہ کرنے میں) کچھ گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں سے، بھائیوں سے، بھتیجوں سے، بھانجوں سے، نہ اپنی (قسم کی) عورتوں سے اور نہ لونڈیوں سے اور (اے عورتو) اللہ سے ڈرتی رہا کرو۔ بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔"

ان آیات کے نزول کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں پر پردے لٹکا دیئے گئے اور لوگوں کو اندر جانے سے روک دیا گیا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ منافقین راستہ چلتی عورتوں کو چھیڑا کرتے تھے اور جب ان سے اس سلسلے میں پوچھ گچھ کی جاتی تو کہتے کہ ہمیں معلوم نہ تھا کہ یہ مسلمان ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ کو بڑی تشویش تھی چنانچہ ایک رات اُم المومنین حضرت سودہؓ بنت زمعہ گھر سے باہر جا رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ عورتوں کا باہر نکلنا بھی پسند نہیں کرتے تھے چنانچہ انہیں دیکھ کر کہا۔ "اے سودہ! اللہ کی قسم تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں۔" وہ واپس آئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے گھر رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے اور ہاتھ میں ہڈی تھی کہ انہوں نے یہ سارا واقعہ شکایتاً حضور کے گوش گزار کیا۔ (۵) اسی وقت وحی کا نزول ہوا اور سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ نازل ہوئی۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۚ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگھٹ (پردہ) ڈال لیا کریں۔ اس تدبیر سے یہ بات زیادہ متوقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی اور انہیں ستایا نہ جائے گا۔"

حجاب اور پردہ شرعی یہی ہے کہ شخصیت کو پوشیدہ کیا جائے۔ آیات حجاب کے بعد بھی اُمّہاتُ المومنین غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جایا کرتی تھیں۔ چہرہ و بدن کے ساتھ ان کی شخصیت بھی پوشیدہ ہوتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکا نہیں لیکن فرمایا کہ عورتوں کی نماز مسجد سے گھروں میں بہتر ہے۔ پردہ کے احکام سورۂ احزاب اور سورۂ نور میں نازل ہوئے ہیں۔

زلزلہ

اسی سال مدینہ میں زلزلہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو متنبہ کرتا ہے پس تم خبردار ہو جاؤ۔ (٦)

چاند گرہن اور سورج گرہن

اسی سنہ میں پہلی مرتبہ چاند گرہن ہوا۔ جاہلوں نے کہنا شروع کیا کہ کسی نے چاند پر جادو کر دیا ہے۔ اس موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ خسوف پڑھی۔ اسد الغابہ میں ہے کہ ٦ ھ میں آفتاب میں گرہن پڑا۔ پہلی بار کسوف کی نماز پڑھی گئی تھی۔ (٧)

حضرت سعدؓ بن عبادہ کی والدہ کی وفات

اسی سال حضرت سعدؓ بن عبادہ کی والدہ انتقال کر گئیں۔ اس وقت سعدؓ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر غزوۂ دومۃ الجندل میں تشریف لے گئے تھے۔ واپس آئے تو ان کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی۔ اس موقع پر حضرت سعدؓ نے عرض کیا کہ اگر میں یہاں ہوتا تو والدہ ماجدہ کچھ وصیت کرتیں۔ اب کیا بات ان کے حق میں بہتر ہوگی فرمایا۔ "پانی" چنانچہ حضرت سعدؓ نے ایک میٹھے پانی کا کنواں اپنی ماں کے لئے بطور صدقہ جاریہ وقف کر دیا۔ (۸)

قبیلۂ مُزینہ کا ایمان لانا

قبیلۂ مزینہ مدینہ سے سیدھے ہاتھ کی جانب پانچ روز کی مسافت پر فرح کے مقام پر آباد تھا۔ یہ قبیلہ مضر کی ایک شاخ تھی۔ بنی قریظہ کے معاملہ کے بعد اس کا سردار چار سو افراد کے ساتھ رجب ۵ ہجری میں مدینہ آیا اور وہیں مشرف بہ اسلام ہوا۔ (۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ جہاں کہیں بھی رہو گے ہجرت کا اجر و ثواب تمہیں ملتا رہے گا۔ چنانچہ وہ اپنے ٹھکانوں کو واپس ہو گئے فتح مکہ کے موقع پر حضرت بلالؓ بن حارث قبیلہ مزینہ کے علمبردار تھے۔ (۱۰)

ماخذ اور حواشی

۵ ہجری کے دیگر اہم واقعات

حضرت زینبؓ بنت جحش سے نکاح

۱۔ مدارج النبوت، شیخ عبدالحق دہلوی، صفحہ ۱۸۷

۲۔ اصح السیر، عبدالرؤف داناپوری، صفحہ ۶۲۷

۳۔ صالحات و صحابیات، طبقات ابن سعد، حصہ ہشتم صفحہ ۱۲۸

پردہ کا حکم

۴۔ (ا) تاریخ الاسلام والمسلمین، مسعود احمد صفحہ ۳۰۳

(ب) اصح السیر، عبدالرؤف داناپوری، صفحہ ۶۳۲

۵۔ اصح السیر، عبدالرؤف داناپوری، صفحہ ۶۳۳

زلزلہ

۶۔ اُسد الغابہ، ابن اثیر جلد اول، صفحہ ۲۷

چاند گرہن اور سورج گرہن

۷۔ (ا) رسالتمابؐ ترجمہ روضۃ الاحباب، صفحہ ۲۵۹

(ب) اسد الغابہ، ابن اثیر جلد اول، صفحہ ۲۷

حضرت سعدؓ بن عبادہ کی والدہ کی وفات

۸۔ رسالتمابؐ ترجمہ روضۃ الاحباب، صفحہ ۲۶۰

قبیلۂ مُزنیہ کا ایمان لانا

۹۔ الوفا، عبدالرحمٰن ابن جوزی، صفحہ ۲۷۷

۱۰۔ مدارج النبوت، شیخ عبدالحق دہلوی، صفحہ ۲۶۷

ہجرت کا چھٹا سال

سریہ محمد بن مسلمہؓ نجد کی طرف

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہؓ کی سرکردگی میں تیس سواروں کا ایک دستہ ۱۰ محرم ۶ھ کو نجد کی طرف روانہ کیا۔ وہاں قبیلہ بنی بکر بن کلاب کی اک شاخ قرطاء آباد تھی۔ یہ لوگ مقام ضریہ میں رہتے تھے جو مدینہ منورہ سے سات دن کی مسافت پر واقع تھا۔ یہ مجاہد دن کے وقت چھپے رہتے اور راتوں کو منزل کی جانب سفر کرتے۔ اچانک پہنچ کر ان پر چھاپہ مارا۔ دشمن کے دس افراد قتل ہوئے باقیوں نے بھاگنے میں عافیت جانی۔ مال غنیمت میں ۱۵۰ اونٹ اور تین ہزار بکریاں ہاتھ لگیں۔ مجاہد اس معرکہ کے ۱۹ دن بعد مدینہ واپس آئے۔ خُمس نکال کر مال غنیمت ان میں تقسیم کردیا گیا۔ دس بکریوں کے برابر ایک اونٹ قرار دیا۔(۱)

بے نیازِ گردشِ دوراں

اسی مہم میں مسلمانوں نے لوٹتے ہوئے ایک شخص کو گرفتار کرلیا

اور اسے اپنے ساتھ مدینہ لے آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شناخت کرلیا۔ یہ بنو حنیفہ کا سردار ثمامہ بن اثال تھا۔ سیرت حلبیہ (۲) میں ہے کہ وہ مسیلمہ کذاب والی یمامہ کے اشارے پر بھیس بدل کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے نکلا تھا بلکہ اس کا اعلان بھی کر رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھنے کا حکم دیا۔ سزا کے ساتھ مقصد یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کو بارگاہ رب میں رکوع و سجود کرتا دیکھے۔ اسلام سے رغبت پیدا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے تو پوچھا اے ثمامہ میری نسبت تمہارا کیا گمان ہے؟ عرض کیا گمان خیر ہے اگر قتل کا حکم دیں تو ایک خونی قتل ہوگا۔ احسان فرمائیں گے تو ایک شکر گزار پر انعام ہوگا۔ فدیہ مطلوب ہو تو جتنا چاہو مال نذر کروں یہ سن کر آپ بغیر کوئی جواب دیئے گزر گئے۔

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزو تیری

دوسرے دن پھر وہی سوال ہوا اس نے بھی وہی جواب دیا۔ تیسرے دن اس نے پہلا اور تیسرا جواب نہیں دیا بلکہ بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہوا کہ اگر احسان فرمائیں گے تو ایک شکر گزار پر ہوگا۔ اب معاملہ آپ کے عفو و کرم پر تھا۔ ارشاد ہوا میں نے تجھے معاف کیا۔ ساتھ ہی آزاد بھی۔ ثمامہ رہا ہو کر ایک نخلستان میں گیا۔ غسل کر کے مسجد میں آیا اور کلمہ شہادت پڑھا۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آج سے پہلے

آپؐ کے چہرے ' دین اور شہر سے بڑھ کر کوئی چیز مبغوض نہ تھی اور اب روئے زمین پر آپؐ کے چہرہ مبارک ' دین حق اور شہر دلبر سے بڑھ کر مجھے کوئی چیز محبوب نہیں ہے۔ میں عمرہ کے لئے جارہا تھا کہ مجھے آپؐ کے سواروں نے پکڑ لیا۔ اجازت ہو تو ارادہ پورا کرلوں۔ فرمایا تمہیں بشارت ہے عمرہ ادا کرو۔ مکہ پہنچے تو قریش نے طعنہ دیا۔ معلوم ہوتا ہے بے دین ہو گئے ہو؟ کہا دین دار ہو گیا ہوں پوچھا گیا وہ کیسے؟ کہا وہ اس طرح کے بے دینوں کو چھوڑ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین حق کو قبول کرلیا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اب جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت نہ ہوگی یمامہ سے غلہ کا ایک دانہ بھی تم کو نہیں ملے گا۔ وطن لوٹ کر انہوں نے اجناس بھیجنا بند کردیا مکہ تو وادی غیر ذی زرع (یعنی بنجر زمین) تھا اس لئے وہاں قحط پڑ گیا۔ قریش نے ایک عریضہ خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں بھیجا۔ (۳)

"جب تک آپ مکہ میں رہے ہم نے بارہا آپ کی زبان سے سنا کہ صلہ رحمی ضروری چیز ہے لیکن آپ کے رفقا میں یمامہ نے غضب کردیا انہوں نے گیہوں کی برآمد روک لی ہے جس کی وجہ سے ہم بے حد تکلیف میں ہیں اگر آپ یمامہ کو پابندی دور کرنے کے لئے لکھ سکیں تو ہم سب پر آپ کا احسان ہوگا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں لکھا۔

"میری قوم قریش کو غلہ کی برآمدگی سے پابندی ہٹالو۔"

یہ صلح حدیبیہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دار فانی سے پردہ فرمانے کے بعد جب اہل یمامہ مسلیمہ کذاب کے ساتھ مرتد ہوئے تو حضرت ثمامہؓ نے لوگوں کو اس کی اتباع سے روکا۔ جب لوگوں نے ان کی بات نہیں مانی تو یمامہ کی فتنہ پرور سرزمین کو خیرباد کہا اور حضرت علاء بن حضرمیؓ سے جا ملے۔(۴)

غزوۂ بنو لحیان

بنو لحیان نے مقام رجیع پر آٹھ داعیان اسلام کو دھوکے سے شہید کردیا تھا اور حضرت خُبیبؓ بن عدی اور زیدؓ بن دثنہ کو اہل مکہ کو بیچ دیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کا بے حد ملال تھا چنانچہ ان سے بدلہ لینے کے لئے ربیع الاول ۶ ہجری میں دو سو مجاہدوں کے ساتھ جن میں ۲۰ گھڑسوار بھی شامل تھے نکلے مدینہ میں حضرت عبد اللہ ابن اُمّ مکتوم کو اپنا نائب مقرر فرمایا(۵) رخ شام کی جانب رکھا تاکہ جاسوسوں کو آپؐ کے ارادے کی خبر نہ ہوسکے۔ خاصی مسافت طے کرنے کے بعد مکہ کی سمت پھر گئے۔ امج اور عسفان کے درمیان جہاں ان صحابہؓ کو شہید کیا گیا تھا بطن غران کی وادی ہے وہاں پہنچ کر ان شہداء کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔ بنو لحیان کو پتہ چلا تو پہاڑوں میں چھپ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دن قیام فرمایا۔ پھر دس مجاہدوں کو حضرت ابوبکرؓ کی سرکردگی میں کراع الغمیم کی

شمال
مشرق
مغرب
جنوب
تبوک
بنو قضاعہ
تیماء
خیبر
وادی القریٰ
ذو المروہ
بنو ہوازن
قریش کا تجارتی راستہ
وسط عرب
اور
ذو قرد کی پوزیشن

طرف روانہ کیا تاکہ مکہ والوں کو خبر ہو جائے۔ چودہ دن بعد مدینہ واپس تشریف لائے۔(۶)

غزوۂ ذی قرد یا غزوۂ غابہ

اسے غزوۂ غابہ بھی کہا جاتا ہے۔ غابہ کے اطراف سرسبز چراگاہ تھی جو کہ کوہ سلع کے قریب واقع تھی۔ اس میں آنحضرت کی ۲۰ اونٹنیاں (جو گابھن اور دودھ دینے والی تھیں) رکھی گئیں۔ حضرت ابوذرؓ کے صاحبزادے ذرؓ اس کے نگراں تھے۔ قبیلہ غطفان کا عینیہ بن فزاری چالیس سواروں کے ساتھ حملہ آور ہوا اور انہیں قتل کر کے اونٹنیاں ہانک کر لے گیا۔(۷) ساتھ ہی حضرت ذرؓ کی بیوی کو بھی اٹھا کر لے گئے۔ اتفاق سے حضرت سلمہؓ بن اکوع اور ایک غلام رباحؓ نے اسے دیکھ لیا۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر "صباحا" کا نعرہ تین بار لگایا جو خطرے کی گھنٹی تھی۔ رباحؓ کو اطلاع دینے مدینہ بھیجا اور خود تن تنہا ان کا پیچھا کیا۔ وہ بڑے اچھے تیر انداز تھے۔ ہر تیر سے ایک دشمن کو زخمی کرنے لگے ان کی زبان پر رجز کے بول تھے۔

"میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج ہلاکت کا دن ہے۔"

تنگ آکر دشمن نے تمام اونٹ چھوڑ دیئے اکوع نے انہیں مدینے کی طرف ہانک دیا۔ خود تعاقب میں آگے بڑھتے رہے۔ دشمن چادر اور نیزے گراتے گئے تاکہ حضرت اکوعؓ کو اس میں مشغول کر دیں۔ حضرت اکوعؓ

چادر پر نیزہ رکھ دیتے تاکہ اڑے نہیں اور پھر تعاقب کرتے اس طرح انہوں نے تیس نیزے اور ۳۰ چادریں حاصل کیں۔ حضرت ذرؓ کی بیوی کو بھی آزاد کرالیا۔(۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مدد کے لئے چند سواروں کو "فورا" روانہ فرمایا جن میں محمد بن مسلمہؓ، اخرمؓ اسدی، ابو قتادہؓ، مقداد بن اسود کندی تھے۔ پھر خود پانچ یا سات سو مجاہدوں کے ساتھ اس مہم پر نکلے ادھر دشمن کی مدد کے لئے عینیہ بن بدر آیا۔ لڑائی میں حضرت اخرم اسدیؓ ایک کافر عبدالرحمٰن بن حصین کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ حضرت ابو قتادہؓ نے اسے جہنم واصل کیا۔ دشمن کے دو آدمی مارے گئے اسی اثناء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ مجاہدین آتے دکھائی دیئے۔ دشمن ذی قرد کے چشمے پر جمع ہوا پانی پینا چاہا لیکن مسلم شہ سواروں نے انہیں دم لینے نہ دیا۔ ان کے دو گھوڑے بھی ہتھیا لئے۔ غرض وہ ایسے بھاگے کہ بنی غطفان کے ٹھکانوں پر جا کر دم لیا۔ مسلم شہسوار لوٹ کر ذی قرد کے چشمے پر حضور اکرمؐ سے آملے اور حملہ کی اجازت طلب کی۔ فرمایا: "نرمی سے کام لو۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ایک دن قیام فرمایا۔ اس موقع پر ارشاد ہوا "آج بہترین پیدل مجاہد سلمہ بن اکوع اور بہترین سوار ابو قتادہؓ ہے۔"(۹) ان کا لقب "فارس رسول اللہ ہے" ابن اکوع کی خدمت کے اعتراف میں انہیں سوار کے برابر حصہ مرحمت فرمایا اور انہیں اپنے اونٹ پر بٹھا کر

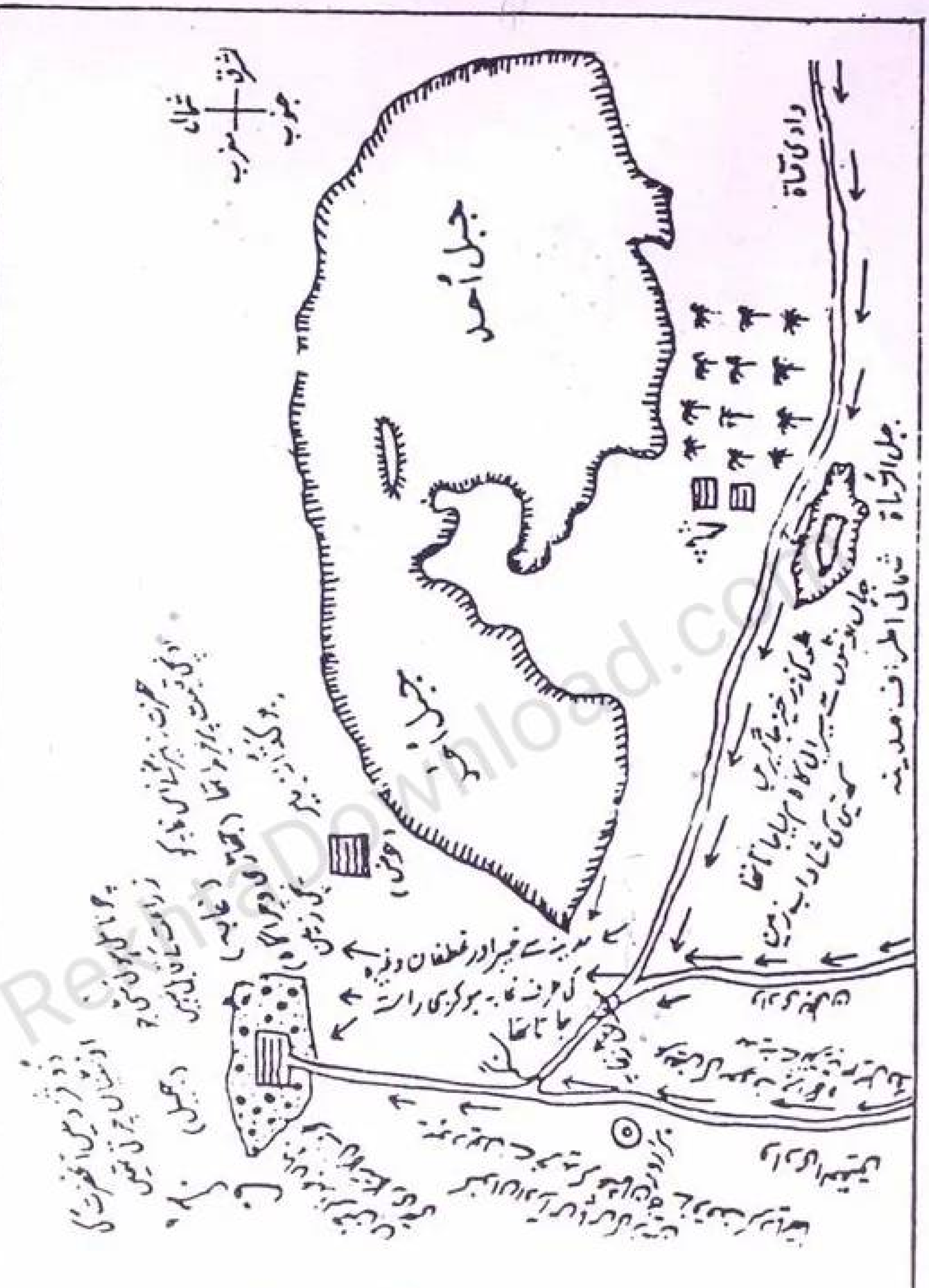

مضافاتِ مدینہ کا شمال مغربی خطّہ

(چراگاہوں کی پوزیشن)

RekhtaDownload.com

مدینے لائے۔

اس غزوہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھوڑے پر سے گر پڑے جس کی وجہ سے داہنا بازو اور ران سخت زخمی ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز کی امامت فرمائی۔ حضرت ابوبکرؓ بلند آواز میں تکبیر دہراتے تھے۔ صحابہؓ کھڑے ہو کر اقتداء کرنے لگے۔ فرمایا امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جب وہ (امام) بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ جاؤ اور جب کھڑے ہو کر پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز ادا کرو۔ (١٠)

مورخین اس غزوہ کو صلح حدیبیہ سے پہلے بتاتے ہیں۔ بخاری اور مسلم میں غزوۂ خیبر سے تین دن پہلے اس کا وقوع بیان کیا گیا ہے۔ اس غزوہ کی منادی میں "یا خیل اللہ" (اے اللہ کے سوارو) کوچ کرو کے الفاظ پہلی بار استعمال کئے گئے۔

Rekhta Download.com

مآخذ اور حواشی

ہجرت کا چھٹا سال

سَرِیّہ محمد بن مسلمہ نجد کی طرف

۱۔ طبقات ابن سعد' اخبار النبی حصہ اول' صفحہ ۳۷۸

۲۔ الرحیق المختوم' صفی الرحمن مبارکپوری' صفحہ ۵۰۶' بحوالہ سیرت حلبیہ

۳۔ سیاسی وثیقہ جات: ڈاکٹر محمد حمید اللہ' صفحہ ۳۲

۴۔ سیرت المصطفیٰ' محمد ادریس کاندھلوی' صفحہ ۶۳

غزوۂ لحیان

۵۔ اخبار النبی' طبقات ابن سعد' حصہ اول' صفحہ ۳۷۸

۶۔ جوامع السیرہ۔ ابن حزم صفحہ ۲۱۰

غزوۂ ذی قرد یا غابہ

۷۔ جوامع السیرہ۔ ابن حزم صفحہ ۲۱۲

۸۔ مدارج النبوت' شیخ عبدالحق' صفحہ ۲۷۷

۹۔ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد پنجم' صفحہ ۹۵

۱۰۔ رسالت مآب' ترجمہ روضۃ الاحباب' صفحہ ۲۶۶

صلح حدیبیہ

خواب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف کا طواف فرما رہے ہیں، خانۂ کعبہ کی چابی آپ کے دستِ مبارک میں ہے۔ صحابہؓ نے بھی سر منڈوا لئے یا بال کٹوائے ہیں اور سب قربانی کر رہے ہیں۔(۱)

صحابہؓ کرام کو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب سنایا تو وہ بے حد خوش ہوئے، خیال کیا کہ یہ واقعہ اسی سال ظہور پذیر ہوگا۔ انبیاء کے خواب ہمیشہ سچے ہوتے ہیں اسی لئے سب نے تیاریاں شروع کر دیں۔ بیت اللہ کی زیارت اور وطن کی گلیوں کی یاد دلوں میں چٹکیاں لینے لگی۔ وطن پھر وطن ہے۔ بے شک وطنیت کے بت کو توڑا تھا کعبہ سے تو منہ

RekhtaDownload.com

نہیں موڑا تھا بلکہ اب تو اسی رخ ان کا قبلہ تھا۔ ایک حیرت ضرور تھی کہ کیا قریش مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت دیں گے؟

حضرت عبداللہؓ ابن اُمّ مکتوم کو مدینہ میں نائب مقرر فرمایا۔ یکم ذی قعدہ ۶ ھ (مارچ ۶۲۸ء) کو غسل کر کے لباس تبدیل فرمایا اور عمرہ کے ارادے سے اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہوئے۔(۲) صرف تلواریں ساتھ رکھی گئیں جو عموماً مسافروں کے ساتھ ہوتی تھیں۔ ہدی یعنی قربانی کے ستر اونٹ (جن میں ابوجہل کا بیش قیمت اونٹ بھی تھا جو بدر کی غنیمت میں ملا تھا) ساتھ رکھے۔ مالدار صحابہؓ کے بھی اپنے اونٹ اور دیگر قربانی کے جانور ساتھ تھے۔ مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر ذوالحلیفہ میں ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ پھر عمرہ کا احرام باندھا۔ تلبیہ پڑھا ہیں قربانی کے جانوروں کو قلاوہ (گلے میں رسی سے نعل باندھنا) پہنا کر ان کا شعار (کوہان شق کر کے خون بہانا) کیا گیا۔ حضرت ناجیہؓ بن عمیر (یا جندب) کو ان کا نگراں بنایا گیا۔ اسی مقام سے بنی خزاعہ کے بشر یا بسرؓ بن سفیان کو جاسوس بنا کر قریش کی طرف روانہ کیا گیا۔ یہ عمرہ کا مہینہ تھا۔ احرام باندھ کر مکہ آنے والے کو روکنے کا کسی کو حق نہیں پہنچتا تھا۔ یہ قدیم دستور اور صدیوں کا مروّجہ قانون تھا۔ قریش کعبہ کے خدمت گزار تھے مالک تو نہیں تھے کہ جسے چاہا روک دیا۔ اس وقت قریش شدید ذہنی کشمکش میں تھے مسلمانوں کو روکنے کے معنی قتال کو دعوت دینا تھا۔ اس طرح ماہ حرام کی حُرمت کو پامال کرنے کا الزام خود ان پر

لگنے کا خدشہ تھا۔

تعداد

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ زیارت کعبہ کے لئے عام اعلان کیا گیا۔ صحابہؓ کرام کی تعداد حضرت جابر بن عبداللہؓ کے بیان کے مطابق ۱۴ سو تھی۔(۳) ان ہی سے دوسری جگہ ۱۵ سو کی روایت بھی ہے۔ قبیلہ اسلم کے ایک سو جوان بھی اس سفر میں شریک تھے۔ مسلمان جب چاہ اشطاط پر اترے (جو عُسفان میں ہے) تو جاسوس حاضر خدمت ہوا اور بتایا کہ قریش کو آپ کی روانگی کا علم ہوگیا ہے۔(۴) ان کا خیال ہے کہ آپؐ عمرہ کے بہانے اپنی فوجوں کو چڑھا لائیں گے یہ بات سارے عرب میں پھیل جائے گی۔ دارالندوہ میں باہم یہ قسم کھائی گئی ہے کہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ اس کام کے لئے اپنے حلیفوں سے بھی مدد حاصل کر رہے ہیں۔ چنانچہ احابیش کا سردار حُلیس بن علقمہ یا زبان اور ثقفی حلیف عروہ ابن مسعود مکہ پہنچ گئے ہیں۔ قریش اور حلیفوں کے جانبازوں کی تعداد ۸ ہزار ہے۔(۵) مکہ کی مغربی جانب "بلدح" کے مقام پر پڑاؤ ہے۔ دو سو سواروں کے ساتھ خالد بن ولید کراع الغمیم کی گزرگاہ پر حملہ کے لئے تیار ہیں۔ حکم بن مناف کی سرکردگی میں دس نوجوان جاسوسی کے لئے پہاڑوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

مشورت

قریش کے سردار عکرمہ بن ابوجہل، صفوان بن اُمیہ اور سہیل بن عمرو عامری مسلمانوں کو ہر قیمت پر روکنا چاہتے ہیں۔ یہ تین اور حویطب بن عبدالعُزّیٰ مل کر لشکر کے اخراجات برداشت کر رہے ہیں۔ یہ تفصیل سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قریش کا برا ہو انہیں تو جنگ کھا گئی ہے پھر آپؐ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔ "ہم زیارت بیت اللہ کے لئے نکلے ہیں اگر کوئی مزاحمت کرے گا سیل عرم بن کر اسے راہ سے ہٹا دیں گے۔" سب نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

ان حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طے فرمایا کہ مسلمان اس شاہراہ سے نہیں گزریں گے جہاں خالد بن ولید منتظر ہے۔ یہاں سے اس کے خلاف چلے جس راستے پر سفر کا ارادہ تھا۔ دریافت فرمایا کہ کوئی ثنیۃ ذات الحنظل کے راستہ سے واقف ہے؟ بریدہؓ بن خصیب اسلمی نے ہامی بھری۔ ان کی رہنمائی میں راستے طے ہونے لگے۔ آگے چل کر چٹانوں اور درختوں میں راستہ بھٹک گئے۔ اب حمزہؓ بن عمرو اسلمی نے یہ فرض سنبھالا لیکن گھنے درختوں میں وہ بھی راستہ بھول گئے۔ آخر میں عمروؓ بن عبد نہم اسلمی کی سرکردگی میں تمام رات چلتے ہوئے ثنیۃ ذات الحنظل میں وادی کے ختم ہونے کی جگہ حدیبیہ کا میدان نظر آیا۔ اس مقام سے

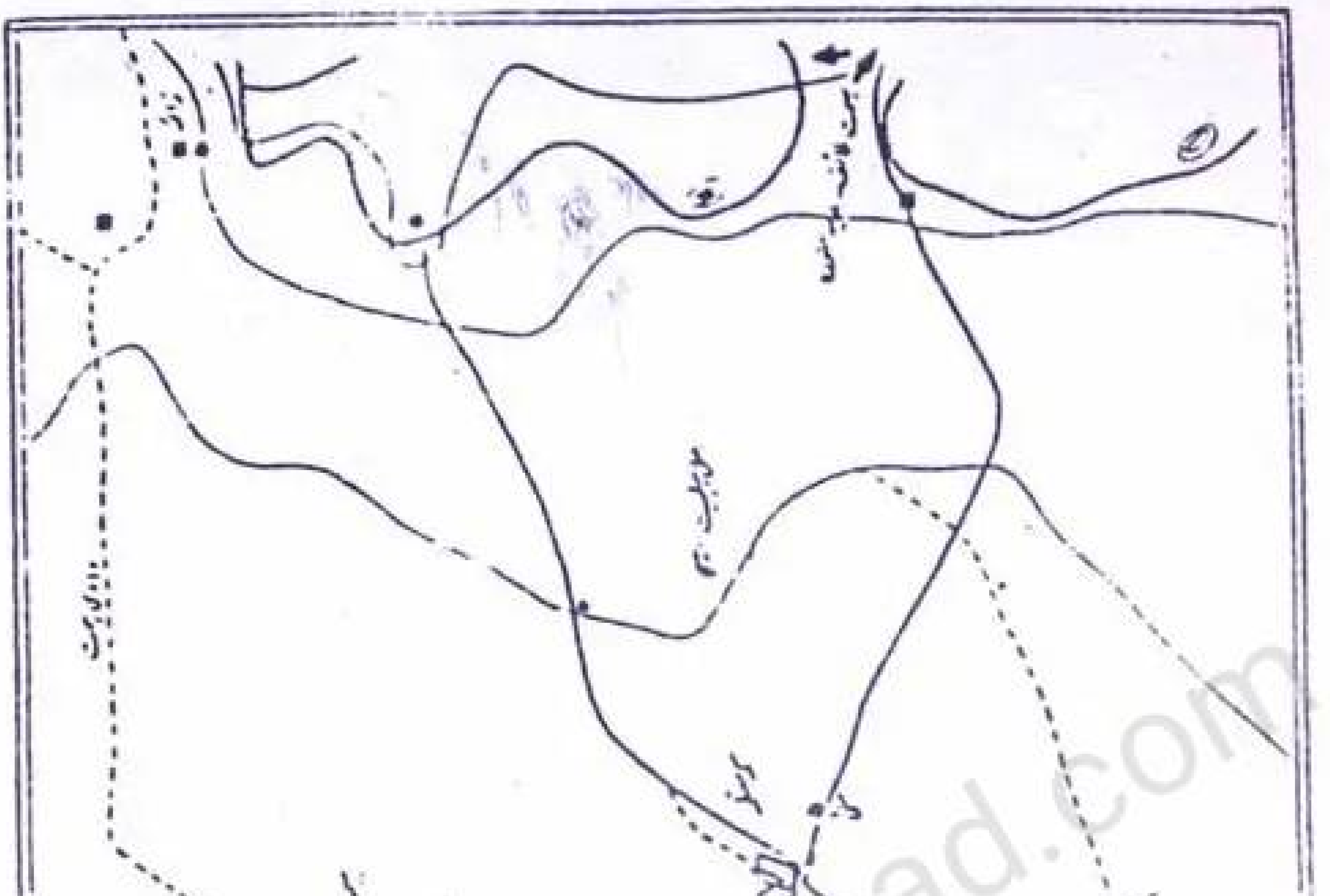

مکہ - مدینہ

موجودہ مسجد جو صلح حدیبیہ کی یادگار ہے، ۱۹۹۲ء کی تصویر

حدیبیہ کا کنواں ...... یعنی وہ کنواں جہاں صلح حدیبیہ ہوئی۔ پس منظر میں ببول کے درخت بیعت رضوان کی یاد تازہ کراتے ہیں۔

جب مسلمانوں نے مکہ کی جانب مڑنا چاہا تو اونٹنی قصواء بیٹھ گئی۔ لوگوں نے بڑی کوشش کی لیکن اس نے جنبش نہ کی۔ شور بلند ہوا قصواء تھک کر بیٹھ گئی ہے۔ قصواء سرکش ہو گئی یہ سن کر ارشاد ہوا کہ قصواء نہیں بیٹھی نہ یہ اس کی عادت ہے بلکہ اسے اس ذات نے روک دیا ہے جس نے "اصحاب فیل" (ہاتھی والوں) کو روکا تھا۔ پھر فرمایا:

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کُفّار قریش مجھ سے جس بات کا بھی سوال کریں گے اگر وہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں میں سے نہ ہو تو میں ان کی ہر بات منظور کرلوں گا۔" (۶)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصواء کو کوچا دیا تو وہ جست لگا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور پہاڑی سے ہٹ کر ایک طرف روانہ ہوئی تاایں کہ حدیبیہ کے کنویں پر پہنچی۔ آپؐ نے یہاں اتر کر قیام فرمایا۔ اس پُر پیچ اور دشوار گزار راستے کو اختیار کرنے کا فائدہ یہ ہوا کہ کرع الغمیم پر خالد بن ولید کے تصادم سے بچ گئے۔ وہ بڑی دیر تک گھات میں بیٹھے رہے۔ آخر محسوس کرلیا کہ مسلمانوں نے راستہ تبدیل کرلیا ہے تو قریش کو نئی صورت حال سے واقف کروایا۔ (۷)

خاک پر چشمۂ صد رنگ ابلتے دیکھا

ثنیۃ المرارہ مکہ کے نشیب میں ہے۔ حدیبیہ مکہ سے ایک منزل یعنی نو میل کے فاصلے پر ہے۔ طبری کے بیان کے بموجب اس کا بڑا حصہ

حرم میں داخل ہے اور کچھ حل (حرم سے خارج) ہے۔ کسی نے کنویں اور کسی نے گاؤں کا نام حدیبیہ لکھا ہے۔ قسطلانی نے کنویں کے علاوہ ایک درخت کا نام بھی لکھا ہے۔(۸) بعض نے لکھا ہے کہ حدیبیہ کا پرانا اور اصل نام مراء الظہران ہے۔ موجودہ نام شمیسہ ہے۔ حدیبیہ کے کنویں میں پانی بہت کم تھا جو تھوڑے سے استعمال سے ختم ہوگیا۔ صحابہؓ نے قِلتِ آب کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش سے ایک تیر حضرت ناجیہؓ بن عمیر (قربانی کے اونٹوں کے رکھوالے) کو عطا فرمایا اور حکم دیا کہ کنویں میں اتر کر اسے بیچوں بیچ گاڑ دو۔ تیر چبھنے کے ساتھ ہی سُوتے پھوٹ پڑے اور پانی جھرنے کی طرح جوش مار کر اُبلنے لگا۔(۹) ابن ہشام نے لکھا ہے کہ تیر حضرت براءؓ بن عازب لے کر کنویں میں اترے۔(۱۰) یہ بھی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے خوب بارش ہوئی اور گڑھے بھر گئے۔

حدیبیہ میں قیام کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خراشؓ بن اُمیہ خزاعی کو قریش کے پاس مسلمانوں کی آمد کا مقصد بیان کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اونٹ "ثعلب" پر سوار ہو کر گئے۔ قریش کے اشرار نے اس اونٹ پر حملہ کیا۔ عکرمہ بن ابوجہل نے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں۔ یہ لوگ حضرت خراشؓ کے قتل کے درپے ہوئے۔ سمجھدار لوگوں نے بیچ بچاؤ کیا اور وہ جان بچا کر واپس

ہوئے۔(۱۱)

تہامہ میں آباد بنو خزاعہ کے لوگ مسلمانوں سے ہمدردی رکھتے تھے۔ ان کا سردار بدیل بن ورقاء مکہ میں جو کچھ ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قاصد سے مطلع کر دیتا تھا۔ حدیبیہ کا مقام بنو خزاعہ کی منزلوں کے قریب تھا اس لئے مسلمان یہاں اترے تو وہ چند افراد کے ساتھ خدمت اقدس ؐمیں حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ قریش اور ان کے حلیف آپ ؐکو بیت اللہ کی زیارت سے روکنے پر بضد ہیں خواہ خون خرابہ ہی کیوں نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ حرام مہینہ ہے ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے۔ زیارت و اکرام بیت اللہ ہمارا مقصد ہے۔ اگر قریش چاہیں تو کچھ مدت مقرر کرلیں تاکہ ہم جنگ و جدال سے باز رہیں۔ وہ ہماری سرگرمیوں، کاموں اور عبادت میں مزاحم نہ ہوں۔ مجھے دوسرے مشرکوں سے لڑنے چھوڑ دیں۔ اگر میں مغلوب ہوگیا تو ان کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ غالب آگیا تو پھر وہ اسلام قبول کرلیں۔ اگر قریش نے میری پیش کش کو نہیں مانا تو اس ذات کی قسم جب تک مجھ میں جان ہے دین حق کی خاطر لڑتا رہوں گا۔ یا تو اللہ تعالیٰ کلمۂ حق کو بلند فرمائے گا۔ یا پھر میں اس راہ میں قربان ہو جاؤں گا۔(۱۲)

ہم آج بھی انکارِ حقیقت نہ کریں گے

بدیل نے ساری گفتگو روسائے قریش کو جا سنائی اور معین مدت کے

لئے جنگ و جدل بند کرنے کی تجویز رکھی۔ قریش کے اشرار اس پر راضی نہ ہوئے چونکہ بدیل کی مسلمانوں سے ہمدردی ان سے ڈھکی چھپی نہ تھی جذباتی قریشیوں نے بغیر تفصیل سنے ہی بات رد کردی۔ بدیل نے کہا کہ تم لوگ بڑے جلد باز ہو اس موقع پر بنی ثقیف کے قبیلہ کے سردار عروہ بن مسعود نے کہا کہ اے قریش کے بزرگو میرے خیال میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو تجویز پیش کی ہے وہ مناسب اور درست ہے۔ تم اگر مجھے اختیار دو تو میں ان سے اس سلسلے میں گفتگو کرلوں۔ عروہ جنگجو قبیلہ کا بااثر سردار، مکالمہ میں ماہر اور بڑی سوجھ بوجھ کا مالک تھا۔ قریش کا حلیف ہی نہیں سردار قریش ابوسفیان کا داماد بھی تھا اس کی بات کو ٹالنا کسی طرح ممکن نہیں تھا۔

تو نہیں جانتا وفا کیا ہے؟

عروہ بن مسعود ثقفی مسلمانوں کے کیمپ میں آیا تو دیکھا کہ ہدی کے جانور اِدھر اُدھر پھر رہے ہیں۔ مسلمان احرام باندھے ہوئے ہیں جس میں خون ریزی ممکن ہی نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہؓ کے درمیان تشریف فرما ہیں کچھ لوگ تلوار لئے پہرے پر تھے۔ عروہ زیرک اور دور اندیش تھا حالات کا جائزہ لے کر بھانپ گیا کہ لڑائی نہیں ہونے کی مذاکرات کی ابتداء ہی میں اس نے کہا کہ اگر بحران بڑھ جائے تو ذمہ داری آپ کی ہوگی۔ دونوں فریق تباہ ہوجائیں گے۔ کیا دنیا میں کوئی شخص آپ

(صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا بھی ہوگا کہ جو اپنی قوم کو خود ہی مٹانے پر تُلا ہو۔ اس نے قومی عصبیت کو ابھارنے کی کوشش کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاموش تبسم سے اس کی اس کوشش پر اوس پڑ گئی۔ آدمی کائیاں تھا ایک نظر صحابہؓ کرام پر ڈالی اور حقارت سے کہا کہ یہ پنچ میل یعنی بھانت بھانت کے لوگ جن کے نام ونسب سے کوئی بھی واقف نہیں وقت پڑنے پر پرندوں کی طرح اڑ جائیں گے اور آپ اکیلے رہ جائیں گے یہ صحابہ کرامؓ پر دوہری چوٹ تھی۔ مطلب یہ تھا کہ خاندانی عصبیت تو ان میں پیدا نہیں ہوسکتی۔ اس کا ذہن جاہلیت کے تصورات کے مطابق سوچ رہا تھا۔ اسلام کی شیرازہ بندی اور دینی اخوت کے احساس سے وہ یکسر نا آشنا تھا۔ صحابہ کرامؓ کی ہتک مقصود تھی۔ شمع نبوت کے پروانوں اور جاں نثاروں کے ماتھوں پر شکن پڑ گئی۔ حضرت ابوبکرؓ سے برداشت نہ ہوسکا۔ نہایت غصہ کے عالم میں کہا اے بدبخت! اپنے بت لات کی شرم گاہ کو چاٹ' تو نے اگر کسی سے وفا کی ہوتی تو جانتا کہ وفا کیا ہے؟ کیا واقعی تو عقل سے اس درجہ عاری ہے کہ سمجھتا ہے ہم اپنے نبی کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟ تو ہماری وفاداری پر شبہ کرتا ہے؟ عروہ کے مدبر اور معزز بننے کے جذبے کو اس لہجہ کی کاٹ نے دو نیم کر کے رکھ دیا وہ اپنی جگہ ہکا بکا رہ گیا۔ (۱۳)

آئینہ پرکھتے ہیں سنگ کے حوالے سے

جدھر سے شمشیر براں کا یہ وار ہوا تھا ادھر نظر اٹھا کر پوچھا یہ کون

صاحب ہیں؟ کسی نے بتایا مزاج دانِ رسول ابوبکرؓ ابن ابی قحافہ ہیں۔ کہا خدا کی قسم تیرا ایک احسان مجھ پر نہ ہوتا تو اس تلخ کلامی کا مزہ چکھاتا۔ ذہنی چوٹ پی کر حضورؐ سے گفتگو میں مصروف ہوگیا۔ جاہلیت کے دستور کے مطابق بے تکلفی اور احساس مساوات کے اظہار کی خاطر بار بار ریش مبارک کی جانب ہاتھ بڑھانے لگا۔ ہر ایسے موقع پر محافظ اپنی تلوار کی میان سے ہاتھ بڑھنے نہ دیتا۔ ایک موقع پر خود پہنے محافظ نے کہا کہ او بے ادب! اپنے یہ ناپاک ہاتھ سنبھال کر رکھ۔ حدِ ادب سے نہ بڑھ۔ پوچھا یہ کون شخص ہے جس نے بھری محفل میں میری بے عزتی کی؟ اس سے بُرا شاید ہی کوئی آپ کے ساتھ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر ارشاد فرمایا یہ مغیرہ ہے۔ پوچھا کون مغیرہ؟ فرمایا تیرا بھتیجا' مغیرہ ابن شعبہ! یہ سن کر سٹپٹایا اور کہنے لگا اے دغاباز اپنے محسن کو بھول گیا۔ میں نے تیرے جرم کو عکاظ میں دھویا ہے۔ اشارہ تھا مغیرہ کے ہاتھوں ایک قتل کے خون بہا ادا کرنے کی طرف۔ غصہ میں خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا لیکن ساتھ ہی ایک نکتہ بھی سمجھ میں آگیا کہ ایمان کی راہ میں خون کا رشتہ بھی کسی وقعت کا حامل نہیں۔

خارِ حسرت بیان سے نکلا

عروہ نے قریش کی وکالت کا حق ادا کردیا۔ کہا وہ عورتوں اور بچوں سمیت وادی بلدح میں مقیم ہیں۔ ان کے جوان چیتے کی کھالیں پہنے ہیں۔

جب تک مکہ میں قریش کی حکومت ہے' بیت اللہ کے طواف کی امید کم رکھیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قریش سے خائف کرنے والی گفتگو سن کر فرمایا

"ہم سے بیت اللہ کی زیارت اور طواف کا حق کوئی چھین نہیں سکتا۔ یہ اور بات ہے کہ میں بہ نوک شمشیر اس حق کو منوانا نہیں چاہتا۔ چاہو تو صلح و آشتی کا راستہ کھلا ہے۔"

عروہ اس یقین کے ساتھ قریش کی جانب لوٹا کہ مسلمان خونریزی کرنا نہیں چاہتے۔ ان کا مقصد صرف عمرہ ادا کرنا ہے۔

یہ وہ سخن نہیں کہ کسی نے کہا بھی ہو

قریش کے درمیان بیٹھ کر اس نے صاف صاف کہہ دیا لوگو! میں نے قیصر کی شان بھی دیکھی ہے۔ کسریٰ کا جاہ و حشم بھی میری نظروں کے سامنے ہے۔ نجاشی کے پاس بھی باریاب ہوا ہوں لیکن سچ کہتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دربار چیزے دگر است۔ نہ ان جیسا احترام دیکھا نہ ان کے ساتھیوں جیسی عقیدت کہیں نظر آئی۔ فرماں برداری کا یہ عالم کہ ہر کوئی اشارۂ ابرو کا منتظر۔ محبت ایسی کہ جان نچھاور کرنے پر ہر دم تیار۔ تعظیم اس طرح کہ نگاہیں جھکی ہوئیں اور آواز پست' عقیدت بے مثال کہ وضو کا پانی بھی لوٹ کر اپنے چہروں اور جسموں پر مل لیتے ہیں۔ وارفتگی کی انتہا یہ کہ لعاب دہن تک زمین پر نہیں گرتا۔ منتظر پروانے اسے بھی ہاتھوں ہاتھ لے

لیتے ہیں۔ یہ کیفیت کسی دنیوی بادشاہ کے دربار میں نہیں دیکھی۔ عروہ نے اشارۃً کہہ دیا کہ یہ شان بادشاہ کی نہیں انبیاء کی سی ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیشکش انصاف پر مبنی ہے۔ اسے قبول کرنے کا مشورہ دیا۔ مقابلہ سے باز آجاؤ ورنہ ع تو دانی حساب کم و بیش را۔

عروہ کی گفتگو سے متاثر ہو کر جنگجو احابیش قبائل کے سردار اور قریش کے قدیم حلیف حُلیس بن علقمہ (یا زبان) نے کہا کہ ذرا میں بھی تو ان سے مل لوں۔ جب وہ مسلمانوں کی طرف بڑھنے لگا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ہدی کی تعظیم کرتے ہیں۔ بہتر ہے تم اپنے قربانی کے اونٹ اس کے سامنے سے گزار دو۔ یہ نفسیاتی تدبیر بڑی کارگر ثابت ہوئی۔ ان اونٹوں کو دیکھ کر وہ راستے ہی سے پلٹ گیا۔ لوٹ کر اپنے حلیفوں سے کہا کہ ربِ کعبہ کی قسم یہ تو عمرہ کی غرض سے آئے ہیں۔ انہیں بیت اللہ کی زیارت سے روکا نہیں جاسکتا۔ بات یہ تھی کہ قریش نے اپنے حلیفوں کو مسلمانوں سے بُری طرح بدظن کر رکھا تھا۔ قریش نے جواب دیا تو کیا جانے ان لوگوں کے عزائم؟ بدّو ہے ان باتوں کو سمجھنے کی عقل تجھ میں کہاں؟ حُلیس یہ سن کر آپے سے باہر ہو گیا اور دھمکی دی کہ اگر انہیں طواف کعبہ سے روکا گیا تو میں اپنے قبائل کو لے کر یہاں سے چلا جاؤں گا۔ یہ سن کر قریش نے اسے منایا اور نئے سرے سے حالات پر غور کرنے کی ہامی بھری۔

ہر آدمی نہیں شائستہ رموزِ سخن

آخر انہوں نے مکرز بن حفص کو جو بڑا تیز اور منفی انداز میں سوچنے کا عادی تھا اپنا ایلچی بنا کر بھیجا۔ جب یہ شخص سفیر بن کر آیا تو حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ یہ بُرا آدمی ہے۔ اس نے ایک دن مسلمانوں کے کیمپ پر پچاس آدمیوں کو ساتھ لے کر شبخون مارا تھا۔ حضرت محمدؓ بن مسلمہ کے محافظ گشتی دستہ نے انہیں گرفتار کرلیا۔ ایک صحابی ابن زنیمؓ ایک بلند ٹیلے پر تھے تو کُفّار نے انہیں تیر مار کر شہید کردیا۔ مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور بارہ مشرکین کو باندھ کر لائے۔ ایک اور موقع پر حضرت سلمہؓ بن اکوع نے چار مشرکوں کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ ان کے چچا عامرؓ عیلات نے مکرز کو گرفتار کیا تھا۔ اس طرح ستر مشرک بندی میں پکڑے گئے۔(۱۴) حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا چونکہ بدعہدی کی ابتدا ان سے ہوئی ہے لہٰذا اس کا وبال بھی ان ہی پر ہوگا۔ انہیں معاف کرکے رہا کردیا۔ اس حسن سلوک سے بھی کُفّار پر ثابت ہوگیا کہ مسلمانوں کا مقصد لڑائی بھڑائی نہیں بلکہ صرف عمرہ ہے۔ سورۂ فتح کی ۲۴ ویں آیت میں اسی جانب اشارہ ہے:

> "اور وہی اللہ جس نے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے وادی مکہ میں روک رکھے بعد اس کے کہ تمہیں قابو دے دیا تھا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھنے والا ہے۔"

ٹوٹ ٹوٹ جاتا ہے سلسلہ تکلم کا

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طے فرمایا کہ مسلمانوں کے ایک سفیر کو گفتگو کے لئے مکہ روانہ کیا جائے۔ نظر انتخاب قریش کے سفارتی خدمات انجام دینے والے خاندان بنی عدی کے سردار پر پڑی۔ حضرت عمرؓ سے زیادہ موزوں شخص اور کون ہو سکتا تھا؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا میں حاضر ہوں لیکن مکہ میں بنی عدی کا کوئی شخص نہیں جو مجھے پناہ دے۔ (۱۵) انہوں نے حضرت عثمانؓ بن عفان کا نام پیش کیا جن کے خاندان بنی امیہ کے اکثر افراد وہاں موجود تھے۔ حضورؐ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت عثمانؓ کو حکم دیا کہ رؤسائے مکہ سے مذاکرات کریں نیز وہاں مقیم کمزور مسلمانوں کو پیام دیں کہ گھبرائیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب فرمائے گا۔

گفتگو کسی سے ہو دھیان ان کا رہتا ہے

حضرت عثمانؓ وادی بلدح میں قریش کے سامنے سے گزرے تو ان کے چچازاد بھائی آبان بن سعید نے انہیں اپنے گھوڑے پر بٹھالیا اس طرح اس کی حمایت میں آپ مکہ میں داخل ہوئے۔ ادھر مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ عثمان کس درجہ خوش قسمت ہیں کہ سب سے پہلے بیت اللہ کے طواف کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔ لسان وحی ترجمان سے ارشاد ہوا۔ جب تک میں اللہ کے گھر کا طواف نہ کرلوں

عثمان اس طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں گے۔ یہی وقت تھا کہ روسائے قریش نے سفیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آغاز گفتگو سے پہلے اگر تم چاہو تو خانہ کعبہ کا طواف کر سکتے ہو! مسلمانوں کے معتمد سفیر نے دو ٹوک جواب دیا۔ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ کا طواف نہیں کرتے عثمان ادھر دیکھے گا بھی نہیں۔ یہ سن کر قریش سخت برہم ہوئے اور حضرت عثمانؓ کو مکہ میں روک لیا۔ بظاہر حضرت عثمانؓ طواف کعبہ جیسے ایک بڑے ثواب سے محروم رہے لیکن حُبِ رسول میں یہ ترک طواف ثواب سے کہیں زیادہ افضل ہے۔

اطلاع آئی کہ حضرت عثمانؓ کو قید کر لیا گیا پھر افواہ پھیلی کہ انہیں شہید کر دیا گیا۔ مسلمانوں میں ایک عام بے چینی پھیل گئی۔ سب پر غم و غصہ کی بدلی چھا گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم اس مقام سے اس وقت تک نہیں ٹل سکتے جب تک ان سے بدلہ نہ لے لیں۔ وہیں ایک ببول کے درخت کے نیچے صحابہ کرامؓ سے بیعت لینی شروع کی۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ موت پر بیعت تھی۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ کا بیان ہے کہ یہ بیعت اس بات کی تھی کہ ہم کسی حالت میں بھاگیں گے نہیں۔(۱۶)

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ

سب سے پہلے بنی اسد کے ابو سفیان بن وہب نے بیعت کا شرف

حاصل کیا۔(۱۷) حضرت سلمہؓ بن اکوع نے ابتداء درمیان اور اخیر تین بار بیعت کی۔(۱۸) حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ لوگ آپ (صلی اللہ علیہ و سلم) کی طرف بڑھ رہے ہیں تو اپنے بیٹے عبداللہ کو دریافت حال اور ایک انصاری سے گھوڑا لانے کے لئے بھیجا۔ حضرت عبداللہؓ نے خود بیعت کی اور اپنے والد کے پاس اس کی اطلاع لائے۔ حضرت عمرؓ نے بھی بیعت کا شرف حاصل کیا پھر وہاں بیٹھ کر حضور کے ہاتھ کو سہارا۔(۱۹) حضرت معقلؓ بن یسار درخت کی ٹہنیاں پکڑے ہوئے تھے۔ ایک ایک کرکے چودہ سو آدمیوں نے یہ شرف حاصل کیا۔ چند بدقسمت تھے جو اس بیعت کے شرف سے محروم رہے۔ یہ جد بن قیس انصاری اور عمرو بن عوف تھے جو اپنے اونٹ کے پیچھے چھپ رہے۔(۲۰) آخر میں آپؐ نے ارشاد فرمایا عثمان اللہ اور اس کے رسول کے کام پر گئے ہوئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس فضیلت میں وہ بھی شریک ہوجائیں۔ یہ کہہ کر اپنے سیدھے ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ قرار دیا پھر اس کو اپنے بائیں ہاتھ پر مار کر فرمایا "یہ عثمان کی بیعت ہے۔" یہ ایک طرح کا اشارہ تھا کہ عثمان زندہ ہیں کیونکہ بیعت زندوں سے ہوتی ہے۔ اس بیعت کے اہتمام کی دو توجیہیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ مسلمانوں کے عزم صمیم اور عہد واثق کی اطلاع اہل مکہ کو پہنچ جائے تاکہ اگر وہ حضرت عثمانؓ سے برائی کا کوئی ارادہ رکھتے بھی ہوں تو متنبہ ہوجائیں۔ دوسری بات یہ کہ صلح پر آمادہ ہوجائیں۔ اسی بیعت کو

"بیعت رضوان" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کو "بیعت شجرہ" بھی کہا جاتا ہے

جس کے بارے میں سورۂ فتح میں ارشاد ہوا: آیت نمبر ۱۸

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝

ترجمہ... بے شک اللہ ان مومنین سے راضی ہو گیا جنہوں نے درخت کے نیچے آپ سے بیعت کی۔ جو خلوص ان کے دلوں میں ہے اللہ کو وہ بھی معلوم ہے۔ اللہ نے ان پر تسلی نازل فرمائی۔ انہیں فتح قریب عنایت کی اور بہت سے غنیمتیں ہیں جو انہیں ملنے والی ہیں۔ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔"

یہ بھی قرآن میں نازل ہوا: آیت نمبر ۱۰

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

ترجمہ... تحقیق جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں جزایں نیست کہ وہ در حقیقت اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پھر جو عہد کو توڑتے تو عہد توڑنے کا نقصان اسی کو ہے اور جو اس بات کو جس کا اس نے اللہ سے عہد کیا ہے پورا کرے تو وہ اسے عنقریب اجر عظیم دے گا۔

ان ہی کے بارے میں جگہ جگہ "رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ" کے الفاظ بھی نازل ہوئے یعنی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ اس بیعت کے طفیل صحابہ کرام کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی سند حاصل ہوئی وہ دن اور قیامت تک جب کبھی بھی کسی صحابیٔ رسول

نام لیا جائے گا تو "رضی اللہ عنہ" کے الفاظ نام کے ساتھ استعمال کئے جائیں گے۔

حضرت عمرؓ کی تجویز پر کچھ لوگ فوری طور پر ہتھیار لانے کے لئے مدینہ روانہ کئے گئے۔ اس بیعت سے قریش اور ان کے حلیف بیحد خوفزدہ ہوئے۔ لڑائی چھڑ جانے کے امکانات بڑھ گئے تھے۔ اطلاع آئی کہ عثمانؓ اپنے چچازاد کے گھر زندہ و سلامت ہیں اور ان کا تازہ جواب لئے ہوئے لوٹ رہے ہیں۔ ان کی واپسی سے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

تیشۂ ہنر

قریش نے مان لیا کہ حج کے دنوں میں زیارت کعبہ پر کوئی پابندی نہیں لگائی جا سکتی۔ یہ بھی انہیں تسلیم ہے کہ مسلمان عمرہ کی نیت سے آئے ہیں۔ ان حالات میں مسلمان عمرہ کے لئے مکہ میں داخل ہونگے تو ان کی ساکھ بری طرح متاثر ہوگی اس لئے معاہدہ کرکے آبرومندانہ راستہ نکالنا چاہتے ہیں۔

قریش نے سہیل بن عمرو کو اپنا نمائندہ بنا کر معاہدہ طے کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اسے آتا دیکھ کر ارشاد ہوا۔ "مسلمانو! اب تمہارا کام سہل (آسان) ہوگیا۔ اس کے ساتھ حویطب بن عبدالعزیٰ اور مکرز بن حفص نے بھی مذاکرات میں حصہ لیا۔ صاحب معاملہ خطیب قریش سہیل بن عمرو ہی تھا۔ اس نے بتایا کہ قریش نے اس وقت آپؐ کے واپس چلے جانے پر

متفق ہو کر مجھے صلح کا اختیار دیا ہے۔ آپؐ اسی مقام پر اپنے قربانی کے جانور نحر کریں۔ آیندہ سال اس عمرہ کی قضاء کریں۔ آپؐ کی خاطر مکہ تین دن کے لئے خالی کر دیا جائے گا تاکہ کسی تصادم کا اندیشہ نہ رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط کو منظور فرمالیا۔ سہیل نے کہا جو کوئی آپؐ کے اصحاب میں ہمارے پاس آئے گا وہ واپس نہیں کیا جائے گا اور جو ہم میں سے آپ کی طرف واپس جائے گا اسے ہماری طرف پھیر دیا جائے گا۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اس شرط کو قبول نہ کیا جائے۔ ارشاد ہوا عمر! خاموش رہو۔ سہیلؔ نے اسے دہرایا۔ حضرت عمرؓ نے پھر اعتراض کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر حضرت عمرؓ سے ارشاد فرمایا۔ جو کوئی ان سے نکل کر ہماری طرف آنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اس کا راستہ خود ہی پیدا کر دے گا۔ جو ہم میں سے جانا چاہے گا وہ منافق ہو گا اور ہمیں اس سے نجات مل جائے گی۔

اُمّی ہیں مگر علم کی تفسیر وہی ہیں

گفت و شنید کے بعد معاہدے کی شرائط پر اتفاق ہوا۔ قریش کے نمائندے نے کہا کہ ایک نوشتہ میں اسے تحریر کروا دیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ معاہدہ لکھو۔

ابتدا میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا گیا تو سہیل نے اعتراض کیا کہ ہم کسی رحمٰن و رحیم کو نہیں جانتے۔ جیسا دستور ہے اسی کے مطابق لکھو۔

باسمک اللھم یعنی اے اللہ تیرے نام سے۔ اس فقرہ کے معنی میں شرک کا کوئی پہلو نہ تھا اس لئے اجازت دی۔ اس کے بعد فرمایا لکھو' یہ وہ نوشتہ ہے جس پر تصفیہ اور فیصلہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اہل مکہ کا قرار پایا۔ حضرت علیؓ نے فوراً لکھ دیا۔ سہیل نے کہا کہ اگر ہم آپ کو پیغمبر مان لیتے تو جھگڑا ہی کس بات کا تھا۔ یہاں اپنا اور اپنے والد کا نام لکھئے۔ فرمایا تم جھٹلاتے ہو لیکن اللہ کی قسم میں اس کا رسول ہوں۔ حضرت علیؓ سے ارشاد ہوا اسی طرح لکھ دو جس طرح یہ چاہتا ہے۔ سہیل بن عمرو کی گستاخیوں پر حضرت علیؓ بپھرے ہوئے تھے۔ عرض کیا مجھ سے یہ نہ ہوسکے گا اور سہیل سے کہا خوب سمجھ لو۔ رسول اللہ کا لفظ میں ہرگز نہیں مٹاؤں گا۔ حضرت علیؓ نہیں بول رہے تھے یہ ان کے جذبۂ ایمان کی آواز تھی جو مصلحت کے ہر تقاضے سے بالاتر تھی۔ اس نافرمانی پر ہزاروں فرمانبرداریاں قربان۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے رسول اللہ مٹا کر محمد بن عبداللہ لکھ دیا۔ بعض صحیح روایات سے یہ ثابت ہے۔ دوسری صحیح روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت علیؓ سے لکھوایا۔(۲۱)

پہلی صورت کے بارے میں علماء کا استدلال یہ ہے کہ نزول وحی سے قبل تک آپؐ اُمیّ (لکھنے پڑھنے سے ناآشنا) تھے۔ اُمیّت آپؐ کا معجزہ ہے۔ نزول وحی کے بعد آپؐ مخزن علوم بن گئے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں

عون بن عبداللہ سے روایت ہے کہ "آپؑ دنیا سے اس وقت تک تشریف نہیں لے گئے تاوقتیکہ آپ کو نوشت و خواند حاصل نہیں ہو گئی۔" عام انسانی تجربہ بھی یہی ہے کہ ایک حرف ناآشنا شخص بھی بار بار اپنا نام لکھا ہوا دیکھتا ہے تو اسے لکھ اور پڑھ سکتا ہے۔ اس سے اُمیّت میں فرق آنا ضروری نہیں۔ قاضی عیاض اندلسی کا خیال ہے کہ حضورؐ نے بطور معجزہ خود ہی تحریر فرمایا۔ ابن حجر عسقلانی دوسری صورت کی تائید کرتے ہوئے کتب سے مراد امر کتابت لیتے ہیں۔

معاہدہ... عہد نبوی کی سیاست کا شاہکار

اس معاہدہ کا عنوان مختلف طریقوں سے لکھا گیا ہے۔(۲۲)

۱۔ یہ معاہدہ ہے محمدؐ بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو کا۔

۲۔ یہ معاہدہ ہے محمدؐ بن عبداللہ کا اہل مکہ سے۔

متن عربی ماخذوں میں کہیں تو پورا ہے کہیں جستہ جستہ درج ہے۔

۱۔ باسمک اللھم۔ تیرے نام سے اے اللہ۔

۲۔ یہ وہ معاہدہ ہے جو محمدؐ بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو کے مابین طے پایا۔

۳۔ ان دونوں نے اس بات پر صلح کرلی کہ دس سال تک جنگ روک دی جائے جس دوران میں لوگ امن سے رہیں اور ایک دوسرے سے رکے رہیں۔

۴۔ یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھیوں میں سے جو حج، عمرہ و زیارت یا تجارت کے لئے مکہ آئیں تو ان کے جان و مال کو امان و تحفظ حاصل رہے گا اور قریش کا جو شخص تجارت کے لئے مصر یا شام (بروایت ابو عبیدہ) عراق یا مصر جاتے ہوئے مدینہ سے گزرے تو اسے جان و مال کا امان حاصل ہوگا۔

۵۔ یہ کہ قریش کا جو شخص اپنے ولی (سرپرست) کی اجازت کے بغیر محمدؐ کے پاس آئے گا تو آپ "صلی اللہ علیہ و سلم" ان کے سپرد کردیں گے اور محمدؐ کے ساتھیوں میں سے جو شخص بھی قریش کے پاس آجائے گا وہ اسے آپؐ کے سپرد نہیں کریں گے۔

۶۔ یہ کہ ہم میں باہم سینے ہر طرح بند رہیں گے (جن سے باہر کوئی غداری داخل نہیں ہوگی) اور نہ تو خفیہ کسی دوسرے کو مدد دی جائے گی نہ علانیہ خود خلاف عہد دغا کریں گے۔

۷۔ یہ کہ جو محمدؐ کے معاہدے اور ذمہ داری میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ بھی ایسا کرسکے گا اور جو قریش کے معاہدے اور ذمہ داری میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ بھی ایسا کرسکے گا۔

(اس پر قبائل خزاعہ نے اٹھ کر کہا کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کے معاہدے اور ذمہ داری میں شریک ہوتے ہیں اور بنی بکر نے کہا کہ ہم قریش کے معاہدہ اور ذمہ داری میں شریک ہوتے ہیں۔

۸۔ یہ کہ آپ اس سال ہمارے پاس سے واپس چلے جائیں گے اور ہمارے ہاں مکہ نہ آئیں گے البتہ آئندہ سال، ہم باہر چلے جائیں گے اور آپ اور آپ کے ساتھی وہاں (مکہ میں) داخل ہو کر تین راتیں ٹھہر سکیں گے۔ آپ کے ساتھ سوار کا ہتھیار ہو گا یعنی تلوار میان میں پڑی ہو گی اس کے سوا کوئی اور ہتھیار لے کر آپ وہاں نہ آسکیں گے۔

۹۔ یہ کہ قربانی کے جانور وہیں رہیں گے جہاں ہم نے ان کو پایا (یعنی حدیبیہ میں) اور ان کو حلال کر دیا جائے گا اور ان کو ہمارے پاس مکہ قربانی کے لئے نہیں لایا جائے گا اور صراحت کہ ہمارے اور تمہارے حقوق برابر ہوں گے۔

گواہان اسلام

ابوبکر، عمر، عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن سہیل بن عمرو، سعد بن ابی وقاص، محمود بن مسلمہ، ابوعبیدہ بن الجراح، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

گواہان قریش

مکرز بن حفص، جویطب عبدالعزیٰ (۲۳)

دستِ صیاد بھی عاجز ہے کفِ گلچیں بھی

ابھی معاہدہ لکھا ہی جا رہا تھا کہ ایک شخص زخموں سے چُور، پابہ زنجیر

حالت کرب میں کسی طرح وہاں پہنچ گیا۔ یہ سہیل کے صاحبزادے حضرت ابوجندلؓ تھے۔ اسلام لانے کی پاداش میں قید کردیئے گئے تھے اور سخت ایذائیں سہہ رہے تھے۔ جس نے دیکھا اس کا کلیجہ منہ کو آگیا۔ بے اختیار آہ نکل گئی۔ باپ نے انہیں یہاں موجود پایا تو اٹھ کر ایک طمانچہ رسید کیا اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم اسے پناہ نہیں دے سکتے۔ میرے اور تمہارے درمیان معاہدہ طے پاچکا ہے۔ ارشاد ہوا ابھی تو پوری طرح لکھا نہیں گیا۔ سہیل غصہ سے چراغ پا ہوگیا۔ چیخ اٹھا اسے ابھی اسی وقت ہمارے حوالے کردو۔ یہ پہلا آدمی ہے جسے معاہدے کے مطابق آپ کو لوٹانا ہوگا۔ پھر سہیل نے ابوجندل سے کھینچ تان شروع کردی۔ کچھ دیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صورتحال پر غور کرتے رہے۔ ارشاد ہوا سہیل میری خاطر اسے چھوڑ دو۔ بپھر کر جواب دیا مجھے آپ کی خاطر بھی منظور نہیں۔ جب کوئی صورت نہ رہی تو فرمایا اچھا تم اسے لے جاؤ مگر انہیں ایذا نہ دینا۔ مکرز بن حفص نے اس کا ذمہ لیا۔(۲۴)

سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

کوئی حضرت ابوجندلؓ کی کسمپرسی کا عالم دیکھتا۔ تڑپ کر فرمانے لگے مسلمانو! میں ایمان لے آیا ہوں۔ کیا مجھے درندوں کے حوالے کردیا جائے گا جو مجھے اذیتیں دے دے کر مار ڈالیں گے۔ ہائے بے بسی کہ مسلمان بھائی اپنے بھائی کو طوق و سلاسل میں درندوں کے حوالے ہوتا دیکھ رہے تھے۔

تاب گفتار نہ تھی البتہ سیل اشک ہر آنکھ سے رواں تھا۔

ارشاد ہوا اللہ تعالیٰ ان کے لئے بہتری کی کوئی صورت نکال دے گا' صبر کرو۔

ہر حرف سے پیدا اثرِ جوشِ بلا تھا

حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ ہر صاحب ایمان مضطرب ہے۔ خود وہ بھی اپنے جذبات پر قابو نہ پا سکے۔ خدمت اقدسؐ میں پہنچے اور ڈرتے ڈرتے گویا ہوئے:

یا رسول اللہ۔ کیا آپؐ نبی برحق نہیں؟

فرمایا۔ میں نبی برحق ہوں۔

عرض کیا۔ کیا ہم حق پر نہیں؟

فرمایا۔ ہم حق پر ہیں۔

عرض کیا۔ پھر ہم دین کے معاملے میں ذلت آمیز شرائط کو کیوں قبول کریں؟

فرمایا۔ اے خطاب کے بیٹے! میں اللہ کا رسول ہوں۔ وہی کرتا ہوں جو اس کا (اللہ کا) حکم ہوتا ہے۔ میرا عمل ضائع نہیں ہوگا۔

عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ ہم مکہ پہنچیں گے اور بیت اللہ کا طواف کریں گے۔

فرمایا۔ بے شک، لیکن میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ اسی سال یہ سب کچھ

ہو گا۔ اے عمر! غم نہ کرو تم ضرور زیارت کعبہ اور طواف بیت اللہ کرو گے۔(۲۵)

حضرت عمرؓ خاموشی سے سر جھکا کر اٹھے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں پہنچے۔ وہی سوالات کیے۔ انہیں وہی جوابات ملے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا۔ اے عمر! یہ نہ بھولو کہ وہ ہر کام وحی الٰہی کے مطابق کرتے ہیں۔(۲۶)

حضرت عمرؓ کی یہ جرأت تمام مسلمانوں کے احساسات کی ترجمانی تھی جو اس وقت بُجھے بُجھے سے تھے۔ اس موقع پر ان کا کردار عوامی نمایندہ کا سا تھا اور یہ کام اس سے بہتر طریقہ پر انجام نہیں دیا جاسکتا تھا۔ بصیرتِ نبوی جن دوررس نتائج کو دیکھ رہی تھی وہ رخ حضرت عمرؓ کے جرأت مندانہ مکالمہ سے واضح ہو گیا تھا۔ عام بے چینی اور اضطراب ٹھنڈا پڑنے لگا۔ نیک نیتی کے باوجود حضرت عمرؓ نے اسے گستاخی ہی سمجھا۔ ضمیر کی طمانیت کے لئے مجاہدے اور کفّارے ادا کیے۔ جب بھی اس قسم کی جرأت بیجا کا خیال آتا تو لرز اٹھتے تھے۔

گردن کو جھکائے صفِ اصحاب کھڑی تھی

معاہدہ مکمل ہوا۔ گواہوں کے دستخط ہوئے۔ سہیل بن عمرو اپنی شرطیں منوا کر خوش خوش لوٹ گیا۔ ارشاد ہوا کہ قربانی کے جانوروں کو ذبح کردو۔ حلق کراؤ (بال منڈاؤ) اور احرام اتار دو۔ صحابہؓ پر غم و اندوہ کا اس

قدر غلبہ تھا کہ ایک شخص بھی نہ اٹھا۔ دوسری بار کے اعلان پر بھی کوئی تیار نہ ہوا۔ تیسری بار بھی کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ بغیر عمرہ ادا کیے قربانی ان کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے اسے شدت سے محسوس فرمایا اور اپنے خیمے سے جس طرح باہر تشریف لائے تھے اسی طرح واپس تشریف لے گئے۔ اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ نے دیکھا کہ آپؐ کے چہرہ مبارک پر افسردگی کے آثار ہیں۔ عرض کیا کوئی بات ناگوار خاطر ہوئی؟ تفصیل سن کر کہا کہ جذباتی اعتبار سے سب ملول ہیں۔ پے درپے واقعات نے صدمہ پہنچایا ہے۔ انہیں مکہ میں داخلے اور طواف کعبہ کی امید تھی۔ صلح کی شرائط ان کی توقع کے مطابق نہیں اور وہ اس پر ابھی تک قابو نہیں پاسکے ہیں۔ بہتر ہے آپؐ کسی سے کچھ نہ کہئے ان کے سامنے خود اپنا اونٹ نحر کردیجئے اور حلق کروائیے (۲۷) پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے؟ آپؐ نے اس مشورہ پر عمل کیا۔ اس طرح لوگوں کو اچھی طرح اندازہ ہوگیا کہ اب کسی تبدیلی کی گنجائش نہیں۔ حضرت خراشؓ بن اُمیہ نے آپؐ کا سر مونڈا۔ (۲۸) یہ دیکھ کر صحابہؓ نے بھی اپنی اپنی قربانی کے جانور ذبح کیے اور ایک دوسرے کا حلق کرنے لگے۔ شدت غم سے بال مونڈنے کے دوران کھال تک کٹ جاتی تھی۔ مسلمانوں کا یہ عمل بظاہر نافرمانی نظر آتا ہے لیکن بعض مواقع پر تعمیل میں سستی نافرمانی کی حدود میں داخل نہیں ہوتی۔

فرمایا۔ اے اللہ! سر منڈانے والوں کی مغفرت فرما۔ آپؐ نے تین بار یہ کلمات دہرائے۔ صحابہؓ نے عرض کیا قصر کرنے والوں یعنی بال کٹوانے والوں کی؟ چوتھی بار فرمایا ان کی بھی۔ حضورؐ نے اپنے اترے ہوئے بال سمرا (کیکر) کے درخت کے نیچے ڈال دیئے۔ صحابہ دوڑ کر انہیں لوٹنے لگے۔ اُمِّ عمارہ نے بھی بہت سے موئے مبارک محفوظ کر لئے۔ قربانی کے اونٹوں میں سے ابو جہل کا اونٹ رسہ تڑا کر مکہ بھاگ گیا۔ ساربان پکڑنے گیا تو مکہ والوں نے منع کر دیا۔ سہیل بن عمرو نے کہا کہ اگر پسند کرو تو اس کے بدلے سو اونٹ لے لو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب بھیجا کہ اگر ہدی کے لئے نامزد نہ ہوتا تو قبول کر لیتا۔ اس دن حضورؐ نے ۲۰ اونٹ نحر کئے جس میں ابو جہل کا اونٹ بھی شامل تھا۔ باقی ناجیہؓ بن جندب کے حوالے کر دیئے کہ مکہ میں ذبح کر کے گوشت فقراء میں تقسیم کریں۔ صلح کے بعد تین دن حدیبیہ میں قیام فرمایا۔ (۲۹)

فتح مبین

دو ہفتہ بعد مسلمان حدیبیہ سے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔ واپسی کے وقت عام احساس یہی تھا کہ ہم ناکام لوٹ رہے ہیں۔ راستہ میں منجبان کے پڑاؤ یا کراع الغمیم کی منزل پر سورہ فتح نازل ہوئی۔

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۝

ترجمہ۔ "ہم نے تم کو فتح دی، فتح بھی مبین یعنی صریح و صاف
تاکہ اللہ تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے اور تم پر اپنی
نعمت پوری کردے اور تم کو سیدھے رستے پر چلائے اور اللہ
تمہاری ہر ممکن اور بہتر سے بہتر مدد کرے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو طلب فرمایا اور کہا۔

رات مجھ پر ایک ایسی سورۃ نازل ہوئی ہے جو مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ پھر سورۂ فتح سنائی۔(۳۰) تمام صحابہ کو جمع کرکے اس کی دوبارہ تلاوت فرمائی۔ سب حیران تھے کہ اس صلح کو کس طرح فتح کہا جاسکتا ہے؟ مدینہ پہنچ کر ایک شخص نے اپنے ساتھیوں سے کہا "یہ کیسی فتح ہے کہ ہم بیت اللہ جانے سے روک دیئے گئے۔ مظلوم بھائیوں کو ظالموں سے بچا بھی نہ سکے۔" یہ بات جب حضورؐ تک پہنچی تو فرمایا۔ بڑی غلط بات کہی گئی ہے۔ حقیقت میں یہ بہت بڑی فتح ہے۔ تم مشرکوں کے عین گھر تک پہنچ گئے۔ انہوں نے آیندہ سال عمرہ کی درخواست پر تمہیں واپس جانے پر راضی کیا۔ خود جنگ بند کرنے اور صلح کرنے کی خواہش کی۔ ان کے دلوں میں جیسا بغض ہے تم اس سے بخوبی واقف ہو۔ اللہ نے تم کو ان پر غلبہ عطا کردیا۔ کیا وہ دن بھول گئے جب احد میں تم بھاگے جارہے تھے؟ احزاب میں دشمن تم پر چڑھ آیا تھا اور تمہارا کلیجہ منہ کو آرہا تھا؟

اس آیت میں لفظ فتح کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض اس سے

صلح حدیبیہ مراد لیتے ہیں بعض فتح مکہ۔ حضرت عبداللہؓ ابن مسعود کی روایت ہے کہ تم تو مکہ کی فتح کو فتح خیال کرتے ہو اور ہم حدیبیہ کی صلح کو فتح سمجھتے ہیں۔ حضرت براءؓ بن عازب کہتے ہیں کہ اس آیت میں جس فتح کا ذکر ہے وہ فتح "بیعت الرضوان" ہے۔ فتح مکہ بھی ایک فتح ہے لیکن بیعت الرضوان ایک فتح عظیم ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری سنائی ہے کہ وہ ان لوگوں سے راضی ہوگیا ہے جنہوں نے اس نازک موقع پر جان کی بازی لگا دینے کے عہد میں ذرہ برابر بھی تامل سے کام نہیں لیا۔ صاحب بیضاوی اس فتح سے مکہ کی فتح کا وعدہ مراد لیتے ہیں یا پھر وہ فتوحات جو اسی سال نصیب ہوئیں جیسے فتح خیبر، فتح فدک وغیرہ۔ امام سیوطیؒ اس آیت میں فتح سے فتح حدیبیہ جو مبداء فتح تھی' مراد لیتے ہیں۔(۳۱) فتح مبین سے مراد فتح حدیبیہ اور فتح خیبر دونوں ہیں۔ سورہ نصر میں فتح سے مراد فتح مکہ ہے الغرض صلح حدیبیہ دراصل فتوحات کی ابتدا ہے۔

ڈاکٹر محمد حمیداللہ کے الفاظ میں "یہی صلح حدیبیہ ہے جسے عہد نبوی کی سیاست خارجہ کا شاہکار کہنا چاہیے۔"

امام محمد شیبانی کی شرح السیر الکبریٰ میں ہے کہ مکہ والوں اور خیبر والوں میں یہ بھائی چارہ ہوگیا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دونوں گروہوں میں سے کسی ایک کی طرف توجہ کریں تو دوسرا گروہ مدینہ پر ٹوٹ پڑے گا۔(۳۲) یہی وہ فوری خطرہ تھا جس کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو ان دو دشمنوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا تھا۔ ہجرت کے ابتدائی زمانے میں تحویل قبلہ تک آپؐ کی کوشش یہ تھی کہ یہودیوں کو قریب کرلیا جائے کیونکہ وہ موحد تھے، حامل کتاب تھے، اسلامی عقائد کے قریب تر تھے۔ ۱۷ مہینوں تک ان کے قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا اسی لئے تھا لیکن تمام کوششیں بیکار اور بے سود ثابت ہوئیں اور وہ قریب ہونے کے بجائے فریب اور دھوکے سے مسلمانوں کی جڑیں کاٹنے لگے۔ معاہدوں کو پس پشت ڈال کر خفیہ ریشہ دوانیوں میں مصروف ہوکر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے ہوگئے۔ جس دشمن سے بچاؤ کی خاطر میثاق مدینہ پر ان سے دستخط لئے گئے تھے اس دشمن سے ہی ان کا خفیہ معاہدہ ہوگیا۔ اس منافقانہ صورتحال نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو از سرنو معاملات پر غور کرنے پر مجبور کردیا۔

قریش کے حق میں اب ترازو کا پلڑا زیادہ وزنی تھا۔ مسلمانوں کا قبلہ اب مکہ تھا قریش بت پرست سہی لیکن نسبی اور خونی تعلق سے قریب تر تھے۔ رشتہ داریاں قائم تھیں اور ابھی وطن سے جذباتی تعلق باقی تھا۔ قریش کھلے دشمن تھے ان کے برخلاف یہودی دھوکے باز، مکّار، فریبی، عیّار اور دوست نما دشمن تھے۔ خیبر کے یہود قریش سے زیادہ پُر امید تھے۔ انہیں توقع تھی کہ مسلمان ان کے خلاف قدم اٹھائیں گے تو قریش ہر طرح سے ان کی مدد کریں گے۔ انہوں نے اس سلسلے میں معاہدہ بھی کرلیا تھا۔

RekhtaDownload.com

صلح کے مقاصد

قریش اور یہود مسلمانوں سے دو بڑے دشمن تھے۔ دونوں سے ایک ساتھ برسرپیکار رہنا بڑا مشکل تھا۔ قریش، بدر، احد اور خندق کے پے در پے معرکوں سے مسلمانوں سے اس قدر خائف تھے کہ اب مسلمانوں کا سامنا کرنے سے کترا رہے تھے۔ ان کا مرکز مدینہ سے دو سو میل دور تھا۔ یہودیوں کے تین قبائل بنو نضیر، بنو قینقاع اور بنو قریظہ مدینہ سے نکالے گئے تو خیبر میں جمع ہوئے۔ ان کے زخم گہرے تھے۔ ان کا سودی کاروبار، گروی لین دین، زمینیں اور مال و اسباب سب ہی تباہ ہوئے تھے۔ وہ بیک بنی و دوگوش نکالے گئے تھے۔ مدینہ سے ۹۶ میل پر خیبر ان کی مجتمع طاقت کا مرکز، مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا خطرہ بن گیا۔ یہ دشمن عیار، مالدار اور زخم خوردہ تھا۔ اس سے نبٹنے کے لئے مکمل یکسوئی اور بھرپور توجہ کی ضرورت تھی۔ یہ مقصد حدیبیہ کی صلح سے حاصل ہوا۔

مدینہ سے مسلمان زیارت بیت اللہ کے مقصد سے نکلے تھے۔ احرام اور ہدی ان کے ارادوں کے مظہر۔ خونریزی خارج از امکان کہ مہینہ حرمت والا۔ عمرہ کی نیت امن و آشتی صلح و صفائی کی ترجمان۔ ساتھ صرف سواروں کا ہتھیار یعنی تلوار وہ بھی میان میں۔ شروع سے لے کر آخر تک یہ مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر رہا۔ دیگر غزوات میں آپؐ نے صحابہ سے مشورہ فرمایا۔ اس صلح کے موقع پر صرف اپنی رائے پر

عمل فرمایا کیونکہ مدینے سے نکلتے وقت بھی یہی مقصد متعین تھا۔ اس کے حصول کی خاطر چند ناگوار باتیں بھی برداشت کرلیں۔ صلح کا مقصد دور اندیشی پر مبنی تھا۔ مشورہ سے اسے عام کرنا مصلحت سے بعید تھا۔

راستہ میں عسفان کے مقام پر خالد بن ولید سواروں کے دستوں کے ساتھ تصادم پر آمادہ تھے تو اس سے بچنے کے لئے دشوار گزار راستہ اختیار کیا اور ہر طرح کی مصیبتیں برداشت کیں۔ حدیبیہ میں پہنچ کر ایک ہی موقف پر ڈٹے رہے۔ موقف اتنا اعلیٰ اور آفاقی کہ اس سے بدترین دشمن بھی انکار نہ کرسکے۔ تعظیم و اکرام کعبہ' طواف بیت اللہ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ:

۱۔ قریش کی بے جا ضد سے خود اس کے حلیف ناراض ہوگئے۔

۲۔ قریش نے مسلمانوں کے خلاف اپنے حلیفوں کو جس طرح بد ظن کیا تھا ان کی گفتگو اور مشاہدے نے اس فضا کو بدل دیا۔

۳۔ عروہ ابن مسعود ثقفی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ کرامؓ سے بیحد متاثر ہوا اور آپؐ کے موقف کی تائید کی۔

۴۔ احابیش کا سردار حُلَیس بن علقمہ قربانی کے اونٹ دیکھ کر ہی آپؐ کے مقصد کا موید بن گیا بلکہ زیارت سے روکنے پر علیحدہ ہونے کی دھمکی بھی دے دی۔

۵۔ بیعت رضوان عزم صمیم اور رعب و دبدبہ کا باعث بنا۔ قریش کو صلح پر مجبور کرنے میں اس بیعت کا زبردست اثر پڑا۔

۶۔ مشرکین کے شب خون مارنے اور خونریزی کی ممکنہ کوشش کے باوجود حضورؐ نے حالات کو قابو میں رکھا اور عفو و درگزر سے کام لیا گیا۔

۷۔ "حدیث دفاع" میں میجر جنرل اکبر خان نے صلح حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو دفاعی نقطہ نظر سے زمانہ حاضر کے "ان ڈائریکٹ اپروچ" (Indirect Approach) کا نام دیا ہے جس کا مطلب ہے دشمن کے خلاف ایسی چال چلی جائے کہ لڑے بغیر اس کی ہمت ٹوٹ جائے۔ اس معاہدے سے آپؐ نے قریش کی طاقت کو ایک طرح سے مضمحل کر کے اپنے تابع کر لیا۔ یہ معاہدہ دفاعی حکمت عملی میں سنگ میل کا حکم رکھتا ہے۔(۳۳)

صلح سے حاصل شدہ فوائد

۱۔ مکہ کے نواح میں آباد ذی اثر قبیلہ بنو خزاعہ نے اسی وقت حلیفی کا اعلان کیا جو آگے چل کر فتح مکہ کا باعث بنا۔ دوسرے قبائل سے تعلقات استوار کرنے کا حق تسلیم کر لیا گیا۔

۲۔ قریش اور یہودی حلیفوں کے درمیان تفریق پیدا ہو گئی جو اصل منشائے نبوی تھا۔ اب ان کی حیثیت غیر جانبدار کی سی تھی۔

۳۔ یہودی اس معاہدے کے بعد بنی غطفان کو ملا کر نیا فتنہ نہیں کھڑا کر سکتے تھے۔ قریش کی غیر جانبداری کی وجہ سے ان پر بھرپور توجہ دینا ممکن ہو گیا۔

Rekhta Download.com

۴۔ قریش نے مسلمانوں کی مساوی حیثیت تسلیم کرلی۔ یہ زبردست سیاسی فتح تھی۔

۵۔ امن و امان کا دس سالہ معاہدہ اسلام کی تبلیغ کے لئے زریں موقع فراہم کرگیا۔ تین سال کی پُرامن فضا میں دس گنا تیزی سے مملکت مدینہ میں توسیع ہوئی۔ پچھلے ۱۷سالوں میں جتنے لوگ مسلمان ہوئے ان سے کئی گنا زیادہ اس عرصہ میں ایمان لائے۔

۶۔ اسلام بین الاقوامی دور میں داخل ہوا۔ سربراہان مملکت کو تبلیغی خطوط لکھے گئے۔ سفارتی مشن پر نمائندے روانہ کئے گئے۔ یہ اقدام تاریخ عالم میں نظریاتی تہذیب کی خشت اول ہے۔ عقیدے کی برتری اور انسانی اخوت کے نظریہ پر عالمگیر برادری کی ابتدا ہوئی۔

۷۔ بیت اللہ کی زیارت کا حق منوالیا۔ قریش کی کعبہ پر اجارہ داری ختم ہوئی۔ مکہ و مدینہ کا راستہ ہر مسافر کے لئے کھل گیا۔

۸۔ جو لوگ ایمان چھپائے مکہ میں مقیم تھے انہیں اعلان کی ہمت ہوئی۔ آزادانہ میل جول سے افہام و تفہیم کے دروازے کھل گئے۔ نفرت کی جگہ احساس رواداری پروان چڑھنے لگا۔ اس معاہدے کے بعد حضرت خالدؓ بن ولید، عمروؓ بن عاص، عثمانؓ بن ابی طلحہ، حاتمؓ بن عدی وغیرہ اسلام کی حقانیت کی طرف مائل ہوئے۔

۹۔ صلح حدیبیہ کے بعد اسلام کی تاریخ ایک نیا ورق الٹتی ہے۔ اسی لئے

قرآن نے اس واقعہ کو "فتح مبین" اور "نصر عزیز" کے نام سے یاد کیا ہے۔

اب مسلمانوں کو جنوبی عرب کی مخالفت سے اطمینان ہو گیا۔ آپؐ کی بھرپور توجہ وسط عرب اور شمالی عرب کی مخالف طاقتوں کی طرف ہو گئی۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اس صلح کے کچھ عرصہ بعد ہی ایک ایسا اہم واقعہ پیش آیا کہ مدینہ میں بھاگ کر آنے والے مسلمانوں کو واپس مکہ بھیجنے کی شرط خود قریش نے درخواست کر کے منسوخ کروادی۔ (۴۴)

واقعہ یہ ہے کہ قریش کے حلیف بنی ثقیف کے ایک فرد عتبہؓ بن اسعد جن کی کنیت ابوبصیرؓ تھی' اذیتوں سے تنگ آ کر مدینہ بھاگ آئے۔ اس پر ازہر بن عبد عوف اور اخنس بن شریق نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا اور دو آدمیوں کو انہیں لانے کے لئے روانہ کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبصیرؓ سے فرمایا ہمارے اور اہل مکہ کے معاہدے کے مطابق ان لوگوں کے ساتھ چلے جاؤ۔ اللہ تعالٰی تمہارے اور مکہ کے دوسرے کمزور مسلمانوں کے لئے کوئی راہ پیدا کر دے گا۔ ابوبصیرؓ تعمیل حکم میں ان کے ساتھ واپس ہو گئے۔ ذوالحلیفہ کے مقام پر تینوں ستانے کے لئے بیٹھ گئے۔ ابوبصیرؓ نے اپنے محافظ کی تلوار کی بڑی تعریف کی جسے سن کر وہ بہت خوش ہوا۔ پھر کہا ذرا مجھے دکھانا تو کتنی اچھی ہے۔ اس نے سادہ لوحی سے تلوار دیکھنے کے لئے ابوبصیرؓ کو دے دی۔ ابوبصیرؓ نے

پھرتی سے اپنے محافظ پر بھرپور انداز میں وار کردیا۔ محافظ اس کی تاب نہ لاسکا اور وہیں ڈھیر ہوگیا۔ دوسرا شخص غلام تھا گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ پھر راستہ کاٹ کر مدینہ پہنچ گیا۔ اتنے میں ابوبصیرؓ بھی تلوار لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا۔ آپؐ کا عہد پورا ہوگیا۔ میں اسے قتل نہ کرتا تو مکہ والے مجھے دین سے منحرف کردیتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تیرا برا ہو۔ تیرے ہمراہ تھوڑے سے آدمی اور ہوتے تو فریقین میں لڑائی چھڑ جاتی۔ حضرت ابوبصیرؓ منشائے نبوی سمجھ گئے۔ چپکے سے مدینہ سے نکل گئے اور ساحل سمندر پر عیص کے مقام پر ڈیرہ ڈال دیا۔ حضرت ابوجندلؓ بھی کسی نہ کسی طرح وہاں پہنچ گئے۔ اب مکہ کے مظلوم مسلمان یکے بعد دیگرے اس مقام پر جمع ہونا شروع ہوگئے۔ ان کی تعداد ستر ہوگئی۔ اب ادھر سے قریش کا جو بھی قافلہ گزرتا اسے لوٹ لیتے۔ جس قریشی کو دیکھتے اسے قتل کرڈالتے۔ ان لوگوں نے مکہ والوں کا ناک میں دم کردیا۔ آخر تنگ آکر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسب ذیل خط لکھا:(۳۵)

> "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ سے اپنے اور آپ کے رحم کا واسطہ دے کر عرض گزار ہیں کہ عیص میں مقیم مسلمانوں کی ہمیں ضرورت نہیں۔ آپ انہیں شوق سے مدینہ میں رہنے کی اجازت دیجئے۔ ہم قرارداد حدیبیہ سے درگزرے۔"

یہ وہی شرط تھی جسے قریش کے مدبر اپنی سب سے بڑی کامیابی تصور

کر رہے تھے۔ وہی شرط ان کے لئے وبال جان بن گئی۔

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بصیرؓ کو مدینہ آنے کا خط لکھا۔ جب قاصد عیص پہنچا تو وہ بستر مرگ پر آخری سانس لے رہے تھے۔ نامۂ مبارک کو آنکھوں سے لگایا اور سینہ پر رکھ کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کو سپرد خاک کر کے ان کے تمام ساتھی مدینہ چلے آئے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ آیت مبارکہ نمبر ۵ سورہ فتح

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۙ

ترجمہ۔ "اس لئے کہ وہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان سے ان کے گناہوں کو دور کردے اور یہ خدا کے نزدیک بڑی کامیابی ہے۔"

انہی کے بارے میں نازل ہوئی۔

اس طرح بظاہر ذلت آمیز شرط جو باعث زحمت تھی مظلوموں کے حق میں رحمت بن گئی۔

بام و در پر نقش تحریر ہوا رہ جائے گی

حدیبیہ میں ۱۹ دن کے قیام میں (۳۶) صحابہ کرامؓ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت نے مشرکوں کو بیحد متاثر کیا۔ چند

صحابہ کرامؓ کے خصوصی جوہر بہت نکھر کر سامنے آئے جن میں قابل ذکر حضرت ابوبکرؓ کی فکرِ نبوت سے ہم آہنگی، خوئے تسلیم و رضا، حضرت عمرؓ کی جرأت حق گوئی، اظہار کی بے باکی، حضرت عثمانؓ کی عظمت اور چشم رسولؐ میں منزلت، حضرت علیؓ کا کمال ادب، جذبہ وارفتگی اور اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ کی معاملہ فہمی اور اصابت رائے۔

معاہدے کی تشریح، عورتوں کا استثناء

اس معاہدے کے بعد ایک مومنہ اُمّ کلثومؓ بنت عقبہ بن معیط نے مدینہ ہجرت کی۔ ان کے دو بھائی عمارہ اور ولید مدینہ آئے اور معاہدہ کا حوالہ دے کر ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ اس مسئلے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاہدہ مردوں کے بارے میں ہے عورتوں پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔ یہ کہہ کر انہیں واپس کر دیا۔(۳۷) اس پر سورۃ الممتحنہ کی دسویں آیت نازل ہوئی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ
اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ
اِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ
اَنْفَقُوْا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ
وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ
اَنْفَقُوْا ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

ترجمہ... مومنو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کرکے آئیں تو تم ان کی آزمائش کرلو۔ اللہ تو ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ پس اگر تم انہیں صاحب ایمان سمجھو تو پھر انہیں کفار کو واپس مت کرو۔ وہ ان کے لئے حلال نہیں۔ نہ وہ انہیں اپنے لئے حلال کرسکتے ہیں اور جو کچھ کفار نے خرچ کیا وہ انہیں دے دو اور تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم ان سے نکاح کرلو۔ جب تم ان کا اجر (مہر) ادا کرو۔ کافر عورتوں سے تعلقات باقی مت رکھو۔ تم نے جو خرچ کیا ہے اسے وہ مانگ لیں۔ یہ اللہ کا فیصلہ ہے۔ اللہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے۔ اللہ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے۔"

اللہ تعالٰی کے اس حکم کی تعمیل میں جن لوگوں نے اپنی کافرہ بیویوں کو طلاق دے دی ان میں حضرت عمرؓ بھی تھے۔ ان دو کافرہ بیویوں کے نام قریبہ بنت ابو اُمیہ بن مغیرہ اور اُمِ کلثوم بنت جرول ہیں۔

معاہدہ کی مدت

مورخوں اور ارباب سیر نے معاہدہ حدیبیہ کی مدت ۱۰ سال لکھی ہے۔ حضرت عروہ ابن زبیرؓ اور موسیٰ بن عقبہؓ دونوں حدیبیہ کے معاہدہ کی مدت چار سال بتاتے ہیں۔(۳۸)

ماخذ اور حواشی

صلح حدیبیہ

۱۔ مدارج النبوت، شیخ عبدالحق دہلوی، صفحہ ۲۹۱

۲۔ رسالتمآب، ترجمہ روضتہ الاحباب، صفحہ ۲۷۲

۳۔ صحیح بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۵۸۶، حدیث نمبر ۱۳۱۷، کتاب المغازی

۴۔ خصائص الکبریٰ، جلال الدین سیوطی، حصہ اول، صفحہ ۴۵۸

۵۔ صلح حدیبیہ، محمد احمد باشمیل، صفحہ ۱۱۸

۶۔ تاریخ الاسلام والمسلمین، مسعود احمد، صفحہ ۳۹۸

۷۔ سیرت نبی کامل، ابن ہشام صفحہ ۳۶۹

(کراع غمیم ایک وادی ہے جو عسفان سے آٹھ میل پر مکہ معظمہ کی جانب ہے۔)

۸۔ مواہب لدنیہ، قسطلانی، صفحہ ۳۵۶

۹۔ سیرت النبیؐ طبری، حصہ اول، صفحہ ۳۲۸

۱۰۔ سیرت نبی کامل، ابن ہشام، جلد دوم، صفحہ ۳۷۰

۱۱۔ (ا) اخبار النبی، طبقات ابن سعد، حصہ اول، صفحہ ۲۹۵

(ب) صلح حدیبیہ، محمد احمد باشمیل، صفحہ ۱۳۸

۱۲۔ خصائص الکبریٰ، جلال الدین سیوطی، حصہ اول، صفحہ ۴۶۰

۱۳۔ صلح حدیبیہ، محمد احمد باشمیل، صفحہ ۱۵۴

۱۴۔ تاریخ طبری، حصہ اول، صفحہ ۳۲۳

۱۵۔ (ا) مغازی الرسول، واقدی، صفحہ ۳۰۶

RekhtaDownload.com

(ب) مغازی رسول اللہ" عروہ ابن زبیرؓ" صفحہ ۱۹۸
۱۶۔ (ا) سیرت نبی کامل" ابن ہشام' جلد دوم' صفحہ ۲۷۶
(ب) رسالتماب" ترجمہ روضۃ الاحباب' صفحہ ۲۷۶
۱۷۔ سیرت النبی" تاریخ طبری' حصہ اول' صفحہ ۳۳۵
۱۸۔ صحیح مسلم' مع شرح نووی جلد پنجم' صفحہ ۹۰
۱۹۔ صحیح بخاری شریف' جلد دوم' صفحہ ۵۹۶' حدیث نمبر ۱۳۴۳
۲۰۔ مغازی الرسول' واقدی' صفحہ ۳۰۶
۲۱۔ صحیح مسلم' شرح نووی جلد پنجم' صفحہ ۶۲
۲۲۔ (ا) رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی' ڈاکٹر محمد حمید اللہ' صفحہ ۱۰۸
(ب) سیاسی وثیقہ جات' ڈاکٹر محمد حمید اللہ' صفحہ
۲۳۔ رسالتماب" ترجمہ روضۃ الاحباب' صفحہ ۲۷۹
۲۴۔ زادالمعاد حافظ ابن قیم' حصہ دوم' صفحہ ۲۲۱
۲۵) (ا) سیرت نبی کامل" ابن ہشام' جلد دوم' صفحہ ۳۷۷
(ب) مدارج النبوت' شیخ عبدالحق دہلوی' صفحہ ۳۰۴
۲۶۔ صحیح مسلم' مع شرح نووی جلد پنجم' صفحہ ۶۳
۲۷۔ اصح السیر عبدالرؤف داناپوری' صفحہ ۲۳۲
۲۸۔ تاریخ طبری' حصہ اول' صفحہ ۳۳۹
۲۹۔ (ا) رسالتماب" ترجمہ روضہ الاحباب' صفحہ ۲۸۰
(ب) مدارج النبوت' شیخ عبدالحق دہلوی' صفحہ ۳۰۸
۳۰۔ صحیح مسلم' جلد پنجم' صفحہ ۶۵' باب صلح حدیبیہ
۳۱۔ مدارج النبوت' شیخ عبدالحق دہلوی' صفحہ ۲۹۱

RekhtaDownload.com

۳۲۔ رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی' ڈاکٹر محمد حمید اللہ فٹ نوٹ' صفحہ ۱۰۳

۳۳۔ حدیث دفاع' اکبر خان' صفحہ ۲۵۲

۳۴۔ پیغمبر انسانیت: شاہ محمد جعفر پھلواری' صفحہ ۴۹۳

۳۵۔ سیاسی وثیقہ جات' ڈاکٹر محمد حمید اللہ' صفحہ ۳۷

۳۶۔ مواہب لدنیہ' قسطلانی' صفحہ ۳۷۲

۳۷۔ سیرت نبی کامل" ابن ہشام' جلد دوم' صفحہ ۳۸۸

۳۸۔ مغازی رسول اللہؐ: عروہ بن زبیرؓ صفحہ ۹۱

RekhtaDownload.com

بین الاقوامی سطح پر دعوتِ اسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں خاتم النبیین بنا کر بھیجے گئے اللہ تعالیٰ کا سورۂ احزاب کی آیت ۴۰ میں ارشاد ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۧ

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔"

اُخوت کی فراوانی

اس آیت کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ آپؐ کی نبوت و رسالت تا قیامت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کا اتمام اور اکمال بھی ہوا۔ اہل عرب کے لئے آپ کی بعثت خصوصی اور بنی نوع آدم کے

RekhtaDownload.com

مہر نبوی جو اہم خطوط، مراسلات اور فرمانوں پر ثبت کی جاتی تھی۔

لئے عمومی حیثیت رکھتی ہے۔ سورۂ سبا کی ۲۸ ویں آیت میں اسی حقیقت کا ذکر ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً
لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ "اور ہم نے آپ کو تمام افراد و نسل انسانی کے لئے خوشخبری پہنچانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔"

ایک حدیث میں ارشاد ہوا "مجھے پورے عالمِ انسانیت کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہے۔" ہمارے دین کی ہر اساس اس حقیقت کی آئینہ دار ہے۔

ہمارا رب رَبُّ المُسلمین نہیں بلکہ رَبُّ العالمین ہے۔
ہمارا رسول رحمتُ للمسلمین نہیں رحمت للعالمین ہے۔
ہماری کتاب ذکر للمسلمین نہیں ذکر للعالمین ہے۔
ہمارا قبلہ " مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ " یعنی ساری دنیا کے لئے برکت و ہدایت کا مرکز ہے۔

۶ ہجری تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تر جدوجہد اندرون عرب مرکوز رہی۔ معاہدۂ حدیبیہ نے سب سے بڑے دشمن مشرکین مکہ کو پابند کر دیا تو بعثت کے ۱۹ سال بعد دعوت و تبلیغ کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کر دیا گیا۔ پیغامِ حق کو بیرونِ عرب پھیلایا گیا بین الاقوامی سطح پر سفارتیں روانہ کی گئیں۔ اس وقت کی دو عظیم طاقتور حکومتوں کے سربراہوں کو

اسلام کی دعوت دی گئی۔ ان کے علاوہ اطراف و جوانب کی چھوٹی حکومتوں کو بھی اسلام کا پیغام پہنچایا گیا۔

تعلیماتِ نبوی کا زیادہ تر حصہ زبانی ہے جسے صحابۂ کرام نے سینوں میں محفوظ رکھا اور پھر یہ امانت امت تک پہنچائی۔ کچھ حصہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر کروا کر ہماری رہنمائی کے لئے چھوڑا۔ یہ گراں قدر سرمایۂ معاہدات، مکتوبات اور فرامین کی شکل میں محفوظ ہے۔ خوش قسمتی سے ان میں سے چند اصل نامہ ہائے مبارک دستیاب ہو گئے ہیں ان سے اسلامی سیاست کے اصول اخذ کئے گئے۔ ان خطوطِ مبارکہ کی دعوت ایک ہے لیکن طرزِ تحریر جداگانہ ہے۔ مکتوب الیہ کے مرتبہ، ذہنیت اور ماحول کے لحاظ سے جامع اور دلنشین انداز میں دعوت دی گئی ہے۔ یہ اپنے زمانے کے عظیم، مطلق العنان، شان و شوکت والے سلاطین اور امراء ہیں۔ وسیع اور عظیم الشان مملکتیں ان کے زیرِ نگیں ہیں۔ ان کو مخاطب کرنے کا جرأت مندانہ اقدام سوائے نبی کے کوئی اور نہیں کر سکتا۔

رحمتِ عالم

صلحِ حدیبیہ کے بعد ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام عالم کے لئے باعثِ رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے مبادا تم لوگ بھی عیسیٰ ابنِ مریم کے

حواریوں کی طرح میری نافرمانی پر اتر آؤ۔"

صحابہؓ کرام نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ! حواریوں نے کس طرح کی نافرمانی کی تھی؟" (۱)

ازما بجز حکایتِ مہر و وفا مپرس

ارشاد ہوا ابنِ مریم نے اپنے حواریوں کے ذریعے یہی پیغام بادشاہوں کو پہنچانا چاہا۔ ان میں سے جس کو نزدیک کے بادشاہ کے پاس بھیجا اس نے خوشی سے تعمیل کرلی مگر دور بھیجے جانے والوں میں سے بعض کی پیشانیوں پر بل پڑ گئے۔ اس طرح یہ گروہ اپنے فرائض کی انجام دہی پر پورا نہ اتر سکا۔

اس کے بعد فرمایا میں تم لوگوں کو بادشاہوں اور فرمانرواؤں کے پاس دعوتِ اسلام کے ساتھ بھیجنا چاہتا ہوں۔ صحابہ کرامؓ نے اپنی اپنی خدمات پیش کیں۔ عرض کیا ہم آپؐ کے حکم سے سرِ مو انحراف نہیں کریں گے۔ آپؐ ہمیں جہاں چاہیں بھیج دیں۔ (۲)

مُہرِ نبوی

حضرت سلمان فارسیؓ نے عرض کیا۔ (۳) یہ سلاطین خط پر مہر نہ ہو تو اسے معتبر نہیں سمجھتے بلکہ پڑھتے تک نہیں۔ دوسرے صحابہ نے بھی اس کی تائید کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگشتری میں مہر بنانے کا حکم دیا انگوٹھی بن کر آئی تو اسے انگشت مبارک میں پہنا۔ حضرت

جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کا حکم سنایا کہ آپؐ کی امت کے مردوں پر سونا پہننا حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگشتری تیار کروائی۔ اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا جس میں محمد رسول اللہ تین سطروں میں کندہ تھا اس طرح کہ "اللہ" کا لفظ سب سے اوپر' درمیان میں رسول اور آخر میں محمد تھا۔(۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے کبھی بائیں اور کبھی دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں پہنتے۔ اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب ہوتا۔ یہ انگوٹھی حبشی صنعت کا نمونہ تھی۔ کبھی کبھی اس پر تاگا (دھاگہ) باندھ لیتے جو کسی یادداشت کے لئے ہوتا تھا۔ چاندی کی انگوٹھی پہننے سے لوگوں کو منع نہیں فرمایا مگر ارشاد ہوا کہ کوئی شخص ایسا نقش کندہ نہ کرائے۔(۵)

عہد رسالت میں یہ مہر تمام مراسلوں' پیغاموں' تحریروں' حکم ناموں پر لگائی جاتی رہی۔ عہد صدیقی و فاروقی میں بھی اس کا استعمال جاری رہا۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے چھ سال بعد ایک بار جبکہ وہ اریس کے کنویں پر بیٹھے ہوئے تھے یہ انگوٹھی انگلی سے نکل کر اس میں گر گئی۔ بہت تلاش کے بعد بھی نہ ملی۔ کہتے ہیں اس کے بعد ہی سے عہدِ عثمانی میں فتنہ کے آثار پیدا ہونے شروع ہوئے۔

نامہ ہائے مبارک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب کو طلب فرمایا اور پہلے چھ

بادشاہوں کے نام مکتوب لکھوائے۔ یہ خطوط خطِ کوفی میں لکھے گئے۔ یہ رسم الخط انبار (بعد میں کوفہ نام ہوا) کے ذریعہ مکہ پہنچا تھا اس لئے خط کوفی کہلایا۔(۶) پھر انہیں ایک ہی دن چھ قاصدوں کے ذریعہ روانہ فرمایا۔ سیوطی نے خصائص الکبریٰ میں لکھا ہے۔(۷) کہ پہلے چار بادشاہوں کو خطوط ارسال فرمائے۔ ہر سفیر نے اسی ملک کی زبان میں گفتگو کی۔ بعض نے اسے حضورؐ کے معجزے سے تعبیر کیا۔ بعض نے لکھا کہ یہ لوگ ان ملکوں کی زبانوں سے واقف تھے۔

تفصیل درج ذیل ہے:

شمار	بادشاہ کا نام	ملک کا نام	سفیر کا نام
۱۔	اصحم بن ابجز نجاشی	شاہ حبش	حضرت عمروؓ بن اُمیہ ضمری
۲۔	ہرقل	قیصر روم	حضرت دحیہؓ ابن خلیفہ کلبی
۳۔	خسرو پرویز	کسرائے عجم	حضرت عبداللہؓ بن حذافہ
۴۔	جریج بن متی مُقوقس	عزیز مصر	حضرت حاطبؓ بن بلتعہ
۵۔	حارث بن ابی شمر غسانی	شاہ دمشق	حضرت شجاعؓ بن وہب اسدی
۶۔	ہوذہ بن علی حنفی	والیٔ یمامہ	حضرت سلیطؓ بن عمرو عامری

واقدی نے معاہدۂ حدیبیہ کے بعد ذی الحجہ ۶ ہجری میں ان خطوط کا بھیجا جانا لکھا ہے۔ طبری اور قسطلانی نے(۸) بھی یہی لکھا ہے۔ تنبیہ والاشراف میں مسعودی نے ماہ ربیع الاول ۷ ہجری تحریر کیا ہے۔ قاضی سلیمان سلمان منصور پوری نے محرم ۶ ہجری مطابق ۶۲۸ء لکھا ہے۔

یہ ممکن ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ٦ ہجری میں خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا ہو اور قاصد ٧ ہجری میں روانہ فرمائے یا مکتوب ٦ ہجری کے اواخر میں تحریر کئے گئے اور وہ مکتوب الیہم کو ٧ ہجری میں دستیاب ہوئے ہوں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض کو ٦ ہجری میں اور بعض کو ٧ ہجری میں خطوط روانہ کئے گئے ہوں۔ کامل ابن اثیر نے ٦ ہجری میں خطوط ارسال کرنے کا ذکر کیا ہے۔(٩) ابن کثیر نے "البدایہ والنہایہ" میں محدث بیہقی کے حوالے سے یہ مراسلت آٹھویں سال کی ابتدا میں ہونا لکھا ہے۔(١٠) اور اپنی کتاب میں یہ باب معرکۂ موتہ کے بعد لکھا ہے۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ والا نامے ٦ ہجری کے اواخر میں لکھے گئے۔ مہر والی انگشتری بننے میں وقت لگا اور سفیروں کو مہر شدہ خطوط محرم ٧ ہجری میں دیئے گئے۔ اس کی صراحت ابن سعد نے کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے کی ابتدا

عہد جاہلیت کے مشہور شاعر امیہ ابن صلت نے قریش کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنی تحریر کی ابتدا "باسمک اللھم" (یا اللہ تیرے نام سے شروع ہے) سے کریں۔(١١) شروع میں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح لکھوایا کرتے تھے لیکن جب سورۂ ہود کی ٤١ ویں آیت نازل ہوئی:۔

RekhtaDownload.com

وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ
اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ... اللہ کا نام لے کر کہ اسی کے ہاتھ میں اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے اس میں سوار ہو جانا۔

اس آیت کے نزول کے بعد سے "بسم اللہ" کا رواج ہوا۔ پھر سورۃ بنی اسرائیل کی ۱۱۰ ویں آیت نازل ہوئی۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى

کہہ دو کہ تم (خدا کو) اللہ (کے نام سے) پکارو یا رحمٰن (کے نام سے) جس نام سے پکارو اس کے سب نام اچھے ہیں۔

اس آیت کے نزول کے بعد بسم اللہ الرحمٰن لکھا جانے لگا۔

سورۃ نمل کی آیت نمبر ۳۰

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ترجمہ... یہ سلیمان کی جانب سے ہے اور یہ کہ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ اس کے بعد ہر تحریر کا سرنامہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرار دیا گیا۔

ان خطوط کا افتتاح "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سے ہوا۔ عیسائی بادشاہوں کو لکھے جانے والے خطوط میں سورۃ آل عمران کی ۶۴ ویں آیت تحریر کروائی گئی۔ (۱۲)

نامہ ہائے مبارک کی دریافت

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب پانچ نامہ ہائے مبارک اصلی حالت میں دریافت ہوئے ہیں۔

۱۔ بنام مقوقس

یہ نامۂ مبارک استنبول کے توپ کاپی عجائب گھر میں محفوظ ہے۔(۱۳)

۲۔ بنام نجاشی

مصری اخبار "البلاغ" نے ادیس بابا کے اخبار "برہان اسلام" کے حوالے سے خبر شائع کی ہے کہ حبشی اطالوی جنگ سے پہلے نجاشی نے یہ نامہ مبارک مسلمانوں کے وفد کو دکھایا تھا۔ ۱۹۳۸ء میں دمشق کے ایک شخص نے اسے حبشہ کے پادری سے خرید اتھا۔(۱۴)

۳۔ بنام المنذر بن ساوی

والی بحرین کے نام لکھا ہوا یہ نامۂ گرامی دمشق کے ایک قوتلی خاندان میں محفوظ ہے۔ اسلامک ریویو ووکنگ لندن کے خواجہ کمال الدین نے ۱۹۱۷ء میں اس کی زیارت کی تھی۔

۴۔ ہِرَقْلَ (قیصر روم) کے نام نامۂ مبارک بھی اصلی حالت میں شاہ حسین والی اردن کے قصر "الہاشمی" میں محفوظ ہے۔ اس خط کی برٹش عجائب گھر کے ماہرین نے اصل ہونے کی تصدیق کی ہے۔ یہ خبر ۱۳ / اپریل ۱۹۷۷ء کو روزنامہ "انڈین ایکسپریس" نئی دہلی میں شائع ہوئی۔(۱۵)

روم کے بادشاہ قیصر کے نام مکتوب

RekhtaDownload.com

RekhtaDownload.com

۵۔ خسرو پرویز ہرمز کے نام مکتوب مبارک بیروت کے سابق وزیر خارجہ ہنری فرعون نے ڈیڑھ سو اشرفیاں دے کر دمشق میں خریدا۔ یہ نامہ مبارک جھلی (رق) پر تحریر ہے۔ اس کا عکس روزنامہ "الحیاۃ بیروت" کی ۲۲ مئی ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔

ان اصل نامہ ہائے مبارک کے علاوہ ۲۵۰ سے زیادہ مکتوبات اور وثیقہ جات مختلف ماخذوں اور مصادر میں ملتے ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے ۱۹۴۲ء میں اسے عربی میں "الوثائق السیاسیہ فی العہد النبوی والخلافۃ الراشدہ" کے نام سے مصر میں شائع کیا ہے۔ اس کا اردو ترجمہ سیاسی وثیقہ جات کے نام سے ۱۹۶۰ء میں مجلس ترقی ادب (لاہور) نے چھاپا ہے۔

ا۔ نامۂ مبارک شاہِ حبشہ نجاشی کے نام

عربی زبان میں حبشہ یونانی میں ایتھوپیا اور یورپی زبانوں میں حبشہ کو ابی سینیا کہا جاتا ہے۔ عربی میں حبش کے معنی خلط (ملا جلا) کے ہیں چونکہ یہاں کے باشندے مختلف اقوام کی نسل سے ہیں اس لئے یہی نام پڑ گیا۔ اکسوم دارالسلطنت تھا۔ حکمرانوں کا خاندانی لقب نجاشی تھا۔ ۳۳۰ء سے یہاں مذہب نصرانیت پھیلنے لگا۔ عہد نبوت میں اصحمہ نجاشی بادشاہ تھا۔ حبشہ سے مسلمانوں کا پہلا رابطہ رجب ۵ نبوت میں ہوا جبکہ مکہ کے ستائے ہوئے مہاجرین نے یہاں پناہ لی۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ نجاشی کو ایک خط بھی لکھا جو تعارفی نوعیت کا تھا اور حضرت جعفرؓ بن ابی

طالب کے ذریعہ روانہ کیا گیا۔ خط کا مضمون درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے نجاشی
اصحم بادشاہ حبشہ کے نام

میں اس خدا کی تعریف لکھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو بادشاہ مقدس سلامتی والا، امان دہندہ اور سلامت رکھنے والا ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ مریم کے بیٹے عیسیٰ روح اللہ اور کلمتہ اللہ ہیں جن کو پاک اور برائی سے محفوظ مریم بتول کی طرف ڈالا گیا تو وہ خدا کی روح اور پھونک سے حاملہ ہوئی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔

میں تجھے خدائے واحد لا شریک کی طرف بلاتا ہوں اور یہ کہ تو میری اتباع کرے اور مجھ پر نازل ہونے والی کتاب پر ایمان لائے کیونکہ میں خدا کا رسول ہوں اور میں تجھے اور تیرے لشکروں کو خدائے عز و جل کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے تجھے پیام پہنچا دیا اور بہی خواہی کی ہے۔ اب تم میری بہی خواہانہ نصیحت قبول کرو۔

میں نے تمہارے پاس اپنے چچازاد بھائی جعفر کو بھیجا ہے جس کے ہمراہ چند مسلمان بھی ہیں۔ جب وہ تیرے پاس آئیں تو ان کی مہمان نوازی کر اور تکبر چھوڑ دے۔ سلام اس پر جو ہدایت پر چلے۔

جب نامہ مبارک نجاشی کے دربار میں پڑھا گیا تو وہ احتراماً اپنے

Rekhta Download.com

تخت سے اتر کر زمین پر بیٹھ گیا۔ والانامہ کو عقیدت سے دونوں ہاتھوں میں لے کر اپنی آنکھوں سے لگایا۔ اللہ کی وحدانیت اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی گواہی دی۔ حضرت جعفرؓ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی اور اس خط کا جواب بھی روانہ کیا۔

جوابی خط

محمد رسول اللہ کے نام نجاشی کی طرف سے

اے نبی اللہ! آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت دی ہے۔ اما بعد' اے رسول اللہ آپ کا خط میرے پاس پہنچا۔ آپ نے جو عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا ہے تو آسمان اور زمین کے رب کی قسم عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اس پر ذرہ بھر زیادہ نہیں کیا اور وہ ایسے ہی ہیں جو آپ نے فرمایا۔

آپ نے جو دعوت بھیجی ہے اسے ہم نے جان لیا آپ کے چچازاد بھائی اور ان کے ساتھی آئے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے آپ کی بیعت کی اور آپ کے چچازاد بھائی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اللہ رب العالمین کے واسطے۔ میں آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے کو بھیج رہا ہوں اور آپ حکم دیں تو خود بھی حاضر ہو سکتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ سچ ہے۔ والسلام

شاہ نجاشی نے ہاتھی دانت کا ایک ڈبہ طلب کیا۔ ان دونوں خطوط کو اس

میں حفاظت سے رکھا۔ کہا کہ جب تک یہ ہمارے درمیان رہیں گے حبشہ تمام آفات و بلیات سے محفوظ رہے گا۔

نجاشی کو دوسرا نامہ مبارک متذکرہ چھ بادشاہوں کے ساتھ لکھا گیا لیکن یہ دعوتِ اسلام کے لئے نہیں بلکہ مہاجرین حبشہ کو مدینہ روانہ کرنے اور حضرت اُمِ حبیبہ بنت ابو سفیان (جو وہاں بیوہ ہوگئی تھیں) سے نکاح کی تحریک کا ہے۔ یہ خط حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری کے ذریعہ بھیجا گیا۔ تعمیل حکم میں نجاشی نے خود نکاح پڑھایا۔ زرمہر اپنے پاس سے ادا کیا اور ان سب کو مدینہ روانہ کیا چنانچہ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کی معیت میں یہ قافلہ فتح خیبر کے دن پہنچا۔ یہ نجاشی اصحمہ بن ابجز مسلمان فوت ہوا اور غزوۂ تبوک سے واپسی پر ۹ ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔

صحیح مسلم میں حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسرائے فارس، قیصر روم اور نجاشی حبشہ اور ہر ایک صاحب سطوت و حکومت کے پاس دعوت اسلام کے لئے نامہ ہائے مبارک روانہ فرمائے لیکن یہ نجاشی وہ نہیں ہے جس کے جنازہ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی۔

صحیح مسلم کی اس روایت میں "ہر ایک صاحب سطوت و حکومت کو دعوتِ اسلام" کا ذکر ہے۔ یہ سلسلہ آخر تک چلتا رہا ہے چنانچہ عبد بن

جلیندی کو سن ۸ ہجری میں دعوت نامہ بھیجا گیا جب اصحمہ بن ابجز نجاشی ۹ ہجری میں انتقال کرگیا تو اس کے جانشین کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دیتے ہوئے نامہ مبارک روانہ کیا۔

بیہقی نے ابن اسحاق کی روایت سے بیان کیا ہے کہ سن ۸ ہجری یا ۹ ہجری میں نبی کریمؐ نے نجاشی کے نام دعوت اسلام کے سلسلہ میں جو نامہ مبارک روانہ فرمایا وہ درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از جانب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

بطرف نجاشی عظیم حبشہ

سلام ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے اور اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے اور شہادت دے کہ اللہ ایک ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں نہ اس کے بیوی اور نہ اولاد اور گواہی دے کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں تجھ کو اللہ کی دعوت دیتا ہوں۔ تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں، اسلام لا، سلامت رہے گا۔ اے اہل کتاب آؤ ایک صاف سیدھی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں مسلم ہے وہ یہ ہے کہ سوائے خدا کے کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور نہ آپس میں ایک دوسرے کو رب بنائیں۔ پس اگر روگردانی کریں تو کہہ دو کہ گواہ رہو کہ ہم تو

مسلمان اور اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ اے نجاشی! اگر تو نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو تیری قوم کے تمام نصاریٰ کا گناہ تجھ پر ہوگا۔"

اس دوسرے نجاشی کا نہ نام معلوم ہوا اور نہ اس خط کے لے جانے والے سفیر کے بارے میں پتہ چل سکا کہ اس نامہ مبارک کو نجاشی کے دربار تک کس نے پہنچایا اور اس نجاشی بادشاہ کے قبول اسلام اور عدم اسلام کا واقعہ بھی پوشیدہ ہے۔

اس موضوع پر سیر حاصل، فکر انگیز اور نتیجہ خیز بحث "بلاغ مبین" میں مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے کی ہے۔

۲۔ نامۂ مبارک قیصر روم کے نام

روم اور فارس (ایران) ساتویں صدی عیسوی کی سپرپاورز (بڑی عظیم طاقتور حکومتیں) تھیں۔ قیصر، قسطنطنیہ کے بادشاہ کا لقب تھا۔ مشرقی رومی (بیزنطینی) سلطنت پر ہرقل Heraclius (۶۱۰ء تا ۶۴۱ء) شہنشاہ تھا۔ وہ حکمرانی میں طاق تھا اور عالم بھی متبحر۔ حضرت دحیہؓ بن خلیفہ کلبی کو سفارت سپرد ہوئی۔ حکم ہوا کہ نامہ مبارک حاکم بصریٰ کے توسط سے قیصر تک پہنچا دینا۔ ایک اور خط ضغاطر اسقف اعظم روم (بڑے پادری) کے نام بھی انہی کو دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے۔

اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے ہرقل بادشاہ روم کی طرف (ہرقل عظیم الروم)

سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

امابعد میں تمہیں اسلام لانے کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام لے آؤ تو سلامت رہو گے اللہ تمہیں دوگنا اجر دے گا اور اگر روگردانی کرو گے تو تمام رعایا کا گناہ تمہارے سر پر ہو گا۔ "اے اہل کتاب اس کلمہ کی طرف آجاؤ جو تمہارے اور ہمارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔ کسی چیز کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور ہم میں سے کچھ لوگ اللہ کے سوا دوسروں کو اختیار نہیں دیں گے۔ اگر وہ پلٹ جائیں تو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔"

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے ہی مشہور سخی حاتم طائی کے بیٹے حضرت عدیؓ بن حاتم کو بھی روانہ کیا گیا تاکہ ان کے مددگار ثابت ہوں۔ حضرت عدیؓ نصرانیت سے اسلام کی آغوش میں آئے تھے عرصے تک شام میں شاہوں کے مصاحب رہے تھے۔ حضرت دحیہؓ کو پتہ چلا کہ ان دنوں قیصر حمص میں ہے (١٦) وہ روم کی ایران پر فتح کے بعد قسطنطنیہ سے

RekhtaDownload.com

ایلیا (یروشلم موجودہ بیت القدس) تک پاپیادہ حاضر ہونے کی نذر پوری کررہا تھا۔ والیٔ بصریٰ حارث غسانی نے خط اور سفیر کو قیصر کے پاس ایلیا بھیج دیا۔

نیا ستارہ

حاکم ایلیا (بیت المقدس) ابن ناطور کا بیان ہے۔ کہ مسلمان سفیر ابھی پہنچا نہیں تھا کہ ہرقل بستر سے پریشان اٹھا۔ پوچھنے پر بتایا کہ میں نے رات آسمان پر ایک نیا ستارہ دیکھا۔ نجوم کا عالم کہتا ہے کہ وہ سردار پیدا ہوا ہے جس کی بادشاہت تمام عالم پر ہوگی۔ یہ ختنہ کرانے والی قوم ہوگی۔ دریافت کیا کہ یہود کے علاوہ اور کون ختنہ کرواتا ہے؟ اسے اس کا تشفی بخش جواب نہ مل سکا۔ اتنے میں حضرت عدیؓ بن حاتم (عرب نژاد نصرانی جو مسلمان ہوگئے تھے) پہنچے اور حضورؐ کی نبوت کا ذکر کیا۔ ہرقل نے پتہ چلالیا کہ تمام عرب ختنہ کراتے ہیں۔ کہا کہ تم جس نبی کا حال بیان کرتے ہو تمام عالم پر وہی غالب آئے گا۔

حضرت دحیہ کلبیؓ کو درباریوں نے سمجھایا کہ تخت کے سامنے سجدہ کرنا انہوں نے جواب دیا ہم سوائے اللہ کے کسی اور کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہوتے۔ کہا پھر اپنے ہاتھ سے تخت شاہی پر رکھ دینا۔ قیصر نے سفیر کو دربار میں عزت سے بٹھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بہت سی باتیں پوچھیں۔ حکم دیا مکہ کا کوئی تاجر ہو تو حاضر کیا جائے۔(۱۷)

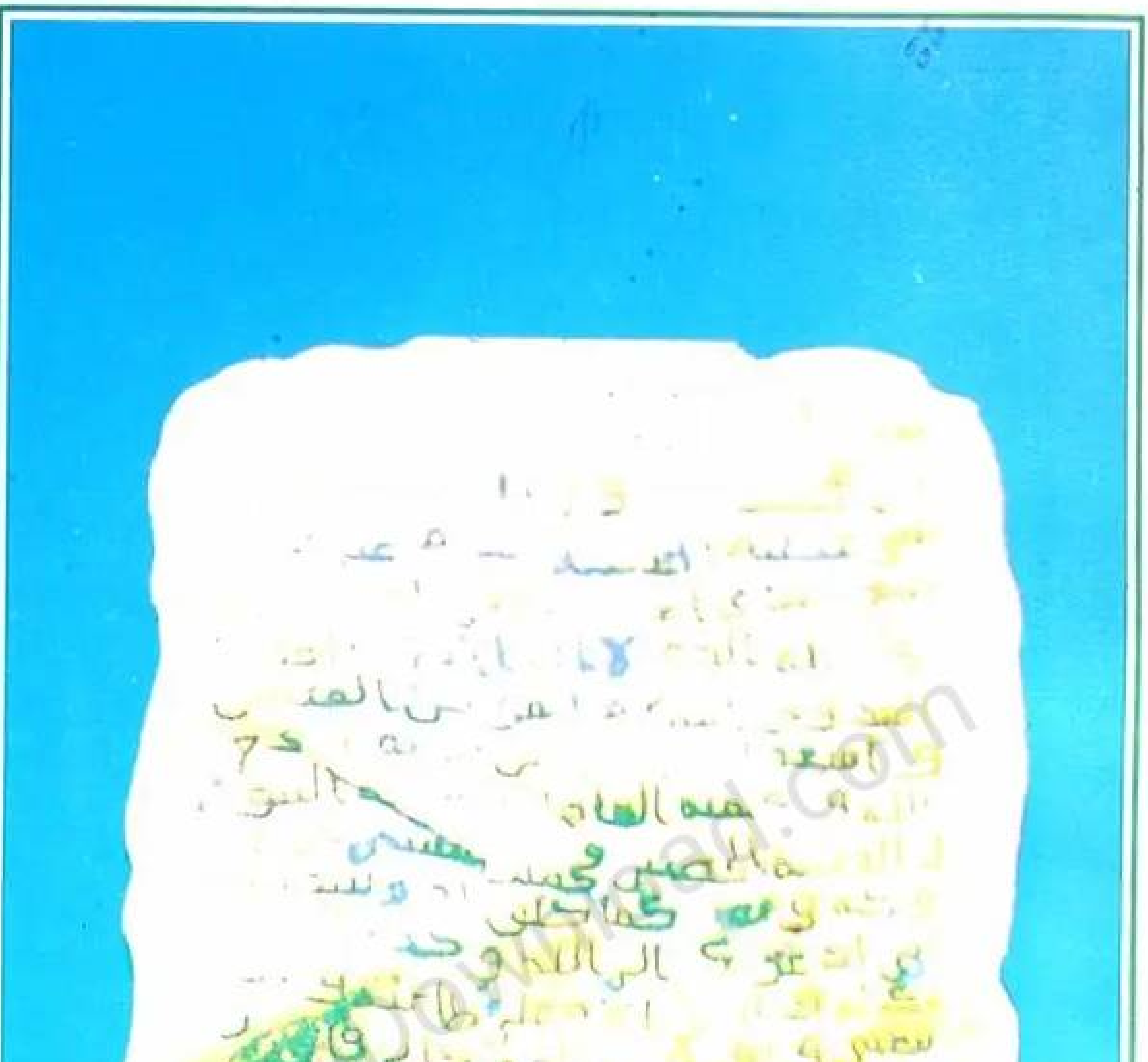

شاہِ حبشہ نجاشی کے نام مکتوب مبارک

RekhtaDownload.com

اتفاق سے ابوسفیان چند ساتھیوں کے ساتھ تجارت کے لئے آیا ہوا تھا۔ انہیں شہنشاہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔ پوچھا تم میں اس مدعی نبوت کا کوئی قریبی رشتہ دار بھی ہے۔ ابوسفیان نے بڑھ کر اپنے آپ کو پیش کیا۔

جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے

قیصر نے کہا میں جو پوچھوں اس کا ٹھیک جواب دو۔ ابوسفیان کے دیگر ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا اگر یہ جھوٹ بولے تو بتا دینا۔ ابوسفیان نے قریب سے قیصر کو دیکھا وہ بہت ہی بدصورت تھا۔

ہِرَقلؔ: اس مدعی نبوت کا نام و نسب کیا ہے؟

ابوسفیان: اعلیٰ و اشرف

ہِرَقلؔ: کسی نے اس کے خاندان میں اس سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا؟

ابوسفیان: جی نہیں۔

ہِرَقلؔ: اس کے خاندان میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟

ابوسفیان: نہیں۔

ہِرَقلؔ: اس کے پیرو مالدار ذی وجاہت ہیں یا غریب و مسکین؟

ابوسفیان: غریب و مسکین

ہِرَقلؔ: تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے یا گھٹ رہی ہے؟

ابوسفیان: بڑھتی جا رہی ہے۔

ہِرَقلؔ: کسی نے اس کے دین میں داخل ہو کر اسے چھوڑا ہے؟

ابو سفیان: نہیں۔

ہرقل: کیا کبھی اس نے عہد کی خلاف ورزی کی ہے؟

ابو سفیان: اس سال معاہدہ ہوا ہے، دیکھئے کیا انجام ہوتا ہے۔

ہرقل: لڑائی میں کیا نتیجہ رہا؟

ابو سفیان: کنویں میں ڈول کی مانند کبھی وہ کبھی ہم غالب رہے؟

ہرقل: وہ کیا کہتا ہے؟

ابو سفیان: خدا کو ایک مانو، اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ، اس کی عبادت کرو، آباؤ اجداد کا طریقہ عبادت چھوڑ دو۔

ہرقل: اس کے علاوہ اور کیا کہتا ہے؟

ابو سفیان: نماز، روزہ، صلہ رحمی اور پاک دامنی کی تعلیم دیتا ہے۔

قیصر روم ہرقل نے ترجمان کے ذریعہ کہا نام و نسب اس لئے پوچھا کہ نبی ہمیشہ شریف اور اعلیٰ گھرانے سے ہوتا ہے۔ خاندان میں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہوتا تو میں سمجھتا یہ اس کی ریس کر رہا ہے۔ جھوٹ کے بارے میں اس لئے سوال کیا کہ جو لوگوں سے جھوٹ نہ بولے وہ خدا کے بارے میں کیسے جھوٹ بولے گا۔ خاندان میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں سمجھتا کہ نبوت کے بہانے حکمرانی مقصود ہے۔ تم نے کہا کہ اس کے پیرو مسکین ہیں تو سن لو ہر نبی کے ماننے والے ابتدا میں غریب ہی ہوتے ہیں اور ایمان لانے کے بعد پھر کوئی نبی کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ نبی عہد شکن نہیں ہوتا۔

ابتدا میں لڑائی میں نبی کی یہی کیفیت ہوتی ہے بالآخر حق غالب آتا ہے۔ ان کی تعلیم سن کر مجھے یاد آیا کہ ہماری کتابوں میں نبی موعود کی یہی علامتیں ہیں۔ مجھے ہرگز گمان نہ تھا کہ وہ عرب میں ظہور کرے گا۔ اے تاجر اگر تو نے سچ جوابات دیئے ہیں تو وہ ایک روز یہاں بیٹھا ہو گا جہاں آج میں ہوں اور بیت المقدس کا مالک ہو گا۔ کاش میں اس کے پاس جا سکتا۔ اس کے پاؤں دھوتا۔ ابو سفیان کا کہنا ہے کہ قیصر کی زبان سے یہ سن کر مجھے اپنی ذلت کا احساس ہوا اور پہلی بار آپؐ کی عظمت کا نقش دل میں بیٹھ گیا۔

قیصر نے نامۂ مبارک کو پڑھنے کا حکم دیا۔ اسے سن کر دربار میں شور برپا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر قیصر نے تاجروں کو باہر جانے کے لئے کہا۔ ابو سفیان نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دیکھو اب تو ابن ابی کبشہ (مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اہل عرب جب کسی کو نظروں سے گرانا چاہتے تو کسی غیر معروف شخص کی نسبت دیتے) کی شان اتنی بلند اور مقام بالا ہو گیا ہے کہ رومیوں کا شہنشاہ بھی خوفزدہ ہے۔

اے وائے محرومی!

دوسری بار ہِرَقل نے علماء اور امراء کو اپنے محل میں جمع کیا اور کہا:

"اے روم والو! کیا ہدایت اور کامیابی میں تمہارا بھی کوئی حصہ ہے! کیا تم نہیں چاہتے کہ تمہاری سلطنت باقی رہے! اگر ایسا ہے تو پھر اس نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیعت کر لو۔"

یہ سن کر اہلِ دربار گدھوں کی طرح رینکتے ہوئے دروازوں کی جانب دوڑ پڑے۔ کواڑ بند تھے اس لئے باہر نہ جاسکے۔ انہیں پھر جمع کیا اور کہا "میں تمہارا امتحان لے رہا تھا کہ تم اپنے دین پر کس درجہ قائم ہو۔ اب تم کامیاب ہوگئے۔" یہ سن کر سب خوشی سے سجدہ میں گر گئے۔

ہم آج بھی انکارِ حقیقت نہ کریں گے

قیصر نے حضرت دحیہؓ کلبی کو تنہائی میں باریاب کر کے کہا کہ تم روم کے اسقفِ اعظم (بڑے پادری) ضغاطر کے پاس جاؤ۔ اس کا عوام اور خواص پر بہت اثر ہے۔ سب اس کی بات مانتے ہیں۔ حضرت دحیہؓ نے حضورؐ کا نامہ مبارک ضغاطر کو پہنچایا

نامہ مبارک کا مضمون تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الی سغاطر الاسقف

سلام اس شخص پر جو مومن ہے۔

بعد ازیں!

عیسیٰؑ بن مریم روح اللہ ہیں اور خداوند عالم کا وہ کلمہ ہیں جو خدائے پاک نے پاک نفس مریم میں القا فرمایا۔ میں ایمان لایا ہوں اللہ تعالیٰ پر اور جو کتاب ہم پر اتری اس پر اور جو ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور ان کی اولاد پر نازل ہوئی

Rekhtadownload.com

ان پر اور جو کتابیں موسیٰ، عیسیٰ کو عطا ہوئیں اس پر اور جو اور پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے ملیں ان پر اور ہم ان پیغمبروں میں کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (خدائے واحد) کے فرمانبردار ہیں اور سلامتی کا مستحق وہ شخص ہے جو خدا کی طرف سے دی ہوئی ہدایت کو قبول کرے۔

اس نے آپؐ کی نبوت کی تصدیق کی۔ سفیر رسول کو ساتھ لے کر کلیسا میں گیا۔ لوگوں کو جمع کر کے کہا۔ "اے روم والو! میرے پاس احمدؐ مرسل کا خط آیا ہے جن کی انجیل میں بشارت دی گئی ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور احمد مجتبیٰ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔" یہ سنتے ہی تمام لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کی جان لے لی۔ حضرت دحیہؓ نے لوٹ کر تمام کیفیت قیصر سے بیان کی۔ کہا مجھے ڈر ہے کہ یہی معاملہ میرے ساتھ بھی پیش آئے گا۔

قیصر نے سفیر رسولؐ کا اکرام کیا، تحائف دیئے لیکن سلطنت چھن جانے کے خوف سے اسلام قبول نہیں کیا۔

سَرِیّہ حضرت زید ابن حارثہ رضؓ

حضرت دحیہ کلبی لوٹ رہے تھے کہ مقام حسمیٰ میں جذام کے قبیلہ والوں نے ان سے سب کچھ چھین لیا۔ آپ نے مدینہ آکر تمام کیفیت بیان کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ بن حارثہ کو فوری طور پر قبیلہ جذام کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا تاکہ سفیر رسولؐ پر حملہ کا مزہ

چکھائیں۔ اس معرکہ میں مسلمانوں نے بہت سوں کو قتل کیا۔ غنیمت میں ایک ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ہانک لائے۔ قبیلۂ جذام کے سردار زید بن رفاعہ سے مصالحت کا عہد تھا اس نے آکر معذرت کی تو مال غنیمت واپس کردیا گیا۔ (۱۸)

۳۔ نامۂ مبارک کسرائے فارس کے نام

فارس ایران کا قدیم نام ہے۔ یہ بھی اپنے وقت کی سپرپاور (عظیم طاقتور) حکومت تھی۔ رقبہ کے لحاظ سے یہ ایک بہت وسیع سلطنت تھی جس کی سرحد ایک طرف ہندوستان تک پھیلی ہوئی تھی دوسری جانب عراق عجم تک۔ ان کا پرچم "درفش کاویانی" روم کے بعض علاقوں پر بھی لہراتا تھا۔ اس کا رعب و دبدبہ ایشیا اور یورپ پر یکساں تھا۔ جنوبی عرب میں یمن پر ان کا گورنر حکمراں تھا۔

عہدِ رسالت میں ساسانی خاندان کا خسرو پرویز (۵۹۰ تا ۶۲۸ء) شہنشاہِ ایران تھا جس کا موروثی لقب کسریٰ تھا۔ حضرت عبداللہؓ بن حذافہ سہمی کو حکم ہوا کہ وہ نامہ مبارک حاکم بحرین کے توسط سے کسریٰ کو پہنچائیں۔ ابنِ کثیر نے "البدایہ والنہایہ" میں سفیر کا نام شجاع بن وہب لکھا ہے۔ (۱۹) ابن ہشام نے انہیں حارث بن غسانی کی طرف سفیر لکھا ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ جبلہ بن ایہم کے پاس سفیر بنا کر بھیجے گئے۔

نامہ مبارک کا ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ کی طرف سے

کسریٰ عظیم فارس کے نام

سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں تمام لوگوں کی طرف تاکہ جو لوگ زندہ ہیں ان تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا جائے۔ پس تم اسلام لاؤ سالم رہو گے اور اگر انکار کرو گے تو تمام مجوس (آتش پرستوں) کا وبال تمہاری گردن پر ہوگا۔(۲۰)

جن کے دل کھو چکے ہیں بینائی

کسریٰ کے دربار میں جب یہ نامہ مبارک پڑھا گیا تو خسرو سخت غضبناک ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی اپنے نام سے پہلے دیکھ کر مشتعل ہوگیا اور طیش میں آکر خط پھاڑ دیا۔(۲۱) کہا میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں۔ اس نے ہمیں عرب سمجھ رکھا ہے۔ (نعوذ باللہ) میرا غلام ہو کر اس مضمون کا خط لکھنے کی جرات کی ہے۔ وہاں کے رسم و رواج کے مطابق ایران میں پہلے حکمراں کا نام اور آخر میں اپنا نام لکھا کرتے تھے جب کہ عرب کا دستور اس کے برعکس تھا۔ اس نے یمن کے گورنر باذان کو حکم

نامہ لکھوایا کہ دو طاقتور آدمی بھیج کر اس مدعیٔ نبوت کو گرفتار کر کے ہمارے حضور روانہ کیا جائے۔ یہ سن کر سفیرِ رسول بھی اپنا غصہ ضبط نہ کر سکے کسریٰ نے انہیں دربار سے نکل جانے کا حکم دیا جب وہ باہر چلے گئے تو انہیں واپس بلانے کے لئے قاصد دوڑایا لیکن وہ تیزی سے نکل چکے تھے اب کسریٰ نے کاتب کو خط جوڑنے اور پڑھنے کا حکم دیا۔(۲۲)

حضرت عبداللہؓ ابن حذافہ اسی وقت دربار سے سوئے مدینہ روانہ ہوئے اور جو کچھ دیکھا سنا تھا بیان کر دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس طرح اس نے میرے خط کو پرزے پرزے کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے فرما دے گا۔

کچھ دن بعد یہ بھی ارشاد ہوا۔

> کسریٰ مر گیا اور اب کسریٰ اس کے بعد نہ ہو گا اب جب قیصر ہلاک ہو گا تو اس کے بعد قیصر نہ ہو گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم دونوں سلطنتوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔(۲۳)

تعمیلِ حکم میں گورنر یمن باذان (باذام) نے دو قوی اسوار یعنی ایسا شخص جو گھڑ سوار، تیر انداز اور فوج کا سپہ سالار ہوتا تھا، روانہ کئے ان میں ایک کا نام نابوہ (ابن جوزی نے بابویہ لکھا اور مسعودی نے فیروز دیلمی لکھا ہے) دوسرا ایرانی جس کا نام خرخسرہ تھا ایک خط کے ساتھ مدینہ بھیجے۔ نابوہ

Rekhta Download.com

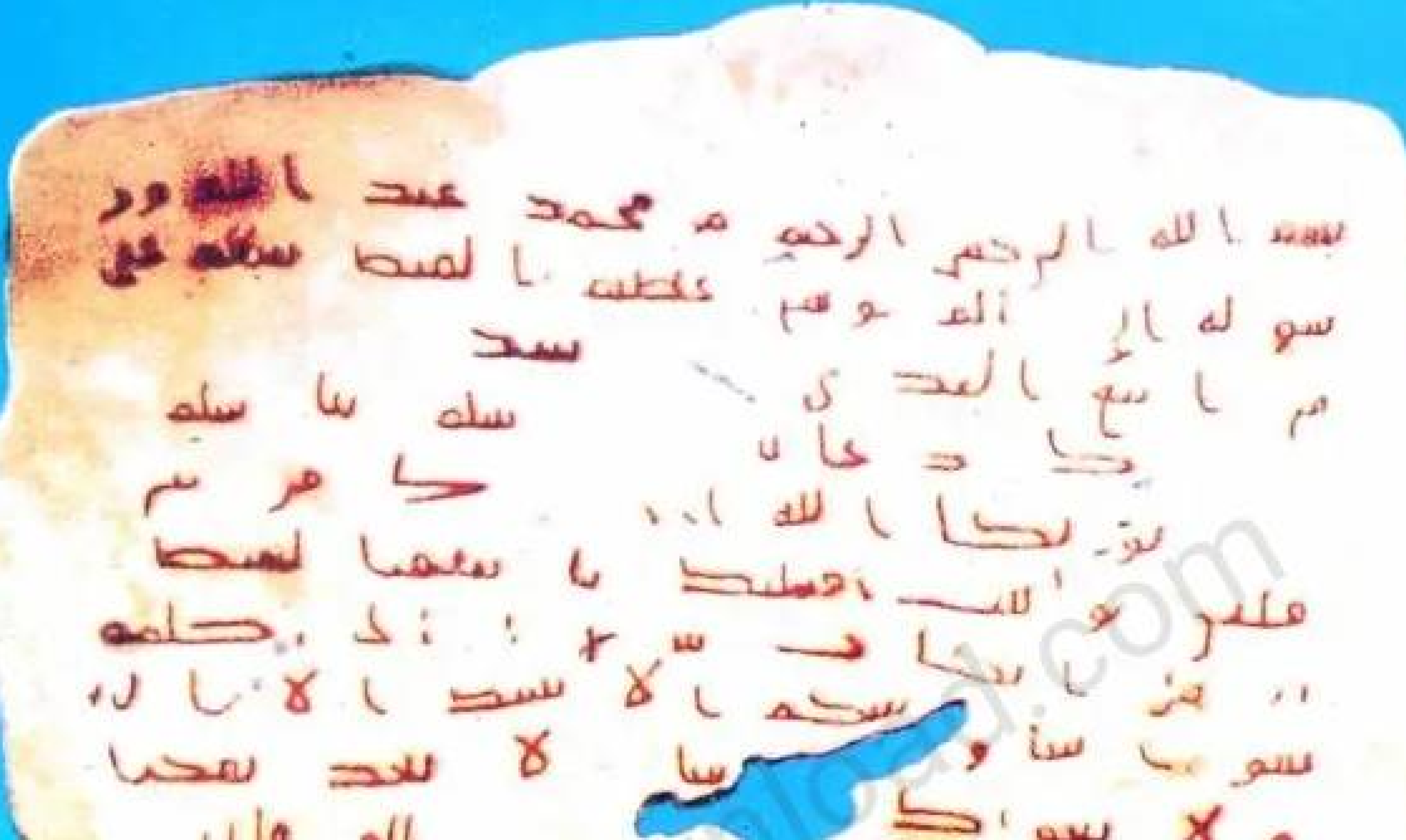

مصر کے بادشاہ مقوقس کے نام مکتوب مبارک

RekhtaDownload.com

حساب داں تھا اور لکھنا بھی جانتا تھا اسے حکم دیا کہ مجھے تفصیل لکھ بھیجنا۔(۲۴) یہ دونوں طائف پہنچ کر آپؐ کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے لگے۔ قریش کو یہ خبر پہنچی تو وہ بہت خوش ہوئے یہ دونوں مدینہ پہنچے اور خط پیش کرنے آئے تو کانپنے لگے۔ ان پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نظر ڈالی تو فرمایا افسوس ہے تمہاری ہیت کذائی پر (دونوں کی داڑھیاں صاف اور مونچھیں متکبرانہ انداز میں بل دی ہوئی تھیں) تمہیں کس نے یہ صورت بنانے کا حکم دیا۔ عرض کیا ہمارے رب (بادشاہ) نے فرمایا۔ میرے رب نے مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں چھوٹی کرانے کا حکم دیا ہے۔

عرض کیا۔ اگر آپؐ نے کسریٰ کے پاس چلنے سے انکار کیا تو وہ آپؐ کو اور آپؐ کی پوری قوم کو ہلاک کردے گا۔ فرمایا اب جاؤ کل آنا۔

اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے مطلع فرمایا کہ کسریٰ کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قاصدوں کو طلب فرمایا اور ان کے آنے کے بعد فرمایا کہ میرے رب کے حکم سے تمہارا آقا قتل کردیا گیا۔ یہ بھی فرمایا کہ کسریٰ کی سلطنت تک بلکہ جہاں تک چوپائے پہنچ سکیں یہ دین پھیلے گا۔ باذان کو پیغام بھیجا کہ مسلمان ہوجائے تو اسے یمن پر حاکم برقرار رکھا جائے گا۔ خرخسرہ کو ایک پٹکا جو سونے اور چاندی کا بنا تھا عطا فرمایا۔(۲۵)

تابوہ نے کسریٰ کے قتل کی تاریخ لکھ لی۔ یمن پہنچ کر باذان کو بتایا کہ

ان کی باتیں کسی بادشاہ کی نہیں بلکہ نبی کی ہیں۔ طے ہوا کہ اگر درست نکلیں تو عمل کیا جائے گا۔ چند دن بعد شیرویہ کا فرمان باذان کو ملا کہ کسریٰ کو قتل کردیا گیا ہے۔ یمن میں اس کی اطاعت کا عہد لے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بازپرس نہ کرے۔ اس واقعہ کے بعد باذان اور اس کے ساتھی اسلام لے آئے۔

کہتے ہیں کہ خسرو پرویز کی ایک محبوبہ شیریں پر اس کا بیٹا شیرویہ عاشق ہوگیا۔ لیکن شیریں اس کی جانب مائل نہیں ہوئی۔ اس نے سوچا کہ یہ میرے باپ کی وجہ سے میری جانب مائل نہیں ہوتی چنانچہ اس نے اپنے باپ کو قتل کردیا۔ طبری نے تاریخ قتل ۱۰ جمادی الاولیٰ ۷ ہجری بمطابق ۶۲۹ء لکھی ہے۔ شیریں نے خسرو پرویز کے بعد زہر کھا کر جان دے دی۔

مولانا نظامی گنجوی نے فارسی مثنوی ''شیریں خسرو'' میں یہ داستان عشق بڑے پُراثر انداز میں قلمبند کی ہے۔

شیرویہ سریر آرائے سلطنت ہوا۔ چھ ماہ سے زیادہ حکومت نہ کرسکا غلطی سے زہریلی دوا پی کر ہلاک ہوگیا۔ خسرو کی بیٹی پوران دخت تخت نشیں ہوئی۔ چار سال کے اندر یکے بعد دیگرے دس بادشاہ تخت نشیں ہوئے۔ آخر جب یزدگرد بادشاہ بنا تو ۶۳۷ء میں چار سو سالہ ساسانی خاندان کا یہ آخری فرماں روا مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا۔

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نامہ مبارک کو چاک کرنے کی گستاخی کے نتیجے میں فرمان رسول کے مطابق سلطنت عجم کا شیرازہ بکھر گیا۔ "درفش کاویانی" کی جگہ سرزمین عجم پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔

دریدآن نامہ گردن شکن را
نہ نامہ بلکہ نام خویشتن را

۴۔ نامۂ مبارک مُقوقَس شاہ مصر کے نام

فراعنہ کی سرزمین مصر تہذیب وتمدن کا قدیم مرکز ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے سے بادشاہوں کو عزیز مصر کہا جانے لگا۔ اس کے بعد فرعون کہلاتے تھے۔ قبطی یہاں کے اصلی باشندے ہیں۔ مقوقس بھی ان ہی کی نسل سے تھا۔ البدیہ والنہایہ میں اس کا نام جریج بن مینا قبطی لکھا ہے اور مسعودی نے فرقب نونی جو قبطیوں کے قبیلہ نون سے تعلق رکھتا تھا۔(۲۶) اس کا مذہب عیسائیت تھا اور وہ بڑا عالم بھی تھا اس کا پایہ تخت اسکندریہ تھا۔ حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ تمی نامہ مبارک کو لے کر گئے۔

اسکندریہ پہنچے اور جلد از جلد والا نامہ پہنچانا چاہا۔ اس وقت مقوقس دریائے نیل کی سیر میں مصروف تھا۔ حضرت حاطبؓ نے کرایہ پر کشتی حاصل کی اور دریائے نیل ہی پر نامہ مبارک عزیز مصر کو پیش کیا۔ اس واقعہ کے متعلق ایک مکالمے کو شیخ جلال الدین سیوطی نے "حسن المحاضرہ"

تاریخِ مصر میں لکھا ہے۔

مقوقس۔ اگر مدعی نبوت سچا ہے تو اپنے رب سے دعا کیوں نہیں کرتا کہ مکہ سے نکالنے والے دشمن کو تباہ و برباد کرے۔

حاطب۔ کیا آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا رسول مانتے ہیں۔

مقوقس۔ بے شک ہمارا یہی ایمان ہے۔

حاطب۔ تمہارے عقیدہ کے مطابق یہود نے انہیں سولی پر چڑھا کر ہلاک کیا تھا تو انہوں نے دعا کیوں نہ مانگی کہ یہود کو اللہ تباہ و برباد کردے۔

مقوقس۔ تم سچ کہتے ہو عقل مند اور عالم بھی ہو اور جس کے سفیر بن کر تم آئے ہو وہ بھی دانا اور حکیم ہے۔

نامۂ مبارک پڑھا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو رحمٰن و رحیم ہے۔

یہ خط اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے مقوقس عظیم قبط کے نام۔

سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

اما بعد۔ میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام لے آؤ۔ سلامت رہو گے اور اللہ تمہیں دوگنا اجر دے گا۔ اگر روگردانی کروگے تو قبطیوں کی گمراہی کا وبال تمہاری گردن پر ہوگا۔ اے

RekhtaDownload.com

اہل کتاب اس کلمہ حق کی طرف آؤ۔ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں اور نہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرائیں اور نہ آپس میں ہم ایک دوسرے کو اللہ کے سوا رب تسلیم کریں اگر وہ رو گردانی کریں تو تم گواہی دو کہ ہم مسلمان ہیں۔

خط پڑھ کر مقوقس نے کنیز کے حوالے کیا اور حکم دیا کہ اسے ہاتھی دانت کی تختیوں کے درمیان بڑی حفاظت سے رکھے۔ اس نے سفیر کو اپنے شاہانہ انداز کے مطابق بڑے اعزاز سے رکھا اور چند دنوں بعد خط کے جواب کے ساتھ تحائف بھی روانہ کیئے۔

خط کا جواب

یہ خط محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے ہے قبطیوں کے بادشاہ مقوقس کی جانب سے۔

السلام علیکم! امابعد میں نے خط پڑھا جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے اور جس شے (مذہب) کی طرف دعوت دی ہے اس کو میں نے خوب سمجھ لیا ہے بے شک میں جانتا ہوں کہ ایک نبی اور آنے والے ہیں لیکن اس سلسلے میں میرا خیال یہ تھا کہ یہ نبی ملک شام میں ظاہر ہوں گے۔

میں نے آپ کے قاصد کی بے حد خاطر و مدارات کی ہے اور تحفہ کے طور پر آپ کی خدمت میں دو لڑکیاں روانہ کر رہا ہوں۔ قبطیوں میں ان کی بہت عزت ہے اور آپ کے لئے ملبوسات

RekhtaDownload.com

اور سواری کے لئے خچر بھیج رہا ہوں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر سلامتی نازل فرمائے۔

حضرت حاطبؓ خط اور تحائف لے کر مدینہ آئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھ کر ارشاد فرمایا۔ بدبخت نے اپنی حکومت کی وجہ سے اپنا دامن بچایا اور اس کے ملک کو رہنا نہیں ہے۔ (۲۷)

خط میں جن دو لڑکیوں کا ذکر ہے ان میں ایک حضرت ماریہؓ اور دوسری ان کی بہن سیرینؓ ہیں۔ راستہ میں حضرت حاطبؓ کی تبلیغ کے نتیجہ میں دونوں مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ حضرت ماریہ قبطیہؓ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس رکھا ان کے بطن سے حضرت ابراہیمؓ تولد ہوئے جن کا ۱۶ ماہ کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ ان کی دوسری بہن سیرینؓ کو حضرت حسانؓ بن ثابت کو عطا فرمایا یہ دونوں حقیقی بہنیں تھیں۔ دلدل، خچر سفید رنگ کا تھا اس جیسا پورے عرب میں کوئی خچر نہ تھا یہ خچر حضرت امیر معاویہؓ کے عہد تک زندہ رہا۔ (۲۸)

یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ فرعون مصر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حضرت ہاجرہ کو پیش کیا تھا اور اسی مصر کے والی نے حضرت ماریہؓ قبطیہ کو حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ ابن کثیر نے ملبوسات کے علاوہ بھی اضافہ کیا ہے کہ تحائف میں منقش چرمی موزے، ایک خصی حبشی غلام مابور نامی بھی تھا جسے حضورؐ نے حضرت ماریہؓ کی خدمت پر مامور فرمایا تھا۔ (۲۹)

۵۔ حارث بن ابی شمر غسانی شاہ دمشق کے نام

شام کے ایک حصہ پر غسانی خاندان حکمراں تھا۔ اس کا ایک بادشاہ حارث بن ابی شمر تھا جو رومی حکومت کی سرپرستی میں شان و شوکت سے حکمرانی کر رہا تھا۔ حضرت شجاعؓ بن وہب کو نامہ مبارک لے جانے کی عزت حاصل ہوئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے۔
یہ خط محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول کی طرف سے
حارث بن ابی شمر کے نام۔
جو ہدایت کی پیروی کرے اور اللہ پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کرے اس پر سلام ہو میں تجھے اللہ پر جس کا کوئی شریک نہیں ہے ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں تاکہ تیرا ملک تیرے پاس باقی رہے۔

حضرت شجاعؓ بن وہب جب دمشق پہنچے تو شاہ دمشق قیصر روم ہرقل کے انتظامات میں مصروف تھا کیونکہ ہرقل اس وقت ایلیا منت پوری کرنے جا رہا تھا۔ وہاں ایک رومی دربان مری سے ملاقات ہوئی۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کیے۔ اس نے کہا میں نے انجیل میں ان رسول کی یہی صفات پڑھی ہیں۔ پھوٹ پھوٹ کر رویا اور

RekhtaDownload.com

کہا۔

"میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں۔" اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا شاہ حارث مجھے جان سے مار ڈالے گا۔(۳۰)

شاہ دمشق نے ایک دربار لگایا حضرت شجاعؓ کہتے ہیں کہ میں نے حارث تک رسائی پائی نامہ مبارک دیا۔ خط پڑھا اور پھینک دیا۔ کہا کون ہے جو مجھ سے میرا ملک چھین سکے میں اس کی طرف چلتا ہوں اور اس نے گھوڑوں کی نعل بندی کا حکم دیا۔ پھر کہا اپنے آقا سے جو دیکھ رہے ہو کہہ دینا دربار برخاست کر کے قیصر روم کو خط کی اطلاع دی مجھے روک لیا گیا کچھ دن بعد قیصر کا جواب آیا۔

تم ان کی طرف مت جاؤ' طرح دے جاؤ اور مجھ سے ایلیا میں آکر ملو۔

مجھے طلب کیا گیا پوچھا کب جانے کا ارادہ رکھتے ہو' فرمایا۔ کل ہی چلا جاؤں گا۔ حکم دیا، کہ سو دینار (اشرفیاں) دیئے جائیں۔ دربان مری نے مجھے لباس اور زادراہ پیش کیا اور بارگاہ نبوی میں سلام عرض کرنے کی درخواست کی میں مدینہ پہنچ کر خدمت اقدس میں حاضر ہوا تمام ماجرا بیان کیا۔ ارشاد ہوا اس کا ملک ویران ہوا۔ میں نے دربان کا سلام پیش کیا۔ فرمایا اس نے سچ کہا حارث بن ابی شمر فتح مکہ کے سال مر گیا۔

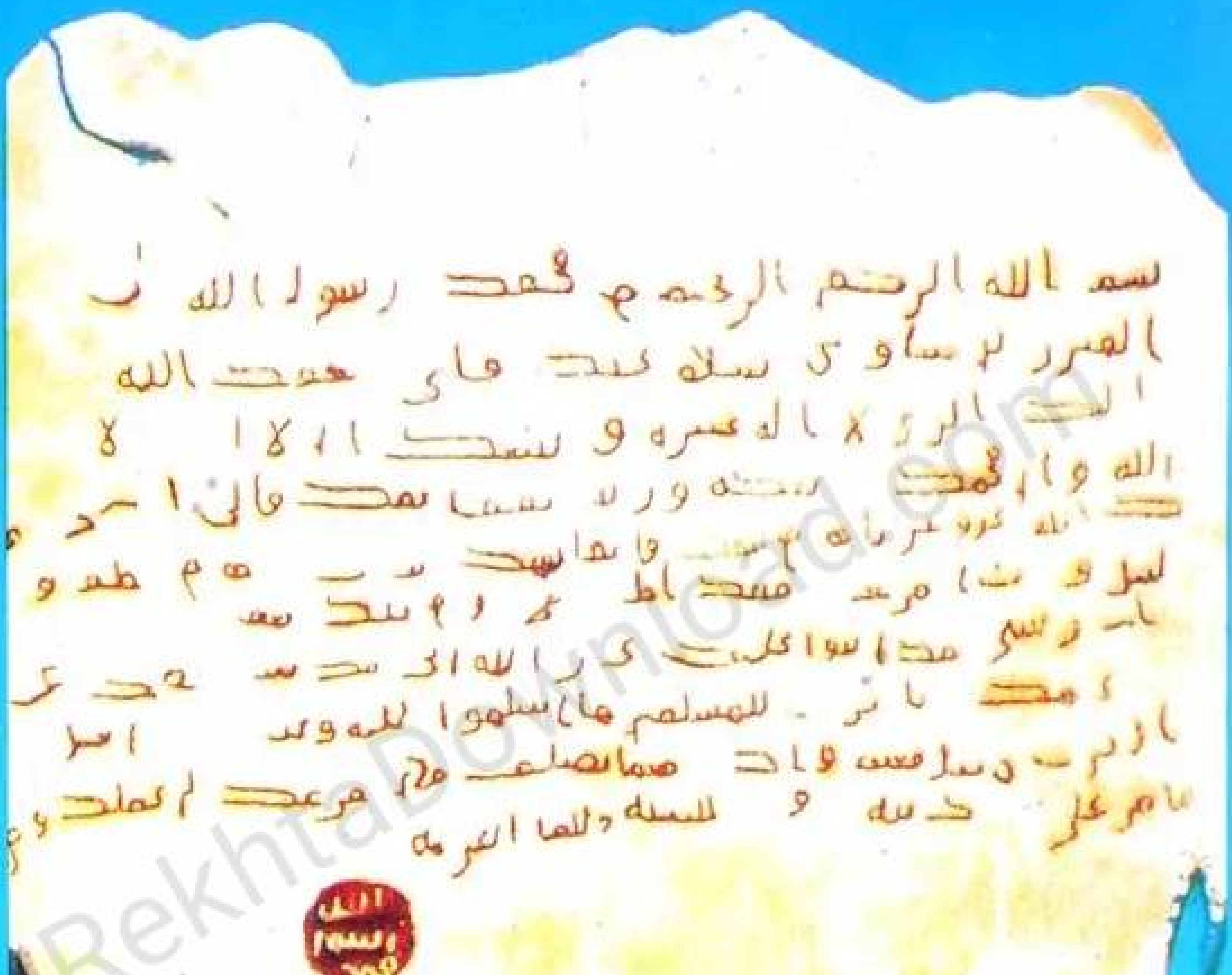

منذر بن ساوی کے نام آپؐ کا مکتوب

RekhtaDownload.com

تمہارے ملک سے کوئی سروکار نہیں وہ تمہارے ہی قبضہ میں بدستور رہے گا۔

اعلائے کلمۃ الحق۔۔ کچھ شگوفے خطاب سے پھوٹے

سفیر رسول نے اس موقع پر اپنی تقریر میں کہا۔

ہوذہ! اللہ تعالیٰ نے تجھے ایک بڑے قبیلہ کا سردار بنایا ہے۔ تیرے پیش رو نار جہنم میں ہیں۔ حکومت اور سرداری کہیں تجھے بھی آگ میں نہ دھکیل دے۔ سردار وہی ہے جو ایماندار ہو۔ تقویٰ کا زاد راہ رکھتا ہو۔ تیرے فیصلہ سے ایک قوم نیک بن سکتی ہے۔ اسے بدبخت نہ ہونے دے۔ میں تجھے ایک بہترین اور سچے مذہب اسلام کو قبول کرنے کا مشورہ دیتا ہوں اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں۔ تجھے شیطان کی تابعداری سے روکتا ہوں تو مان گیا تو کامیاب ہوگا اور خوف سے امن میں آئے گا۔ انکار کیا تو کھلا دشمن کہلائے گا جس کا مستقبل تاریک اور خطرناک ہے۔

تقریر سن کر والئ یمامہ نے جواب دیا کہ اے سلیط مجھ کو اللہ نے سرداری بخشی ہے اگر تجھے یہ سرداری مل جاتی تو تو اسے باعث فخر سمجھتا۔ مجھے ان امور پر غور کرنے کا موقع دے۔ عنقریب خط کا جواب دوں گا۔(۳۱)

واقدی کی روایت کے مطابق اس نے دمشق کے ایک نصرانی عالم ارکون نامی سے مشورہ کیا۔ اس نے کہا کہ کتب سابقہ کے مطابق یہی وہ نبی

آخر الزماں ہیں جن کی بشارت حضرت مسیح علیہ السلام نے دی ہے۔ اطاعت کرے گا تو قیام نصیب ہوگا۔ لیکن حکومت اور طاقت کے نشے میں چور ہوذہ نے اس کا یہ مشورہ ٹھکرا دیا۔ ارکون حضرت خالدؓ بن ولید کے ہاتھ پر عہد صدیقی میں ایمان لائے۔ چند دن کے بعد والی یمامہ نے قاصد رسول کو خلعت و انعام کے ساتھ اپنا جواب خط دے کر روانہ کر دیا۔ خط کا متن درج ذیل ہے۔

اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی

"جس دین کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں وہ بہت خوب اور بہترین ہے۔ میں اپنی قوم میں ایک مشہور خطیب اور بہترین شاعر ہوں اس لئے عرب میں میری بہت عزت ہے۔ عرب میرا بہت پاس کرتے ہیں۔ اگر آپ مجھ کو حکومت میں شریک کرلیں تو میں آپ کی پیروی کے لئے تیار ہوں۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خط سن کر ارشاد فرمایا۔

"اگر وہ مجھ سے ذرا سی بنجر زمین بھی مانگے تو میں نہیں دوں گا۔ وہ خود بھی تباہ و برباد ہوا اور جو کچھ اس کے قبضے میں ہے وہ بھی گیا۔"

سیرت حلبیہ میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی فتح سے فارغ ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ہوذہ کی موت کی اطلاع دی۔ آپؐ نے صحابہؓ کو اس خبر سے مطلع کرتے ہوئے فرمایا۔ عنقریب اب یمامہ

میں ایک کذاب (جھوٹا) بنوت کا دعویٰ کرے گا۔ آخر کار میرے بعد قتل کیا جائے گا۔(۳۲)

المنذر بن ساویٰ والیٔ بحرین کے نام

یہ خط ان چھ بادشاہوں میں شامل نہیں۔ لیکن یہ نامہ مبارک اصلی حالت میں دریافت ہوا ہے۔ اس لئے بطور خاص اس کا ذکر کیا جارہا ہے۔ علاوہ ازیں اس کا عکس بھی طبع کیا جارہا ہے۔

بحرین مشرقی عرب کا وہ حصہ ہے جو خلیج فارس سے ملتا ہے اس کے مغرب میں یمامہ' شمال میں عراق جنوب میں عمان واقع ہے۔ اسی کا دوسرا نام "الاحساء" بھی ہے۔ یہاں کا ساحل سمندر موتیوں کے لئے مشہور ہے اب اسی علاقے میں تیل کے چشمے دریافت کئے گئے ہیں۔ یہ علاقہ پہلے ایرانی حکومت کے زیر اثر تھا۔ آل منذر جو مناذرہ کہلاتے تھے ایرانی گورنر کے طور پر حکمراں تھے۔ المنذر بن ساویٰ کے پاس نامہ مبارک حضرت علاءؓ بن حضرمی لے گئے۔ ان کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ کو بھی روانہ کیا گیا تھا۔ پہلے خط کا اس نے اسلام لا کر جواب دیا۔ اس کے بعد اس کو جو خط بھیجا گیا وہ سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے۔ اور یہی اصل خط دستیاب ہوا ہے۔

دوسرے نامہ مبارک کا ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول کی جانب سے

منذر بن ساوئی کے نام سلام علیک۔

تجھ پر اللہ کی سلامتی ہو۔ میں اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جو یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ میں اللہ کی یکتائی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ اما بعد میں تم کو اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ اس لئے کہ جو نصیحت قبول کرتا ہے وہ اپنے ہی کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ جس نے میرے قاصدوں کی اطاعت کی اور ابراہیم (علیہ السلام) کی پیروی کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے ان کے ساتھ خیر خواہی کی اس نے میرے ساتھ خیر خواہی کی۔

اور میرے قاصدوں نے تمہاری تعریف کی ہے۔ میں نے تمہاری قوم کے بارے میں تمہاری سفارش قبول کی۔ پس وہ املاک مسلمانوں کے قبضہ میں چھوڑ دو جس پر وہ اسلام لائے ہیں اور خطا کاروں کو میں نے معاف کیا۔ ان سے اسلام یا توبہ قبول کرو اور جب تک تم ٹھیک اور درست رہو گے۔ ہم تم کو معزول نہیں کریں گے۔ اور جو شخص اپنی یہودیت یا مجوسیت پر قائم ہے اس پر جزیہ ہے۔(۳۳)

سنہ ۶ ہجری کے دیگر اہم واقعات

مسابقتی مقابلے

گھڑ دوڑ

سنہ ۶ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں، گھوڑوں اور تیر اندازوں کے مقابلے کروائے۔ اس کا مقصد جہاد کی تیاری تھا۔ گھوڑوں کو سدھایا جاتا تھا۔ گھوڑے رکھنے کی ترغیب دی جاتی تھی۔ (۳۴) کیونکہ یہی اللہ کا حکم تھا۔ سورۃ انفال آیت نمبر ۶۰ میں فرمایا گیا۔

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ
تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ
لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ

ترجمہ: اور ان کے مقابلے کے لئے جس قدر طاقت رکھتے ہیں سامان تیار رکھو کہ تیراندازی ہو یا گھڑ سواری اس سے اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اور ان (ظاہری دشمنوں) کے سوا اور دشمنوں کو بھی جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ ان کو جانتا ہے ان سب کو مرعوب کرتے رہو (جس سے تمہاری ان پر دھاک بیٹھی رہے)

گھوڑا اس دور کا "طیارہ" سمجھا جاتا تھا۔ رسالہ یا گھڑ سوار ایئرفورس سمجھے جاتے تھے۔ جس مجاہد کے پاس سواری ہوتی اسے غنیمت میں مزید حصے ملا کرتے تھے۔ ایک سوار کا اور دو سواری کے۔ پیدل کو صرف ایک حصہ دیا جاتا تھا۔

گھڑدوڑ کے مقابلے ہوتے۔ تربیت یافتہ گھوڑے پانچ میل دوڑائے جاتے۔ یہ دوڑ جو مقام حفیاء سے شروع ہوکر ثنیۃ الوداع تک ہوتی۔ دوسرے گھوڑوں کی دوڑ ایک میل کی ہوتی ثنیۃ الوداع سے ہوکر بنی زریق پر ختم ہوتی تھی۔ مدینہ میں اس مقام پر "مسجد السبق" (دوڑ کی مسجد) اب بھی موجود ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کا ایک گھوڑا ایسے ہی ایک مقابلے میں سب سے سبقت لے گیا۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ بھی گھڑدوڑ میں حصہ لیتے تھے۔ اول، دوئم، سوئم اور چہارم آنے والوں کو انعامات بھی دیئے جاتے تھے جو عام طور کھجور یا کوئی اور چیز ہوتی۔ ہمت افزائی کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خود مقابلے دیکھتے اور اپنے دست مبارک سے انعامات

تقسیم فرماتے۔ اسی ضمن میں گدھوں کی دوڑ کا بھی ذکر ملتا ہے۔(۳۵)

اونٹوں کی مسابقت

گھوڑوں کی طرح اونٹوں کی بھی دوڑ ہوتی تھی۔ ایسے ہی ایک مقابلے میں ایک بدوی کا اونٹ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی عضباء سے آگے نکل گیا۔ مسلمانوں کو یہ بات بری لگی۔ یہ دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ قانون قدرت ہے کہ دنیا میں جس چیز کو سربلند کرے وہ اسے سرنگوں کرنے کا بھی حق رکھتا ہے۔(۳۶)

تیراندازی کے مقابلے

مسلمان تیراندازی کے مقابلہ بھی منعقد کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر قبیلہ اسلم کے کچھ لوگوں کی طرف ہوا۔ دیکھا کہ وہ لوگ تیراندازی کی مشق میں مصروف ہیں۔ فرمایا "اے اولاد اسمٰعیل تیراندازی کرتے رہو۔ تمہارے باپ یعنی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بڑے تیرانداز تھے۔" پھر آپؑ نے ان دونوں جماعتوں کا مقابلہ دیکھا۔ فرمایا میں فلاں گروہ کے ساتھ ہوں۔ یہ سن کر دوسرے تیرانداز تیر پھینکنے سے رک گئے۔ فرمایا۔ تم تیراندازی کیوں نہیں کرتے۔ عرض کیا۔ ہم ان لوگوں پر کس طرح تیر چلائیں جبکہ آپؑ ان کی طرف ہیں۔ عقیدت مندوں کا یہ جواب سن کر ارشاد ہوا۔ تیراندازی کرو میں تم سب کے ساتھ

ہوں۔(۳۷) اس زمانے میں تیر اندازی اور نیزہ بازی آج کل کے رائفل اور بندوق کی قائم مقام تھی۔

جنگ احد کے موقع پر حضرت سعدؓ ابن ابی وقاص کی قدر اندازی کی داد کا انداز کمال قدردانی کا حامل ہے۔ "سعد تیر پر تیر چلائے جاؤ۔ میرے ماں باپ تم پر قربان۔" (۳۸) احادیث میں نشانہ بازی کی ترغیب اور ہمت افزائی کے لئے انعامات عطا کرنے کا کثرت سے ذکر ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ نے ابن قیم کی کتاب، "الفروسیہ" کے حوالے سے وزنی پتھر اٹھانے کے مقابلوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ نیزہ بازی کُجّہ اور کُرکَ کے کھیلوں کا بھی عہد نبوی میں رواج تھا۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ "ہر کھیل کود بُرا ہے سوائے شہ سواری، نشانہ بازی اور اہل و عیال کو خوش کرنے والی باتوں کے۔" (۳۹)

کُشتی کے مقابلے

عربوں میں کشتی کے مقابلے عام تھے۔ سیرت طیبہ میں رکانہ پہلوان کو پچھاڑنے والے واقعہ کا ذکر ملتا ہے۔ غزوۂ احد میں نوجوانوں کے درمیان کشتی خود مجاہد اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوئی اور کامیاب نوجوان کو لڑائی میں شرکت کے قابل قرار دیا گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت رافعؓ بن خدیج بوقت معاینہ سب کے ساتھ مل کر پنجوں کے بل کھڑے ہوئے تھے اس طرح انہیں بھی منتخب کرلیا گیا۔ ان کے ساتھی کم قد ہونے

کی وجہ سے کمسن کہہ کر لوٹا دیئے گئے۔ اس موقع پر ان لوٹائے جانے والوں میں سے ایک نوجوان حضرت سمرہؓ نے کہا کہ میں طاقت میں رافع سے زیادہ ہوں۔ اور کشتی میں انہیں پچھاڑ سکتا ہوں چنانچہ دونوں میں کشتی ہوئی۔ سمرہؓ کامیاب ہوئے اور ازراہ ہمت افزائی انہیں بھی مجاہدین میں شامل کرلیا گیا۔(۴۰)

حُرمتِ شراب

شراب نوشی عربوں کی گھٹی میں پڑی تھی۔ کسی بھی عادت کا یک لخت چھوڑنا انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ اسی لئے اس عادت قبیحہ کو ترک کرنے میں اسلام نے بتدریج احکام نازل کئے۔ بعثت سے تقریباً بیس برس تک شراب کی حُرمت کے بارے میں قطعی احکام نازل نہیں ہوئے۔ البتہ اس کی برائیاں بیان ہوتی رہیں۔ جسے سن کر صحابہ کرام کی شراب سے رغبت کم ہونے لگی۔ چونکہ شراب ابھی تک حرام قرار نہیں دی گئی تھی اس لئے صحابہ کرام بھی اس میں ملوث رہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں تاریخی شہادتیں ملتی ہیں کہ عہد جاہلیت میں بھی انہوں نے اسے کبھی منہ سے نہیں لگایا تھا۔ غزوۂ بدر کے بعد حضرت امیر حمزہؓ کے بارے میں ایک واقعہ ملتا ہے کہ انہوں نے حضرت علیؓ کے غنیمت بدر میں حاصل کردہ اونٹ کے کوہان اور کولہے کاٹ کر اپنے ساتھ شراب پینے والوں کی تواضع کی۔

حضرت علیؓ کی شکایت پر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر تشریف لے گئے تو حضرت حمزہؓ کو نشہ میں چُور پایا۔ آپؐ کو دیکھ کر انہوں نے کہا "تم سب میرے باپ کے غلام ہو۔" (۴۱)

شراب کے قطعی حرام ہونے کے حکم کے بارے میں اختلاف ہے۔ ۴ ہجری، ۶ ہجری اور ۸ ہجری تینوں سنین کے بارے میں روایتیں ملتی ہیں۔ محمد حسین ہیکل کے بیان کے مطابق زیادہ تر سیرت نگاروں نے صلح حدیبیہ کے بعد ۶ ہجری کو ترجیح دی ہے۔ ابن حجر عسقلانی نے ۸ ہجری کو درست مانا ہے۔ علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ "شراب کی حرمت ۴ ہجری میں غزوۂ احد کے بعد غزوۂ بنی نضیر کے ایام میں نازل ہوئی۔" (۴۲)

سب سے پہلے سورۂ نحل کی ۶۷ ویں آیت میں اس کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انگور اور پھلوں کو اپنی نعمتوں میں قرار دیتے ہوئے اسے رزق حسن کہا اور یہ بھی فرمایا کہ تم ان پھلوں سے کبھی نشہ آور چیزیں بناتے ہو جس پر کسی قدر ناپسندیدگی کا اظہار ہے۔ یہ مکی سورت ہے۔

ایک بار حضرت عمرؓ اور حضرت معاذؓ ابن جبل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا کیونکہ اس سے دولت کا ضیاع اور عقل کا فتور دیکھنے میں آرہا تھا۔ اس پر سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۱۹ نازل ہوئی

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَ
مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ إِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا ۔

"یہ لوگ آپ سے شراب اور جوے کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ فرمادیجئے ان میں بڑا گناہ ہے (بظاہر) لوگوں کے لئے نفع بھی ہے اور ان کا گناہ نفع سے زیادہ بڑا ہے۔"

اس آیت کے نزول سے صحابہ کرام میں شراب اور جوئے کے نقصانات اور گناہ کا احساس پیدا ہوگیا۔ یہ تحریم خمر کی ابتدا تھی۔ (۴۳)

حضرت عمرؓ کے سامنے جب یہ آیت تلاوت کی گئی تو دعا مانگی۔

اے اللہ۔ شراب کے بارے میں ہمارے لئے واضح احکام نازل فرما۔ (۴۴) ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا۔

"اے لوگو! اللہ تعالی نے شراب کو حرام کرنے کا اشارہ کردیا۔ عنقریب اس کی حرمت کا حکم آئے گا۔ لہٰذا جس کے پاس شراب ہے اسے بیچ کر نفع حاصل کرلے۔"

نشہ میں نماز نہ پڑھو

اسی زمانے میں حضرت عبدالرحمنؓ ابن عوف نے اپنے دوستوں کی ضیافت کی اور خوب شراب لنڈھائی۔ حالت نشہ میں نماز مغرب بھی پڑھی گئی تو امام نے (جو کہ خود بھی حالتِ نشہ میں تھا' سورۃ کافرون میں سے لااعبد کے لا کو حذف کردیا اس موقع پر سورۃ نساء کی آیت نمبر ۴۳ نازل ہوئی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

"اے ایمان والو نشہ کی حالت میں تم نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔ حتیٰ کہ تم جان لو کہ تم کیا کہتے ہو۔"

اس تدریجی حکم پر اوقات نماز میں شراب نوشی بالکل ترک کر دی گئی۔

محفل نا و نوش

ایک رات حضرت عتبانؓ بن مالک نے اپنے چند دوستوں کی دعوت کی۔ اونٹ ذبح کیا گیا اور کباب و شراب کا اہتمام ہوا۔ نشہ کی حالت میں ایک دوسرے پر فخر کرنے لگے۔ حضرت سعدؓ ابن ابی وقاص نے فی البدیہہ قصیدے میں رئیس انصار کی ہجو کی۔ ایک انصاری نے اونٹ کی ہڈی سے ان کا سر پھاڑ دیا۔ حضرت سعدؓ زخمی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انصار کی شکایت کی۔ یہ واقعہ دیکھ کر حضرت عمر فاروقؓ نے جو وہاں موجود تھے بارگاہ رب العزت میں دعا کی۔ اے اللہ شراب کے بارے میں واضح احکام نازل فرما۔ شراب تو مال و عقل دونوں کی دشمن ہے۔ اس پر سورۂ مائدہ کی آیات ۹۰ تا ۹۲ نازل ہوئیں۔ جن میں شراب کے قطعی حرام ہونے کا ذکر ہے۔

ترجمہ! اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت پرستی اور پانسے (یہ سب) ناپاک کام اعمال شیطان میں سے ہیں۔ سو ان

سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب تمہارے آپس میں دشمنی اور رنجشیں ڈلوا دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے اور تم کو ان کاموں سے دور رہنا چاہئے۔

اے لوگو! شیطان کی اطاعت نہ کرو بلکہ اللہ کی اطاعت کرو۔ رسول کی اطاعت کرو۔ اور (اللہ سے) ڈرتے رہو۔ اگر تم روگردانی کرو گے (تو رسول کا اس سے کیا بگڑے گا) رسول کے ذمہ تو بس صاف صاف پہنچا دینا ہے۔"

منادی کو حکم دیا گیا کہ اعلان کر دے لوگو! شراب حرام ہو گئی ہے۔ جب منادی حضرت ابو طلحہؓ کے مکان پر سے گزرا تو اس وقت ان کے مکان پر محفل ناؤ نوش برپا تھی۔ انہوں نے حضرت انسؓ بن مالک سے کہا۔ "ذرا سننا' کیا اعلان ہے" معلوم ہوا کہ شراب کی حرمت کا اعلان ہے۔ حکم دیا کہ شراب کے مٹکے اٹھاؤ اور باہر لے جا کر توڑ دو۔ اس دن گلی کوچوں میں شراب پانی کی طرح بہہ رہی تھی۔ منادی کی آواز سن کر ہونٹوں سے لگے ساغر پھینک دیئے گئے۔ اہل ایمان نے پھر کبھی اس اُمّ الخبائث کو منہ تک نہیں لگایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب سے متعلق دس آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ بنانے والا' بنوانے والا' پینے والا' پلانے والا' ڈھوانے والا' سواری جس پر لائی گئی' سواری کے چلانے والے پر' ساقی پر' بیچنے والے پر' قیمت کھانے والے اور جس کے لئے خریدی گئی اس پر۔ تاکہ لوگ اس سے ہونے والے نقصانات سے محفوظ رہیں۔ (۴۵)

مآخذ و حواشی

بین الاقوامی سطح پر دعوت اسلام

۱۔ (ا) تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۳۴۶
(ب) حیات محمد: محمد حسین ہیکل صفحہ ۴۷۹
۲۔ البدایہ ونہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۶۸۸
۳۔ بلاغ مبین: حفظ الرحمٰن سیوہاروی صفحہ ۴۰
۴۔ بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۵ حدیث نمبر ۱۹۸
۵۔ تاریخ الاسلام والمسلمین صفحہ ۳۳۲ بحوالہ بخاری شریف کتاب العلم
۶۔ علوم القرآن: ڈاکٹر حسن الدین احمد صفحہ ۱۸
۷۔ خصائص الکبریٰ سیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۷
۸۔ مواہب لدینہ قسطلانی جلد ۲ صفحہ ۲۶۰
۹۔ سیرت رسول کریمؐ: کامل ابن اثیر صفحہ ۳۴۱
۱۰۔ البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۶۸۲
۱۱۔ تنبیہہ ولا شراف: مسعودی صفحہ ۸۳
۱۲۔ رحمت اللعالمینؐ سلمان منصور پوری جلد ۱ صفحہ ۱۵۰
۱۳۔ نقوش رسول نمبر جلد ۲ صفحہ ۶۲۹
۱۴۔ رسول اکرم کی سیاسی زندگی: ڈاکٹر حمید اللہ صفحہ ۱۳۹
۱۵۔ نقوش رسول نمبر جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ مضمون ڈاکٹر نثار احمد فاروقی
۱۶۔ حفظ الرحمٰن سیوہاروی بلاغ مبین صفحہ ۱۰۷
۱۷۔ (ا) صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۶ حدیث نمبر ۲۰۰

RekhtaDownload.com

(ب) رحمت اللعالمین: سلمان منصور پوری جلد ا صفحہ ۱۵۷

۱۸۔ (ا) تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۳۵۱

(ب) اصح السیر: عبدالرؤف دانا پوری صفحہ ۲۰۷

۱۹۔ البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۶۸۸

۲۰۔ (ا) بلاغ مبین: حفظ الرحمٰن سیوہاروی صفحہ ۱۳۴

(ب) نقوش رسول نمبر جلد ۲ صفحہ ۲۲۲

۲۱۔ بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۵

۲۲۔ البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۶۸۸

۲۳۔ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۳۶ حدیث نمبر ۲۷۶

۲۴۔ (ا) سیرت رسول کریمؐ: کامل ابن اثیر صفحہ ۳۴۸

(ب) تنبیہ والاشراف: مسعودی صفحہ ۸۵

۲۵۔ (ا) الوفا: ابن جوزی صفحہ ۷۶۰

(ب) سیرت رسول کریمؐ: کامل ابن اثیر صفحہ ۳۴۸

۲۶۔ (ا) البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۶۹۳

(ب) التنبیہ والاشراف: مسعودی صفحہ ۸۸

(ج) بلاغ مبین: حفظ الرحمٰن سیوہاروی صفحہ ۱۳۹

۲۷۔ نقوش رسول نمبر جلد ۲ صفحہ ۲۲۵

۲۸۔ الوفا: ابن جوزی صفحہ ۷۴۴

۲۹۔ البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۶۹۴

۳۰۔ الوفا: ابن جوزی صفحہ ۷۶۴

۳۱۔ تبلیغی خطوط: محمد سلطان نظامی صفحہ ۴۷

۳۲۔ بلاغ مبین: حفظ الرحمٰن سیوہاروی صفحہ ۱۶۳

RekhtaDownload.com

۳۳۔ (ا) رسول اکرم کی سیاسی زندگی: ڈاکٹر حمید اللہ صفحہ ۱۵۶

(ب) زادالمعاد: ابن قیم جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۸۷

(ج) سیرت المصطفیٰ: محمد ادریس کاندھلوی حصہ سوم صفحہ ۱۲۳

۶ھ کے اہم واقعات

۳۴۔ (ا) سنن ابن ماجہ جلد دوم صفحہ ۱۹۵ حدیث ۶۵۴ تا ۶۵۶

(ب) تاریخ اسلام شاہ اکبر خاں نجیب آبادی صفحہ ۲۰۴

۳۵۔ (ا) بخاری شریف جلد نمبر ۲ صفحہ ۸۴ حدیث نمبر ۱۳۳ تیار شدہ گھوڑے حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک اور زیر تربیت گھوڑے ثنیہ سے مسجد بنی زریق تک دوڑائے جاتے۔

(ب) عہد نبوی کا نظام حکمرانی: ڈاکٹر حمید اللہ صفحہ ۲۹۵

۳۶۔ (ا) اسد الغابہ: ترجمہ عبدالشکور لکھنوی صفحہ ۲۷

(ب) بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۸۵

۳۷۔ بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۹۴ حدیث ۱۶۰

۳۸۔ جامع ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۴۷ حدیث نمبر ۱۰۸۶

۳۹۔ عہد نبوی کا نظام حکمرانی: ڈاکٹر حمید اللہ صفحہ ۲۹۵

۴۰۔ سیرۃ النبی: شبلی جلد اول صفحہ ۴۷۸ کتابی سائز

مطبوعہ ناشران قرآن لمیٹڈ۔ لاہور

حرمتِ شراب

۴۱۔ بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶۰ حدیث نمبر ۳۳۴

۴۲۔ (ا) مواہب لدنیہ قسطلانی صفحہ ۳۷۴ حصہ اول

(ب) عہد نبوت کے ماہ و سال: محمد ہاشم سندھی صفحہ ۱۹۵

(ج) حیات محمدؐ: محمد حسین ہیکل صفحہ ۴۷۵

۴۳۔ مدارج النبوت: شیخ عبدالحق صفحہ ۲۲۴

۴۴۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۸ صفحہ ۱۰۳۹۔ شراب پانچ چیزوں سے بنتی ہے۔ انگور، شہد، کھجور، گندم اور جو۔ خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ دے اور اس میں خلل پیدا کرے۔

۴۵۔ مدارج النبوت: شیخ عبدالحق صفحہ ۲۲۶

RekhtaDownload.com

ہجرت کا ساتواں سال

غزوہ خیبر۔ محرم ۷ھ

محلِ وقوع

خیبر کا سرسبز و شاداب علاقہ مدینہ کے شمال مشرق میں ۹۶ میل پر واقع ہے بعض نے فاصلہ ۱۸۴ کلو میٹر یعنی تقریباً سوا سو میل لکھا ہے۔ مدینہ طیبہ سے شام کی طرف آٹھ برد (۱) "چار منزل کی" مسافت ہے۔ ایک برد یا برید میں ۱۲ میل ہوتے ہیں۔ پیدل راستہ تین دن میں طے ہوتا ہے۔ مستشرقین میں مارگولوس اور یورپی سیاح ڈاوٹی نے فاصلہ ۲۰۰ میل لکھا ہے۔ یہاں ہر طرف لاوے کے جلے ہوئے حرّے (پہاڑیاں) ہیں ان کے درمیان سات وادیاں ہیں جن میں پانی کے سو چشمے ہیں۔ یہاں کثرت سے نخلستان وسیع سبزہ زار اور بہت سے پانی کے چشمے ہیں۔ سطح سمندر سے

۲۸۰۰ فٹ بلند مقام ہے زمین زرخیز پھلوں اور اجناس کی فصلوں کے لئے بہت موزوں ہے۔ الکتیبہ کے نخلستان میں کھجوروں کے درختوں کی تعداد چالیس ہزار تھی۔(۲)

یہودی خیبر میں کب آباد ہوئے اس بارے میں مورخین کے دو گروہ ہیں۔ ابن خلدون' السمہودی اور ابو الفرج اصبہانی کا خیال ہے کہ ۱۲۰۰ قبل مسیح میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد آئے۔ کچھ آگے بڑھ کر یثرب میں آباد ہوگئے۔ دوسرا گروہ جس میں طبری بھی شامل ہے۔ طیطوس کے شام و بیت المقدس کے تاخت و تاراج کرنے کے بعد یعنی ۷۰ بعد از مسیح بتاتے ہیں۔(۳) اس طرح دو زمانوں میں ان کی حجاز میں آمد ہوئی خیبر کے یہود شجاعت' کثرت اور استقلال کے لحاظ سے تمام یہودیوں پر فوقیت رکھتے تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے اوس و خزرج کی خانہ جنگیوں میں کبھی حصہ نہ لیا۔ غیر جانبدار رہے حالانکہ ان کے ہم مذہب جو یثرب میں آباد تھے اس میں خوب ملوث تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری سے لے کر ۴ ہجری تک بھی ان کی کوئی شرارت سامنے نہیں آئی۔ جب بنی نضیر مدینہ سے نکالے گئے تو انہوں نے خیبر کے قرب و جوار میں پناہ لی اس کے بعد وہ سازشوں کا مرکز بن گیا۔ خیبر کے قرب و جوار میں فدک' وادی القریٰ اور تما میں بھی ان کی آبادیاں تھیں۔

قلعے

خیبر عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ کہتے ہیں خیبر بن قابیہ بن مہلائیل کے نام پر اس بستی کا یہ نام پڑ گیا۔ یہودیوں کی بولی میں خیبر کے ایک معنی قلعہ کے بھی ہیں۔ خیبر ایک پست اور وسیع وادی ہے جس میں شہر آباد ہے۔ اس کے اطراف نخلستان ہی نخلستان ہیں۔ بلندی سے شہر نظر نہیں آتا۔ دو وادیاں نطاۃ اور الشق نامی ہیں۔ یہاں یہودیوں کے چھوٹے چھوٹے قبائلی محلے تھے۔ ان کے اپنے کھیت، چشمے، چراگاہیں، گڑھیاں اور قلعے تھے۔ اپنی جگہ وہ خود کفیل اور حفاظتی اعتبار سے بجائے خود مستحکم تھے۔ خیبر کی آبادی میں یہودی سرداروں کے کئی بڑے اور چھوٹے قلعے بنے ہوئے تھے بعض مورخوں نے ان کی تعداد سات، بارہ اور چودہ لکھی ہے۔ (۴) یہ وادی کے دونوں جانب اس طرح تعمیر کئے گئے تھے کہ بجائے خود ایک دفاعی مرکز (یونٹ) بھی تھے اور ایک دوسرے کو کمک بھی دے سکتے تھے۔ اطم (برج) کی جمع آطام ہے۔ حصن کے معنی قلعہ کے ہیں۔ قلعوں کے نام بامعنی تھے۔

۱۔ حصن ناعم (آسودہ زندگی)

۲۔ حصن قموص (بے آرام شہر)

۲۔ حصن الشق (ہر چیز کا آدھا)

۱۔ حصن النطاۃ (کچی کھجور کا غلاف)

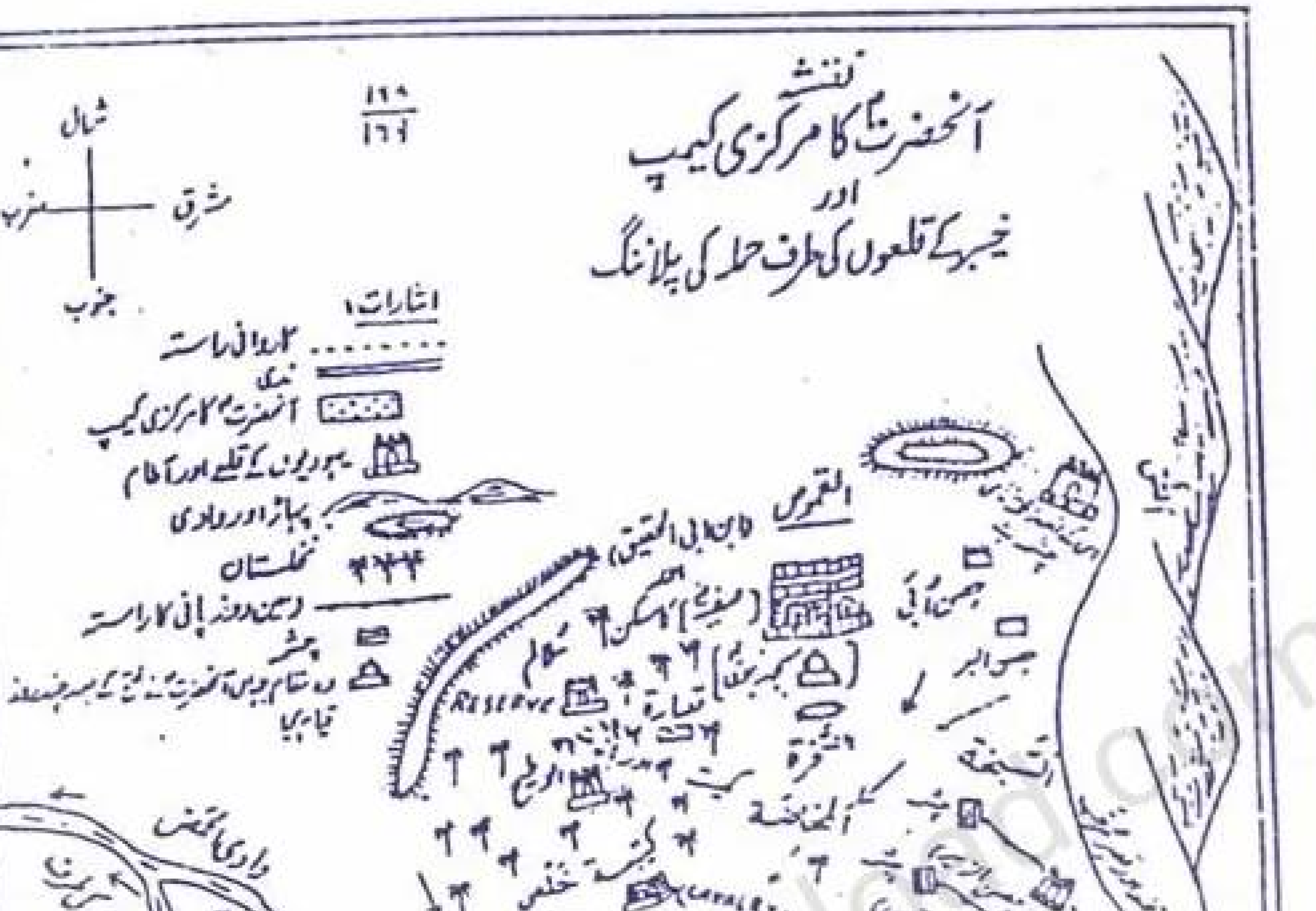

نقشہ
آنحضرت ؐ کا مرکزی کیمپ
اور
خیبر کے قلعوں کی طرف حملہ کی پلاننگ
شمال
مشرق
مغرب
جنوب
اشارات:
آنحضرت ؐ کا مرکزی کیمپ
یہودیوں کے قلعے اور آطام
پہاڑ اور وادی
نخلستان
چشمہ
RESERVE
CAVALRY

۵۔ السلالم (حاجت پڑے پر وسیلہ)

۶۔ حصن الوطیح (مٹی۔ کھریا)

۷۔ حصن الکتیبہ (سواروں کا دستہ)

۸۔ حصن صعب بن معاذ (سخت دشوار)

۹۔ حصن قلہ یا قلعہ الزبیر (چوٹی)

۱۰۔ حصن ابی (ابی کا قلعہ)

۱۱۔ حصن البر (خشک زمین)

۱۲۔ مربطہ (جانوروں کے باندھنے کی جگہ)

۱۳۔ حصن نزار (نزار کا قلعہ)

۱۴۔ حصن قصارہ (کشادہ مضبوط مکان)

یہ قلعے تین حلقوں میں اس طرح واقع تھے۔

۱۔ حلقہ النطاۃ

اس میں جو چار قلعے تھے ان کے نام ناعم، نطاۃ، صعب بن معاذ اور قلعہ الزبیر ہیں۔ پانچویں قلعہ کا نام نزار تھا۔

۲۔ حلقہ الشق

تین قلعے حصن البر، حصن ابی، اور حصن شق تھے۔

۳۔ حلقہ الکتیبہ

اس میں واقع تین قلعوں کے نام قموص، وطیح اور سلالم تھے۔

یعقوبی کا بیان ہے کہ ان میں یہودیوں میں بیس ہزار فوج تھی "الامتاع" میں مقریزی نے ان کی تعداد دس ہزار جنگجو لکھی ہے۔ ان میں بعض قلعوں پر منجنیقیں بھی نصب تھیں۔ لڑائی زیادہ تر پہلے حلقے میں ہوئی۔

سفرنامہ "ارض القرآن" میں لکھا ہے کہ زمانہ قدیم میں شمالی جانب والے میدان میں بھی "البشر" نامی ایک آبادی تھی جس کے شمال میں قلعہ ناعم مشرق میں وطیح، شمال مغرب میں نطاۃ اور کتیبہ، مغرب میں شق اور جنوب مغرب میں سلالم کے قلعے واقع تھے۔ (۵)

پس منظر۔ بدل رہا ہے نیا روپ عالم ایجاد

ربیع الاول ۴ ہجری میں بنو نضیر نے ۲۰ دن کے محاصرے کے بعد قتل نہ کرنے کی شرط کے ساتھ صلح کی درخواست کی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلحہ نہ لے جانے کی شرط کے بعد ان کی جاں بخشی فرمائی اور انہیں اپنا دیار چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ ہر تین آدمیوں کو ایک اونٹ پر اپنا سامان لاد کر لے جانے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ چنانچہ وہ لوگ اپنا تمام اثاثہ البیت لے کر گاتے بجاتے، خوشیاں مناتے مدینہ سے روانہ ہوئے۔ ان میں سے کچھ تو شام کی جانب چلے گئے۔ کچھ خیبر میں جا بسے ان میں حُیَی بن اخطب بڑا بد طینت، سازشی اور عیار سردار تھا اس نے اپنا اثر و رسوخ اس درجہ بڑھایا کہ پورے خیبر کا سردار بن گیا۔

غزوۂ احزاب میں سارے عرب کو مسلمانوں کے خلاف جمع کرنے میں اسی کی کوششیں کارفرما تھیں۔ قریش کو بھڑکانے اور انہیں مدینہ پر حملہ کرنے پر اسی نے آمادہ کیا تھا۔ اس مقصد کے لئے یہودی سرداروں کا وفد لے کر مکہ گیا۔ انہیں رسد' اسلحہ' مال' نفری اور نقدی ہر طرح کی امداد کا یقین دلایا۔ دوران محاصرہ مدینہ میں آباد یہودی قبیلہ بنو قریظہ کو ہر طرح کا دباؤ ڈال کر مسلمانوں سے کئے ہوئے معاہدے سے علیحدہ کرلیا۔ اس کی یہ فطری خواہش تھی کہ مدینہ میں چھوڑی ہوئی جائیداد' زمینوں اور نخلستان پر دوبارہ تسلط حاصل کرے۔ اس مقصد کے لئے وہ مدینہ کے شمال مشرق میں پھیلے ہوئے مشہور جنگجو قبیلہ غطفان کی دیگر شاخوں بنی مرہ' بنی فزارہ اور ان کے حلیف بنو اسد سے ساز باز کئے ہوئے تھا۔(۶) ان سے عہد تھا کہ اگر مسلمان خیبر پر حملہ آور ہوں تو وہ ہر طرح کی مدد کریں گے۔ بنو قریظہ کے محاصرے کے بعد اس بد طینت اور فتنہ پرور کی گردن ماردی گئی۔

غزوۂ احزاب میں ہزیمت اور پسپائی کے باوجود خیبر کے یہود ایک مستقل اکائی تھے۔ بنی قریظہ کے انجام نے درپردہ انتقام پر آمادہ کیا۔ بنو نضیر کے سربر آوردہ جو خیبر کے کرتا دھرتا بن گئے ان میں ابو رافع' سلام بن ابی الحقیق بھی تھا جو مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اب خیبر کی سیاست میں ایک بہت بڑی تبدیلی آئی۔ قیادت بنو نضیر کے ہاتھوں سے نکل گئی جو قریش کے حامی تھے۔ نیا سردار اسیر بن رزام منتخب ہوا۔ اس نے یہودی قبائل کو

جمع کر کے کہا۔

مذموم مقاصد

"میرے پیش روؤں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابلے میں جو تدبیریں اختیار کیں وہ غلط تھیں۔ صحیح تدبیر یہ ہے کہ خود محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دارالریاست (مدینہ) پر حملہ کیا جائے اور میں یہی طریقہ اختیار کروں گا۔" (۷)

اس مقصد کے لئے قبیلۂ غطفان کا دورہ کیا۔ انہیں خوب خوب بھڑکایا۔ ان کے علاوہ کئی دوسرے قبائل کو بھی آمادہ کرلیا۔ اس غرض سے بیس پچیس ہزار کی فوج بھی جمع کرلی۔ واقدی کا بیان ہے کہ ہر روز دس ہزار کی تعداد میں سپاہی قلعوں سے باہر نکل کر صف بندی (پریڈ) کرتے اور کہتے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم پر کس طرح فتح حاصل کرسکتے ہیں؟ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ راس المنافقین عبداللہ ابن ابی نے یہودیوں کو مدینہ پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ وہ مسلمانوں کے عسکری رازوں سے انہیں باخبر کرتا تھا۔ اس طرح وہ ان کا جاسوس اور ایجنٹ تھا۔ جب یہ اطلاعیں مدینہ پہنچیں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہؓ ابن رواحہ کو تحقیق کے لئے خیبر روانہ فرمایا۔ انہوں نے چھپ کر یہودیوں کی سازشوں کو سنا اور واپس آکر تصدیق کی۔(۸) اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دوبارہ (آخر ۶ ہجری میں) تیس آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا ان

لوگوں نے اسیر بن رزام سے ملاقات کی۔ اس سے کہا کہ اگر تم چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل لو تو مدینہ میں تمہاری سرداری کا اعلان کیا جائے گا اور حکومت بھی تم ہی کو دے دی جائے گی۔ وہ تیار ہو گیا اور اپنے ہمراہ بھی تیس آدمی لئے۔ راستہ بھر اس طرح چلے کہ ہر مسلمان کے ساتھ ایک یہودی تھا جب قرقرہ کے مقام پر پہنچے تو اسیر کی نیت بدل گئی اور اس نے اپنے ساتھی مسلمان حضرت عبداللہ بن انیس کی تلوار چھیننی چاہی وہ چوکنے تھے۔ اس کی بد عہدی محسوس کی تو تلوار کی ایک ہی ضرب میں اس کی ران کاٹ دی۔ وہ گھوڑے سے گرتے گرتے حضرت عبداللہ پر وار کر گیا۔ اس طرح لڑائی چھڑ گئی۔ ایک یہودی کے سوا کوئی زندہ نہ بچا۔ یہ کوئی اتفاقی واقعہ نہیں تھا بلکہ یہود کی سوچی سمجھی تدبیر تھی۔

پیش قدمی

ان حالات میں مناسب سمجھا گیا کہ اس سیلاب کو امڈنے سے پہلے روک دیا جائے۔ حدیبیہ سے لوٹ کر ذی الحجہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بیس دن مدینہ میں قیام فرمایا۔ محرم سنہ ۷ ہجری میں منادی کی گئی کہ صرف حدیبیہ میں حاضر لوگ جہاد کی تیاری کریں۔ سچ پوچھئے تو اس غزوہ کا اصل محرک "انا فتحنا" کی بشارت تھی۔ اس اعلان کے پیش نظر صرف حدیبیہ میں بیعت الرضوان کے شرکاء نے کمر باندھی۔ اُمّ المومنین اُمِّ سَلَمہ چونکہ حُدیبیہ میں شریک تھیں اس لئے وہ اس میں بھی شامل رہیں۔ ان

کے علاوہ مزید بیس خواتین بھی ساتھ تھیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم کس کے حکم سے آئیں۔؟ عرض کیا۔ زخمیوں کی خدمت کے لئے دوائیں لائیں ہیں۔ نیز تیروں کو جمع کر کے مجاہدوں کو دیں گی۔ حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب بھی شامل تھیں۔ بعد میں مہاجرین حبشہ بھی خیبر آکر شامل ہو گئے۔ یہ سب اللہ کے وہ نیک اور مخلص بندے تھے جن کی زندگی کا مقصد بجز اعلائے کلمۃ الحق کچھ اور نہ تھا۔ یہی دراصل انعامات الٰہی کے حق دار بھی تھے۔ ان ہی کے لئے مغانم کثیرہ اور فتح قریب کی نوید تھی۔(۹)

حربی تدبیریں

رسول اللہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں حضرت سباعؓ بن عرفطہ غفاری کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور ہمیشہ کی طرح اپنے ہدف کو خفیہ رکھا۔ مدینہ سے شمال کی جانب کوچ کی سمت رکھی۔ ابن ہشام(۱۰) نے روانگی اواخر محرم سنہ ۷ ہجری (مئی ۶۲۵ء) اور ابن سعد نے لکھا ہے کہ غزوۂ خیبر جمادی الاولیٰ سنہ ۷ ہجری میں ہوا(۱۱) یہ راستہ ایسا تھا کہ بنو غطفان اور خیبر دونوں کی طرف جاتا تھا۔(۱۲) مدینہ سے مسلمان جوں ہی نکلے عبداللہ ابن ابی سلول نے اس کی اطلاع خیبر بھیجی اور یہ پیغام بھی کہ تم لوگ سامان حرب اور تعداد میں زیادہ ہو۔ مسلمانوں سے قلعوں سے باہر مقابلہ کرو۔ سردار خیبر سلام ابن مشکم نے عبداللہ سے اتفاق نہیں کیا اور

قلعوں میں محصور ہونے میں عافیت سمجھی۔ خیبر کے یہود نے اپنے دو آدمی کنانہ بن ابی حقیق اور ہودہ بن قیس کو بنو غطفان کے سردار عینیہ بن حصن اور بنو اسد کے سردار طلحہ بن خویلد کے پاس مدد کے لئے بطور خاص بھیجا (۱۳) اور یہ بھی لالچ دیا کہ اگر خیبر میں ہم جیت گئے تو آدھی پیداوار تمہیں دیتے رہیں گے (۱۴) اور پہلے سے یہ بھی طے تھا کہ بنو غطفان عقب سے اسلامی لشکر پر حملہ کریں گے۔ اس طرح دو طرفہ حملہ سے انہیں مکمل طور پر ختم کرنا آسان ہوگا۔

حدیٔ را تیز تر می خواں....

مدینہ سے کوچ کے وقت مجاہدین میں ۱۴سو پیدل اور دو سو سوار تھے لشکر کے مقدمہ میں حضرت عکاشہؓ بن محصن اسدی میمنہ پر حضرت عمرؓ تھے۔ راستہ بھر حضرت عامرؓ بن اکوع نے حدیٔ خوانی کی۔ وہ حضرت عبداللہؓ ابن رواحہ کے اشعار پڑھ رہے تھے۔ ان کے اشعار پڑھنے کا انداز ایسا تھا کہ اونٹ بھی مست ہو کر تیز دوڑنے لگے۔

جو اشعار وہ پڑھ رہے تھے ان کا مطلب درج ذیل ہے۔

۱۔ اے اللہ! اگر تو ہدایت نہ فرماتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے نہ صدقہ و خیرات کرسکتے اور نہ ہی سجدہ کے لئے تیری بارگاہ میں سر جھکاتے۔

۲۔ اے مالک! دشمنوں سے مقابلہ کے وقت ہمیں ثابت قدم رکھ۔ جب ہم کو جہاد و قتال کے لئے پکارا جاتا ہے تو ہم دوڑ کر پہنچتے ہیں۔

۳۔ اے پروردگار! ہم تیرے فضل و کرم سے مستغنی اور بے نیاز نہیں ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ حدی پڑھنے والا کون ہے؟ پھر فرمایا۔ اللہ اس پر رحم فرمائے۔ جس شخص کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے دعائے مغفرت نکلتی وہ ضرور مقام شہادت پر فائز ہوتا۔(۱۵)

عشق بلاخیز کا قافلۂ سخت جاں

عصر پہاڑ سے ہوتے ہوئے مقام "صہبا" میں قیام فرمایا۔(۱۶) یہاں آپ نے ستو کا کھانا تناول فرمایا۔ وضو کر کے عصر کی نماز ادا فرمائی۔ رہبروں کو طلب کر کے فرمایا اس وقت ہم غطفان اور خیبر کے درمیان ہیں۔ احتیاط سے راستہ بتاؤ۔ کچھ دور چل کر حسیل نامی رہنما نے عرض کیا یہاں سے بہت سے راستے نکلتے ہیں۔ ارشاد ہوا ایک ایک راستہ کا نام لو۔ کہا خزن (سخت اور کھردرا) فرمایا ٹھیک نہیں۔ کہا شاش (اضطراب والا) ارشاد ہوا یہ بھی نہیں۔ عرض کیا حاطب (لکڑہارا) اسے بھی آپ نے ناپسند فرمایا چوتھا راستہ مرحب (کشادگی) ہے فرمایا۔ اس پر چل پڑو۔(۱۷) راستے میں نگران لشکر حضرت عبادؓ بن بشر نے یہودیوں کے ایک جاسوس کو پکڑا۔ دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ دس ہزار غطفانی لشکر خیبر کی مدد کو چل پڑا ہے۔ حضرت عبادؓ نے اس پر سختی کی تو اس نے جان کی امان طلب کی پھر بتایا

کہ یہودی سخت خوف زدہ ہو کر قلعوں میں بند ہو گئے ہیں۔ نگران لشکر اسے لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ارشاد ہوا اسے قید رکھو۔

عجیب مانوس اجنبی تھے ہمیں تو حیران کر گئے وہ

مسلمان وادی حوصہ سے خیبر میں داخل ہوئے۔ مجاہدین کو حکم ہوا کہ دعا پڑھیں ترجمہ ہے "اے اللہ! ہم تجھ سے اس بستی کی، بستی والوں کی اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی چاہتے ہیں۔ بستی کی برائیوں اور بستی والوں کی برائیوں اور جو کچھ اس میں ہے اس کی برائیوں سے پناہ مانگتے ہیں۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی دعا فرمائی اور کہا "اللہ کی برکت کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔" رات کا وقت تھا مقام "منزلہ" پر تہجد ادا فرمائی۔ اہل خیبر بے خبر سو رہے تھے۔ صبح ہوئی تو کسان ہل، مویشی، پھاوڑے اور کدال لے کر کھیتوں پر کام کرنے کے لئے نکلے۔ آگے بڑھے تو وہ منظر دیکھا کہ آنکھوں پر یقین ہی نہیں آتا تھا۔ انتہائی خوف کے عالم میں الٹے پاؤں قلعوں میں واپس ہوئے۔ زبانوں پر تھا۔ "محمدؐ ہیں واللہ محمدؐ ہیں۔ اپنی خمیس (مکمل فوج) کے ساتھ۔"

"رسول اللہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ اکبر۔ خیبر برباد ہو گیا۔ اور ہم جب بھی کبھی کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو وہ صبح کافروں کے لئے بہت بری ہوتی ہے۔ (۱۸) مسلمانوں نے خیبر میں نماز فجر

اول وقت تاریکی میں ادا کی۔

رئیس خیبر سلام بن مشکم بیمار تھا۔ جب یہ اطلاع اس کو ملی تو اس نے کہا کہ جنگ میں قتل ہونا قیدی ہونے سے بہتر ہے۔ انتظامات کو آخری شکل دیتے ہوئے اس نے عورتوں اور بچوں کو قلعہ کتیبہ میں منتقل کیا۔ سپاہیوں کو قلعہ نطاۃ اور قموص میں جمع ہونے کا حکم دیا۔ خوراک اور رسد کو قلعہ ناعم میں محفوظ کرادیا۔

ہے ان کی دوستی پر ہم کو بھی بدگمانی

ان حرکات و سکنات کی وجہ سے مسلمانوں نے اندازہ لگایا کہ یہود خیبر آمادۂ پیکار ہیں تو زور سے پُرجوش انداز میں نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جس ذات کو پکار رہے ہو وہ بہری نہیں ہے آہستہ آواز کو بھی سننے والی ہستی ہے۔ اس وقت حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" کا ورد کر رہے تھے۔ ارشاد ہوا کہ یہ کلمہ جنت کے خزانوں میں سے ایک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ حق میں دعا فرمائی اور حکم دیا۔ بسم اللہ اب آگے بڑھو۔

پرچموں کی تقسیم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر رایات (رایت کی جمع) تقسیم فرمائے۔ دمیاطی نے لکھا ہے کہ حضورؐ کا رایت "عقاب" سیاہ تھا جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ردا (چادر مبارک) سے بنایا گیا

تھا(۱۹) اس موقع کے لئے تین خاص رایت (جھنڈے) تیار کرائے گئے۔ میدان جنگ میں بڑے بڑے علم لے کر نکلنے کا یہ پہلا موقع تھا ورنہ چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں استعمال ہوتی تھیں۔ ایک رایت حضرت حبابؓ بن منذر' دوسرا حضرت سعدؓ بن عبادہ اور تیسرا سفید رنگ کا حضرت علیؓ کو عطا ہوا۔ مسلمانوں کا شعار اس جنگ میں "یا منصور امت' امت" تھا یعنی فتح یاب۔ مارو۔ مارو۔ (۲۰)

دن بھر یہودی قلعوں سے تیر اور پتھر پھینکتے رہے۔ مسلمان ان ہی تیروں کو جمع کر کے ان کا جواب دیتے رہے۔ حضرت حبابؓ بن منذر نے عرض کیا کہ ہم جس مقام پر ہیں وہ قلعہ نطاۃ سے بہت قریب ہے۔ بلندی سے تیر ہم تک بہ آسانی آجاتے ہیں۔ ہمارے تیر وہاں تک نہیں پہنچ پاتے۔ وہ اوپر سے ہماری نقل و حرکت پر بھی نظر رکھے ہوئے ہیں لیکن ہم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ درختوں کی وجہ سے ہوا بھی بدبودار ہے۔ ارشاد ہوا تمہاری رائے درست ہے کوئی اور جگہ تلاش کرو۔ انہوں نے حضرت محمدؓ بن مسلمہ کے ساتھ اطراف و جوانب کا جائزہ لیا۔ کافی تلاش کے بعد مقام رجیع کو لشکر گاہ کے لئے پسند کیا۔ دن بھر کی تیر اندازی میں پچاس مسلمان زخمی ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ لشکر کے ساتھ بہ نفس نفیس تشریف لاتے۔ ان کی رہنمائی فرماتے۔ قلعہ قموص کے محاصرے کے وقت درد سر کا عارضہ ہو گیا تھا۔

وہیں لگی ہے جو نازک مقام ہیں دل کے

حضرت حبابؓ بن منذر نے مشورہ دیا کہ کھجوروں کے درخت کاٹ دیئے جائیں کیونکہ یہودی انہیں اپنے بچوں سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ حضورؐ نے اجازت دے دی۔ قلعۂ نطاۃ کے علاوہ دوسرے قلعوں کے درخت بھی کاٹ دیئے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے خیبر کی فتح کا وعدہ فرمایا ہے۔ لہٰذا یہ نقصان ہمارا اپنا زیاں ہے۔ بقیہ درخت کاٹنے کا کام روک دیا گیا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ چار سو درخت کاٹے گئے تھے کہ یہ حکم واپس لے لیا گیا۔(۲۱)

رات آئی تو لشکر کو مقام رجیع پر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا گیا۔ حضرت عثمانؓ بن عفان کو کیمپ کا ذمہ دار افسر مقرر کیا گیا۔ مقام "رجیع" بنو غطفان اور خیبر کے درمیان واقع تھا۔ عسکری اعتبار سے بہت ہی موزوں جگہ تھی کہ بیک وقت دونوں دشمنوں پر نظر رکھی جا سکتی تھی۔ ایک اطلاع یہ بھی ہے کہ بنو غطفان نے اپنی چار ہزار فوج اہل خیبر کی مدد کے لئے حرکت میں لائی۔ ایک ہی منزل آگے بڑھے تھے کہ انہیں رجیع میں پڑاؤ کی خبر ملی۔ بنو غطفان کو اپنے لوگوں اور آبادیوں کی فکر دامن گیر ہوئی تو پیش قدمی روک کر اپنی بستیوں میں واپس چلے گئے اور یہود کو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔(۲۲)

رجیع کا معسکر (ہیڈ کوارٹر) بہت موثر ثابت ہوا۔ فوری طور پر یہاں

ایک مسجد بھی تعمیر کرلی گئی۔ روزانہ مجاہد یہاں سے جاتے اور خیبر کے قلعوں پر یلغار کرتے۔ یہودیوں کو بنو غطفان کے علاوہ شام کی رومی حکومت سے بھی امداد کی توقع تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر جنوب کی بجائے شمال سے حملہ کا حکم دیا۔ مقصد یہ تھا کہ یہودی قلعہ خالی کرکے شام کی جانب جانا چاہیں تو انہیں روکا جاسکے۔ یہ بہت بڑی حربی (تزویراتی) Strategic تدبیر تھی اور ایک سیاسی کارنامہ بھی کہ یہود اپنے حلیفوں کی مدد سے محروم ہوگئے۔

بکھری اک بار تو ہاتھ آتی ہے کب موجِ شمیم

۱۔ قلعۂ ناعم

یہ قلعہ دفاعی نقطہ نظر (اسٹراٹیجی) اور محلِ وقوع کے لحاظ سے یہودیوں کا مضبوط ترین قلعہ تھا۔

حضرت محمودؓ بن مسلمہ حملہ آور فوج کے افسر بنائے گئے۔ وہ مسلسل پانچ دن تک قلعۂ ناعم پر حملہ کرتے رہے۔ چھٹے روز گرمی کی بہت شدت تھی گرمی سے پریشان ہوکر کچھ دیر کے لئے آرام کی غرض سے قلعے کی دیوار کے سائے میں لیٹ گئے۔ انہیں دیکھ کر کنانہ بن الحقیق نے اوپر سے پتھر گرایا جو ان کے سر پر گرا چوٹ بہت شدید تھی جس کی وجہ سے وہ شہید ہوگئے۔(۲۳) ان کی لاش رجیع میں دفن کی گئی۔ فوج کی کمان ان

کے بھائی محمد بن مسلمہؓ نے سنبھالی اور قلعہ فتح کرلیا گیا۔ اس طرح سب سے پہلے جو قلعہ فتح ہوا وہ ناعم تھا۔ اس میں افرادی قوت کم اور مال و متاع بہت زیادہ تھا۔ یہ مرحب کا قلعہ تھا لیکن وہ خود اس میں موجود نہ تھا۔(۲۴) اس کی ڈیوٹی قلعۂ قموص پر تھی۔ اس قلعہ پر زبردست لڑائی ہوئی۔ کئی یہودی مارے گئے۔ مسلمانوں کا زور دیکھ کر وہ یہاں سے قلعہ صعب منتقل ہوگئے۔ اس طرح قلعۂ ناعم مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔

۲۔ قلعۂ صعب بن معاذ

یہ دوسرا مضبوط اور مستحکم قلعہ تھا۔ محاصرہ طویل ہونے لگا تو مسلمانوں کو خوراک کی کمی کا احساس ہوا۔ حضرت معتب بن بشر اسلمیؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ ہم لوگ بھوک کے ہاتھوں چوری پر مجبور ہو رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! کوئی بڑا قلعہ فتح ہو تاکہ لشکر کی خوراک کا مسئلہ حل ہوجائے۔ آپؐ نے تمام لشکر کو ایک جگہ جمع کیا اور جھنڈا حضرت حبابؓ بن منذر کو عطا فرمایا اور یکبارگی حملہ کا حکم دیا۔ اللہ کے فضل سے قلعہ فتح ہوگیا اور بہت سا خورونوش کا سامان ہاتھ لگا۔ قلعہ شکن دبابے اور منجنیقیں بھی ملیں جو قلعہ البر کے فتح کرنے میں کام آئیں۔

اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ لشکر میں ہر طرف آگ جل رہی ہے اور ہانڈیوں میں گوشت پکایا جارہا ہے۔ پوچھا یہ

گوشت کس کا ہے؟ عرض کیا اہلی (پالتو) گدھوں کا۔ فرمایا نجس ہے۔ گوشت پھینک دو اور برتن توڑ ڈالو۔ عرض کیا گیا اگر برتن خوب دھولیں تو پاک ہو جائیں گے۔ فرمایا۔ ہاں۔ (۲۵)

۳۔ قلعۂ نطاۃ

ایک رات حضرت عمرؓ لشکر کی نگہبانی پر مامور تھے کہ ایک یہودی گرفتار ہوا۔ اس کا سر قلم کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا کہ مجھے اپنے نبی کے پاس لے چلو۔ جب یہ شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پہنچا تو عرض کیا کہ اگر جان کی امان پاؤں تو ایک راز بتاؤں۔ فرمایا امان ہے۔ عرض کیا۔ آج رات قلعۂ نطاۃ سے سب لوگ قلعۂ شق میں منتقل ہو رہے ہیں۔ صبح ہوتے ہی اس پر قبضہ کرلینا۔ فتح کے بعد اس نے وہ تہہ خانہ بھی بتایا جہاں نقد و جنس چھپایا گیا تھا۔ یہ بھی بتایا کہ قلعۂ شق میں قلعہ شکنی کے بہت سے آلات منجنیقیں وغیرہ موجود ہیں۔ (۲۶)

۴۔ قلعۂ ابی

قلعۂ صعب بن معاذ کی فتح کے بعد حضرت حبابؓ بن منذر نے قلعہ ابی پر حملے شروع کئے۔ عزوان نامی یہودی مقابلہ کے لئے نکلا۔ حضرت حبابؓ نے ایک ہی وار میں اس کا دایاں بازو الگ کر دیا۔ دوسرا یہودی آگے بڑھا اور ایک مسلمان کو شہید کر دیا۔ حضرت ابودجانہؓ نے لپک کر

اسے قتل کر دیا۔ اب کسی یہودی نے آگے بڑھنے کی جرات نہ کی۔ اللہ اکبر کے دل ہلادینے والے نعروں کی گونج میں حضرت ابو دجانہؓ مسلمانوں کو لے کر قلعہ کی دیواروں پر چڑھ گئے۔ قلعہ کے اندر زبردست دو بدو لڑائی ہوئی۔ یہودی حوصلہ ہار کے پیچھے ہٹنے لگے آخر جان بچا کر قلعۂ نزار میں بھاگ گئے۔ قلعہ فتح ہو گیا۔ بھیڑ بکریاں، کپڑا اور بہت سا سامان ہاتھ آیا۔

۵۔ قلعۂ البر

قلعۂ ابی کو فتح کر کے مسلمانوں نے قلعہ البر کا محاصرہ کر لیا۔ اندر سے بے شمار پتھر اور تیر برسائے گئے۔ یہ دیکھ کر قلعۂ صعب بن معاذ سے منجنیقوں کو لایا گیا۔ ان سے قلعہ کی دیواریں گرائی گئیں۔ اس طرح یہ قلعہ بھی فتح ہو گیا۔

۶۔ قلعۂ قُلّہ یا حصن زبیر

یہ قلعہ پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا۔ قُلّہ یعنی چوٹی تقسیم غنیمت میں حضرت زبیرؓ ابن عوام کو عطا ہوا۔ مسلمان تین دن تک اس کا محاصرہ کئے رہے لیکن قلعہ فتح نہ کر سکے۔ ایک یہودی عزال نامی آیا اور کہا۔ اے ابو القاسم (یہودی اسی کنیت سے حضورؐ کو مخاطب کیا کرتے) اگر آپؐ ایک ماہ بھی ٹھہرے رہیں گے تو بھی اہلِ قلعہ کو پروا نہیں۔ ان کے چشمے زمین کے نیچے ہیں وہ رات میں پانی لے کر قلعہ میں چلے جاتے ہیں۔ اگر آپؐ ان کا پانی بند کر دیں تو وہ مجبور ہو جائیں گے۔ چنانچہ پانی کاٹ دیا گیا۔ انہوں نے

قلعہ سے نکل کر سخت جنگ کی۔ دس یہودی مارے گئے۔ کچھ مسلمان شہید ہوئے بالآخر قلعہ سرہوگیا۔(۲۷)

۷۔ قلعۂ قموص

خیبر کے قلعوں میں یہ سب سے زیادہ مستحکم تھا۔ جن دنوں اس کا محاصرہ جاری تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آدھے سر کا درد (درد شقیقہ) لاحق تھا۔ محاصرہ طویل ہوا لیکن قلعہ تھا کہ سر نہ ہوتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کل صبح جھنڈا میں اس شخص کو دوں گا جو اللہ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ بھی اسے دوست رکھتا ہے اور انشاء اللہ اس کے ہاتھ سے کل قلعہ فتح ہوگا۔ (۲۸)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ فرمایا۔ اے محمد بن مسلمہ کل تیرے بھائی کا قاتل قتل ہوجائے گا۔(۲۹)

یہ رات تمام صحابہ نے انتہائی بے چینی کے عالم میں گزاری کہ کون وہ خوش نصیب ہوگا جسے کل نبی کریم صلی اللہ کے دست مبارک سے پرچم عطا ہوگا۔ ہر شخص کو یہ امید تھی کہ یہ شرف اسے حاصل ہوگا۔ صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو طلب فرمایا۔ کسی نے بتایا کہ آشوبِ چشم میں مبتلا ہیں۔ فرمایا انہیں لاؤ۔ حضرت سلمہؓ بن اکوع حضرت علیؓ کو بارگاہِ رسالت میں لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب بلایا۔ دیکھا کہ واقعی بہت تکلیف ہے۔ آپؐ نے دعا فرمائی اور اپنا لعاب

دہن ان کی آنکھوں میں لگایا۔ آنکھیں ایسی اچھی ہوئیں کہ جیسے کبھی دکھی ہی نہ تھیں۔ (بعض مورخین نے لکھا ہے کہ اس واقعہ کے بعد تادمِ حیات حضرت علیؓ کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔ حضرت عائشہؓ کی سیاہ چادر سے تیار کردہ علم عطا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ قتال سے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو۔ اگر ان میں سے ایک شخص بھی ہدایت پاگیا تو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ حضرت علیؓ جھنڈا (جسے عقاب کہتے تھے) لے کر روانہ ہوئے۔ قلعۂ قموص مرحب کے زیرِ کمان تھا۔ وہ ہزار سواروں کے برابر بہادر سمجھا جاتا تھا۔ بیس روز سے وہ قلعہ فتح ہونے نہ دیتا تھا۔ ایک دن رجز پڑھتا ہوا نکلا۔ رجز کے بول تھے۔ "شیر مشتعل ہو کر میری طرف بڑھتے ہیں تو کبھی نیزہ بھونکتا ہوں کبھی تلوار چلاتا ہوں۔ میری چراگاہ تو وہ ہے جس کے قریب کوئی نہیں آسکتا۔ اہل خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں بہادر، تجربہ کار اور سلاح پوش۔" مبارزت طلب کی تو حضرت عامرؓ بن اکوع بڑھے۔ مرحب کے وار کو سپر پر روکا۔ اپنی تلوار چلائی۔ تو وہ گھوم کر خود ان کے پاؤں پر لگی اس زخم سے وہ جانبر نہ ہو سکے۔ ان کے بھائی سلمہؓ ابن اکوع نے سمجھا چونکہ وہ خود اپنی تلوار کا نشانہ بنے ہیں اس لئے ان کے اعمال ضائع ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیاں اکٹھی کر کے فرمایا ان کا اجر دہرا ہے وہ بڑا جانباز مجاہد تھا۔ ان جیسا کوئی عرب روئے زمین پر

مختلف زاویوں سے قلعہ قموس کے دو منظر

نہ چلا ہوگا۔ وہ شہید ہے۔(۳۰) ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور رجیع میں محمود بن مسلمہؓ کے ساتھ دفن کیا۔ یہ وہی صحابی ہیں جن کی حدی خوانی پر حضورؐ نے دعائے مغفرت فرمائی تھی۔

تول کر زرے سپاہی لیتے ہیں تلوار کو

حضرت علیؓ نے رجز پڑھا۔ "میں وہی ہوں جس کی ماں نے نام حیدر رکھا۔ (حیدر= معنی شیر) جنگل کے شیر کی طرح نہایت مہیب۔" دونوں برق و بلا کی طرح پینترے بدل بدل کر لڑتے رہے۔ شیر خدا نے تلوار تول کر مرحب پر ایک بھرپور وار کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے غرور و نخوت کا پہاڑ زمین پر ڈھیر ہوگیا۔(۳۱) مرحب کا بھائی یاسر منہ سے کف تھوکتا تلوار لہراتا بڑھا تو حضرت زبیرؓ ابن عوام مقابلہ کے لئے نکلے۔ ان کی ماں حضرت صفیہ بنتِ عبدالمطلب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کیا میرا بیٹا مارا جائے گا؟ فرمایا۔ انشاء اللہ تمہارا بیٹا اسے قتل کردے گا۔(۳۲) ان کی زبان پر رجز کے بول تھے۔ "خیبر جانتا ہے کہ میں زبیر ہوں۔ سردارِ قوم۔ شرفا کی اولاد نہ نکمانہ بھاگنے والا۔ اے یاسر! تجھے کافروں کی جمعیت دھوکے میں نہ ڈالے یہ تو سراب کی طرح غائب ہونے والے ہیں۔" دونوں دلاور ایک دوسرے پر پل پڑے کانٹے کی لڑائی ہوئی اور بالآخر حضرت زبیرؓ نے اسے شمشیر کی نوک پر دھرلیا۔ اب جو شیرِ خدا نے قموص پر دھاوا کیا تو قلعہ کا دروازہ گرادیا۔ مسلمانوں نے فلک آسا اور ناقابل تسخیر قلعے کی اینٹ

سے اینٹ بجادی۔ دوسری روایت یہ بھی ہے کہ مرحب کے قلعے کا محاصرہ دس دن تک کیا گیا۔ گیارہویں روز مرحب مبارزت طلب ہوا تو محمد بن مسلمہؓ نے حضورؐ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس شخص نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے مجھے اس سے لڑنے کی اجازت دیجئے۔ واقدی کا بیان ہے کہ دونوں بڑی دیر تک پینترے بدل بدل کر لڑتے رہے۔ مرحب نے وار کیا تو اسے ڈھال پر روکا۔ جو اس میں الجھ گئی۔ اب محمد بن مسلمہؓ نے بھرپور وار کیا تلوار مرحب کا سر چیرتی گردن تک جا پہنچی۔ (۳۳) کچھ دیر بعد حضرت علیؓ کا ادھر گزر ہوا تو انہوں نے اس کی گردن ماردی۔ جب معاملہ حضورؐ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپؐ نے مرحب کی تلوار، مغفر نیزہ وغیرہ محمد بن مسلمہؓ کو عطا فرمایا۔ تلوار پر مرحب کا نام کندہ تھا اور یہ تلوار محمد بن مسلمہؓ کی اولاد کے پاس موجود تھی۔ سیرۃ حلبیہ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے انہیں اپنا عصا عطا فرمایا جو زندگی بھر ان کے پاس رہا۔ ان کی وصیت کے مطابق ان کے ساتھ قبر میں دفن کردیا گیا۔ (۳۴)

اسی قلعہ سے سردار بنی نضیر حیُ بن اخطب کی بیٹی اور کنانہ بن ربیع کی بیوی صفیہ اور ان کی دونوں چچا زاد بہنیں گرفتار ہوئیں۔ حضرت صفیہؓ کو اُم المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔

۸۔ قلعۂ نزار کی فتح

یہ بھی مضبوط قلعوں میں شمار ہوتا تھا بلکہ اس علاقہ کا مستحکم قلعہ تھا

اسی لئے اس میں حفاظت کی خاطر بچوں اور عورتوں کو رکھا گیا تھا۔ اس کی حفاظت کی خاطر انہوں نے سردھڑ کی بازی لگادی۔ مسلمان مجاہد بھی بڑھ بڑھ کر حملہ کررہے تھے۔ لیکن داخلہ کی کوئی صورت نہیں بن رہی تھی۔ یہودی اندر سے تیر برسارہے تھے بلندی پر سے پتھروں کی بارش ہورہی تھی۔ ان میں باہر نکل کر دوبدو ہونے کی جرات نہ تھی۔

جب فتح کی اور کوئی صورت نظر نہ آئی تو مجاہد اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ صعب بن معاذ سے حاصل شدہ منجنیقیں اور دبابوں کو کام میں لانے کا حکم دیا۔ ان سے پتھر برسائے گئے تو قلعہ کی دیواروں میں شگاف پڑگئے۔ مجاہدین داخل ہوئے اور بڑی سخت دست بدست لڑائی ہوئی۔ عورتوں اور بچوں کی خاطر یہودی بھی جان پر کھیل گئے۔ بالآخر انہیں شکستِ فاش ہوئی۔ عورتوں اور بچوں کو مسلمانوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر خیبر کے دوسرے حلقہ کتیبہ میں جاکر پناہ لی۔

کتیبہ، وطیح اور سلالم

دیگر قلعوں پر قبضہ ہوگیا تو مسلمان آخر میں وطیح اور سلالم کی جانب بڑھے۔ یہود ہر طرف سے سمٹ سمٹا کر یہاں جمع ہوگئے۔ چودہ دن تک محاصرہ رہا۔ آخر حضورؐ نے منجنیقیں استعمال کرنے کا حکم دیا۔ یہود کو اپنی تباہی صاف نظر آئی تو مجبور ہوکر صلح کی درخواست کی جو منظور کرلی گئی۔ ابن ابی الحقیق گفتگو کے لئے آیا۔ اس شرط پر جان بخشی ہوئی کہ خیبر فوراً

چھوڑ دیں۔ سامان حرب، مال و اسباب کوئی چیز ساتھ نہیں لے جاسکتے۔ اگر کچھ چھپایا گیا یا خیانت کی گئی تو اللہ اور اس کا رسول عہد سے بری ہو گا۔ یہود نے ان شرائط پر مصالحت کر لی اور تینوں قلعے مسلمانوں کے حوالے کردیئے یوں پورا خیبر مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔(۳۵)

یہود نے اپنی فطرت سے مجبور ہو کر اس موقع پر بھی خیانت کی۔ حُیّ بن اخطب کی زر و جواہر سے بھری مشک چھپا دی۔ جب اس خزانے کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا کہ سامانِ جنگ فراہم کرنے میں خرچ ہو گیا۔ ایک یہودی نے خبر دی کہ ہم نے کنانہ کو فلاں جنگل میں پھرتے دیکھا۔ حضرت زبیرؓ ابن عوام چند آدمیوں کے ساتھ گئے اور اونٹ کی کھال میں دفن اس خزانہ کو برآمد کرلیا۔ معاہدہ کی خلاف ورزی کے جرم میں کنانہ بن ربیع بن حقیق پکڑا گیا۔ یہ حضرت محمودؓ بن مسلمہ کا قاتل بھی تھا۔ ان کے بھائی محمد بن مسلمہؓ کے سپرد کیا گیا کہ اس کو قتل کردیں۔(۳۶)

اب یہودیوں نے درخواست کی کہ آدھی پیداوار کی بٹائی پر انہیں بطورِ کاشت کار زمینوں پر کام کرنے کی اجازت دی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو شریعت موسوی کے مطابق انہیں قتل کرویتے۔ عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیتے لیکن رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وسعت قلبی اور فراخدلی سے ان کی جاں بخشی فرمائی۔ ان سے ایک معاہدہ کیا جس کی شرائط حسب ذیل ہیں۔

۱۔ یہودی آیندہ قلعوں میں سکونت اختیار نہیں کریں گے۔

۲۔ اپنے تمام ہتھیار اور حربی سازو سامان مسلمانوں کے حوالے کر دیں گے۔(حکومت مدینہ جب چاہے انہیں خیبر سے نکال باہر کر سکے گی)

۳۔ تمام دفینے حکومت مدینہ کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔

۴۔ اگر یہودی ان شرائط کی خلاف ورزی کریں گے تو جو سامان انہیں بخشا گیا ہے وہ واپس لے لیا جائے گا۔

اس معاہدہ پر حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ نے بطور گواہ دستخط کئے۔

مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے عوض بنو غطفان کو خیبر کی نصف پیداوار کی پیش کش کی تھی۔اب خود اس شرط پر مسلمانوں سے صلح پر مجبور ہوئے۔(۳۷)

شہدائے خیبر

یہ محاصرہ کوئی ایک ماہ جاری رہا۔اس میں دشمن کے تقریباً ۹۳ آدمی ہلاک ہوئے جن میں ان کے بڑے بڑے سردار جیسے سلام بن مشکم وغیرہ شامل ہیں۔(۳۸) مدارج النبوت میں ان کی تعداد ۱۰۳ لکھی ہے۔

مسلمان شہداء کی تعداد ۱۵ بتائی جاتی ہے۔ قسطلانی نے شامی کے حوالے سے ۴۳ لکھی ہے۔ ابن سعد نے ۱۷ شہداء کے نام تحریر کئے ہیں۔ سلمان منصور پوری نے ۱۹ لکھا ہے۔ ۱۵ شہداء میں ۴ قریش سے ایک قبیلہ

اشجع سے ایک قبیلہ اسلم سے، ایک خیبر والوں میں کثیر سے اور بقیہ انصار تھے۔

مالِ غنیمت کی تقسیم

مختلف قلعوں سے کثیر اموال، مویشی، نقد و جنس اور سیم و زر غنیمت میں حاصل ہوا۔ واقدی کے بموجب نطاۃ سے ہر قسم کے ہتھیار کے علاوہ منجنیق بھی ملے۔ محاصرے کو توڑنے والے دو دبابے بھی مجاہدین کے قبضے میں آئے۔ منجنیق سنگ انداز آلہ تھا۔ دبابہ پہیہ دار اور کئی منزلہ رتھ کی طرح ہوتے تھے۔ اس کی چھت کھال کی ہوتی تھی۔ اوپر کی منزل پر تیر انداز ہوتے تھے جو دبابہ میں سے نقب لگانے والوں کی حفاظت کرتے تھے۔ ان سے قلعہ کی دیواروں میں شگاف ڈالا جاتا تھا۔ قلعۂ صعب بن معاذ میں سے بھی منجنیق اور کئی دبابے مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔

قلعۂ قموص سے ایک سو زرہ بکتر، چار سو تلواریں، ایک ہزار نیزے پانچ سو عربی کمان معہ ترکش حاصل ہوئے۔ قلعہ صعب بن معاذ سے سامان رسد کے علاوہ گائے، بھیڑ، بکریاں، گدھے اور دیگر مویشی، روزمرہ کی اشیائے ضرورت اور مشکوں میں بھری شراب ہاتھ لگی۔

سارا سامان بحفاظت قبضے میں لینے کے بعد شراب بہادی گئی۔ اسلحہ کے علاوہ سامان رسد گھی، شہد، تیل، مکھن، اجناس وغیرہ بھی ملے۔ برتنوں میں سونے، چاندی، تانبے اور مٹی کے برتن تھے۔ کپڑا ریشمی یعنی زردوزی

چادروں وغیرہ پر مشتمل تھا۔ خاندان ابی الحقیق کا دفینہ قلعہ سلالم سے حاصل ہوا۔ جن میں طلائی کنگن، جڑاؤ زیور، کڑے انگوٹھیاں، بالیاں اور دیگر زیورات تھے۔ (۳۹)

مالِ غنیمت میں کچھ تورات کے نسخے بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ انہیں بحفاظت تمام یہودیوں کو واپس کردیا گیا۔

خیبر کی فتح مملکت مدینہ کے سیاسی استحکام اور ملکی سالمیت کا باعث بنی۔ اسلام کے سیاسی نقطہ نظر سے دو جانی دشمن خاموش ہوگئے۔ مشرکینِ مکہ حدیبیہ کے معاہدے میں جکڑے گئے۔ یہودیوں کی جڑیں کٹ گئیں۔ اب صرف عیسائی باقی تھے۔ وہ زیادہ تر حجاز کے علاقہ سے باہر شام میں آباد تھے۔

مالِ غنیمت کے جمع ہوجانے کے بعد حضرت زیدؓ ابن ثابت کو لشکر کی گنتی کا حکم ہوا۔ کل ۱۴۰۰ مجاہد شمار ہوئے پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو دو حصے دیئے گئے۔ یعنی دو سو سواروں کو ۴ حصے جملہ ۱۸سو حصے تقسیم کئے گئے۔ تیماردار خواتین کو بھی حصہ ملا۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ انصاری پیکار خیبر میں شریک نہیں تھے مگر انہیں بھی حصہ ملا کیونکہ وہ بیعت الرضوان میں حاضر تھے۔ عام مسلمانوں کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایک ہی حصہ ملا۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا بیان ہے ''ہم لوگ آسودہ نہ ہوئے یہاں تک کہ ہم نے خیبر فتح کرلیا۔'' اس کے بعد مہاجرین نے انصار کے

کھجوروں کے درخت جو انہیں دیئے گئے تھے شکریہ کے ساتھ واپس کر دیئے۔

حصے۔ انعاماتِ الٰہی

سُنن ابی داؤد میں مذکور ہے کہ خمس نکالنے کے بعد زمین خیبر کے ۳۶ حصے کئے گئے جن میں سے ۱۸ حصے مسلمانوں کی آئندہ ضرورت کے لئے محفوظ کر دیئے گئے۔ بلاذُری نے "فتوح البلدان" میں لکھا ہے کہ خُمس کے حصہ میں الکتیبہ آیا۔ مسلمانوں کی تقسیم میں الشق، نطاۃ، الوطیح اور سلالم آئے۔ نصف پیداوار کے عوض عارضی طور پر کاشت کے قابل زمین یہودیوں کو دی گئی جو کچھ پیدا ہوتا مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جاتا تا ایں کہ عہدِ فاروقی میں یہودیوں کو خارج البلد کر کے تمام زمینیں مسلمانوں میں ان کے حصہ کے مطابق تقسیم کر دی گئیں۔

ابن ہشام کے بیان کے مطابق ۱۴ سو مجاہدوں اور دو سو گھوڑوں کو ملا کر کل حصے ۱۸۰۰ تھے۔ ہر سوار کو ایک مزید حصہ گھوڑے کا۔ ان ۱۸۰۰ حصوں کے ۱۸ بڑے حصے بنائے گئے جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب
۲۔ حضرت زبیرؓ ابن عوام
۳۔ حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ
۴۔ حضرت عمرؓ بن خطاب
۵۔ حضرت عبد الرحمانؓ بن عوف
۶۔ حضرت عاصمؓ بن عدی
۷۔ حضرت اسیدؓ بن حضیر
۸۔ الحارث بن خزرج
۹۔ ناعم
۱۰۔ بنی بیاضہ

۱۱۔ بنی عبید
۱۲۔ بنی حرام (بنی سلمہ سے)
۱۳۔ عبید السہام
۱۴۔ بنی ساعدہ
۱۵۔ بنی غفار اور بنی اسلم
۱۶۔ بنی نجار
۱۷۔ بنی حارثہ
۱۸۔ بنی اوس

الکتیبہ کی وادی خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قرابتداروں اور ازواجِ مطہرات میں تقسیم فرمائی۔ نصف پیداوار میں بھی سب کا حصہ مقرر فرمایا۔ بلاذری نے فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ ہر زوجہ محترمہ کو ۸۰ وسق کھجوریں اور ۲۰ وسق جو سالانہ مقرر ہوئی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا "اب ہمیں پیٹ بھر کر کھجوریں ملیں گی۔"

غنیمت کا نصف حصہ تقسیم فرمایا اور بقیہ نصف وفود کی میزبانی ناگہانی ضروریات اور امت کے آئندہ مصالح کے لئے محفوظ کر دیا گیا۔

دنیا میں بھی میزان

بٹائی کا وقت آتا تو حضرت عبداللہؓ ابن رواحہ کو خیبر روانہ کیا جاتا وہ پیداوار کے زمین پر ڈھیر لگا کر دو حصے کرتے اور یہودیوں کو اختیار دیتے کہ وہ اپنی مرضی سے جو حصہ چاہیں پسند کرلیں۔ ایک دفعہ یہود۔ نے تخمینہ کی شکایت کی اور پھر اپنی عورتوں کا زیور جمع کر کے انہیں رشوت دینا چاہی۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا۔ اے اللہ۔ کے رسول دشمنو! تم مجھے لالچ دیتے ہو۔ میں اس شخص کی طرف سے آیا ہوں جسے میں دنیا میں سب سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ مجھے تم سے بندروں اور سوروں سے زیادہ نفرت ہے۔ تم سے

نفرت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت عدل کے برتاؤ سے نہیں روک سکتی۔ یہ سن کر یہود نے کہا "بے شک زمین و آسمان اسی پر قائم ہیں۔"

حضرت عبداللہؓ ابن رواحہ کی شہادت کے بعد پیداوار کے تخمینہ کے کام پر حضرت عبداللہؓ بن سہل انصاری کو مقرر کیا گیا ان کو یہودیوں نے شہید کردیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دیت میں سو اونٹ ان کے ورثا کو عطا فرمائے۔ ان کے بعد حضرت جبارؓ بن صخریہ خدمت انجام دیتے رہے۔(۴۰)

حضرت صفیہؓ بنت حیُ

قلعہ بنی الحقیق سے گرفتار ہونے والوں میں حضرت صفیہؓ بھی تھیں۔ تقسیم میں وہ حضرت دحیہؓ بن کلبی کے حصہ میں آئیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ وہ یہودی سردار کی بیٹی ہیں۔ غنیمت میں ان کی طرح کوئی نہیں البتہ صحابہؓ میں دحیہ کلبی کی طرح بہت سے ہیں۔ صحابہؓ میں بدمزگی کے اندیشہ سے آپؐ نے حضرت دحیہ کو معاوضہ دے کر حضرت صفیہؓ کو آزاد کیا اور ان سے خود شادی فرمائی۔ ان کی آزادی (عتق) ان کا مہر ٹھہرا۔ ان کا اصلی نام زینبؓ تھا۔ ماں کا نام ضرہ تھا جو بنی قریظہ کے سردار کی بیٹی تھی۔ مالِ غنیمت کا بہترین حصہ امام / بادشاہ / سردار کے لئے مختص کیا جاتا تھا جسے صفی کہتے تھے اس لئے آپ صفیہ کے نام سے مشہور ہوئیں۔ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے وقت آپ کی عمر ۱۷ سال سے کم تھی۔

حضرت صفیہؓ کی آنکھ پر سبز نشان تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں دریافت فرمایا۔ عرض کیا۔ میں نے خواب دیکھا کہ چاند میری گود میں آگیا ہے۔ شوہر سے ذکر کیا تو اس نے طمانچہ رسید کیا جس کا یہ نشان ہے۔ کہا تو بادشاہِ یثرب کی تمنا کرتی ہے۔ حالانکہ آپؐ نے میرے باپ (حُی بن اخطب) بھائی اور شوہر کو قتل کیا۔ میں آپؐ سے شدید دشمنی رکھتی تھی۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر فرمایا کہ تمہارے باپ نے سارے عرب کو میرا دشمن بنایا اور یہ یہ حرکتیں کیں۔ یہاں تک کہ یہ بات ان کے دل سے نکل گئی۔

ان کی پہلی شادی بنی قریظہ کے رئیس سلام بن مشکم سے ہوئی۔ طلاق کے بعد کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں۔ کنانہ غزوۂ خیبر میں مارا گیا۔ خیبر سے روانگی ہوئی تو مقام صہبا میں رسم عروسی ادا کی گئی۔ دعوت ولیمہ بھی ہوئی۔ صہبا سے روانہ ہوتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے اونٹ پر بٹھایا اور عبا سے پردہ فرمایا۔ اس سے لوگ سمجھ گئے کہ آپ ازواج مطہرات میں داخل ہوگئیں۔ حضرت صفیہؓ کے حسن و جمال کا بڑا شہرہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خاطر اور دل جوئی کا بڑا خیال رکھتے۔ بڑی سیر چشم اور فیاض تھیں۔ علمی حیثیت سے بھی بلند درجہ رکھتی تھیں۔ ۶۰ سال کی عمر میں سن ۵۰ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع

میں دفن ہوئیں۔(۴۱)

جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستین کا

قلعوں کے فتح ہوجانے کے بعد مسلمانوں نے چند دن خیبر میں قیام کیا۔ ایک رات زینب بنت حارث نے جو سلام بن مشکم کی بیوی اور مرحب کے بھائی کی بیٹی تھی ایک بھنی ہوئی بکری تحفتہ" پیش کی۔ نماز سے فراغت کے بعد دسترخوان پر صحابہ جمع ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا لقمہ ہی چبایا تھا کہ اسے اگل دیا۔ ساتھ حضرت بشر بن براءؓ بیٹھے تھے انہوں نے تلخی محسوس کی لیکن تھوکنے میں ادب مانع تھا اس لئے نوالہ نگل لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے اس گوشت نے کہا ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔(۴۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رؤسائے یہود اور زینب کو طلب کیا اور پوچھا کہ گوشت میں زہر کس نے ملایا؟ زینب نے کہا۔ میں نے۔ اس لئے کہ آپ نے میرے باپ' بھائی اور شوہر کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ میں نے سوچا اگر آپ سچے نبی ہیں تو اللہ مطلع فرمادے گا۔ نہیں تو ہمیں آپ سے نجات مل جائے گی۔ اب میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ نبیؐ برحق ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ اسے چھوڑ دیا۔ جب حضرت بشر بن براءؓ زہر کے اثر سے فوت ہوگئے تو زینب ان کے ورثا کے حوالے کردی گئی جسے انہوں نے

بشرؓ کے قصاص میں قتل کردیا۔ (۴۳)

اس واقعہ کے تین برس بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ مرض الموت میں جب بشر بن براء کی والدہ عیادت کو آئیں تو فرمایا۔ اے بشر کی ماں! تیرے بیٹے کے ساتھ خیبر میں جو کھانا کھایا تھا اس وقت میں اپنی رگِ قلب کو اس کے اثر سے دبتا محسوس کررہا ہوں۔ اسی لئے امام زہری آپؐ کی وفات کو شہادت کہتے ہیں۔

مہاجرین حبشہ کی آمد

عین فتح کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت جعفرؓ بن ابی طالب اپنے ساتھیوں کے ساتھ خیبر پہنچے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بھی ان میں شامل تھے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور سینے سے چمٹا کر فرمایا۔ یہ دو خوشیاں ہیں۔ واللہ! میں نہیں بتا سکتا مجھے کس چیز سے زیادہ خوشی ہوئی خیبر کی فتح سے یا جعفر کی آمد سے؟ صلح حدیبیہ کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرینِ حبشہ کو واپس لانے کے لئے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا تھا۔ آپؐ نے مال غنیمت میں سے مہاجرین حبشہ کو بھی حصہ دیا حالانکہ وہ نہ تو بیعت رضوان میں شریک تھے اور نہ فتح میں۔ یہ کل سولہ مرد اور ان کے بیوی بچے تھے۔ اکثر لوگ پہلے ہی مدینہ آچکے تھے۔ نجاشی نے بڑے اہتمام کے ساتھ دو کشتیوں میں سوار کرواکر انہیں واپس بھیجا۔

اسی زمانے میں یمن سے حضرت ابو ہریرہؓ بھی ایمان لانے کی نیت سے آئے اور خیبر میں دامنِ نبوی سے وابستہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مال غنیمت سے کچھ بھی نہیں دیا۔(۴۴)

معیارِ فضیلت

حضرت حفصہؓ کے پاس مہاجر حبشہ حضرت اسماءؓ بنت عمیس زوجہ حضرت جعفرؓ کو دیکھ کر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ ہم نے ہجرت میں تم پر سبقت کی۔ انہوں نے جواب دیا۔ ہرگز نہیں۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وہ تم سب کے محافظ تھے۔ جہاد کرتے تو مالِ غنیمت پاتے۔ ہم دور دراز علاقے میں اللہ اور اس کے رسول کی خاطر مشقتیں جھیل رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت اسماءؓ نے ان سے حضرت عمرؓ کی بات کہی۔ آپؐ نے پوچھا تم نے کیا جواب دیا۔ بیان سن کر فرمایا۔ عمر اور ان کے ساتھیوں کی ایک ہجرت ہے اور اے اہلِ سفینہ! تمہاری دو ہجرتیں ہیں۔ اس ارشاد سے بڑھ کر ان کے لئے مسرت کی بات کوئی اور نہ تھی۔ حضرت جعفرؓ کی معیت ہی میں اُمّ حبیبہ رملہؓ بنت ابی سفیانؓ بھی آئیں جن کا نکاح نجاشی نے حبشہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا اور زرِ مہر خود ادا کیا تھا۔ آپ مدینہ ہی میں ٹھہر گئیں جبکہ حضرت جعفرؓ خیبر پہنچ گئے۔(۴۵)

عمل تھوڑا اجر زیادہ

ایک عامر نامی یہودی کے پاس ایک حبشی غلام تھا جو اس کی بکریوں کے ریوڑ کا رکھوالا تھا۔ ابھی مسلمان خیبر نہیں پہنچے تھے کہ اس نے یہودیوں کو جنگ کی تیاری میں مصروف پایا۔ پوچھا کیا ماجرا ہے؟ کہا ایک شخص جو نبی ہونے کا مدعی ہے ہم سے لڑنے آرہا ہے۔ نبی کے لفظ نے اس کے دل میں گھر کرلیا۔ منہ اندھیرے وہ ریوڑ لے کر نکل گیا۔ جب لوٹا تو مسلمانوں کو محاصرہ کیا ہوا پایا۔ ریوڑ سمیت خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ پوچھا آپؐ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں۔ فرمایا تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ گواہی دے کہ اللہ ایک ہے اور میں اس کا رسول ہوں۔ عرض کیا اس شہادت سے مجھے کیا فائدہ ہوگا؟ ارشاد ہوا۔ اس عقیدہ پر تجھے موت آئی تو جنت کا حق دار ہوگا۔ یہ سن کر کلمہ شہادت پڑھا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! ان بکریوں کا کیا کروں یہ یہودیوں کی ہیں۔ دنیا میں امانت و دیانت کو قائم فرمانے والے نے ارشاد فرمایا۔ امانت کو ان کے مالکوں تک پہنچادو۔ انہیں لشکر سے باہر لے جاکر قلعہ کی طرف ہانک دو، پیچھے سے دو چار پتھر پھینک دو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے امانت مستحق تک پہنچادے گا۔ اس نے اس حکم پر عمل کیا پھر ہتھیار سنبھالے اور قتال کی صف میں شامل ہوگیا۔ لڑتا ہوا شہید ہوگیا۔ اس کی لاش لائی گئی تو ارشاد نبوی ہوا۔ عمل تھوڑا اور اجر بہت زیادہ۔ میں اس کے سرہانے دو حورین دیکھ رہا ہوں۔ نہ ایک نماز پڑھی نہ

ایک روزہ رکھا۔ بس ایک حکم پر عمل کیا۔ جہاد وہ راستہ ہے جہاں شہادت کا تاج پہنایا جاتا ہے۔(۴۶)

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن

اسی غزوہ میں ایک اعرابی (دیہاتی) حاضر خدمت ہوا اور ایمان لے آیا۔ پہلے قلعہ کی فتح کے بعد جب غنیمت ہاتھ آئی تو اس کا حصہ بھی لگایا گیا۔ اس وقت وہ لشکر کے پچھلے حصہ پر پہرہ دے رہا تھا۔ صحابہؓ نے اس کا حصہ اس تک پہنچایا تو اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کہا کہ یہ وہ حصہ ہے جو اللہ کے رسولؐ نے تیرے لئے نکالا۔ وہ اپنا حصہ لے کر خدمتِ اقدسؐ میں حاضر ہوا۔ عرض کیا۔ میں اس لالچ سے تو آپؐ پر ایمان نہیں لایا تھا؟ میری تمنا یہ ہے کہ تیر گردن پر لگے اور شہید ہو کر جنت میں پہنچ جاؤں۔ ارشاد ہوا۔ اگر تو نے سچ کر دکھایا تو تیری تصدیق کا تجھے صلہ ملے گا۔

دوبارہ لڑائی چھڑی اور مقتولین میں اس کا لاشہ بھی ملا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا لاشہ دیکھ کر فرمایا۔ اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اپنا جبہء مبارک اس کے کفن کے لئے عطا فرمایا۔ دستِ دعا بلند کر کے ارشاد ہوا۔ ”اے اللہ! یہ تیرا بندہ تیرے راستہ میں مہاجر نکلا۔ شہادت کے خون میں جان دی۔ میں اس پر گواہ ہوں۔“ اللہ رے اس کے نصیب۔ جس کی رسالت کی سب مسلمان گواہی دیتے ہیں اس نے ایک دیہاتی کے اخلاص کی گواہی دی۔(۴۷)

خودکشی حرام موت

لڑائی شدت سے جاری تھی۔ ایک مجاہد بڑی جان سوزی اور مستقل مزاجی سے محو پیکار تھا۔ کافروں کا کوئی مغرور آدمی بھی زندہ نہ چھوڑتا تھا۔ صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آج ہماری طرف سے کوئی شخص نہیں لڑا جیسا کہ فلاں مجاہد۔ ارشاد ہوا۔ وہ دوزخیوں میں سے ہے۔ یہ سن کر حاضرین میں سے کسی نے ایک شخص کو اس کے ساتھ ساتھ لگا دیا۔ لڑتے لڑتے وہ مجاہد سخت زخمی ہوگیا۔ برداشت نہ رہی تو مرنے میں جلدی کی۔ اپنی تلوار کو زمین میں نصب کیا۔ اس کی نوک سینہ میں اتار کر خودکشی کرلی۔ نگہبان شخص دوڑتا ہوا خدمت اقدس میں پہنچا اور عرض کیا۔ اللہ نے اپنے رسولؐ کی بات کو سچ کر دکھایا۔ یہ سن کر فرمایا۔ اللہ اکبر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسولؐ ہوں۔ حضرت بلالؓ کو حکم ہوا کہ منادی کردیں کہ جنت میں سوائے مومن کے اور کوئی نہیں جائے گا۔ بے شک اللہ اپنے دین کی مدد تو فاجر آدمی سے بھی لے لیتا ہے۔(۴۸)

فدک۔ مال فے

مدینہ سے دو یا تین دن کی مسافت پر شمالی حجاز میں خیبر کے قریب فدک ایک بستی تھی۔ یہاں پانی کے چشمے تھے۔ کھجور اور اناج کافی مقدار میں پیدا ہوتا تھا کمبل بھی بُنے جاتے تھے۔ یہودیوں کی اس بستی کا سردار

یوشع بن نون تھا۔

خیبر پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محیصہؓ بن مسعود انصاری کو اسلام کی دعوت دینے فدک روانہ فرمایا۔ اہلِ فدک نے انہیں روکے رکھا۔ اتنے میں اطلاع ملی کہ قلعۂ ناعم فتح ہوگیا۔ یہ بھی روایت ہے کہ خیبر سے واپسی پر حضرت محیصہؓ کو روانہ فرمایا۔ اہلِ فدک نے آدھی زمین اور نخلستان کی پیداوار کے نصف حصے پر مصالحت کرلی۔(۴۹) اس طرح آدھا فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خالصہ ہوگیا۔ یہ شرط بھی رکھی گئی کہ جب ہم چاہیں گے تمہیں زمینوں سے بے دخل کردیں گے۔ چونکہ اس کے حصول کے لئے مسلمانوں نے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے۔ اس لئے یہ ان میں تقسیم نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بغیر جنگ و جدال یہ زمین بطور فئے اپنے رسول کو عطا فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یہ زمین اور نخلستان آپ کے لئے مخصوص رہے۔ اس کی آمدنی سے اہل بیت اور مسافروں کے اخراجات پورے فرماتے۔ حضرت محیصہؓ کے حسن کارکردگی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مستقل روزینہ مقرر فرمایا۔(۵۰)

فتوح البلدان میں بلاذری نے لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تین اموال (زمین اور پیداوار میں) مخصوص تھے۔

فدک کی آمدنی اہلِ بیت اور مسافروں پر تقسیم فرماتے، بنی نضیر کی

اراضی آپؐ کی ضروریات کے لئے وقف تھیں۔ خیبر کے آپؐ نے تین حصے فرمادیئے تھے۔ دو حصے عام مسلمانوں کے لئے اور ایک حصہ ازواج مطہرات کے سالانہ مصارف کے لئے۔ جو بچ جاتا وہ نادار مہاجرین کو دیا جاتا۔ (۵۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت فاطمہؓ نے "فی" کے ترکہ میں سے اپنا حصہ طلب کیا۔ خلیفہ الرسولؓ نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے مال میں عمل میراث نہیں ہوتا۔ جو کچھ چھوڑ جاؤں وہ سب صدقہ ہے۔ اس پر حضرت فاطمہؓ ناخوش ہوئیں۔ حضرت صدیقؓ نے کہا کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ

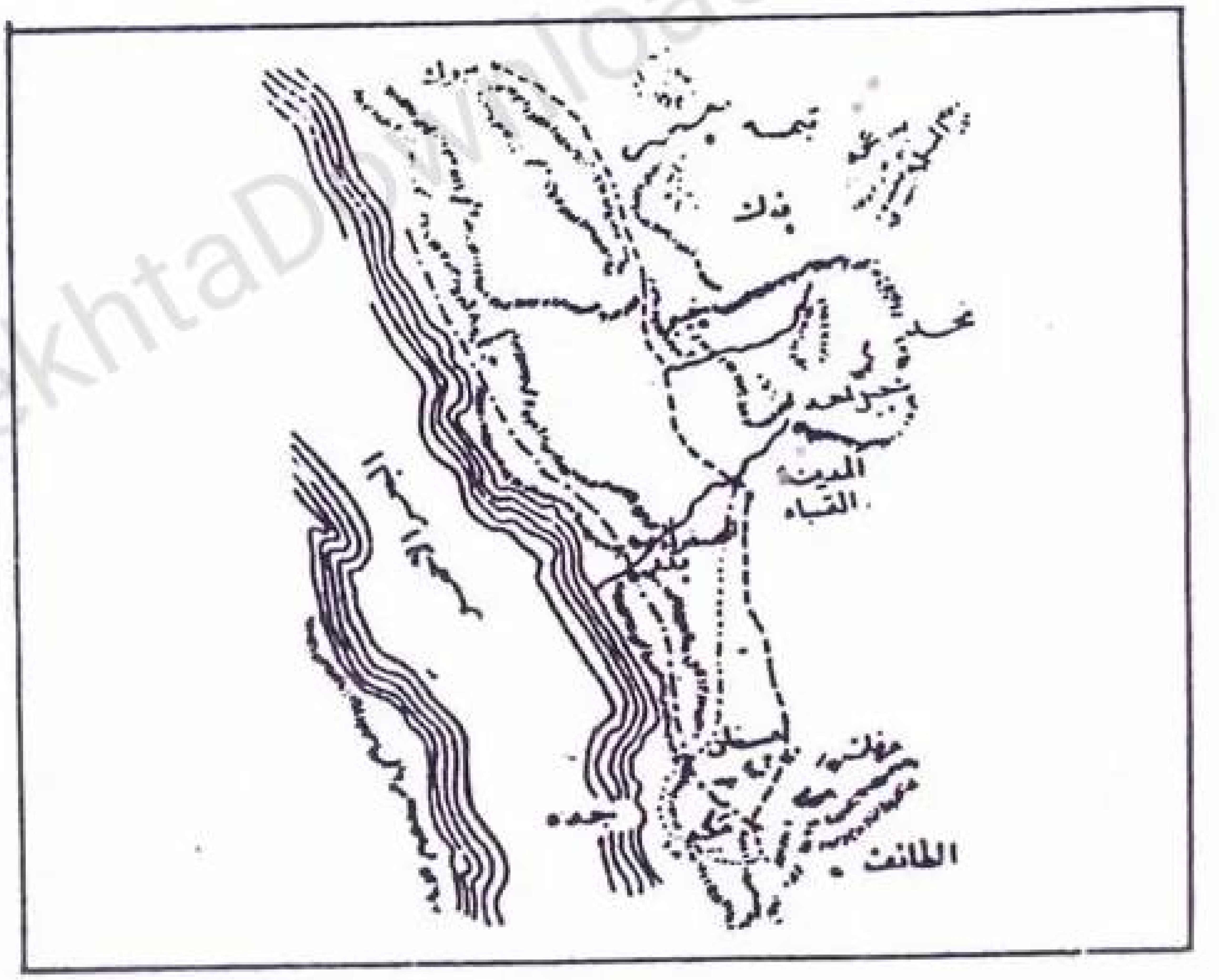

وسلم نے جو کچھ تصرف فرمایا ہے میں اس میں سے کسی عمل کو ترک نہیں کر سکتا ورنہ گمراہ ہو جاؤں گا۔ حضرت عمرؓ نے مال موقوفہ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو دے دیا لیکن خیبر اور فدک کو اپنی نگرانی میں رکھا۔ کہا کہ یہ رسول اللہ کا وقف ہے اور اب ان مصارف کے لئے رکھا گیا ہے جو آئندہ درپیش ہوں گے۔ (۵۲)

یہودی دور فاروقی میں فدک سے نکال دیئے گئے۔ انہیں ان کے حصے کی زمین کی قیمت ادا کی گئی اور وہ شام کی طرف نکل گئے۔

وادی القریٰ

خیبر کے معاملات سے فراغت کے بعد آپ وادی القریٰ میں آئے (قریٰ جمع ہے قریہ کی) یہاں یہود کی کئی بستیاں تھیں۔ قدیم زمانے میں عاد و ثمود یہیں آباد تھے جن کے آثار اب بھی موجود ہیں۔ اس کے باشندوں کو اسلام کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے انکار کیا اور یہاں کے یہود جنگ کے لئے آمادہ ہوئے۔ دن بھر لڑائی ہوتی رہی۔ ان کے سورما ایک کے بعد ایک مبارزت طلب کرتے ۔ حضرت زبیر ابن عوام نے دو سورماؤں کو اور حضرت علیؓ نے ایک کو واصل جہنم کیا۔ اس طرح یکے بعد دیگرے دس یہودی قتل ہوئے۔ دوسرے دن فتح نصیب ہوئی۔ اس وقت علمبردار سعدؓ بن عبادہ تھے۔ ان کے علاوہ حضرت حبابؓ بن منذر، سہیلؓ بن حنیف اور عبادؓ بن بشر کو بھی رایت (علم) عطا فرمائے۔ اموال پر مسلمانوں نے قبضہ

کرلیا۔ لیکن اراضی کاشت کے لئے ان ہی کے پاس رہنے دی گئی اور ان سے اہلِ خیبر کی طرح معاملہ کیا گیا۔ حضرت عمروؓ بن سعید بن العاص کو وادی القریٰ کا والی مقرر فرمایا۔ اس وادی میں مسلمانوں نے چار دن قیام کیا۔(۵۳)

تیما کا معاملہ

تیما خیبر سے کچھ دور واقع ہے۔ یہود یہاں زمانہ قدیم سے آباد تھے۔ تیما کے یہود نے جب خیبر، فدک اور وادی القریٰ کے حالات سنے تو سخت خوفزدہ ہوئے۔ صلح کی درخواست کے ساتھ حاضر ہوئے۔ جزیہ لے کر انہیں ان کی بستیوں میں رہنے دیا گیا اور زمینوں پر کاشت کی اجازت دی گئی۔ یزید بن ابوسفیان کو جو اسی دن مسلمان ہوئے تھے۔ تیما کا حاکم مقرر فرمایا۔(۵۴)

قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں مغلطائی کے حوالے سے اہل تیما کی جزیہ دینے کی شرط لکھی ہے۔ عہد فاروقی میں خیبر اور فدک سے یہودی نکالے گئے۔ وادی القریٰ اور تیماء کے یہودیوں کو ان کے علاقے سے بے دخل نہیں کیا گیا۔ اس لئے کہ یہ دونوں مقامات حجاز کی سرحد سے باہر تھے اور شام کے علاقے میں شامل سمجھے جاتے تھے۔

فجر کی نماز کا قضا ہونا

واپسی میں رات بھر سفر جاری رہا۔ شب بھر کی تکان کے باعث

صحابہؓ نے پڑاؤ کی درخواست کی۔ فرمایا مجھے ڈر ہے کہیں سوتے میں نماز نہ نکل جائے۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا۔ میں جگا دوں گا۔ اس جگہ قیام کرتے ہوئے بلالؓ سے فرمایا۔ تم پہرہ دو۔ بلال جاگنے کی خاطر نماز پڑھتے رہے۔ پھر اپنی سواری سے ٹیک لگا کر مشرق کی جانب طلوع سحر کا انتظار کرتے رہے۔ بیٹھے بیٹھے ان پر اونگھ پھر نیند طاری ہو گئی۔ جب دھوپ نکلی تو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھلی۔ گھبرا کر فرمایا۔ اے بلال تمہارا وہ ذمہ کیا ہوا؟ عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! جس چیز نے آپؐ کو روک لیا میرے نفس پر بھی طاری ہو گئی۔ ایسی نیند مجھے کبھی نہیں آئی تھی۔ فرمایا۔ ہماری ارواح اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔ جب چاہتا ہے۔ ہمارے جسموں میں واپس کر دیتا ہے۔ جب کوئی نماز نیند کے غلبے یا بھول سے فوت ہو جائے تو جاگتے ہی یا یاد آتے ہی ادا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔ یہاں سے کوچ کرو۔ یہاں شیطان آگیا ہے۔ کچھ دور جا کر اذان کا حکم دیا۔ وضو کر کے پہلے سنت ادا فرمائی۔ حضرت بلالؓ نے اقامت کہی اور آپؐ نے نماز پڑھائی۔

محبتوں کا امیں

مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہوئے جب جبل احد دکھائی دیا تو ارشاد ہوا "ہم اس پہاڑ سے محبت کرتے ہیں اور یہ ہم سے محبت کرتا ہے۔ اے

اللہ! میں دونوں پہاڑوں کی درمیانی جگہ (مدینہ) کو حرم قرار دیتا ہوں۔"(۵۵)

نتائج و احکام

خیبر کی فتح مملکت مدینہ کے سیاسی استحکام اور ملکی سالمیت کا باعث بنی۔ اسلام کے سیاسی نقطۂ نظر سے دو دشمن خاموش ہو گئے۔ مکہ کے مشرکین حدیبیہ کے معاہدے میں جکڑے گئے۔ یہود کی جڑیں کٹ گئیں۔ اب صرف عیسائی باقی رہ گئے تھے۔ وہ زیادہ تر حجاز کے علاقہ سے باہر شام میں آباد تھے۔ خیبر میں قیام کے دوران ہی شارع اسلام نے جدید تر فقہی احکام نافذ فرما دیئے جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ پنجہ دار پرند کا کھانا حرام کر دیا گیا۔ ۲۔ درندہ جانور بھی حرام کر دیئے گئے۔ ۳۔ گدھا اور خچر کا گوشت حرام کر دیا گیا۔ ۴۔ اب تک لونڈیوں سے فوری تمتع جائز تھا اب قدغن لگا دی گئی۔ حاملہ ہوں تو وضع حمل تک ورنہ ایک ماہ تک تمتع جائز نہیں۔ ۵۔ سونا چاندی بہ تفاضل خریدنا حرام ہوا۔ ۶۔ بعض روایتوں میں ہے کہ متعہ بھی اسی غزوہ میں حرام ہوا۔ (۵۶)

ماخذ و حواشی

ہجرت کا ساتواں سال

غزوہ خیبر

۱۔ تذکرہ دیار حبیب: اردو ترجمہ وفاء الوفا صفحہ ۱۱۲ برید چار فرسخ کا نام ہے
(ا) ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے۔ ایک میل میں ۳۵۰۰ ہاتھ ہوتے تھے۔
ہاتھ کا گز (۲۴) انگلیوں کا ہوتا تھا
ایک برد یا برید میں ۱۲ میل ہوتے تھے۔
(ب) رسول رحمت: ابوالکلام آزاد صفحہ ۴۰۱ مرتبہ غلام رسول مہر
۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۹ صفحہ ۶۹ بحوالہ البدایہ والنہایہ
۳۔ غزوۂ خیبر: محمد احمد باشمیل صفحہ ۲۵
۴۔ (ا) سیرت المصطفیٰ: محمد ادریس کاندھلوی صفحہ ۱۳۸
(ب) رزم حق و باطل: شاہ بلیغ الدین صفحہ ۱۳۷
(ج) اردو دائرۂ اسلامیہ جلد ۹ صفحہ ۶۹
(د) حیات محمدؐ: محمد حسین ہیکل صفحہ ۴۸۳
۵۔ رسول رحمت: ابوالکلام آزاد مرتبہ غلام رسول مہر صفحہ ۴۰۵
۶۔ حدیث وقائع: اکبر خان صفحہ ۲۶۰
۷۔ سیرۃ النبیؐ: شبلی جلد ۱ صفحہ ۴۸۹ بحوالہ زرقانی مطبوعہ ناشران قرآن لمیٹڈ
۸۔ پیغمبر انسانیت: شاہ محمد جعفر پھلواری صفحہ ۵۰۹
۹۔ (ا) مغازی الرسولؐ: واقدی صفحہ ۳۱۱
(ب) زاد المعاد: ابن قیم حصہ دوم صفحہ ۲۳۰

۱۰۔ سیرت النبی کاملؒ: ابن ہشام جلد دوئم صفحہ ۳۹۲

۱۱۔ اخبار النبی: طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۰۲

۱۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۲

۱۳۔ مغازی الرسولؐ: واقدی صفحہ ۳۱۲

۱۴۔ رحمۃ اللعالمینؐ: سلمان منصور پوری جلد اول صفحہ ۲۱۹

۱۵۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد ۵ صفحہ ۸۲

۱۶۔ بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۲۱

۱۷۔ الرحیق المختوم: صفی الرحمٰن مبارک پوری صفحہ ۵۸۴

۱۸۔ بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۲۴

۱۹۔ مواہب لدنیہ: قسطلانی حصہ اول صفحہ ۳۸۲

۲۰۔ سیرت النبی کاملؒ: ابن ہشام حصہ دوم صفحہ ۳۹۷

۲۱۔ مدارج النبوت: شیخ عبدالحق دہلوی صفحہ ۳۴۱

۲۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۲

۲۳۔ رحمۃ اللعالمینؐ: سلمان منصور پوری جلد ۱ صفحہ ۲۲

۲۴۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۲

۲۵۔ مسلم شریف: جلد ۵ صفحہ ۸۴

۲۶۔ رسالت مآبؐ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۲۵

۲۷۔ زادالمعاد: ابن قیم جلد ۲ صفحہ ۲۳۷

۲۸۔ بخاری شریف: جلد دوم صفحات ۱۰۹، ۱۱۹ اور ۱۳۰

۲۹۔ رسالت مآبؐ: ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۲۷

۳۰۔ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ۵ صفحہ ۸۴

۳۱۔ (ا) صحیح مسلم جلد ۵ صفحہ ۹۷

(ب) طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۳۰۸

۳۲۔ زادالمعاد: ابن قیم حصہ دوم صفحہ ۲۳۵

۳۳۔ (ا) سیرت النبی کاملؒ: ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۳۹۹

(ب) اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۳

(ج) مغازی الرسولؐ: واقدی صفحہ ۳۱۳

(د) زادالمعاد: ابن قیم حصہ دوم صفحہ ۲۳۵

۳۴۔ عہد نبوی کے غزوات و سرایا: ڈاکٹر رؤفہ اقبال صفحہ ۱۹۲ بحوالہ سیرۃ حلبیہ

۳۵۔ زادالمعاد: ابن قیم حصہ دوم صفحہ ۲۳۸

۳۶۔ سیرت المصطفیٰؐ: محمد ادریس کاندھلوی حصہ دوم صفحہ ۱۴۱

۳۷۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۳

۳۸۔ فتوح البلدان: البلاذری صفحہ ۴۸

۳۹۔ نقوش رسول نمبر جلد ۱۱ صفحہ ۳۱۸

۴۰۔ (ا) سیرت المصطفیٰؐ: محمد ادریس کاندھلوی بحوالہ سنن ابی داؤد

(ب) سیرت النبی کامل: ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۴۱۷

(ج) فتوح البلدان: البلاذری صفحہ ۵۰

(د) پیغمبر انسانیت: شاہ محمد جعفر پھلواری صفحہ ۵۲۲

۴۱۔ (ا) سیرت رسول کریمؐ: کامل ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۳۵۴

(ب) مواہب لدنیہ: قسطلانی جلد دوم صفحہ ۱۹۳

۴۲۔ مغازی رسول اللہ: عروہ بن زبیرؓ صفحہ ۲۰۳

۴۳۔ التنبیہ والاشراف: مسعودی صفحہ ۸۲

۴۴۔ سیرت النبی کاملؒ: ابن ہشام صفحہ ۴۲۴

۴۵۔ زادالمعاد: ابن قیم حصہ دوم صفحہ ۲۴۱

۴۶۔ مغازی رسول اللہ: غزوہ ابن زبیر صفحہ ۲۰۵

۴۷۔ زادالمعاد: ابن قیم حصہ دوم صفحہ ۲۴۷

۴۸۔ بخاری شریف جلد دوم صفحات ۱۹۳ اور ۱۵۰

۴۹۔ تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۳۶۳

RekhtaDownload.com

۵۰- اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۹ صفحہ ۱۷

۵۱- فتوح البلدان: البلاذری صفحہ ۵۶

۵۲- بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶۱

۵۳- فتوح البلدان: البلاذری صفحہ ۷۳

۵۴- اصح السیر: عبدالرؤف داناپوری صفحہ ۲۵۴

۵۵- صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۵۱ حدیث نمبر ۱۲۵۳

۵۶- سیرۃ النبی: شبلی نعمانی جلد اول صفحہ ۵۱۵

کتابی ایڈیشن مطبوعہ ناشران قرآن لمیٹڈ

RekhtaDownload.com

عمرۃ القضاء

وجہ تسمیہ

اسے کئی ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ عمرۃ القضیہ، عمرۃ الصلح اور عمرۃ الحدیبیہ۔ ذی قعدہ سنہ ٦ ہجری میں کفّار نے مسلمانوں کو عمرہ ادا کرنے سے روک دیا تھا۔ یہ اس عمرہ کی قضاء ہونے کی وجہ سے عمرۃ القضاء کہلاتا ہے۔

فتح خیبر سے واپسی کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے آٹھ مہینے مدینہ میں قیام فرمایا اور چند سَریّہ روانہ فرمائے۔ ذی قعدہ سنہ ۷ ہجری میں حکم ہوا کہ عمرہ کی تیاری کریں اور یہ بھی کہ صلح حدیبیہ کے شرکاء میں سے کوئی رہ نہ جائے۔ کچھ اور مسلمان بھی ان کے ہمراہ عمرہ کے لئے نکلے اس طرح ان کی تعداد دو ہزار کے لگ بھگ ہوگئی جن مین دو سو گھڑ سوار تھے۔ ہدی (قربانی) کے ۷۰ اونٹ ہمراہ تھے۔ مدینہ پر حضرت عویفؓ بن اضبط دیلی کو بروایت دیگر ابور ہم غفاریؓ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔

ذوالحلیفہ پہنچ کر حضورؐ اور صحابہ نے عمرہ کا احرام باندھا اور تلبیہ

پڑھتے ہوئے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ احتیاط کے خیال سے ہتھیار بھی ساتھ لے لئے تھے۔ ہدیٰ کے اونٹوں پر حضرت ناجیہؓ اسلمی گھوڑوں پر حضرت محمدؓ بن مسلمہ اور ہتھیاروں پر حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کو نگراں مقرر فرمایا آپؐ اس پہاڑی راستے سے چلے جو حجون پر نکلتا ہے۔

معاہدہ میں ہتھیار ساتھ نہ رکھنے کی شرط تھی۔ اس لئے مکہ سے آٹھ میل دور بطن یاجج میں انہیں چھوڑ دیا گیا۔ حضرت اوس خولی انصاریؓ کی قیادت میں دو سو افراد کا ایک دستہ حفاظت پر مامور کیا گیا البتہ سوار کا ہتھیار یعنی میان میں رکھی ہوئی تلوار ساتھ تھی۔

اہلِ مکہ کو جب اطلاع ہوئی کہ مسلمان قریب پہنچ گئے ہیں تو مکرز بن حفص کو دریافت حال کے لئے بھیجا گیا۔ بتایا گیا کہ عمرہ کے لئے آئے ہیں احتیاط کے خیال سے ہتھیار ساتھ ہیں۔ مسلمانوں سے نفرت کی بناء پر اکثر لوگوں نے شہر خالی کر دیا اور پہاڑوں میں پناہ لے لی۔ کچھ مشرکین مسلمانوں کو دیکھنے کے لئے جبل قعیقعان پر جمع ہو گئے کچھ حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے۔

دارالندوہ نے صحابہ کرام کو صفیں باندھ کر نظم و ضبط کے ساتھ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے کا حکم ہوا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حرم کی جانب بڑھ رہے تھے تو حضرت عبداللہؓ ابن رواحہ قصویٰ کی مہار تھامے ہوئے تھے۔ مسلمان تلبیہ پڑھتے ہوئے حرم میں داخل ہوئے۔ ان کے گلوں میں نیام میں پڑی ہوئی تلواریں تھیں۔(۱)

زباں کرتی ہے کارِ تازیانہ

ابن کثیر نے "البدریہ دالنھایہ" میں تحریر کیا ہے کہ کچھ مشرک نوجوان آپؐ کی سواری کے سامنے آجاتے تھے۔ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بچا بچا کر لے جاتے تھے۔ حضرت عبداللہؓ ابن رواحہ نے جب یہ ماجرا دیکھا تو رجزیہ اشعار پڑھنا شروع کر دیئے۔(۲)

اے کفار کی اولاد! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ ہر طرح کار خیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ ہے۔ اے پروردگار میں ان کے تمام اقوال پر ایمان رکھتا ہوں' انھیں مانتا ہوں اور مان کر ہی اللہ کا حق پہچانتا ہوں۔"

"اس حکم کے نفاذ کے لئے ہماری تلوار کا ایک مار سر کو کندھوں سے جدا کر دیتا ہے اچھی طرح سن لو کہ حق کے راستے میں دوستی رکاوٹ نہیں بن سکتی۔"

حضرت عمرؓ نے حضرت ابن رواحہؓ کو ٹوکتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور حرم میں شعر پڑھ رہے ہو؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عمر میں ابن رواحہ کو سن رہا ہوں ان کے شعر کافروں پر تیر بن کر چبھ رہے ہیں۔ کفّار غیظ و غضب کی نظروں سے گھور رہے تھے۔

حضورؐ نے قصواء پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف شروع کیا۔ اپنی چادر داہنی بغل سے نکال کر بائیں شانے پر ڈال لی جسے اصطلاح میں

اضطباع کہتے ہیں۔ سواری ہی پر سے اپنی ٹیڑھی موٹھ کی لکڑی سے حجراسود کا استلام (بوسہ دینا) فرمایا۔

طنزِ حریفاں

کُفّار آپس میں کہنے لگے کہ مدینہ کی آب و ہوا نے انہیں کمزور کردیا ہے وہ مشقت اور تنگی سے ناتواں ہوگئے ہیں۔ یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ طواف کے تین چکروں میں رمل کرو یعنی اکڑ اکڑ کر کندھوں کو کھول کر تیزی سے چلو۔ یہ سنت آج تک جاری ہے۔ حکم ہوا کہ مطاف میں پھیل کر طواف کرو تاکہ قوت اور طاقت کا مظاہرہ ہو۔

امام النّاس

جب طواف سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا اے کاش آپؐ مقام ابراہیم کو مصلیٰ بنالیتے۔ اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی کے ساتھ تشریف لائے۔(۳)

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى

ترجمہ:۔ جس مقام پر ابراہیم کھڑے ہوئے تھے اس کو نماز کی جگہ بنالو۔

حکم الٰہی کی تعمیل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر آپؐ صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لئے تشریف لے گئے۔ اس موقع پر کُفّار کی بہت بڑی تعداد آپؐ کو دیکھنے کے لئے جمع

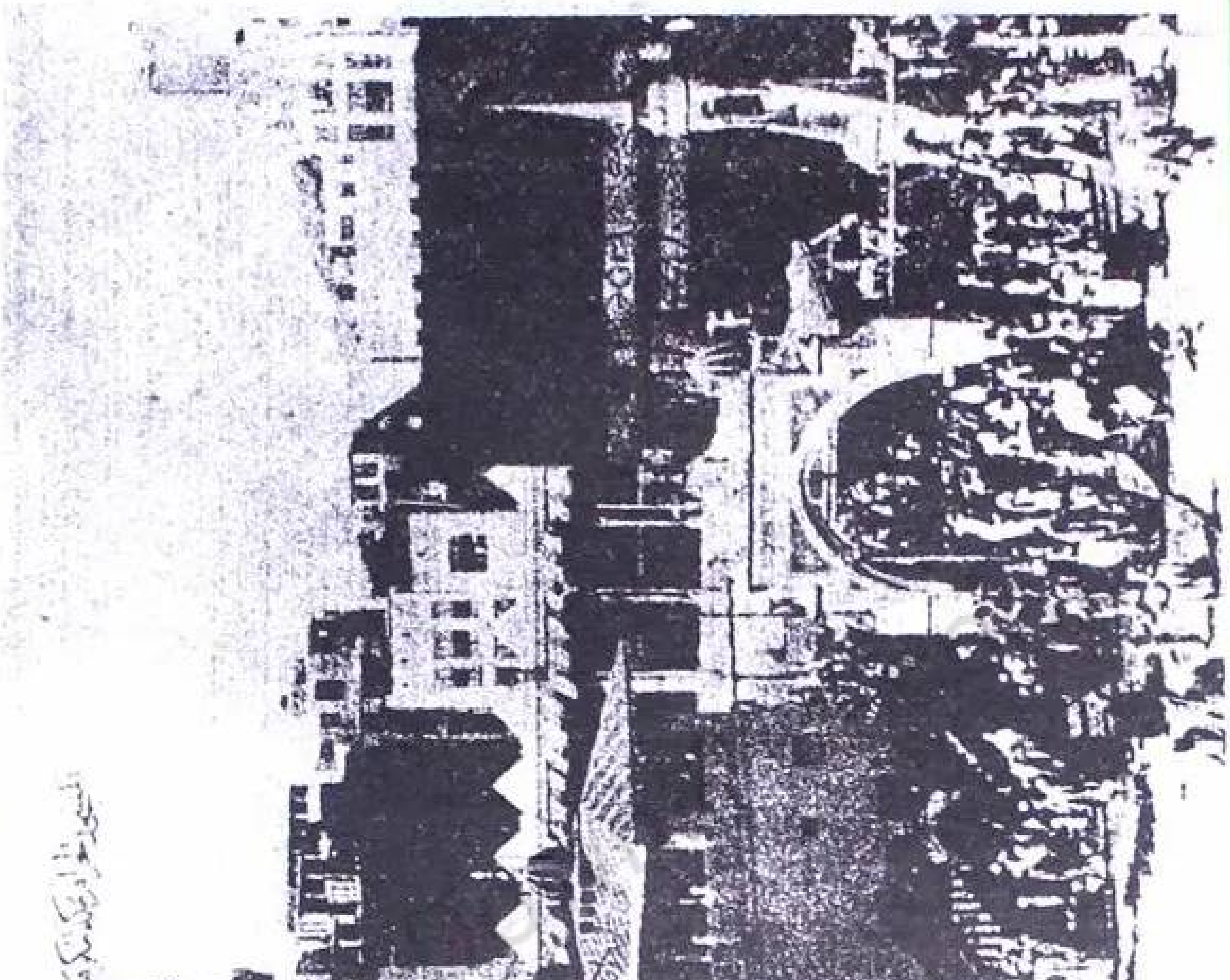

خانہ کعبہ ------- مسجد حرام

ہو گئی۔ حتی کہ لڑکیاں بھی باہر نکل آئیں۔ آپؐ نے نہ ان لوگوں کو ہٹایا اور نہ کسی کو دھکا دیا لیکن جب ہجوم زیادہ ہو گیا تو سواری پر بیٹھ گئے

ارکانِ عمرہ سے فراغت کے بعد ہدی کے اونٹ جو پہلے سے ہی ذی طویٰ میں موجود تھے طلب فرمائے اور انہیں مروہ پر ذبح فرمایا۔ ارشاد ہوا مروہ اور مکہ کے تمام گلی کوچے قربان گاہ ہیں۔ اسی جگہ آپؐ نے سرِ مبارک منڈوایا جو صحابہؓ عمرہ کر چکے تھے ان میں سے ایک جماعت کو بطن یاجج بھیج دیا گیا۔ سامان کی حفاظت کرنے والوں کو بغرضِ ادائیگیِ عمرہ بلوایا گیا۔ بیت اللہ میں آپؐ داخل ہوئے یا نہیں؟ اس بارے میں ابن سعد کی روایت ہے کہ آپؐ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور ظہر تک اندر رہے۔ حضرت بلالؓ نے کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔ دوسری روایت یہ بھی ہے کہ آپؐ نے اجازت کے لئے ایک آدمی کو قریش کے پاس روانہ کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ بیت اللہ میں داخلہ صلح کی شرائط میں نہیں ہے۔(۴)

آپؐ نے مکہ میں کسی مکان میں قیام نہیں فرمایا آپؐ کے لئے ریتیلی زمین پر چمڑے کا خیمہ نصب کیا گیا۔ روانگی تک آپؐ نے یہیں قیام فرمایا۔

وہ حدیثِ جمالِ انساں ہے

تین شب و روز کا قیام مکمل ہو گیا تو سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزیٰ آئے۔ اس وقت آپؐ انصار کے درمیان تشریف فرما تھے۔ کہا ہم اللہ اور عہد کا واسطہ دیتے ہیں کیا تم ابھی تک ہماری سرزمین سے

رخصت نہیں ہوئے؟ حالانکہ تین دن گزر چکے ہیں۔(۵) یہ سن کر حضرت سعدؓ ابن عبادہ سے ضبط نہ ہوسکا تڑپ کر کہہ اٹھے یہ سرزمین نہ تمہاری ماں کو وراثت میں ملی ہے اور نہ تمہارے باپ کو لہٰذا اس پر.....(٦)

وہ اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے کچھ کہنے سے روک دیا۔ فرمایا میں نے یہاں ایک خاتون سے نکاح کیا ہے کیا ولیمہ تک نہ ٹھہر جاؤں تاکہ ہم اور تم مل کر کھانا کھائیں۔ انہوں نے درشتی سے جواب دیا ہمیں آپؐ کے کھانے کی ضرورت نہیں بس یہاں سے نکل جائیے۔ یہ سن کر آپؐ نے اسی وقت حضرت ابورافع کو کوچ کی منادی کا حکم دیدیا اعلان ہوا کہ کوئی مسلمان وہاں شام نہ کرے۔(۷)

میزان دلبری میں انہیں تولتے رہے

اہل مکہ نے پہاڑوں سے اتر کر اپنے گھروں کا جائزہ لیا تو ایک تنکا بھی ادھر کا ادھر نہ پایا۔ تین دن تک قیام کے باوجود ذرہ برابر بھی کسی چیز کو نقصان نہ پہنچا تھا۔ یہی اخلاقی اقدار اور بلندی کردار کے ثبوت تھے۔ جس کے لئے ذاتِ اقدس کا ظہور ہوا تھا۔ صحابہ کرام کے تزکیۂ قلب و نفس نے انہیں ان قدروں کو جیتا جاگتا نمونہ بنا دیا تھا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس عمل سے کُفّار متاثر نہ ہوئے ہوں گے؟ خاموش لمحوں میں کیا یہ طرز عمل دل کے نرم گوشوں میں سر نہ اٹھایا ہوگا؟

حضرت میمونہؓ بنت حارث سے نکاح

حضرت میمونہؓ ہلالیہ کی کئی بہنیں تھیں جو قریش کے معزز افراد سے بیاہی گئی تھیں۔ ایک حضرت عباسؓ کی زوجہ تھیں۔ ایک بہن حضرت خالدؓ بن ولید کی ماں تھیں۔ حضرت میمونہؓ بیوہ ہوگئی تھیں اور حضرت عباسؓ کی نگرانی میں رہ رہی تھیں۔ عمرہ کے موقع پر حضورؐ نے حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کو ان کے پاس نکاح کا پیام دے کر روانہ کیا۔ انہوں نے یہ اختیار حضرت عباسؓ کو دیا انہوں نے بعوض ۴۰۰ درہم نکاح پڑھایا۔ رسمِ عروسی ادانہ ہوئی تھی کہ قریش نے مکہ خالی کرنے کا تقاضا کیا۔ آپؐ نے غلام ابو رافع کو انہیں لانے کا حکم دیا اور مکہ سے دس میل پر مقام سرف میں عروسی فرمائی۔(۸)

ان سے ۴۶ حدیثیں مروی ہیں۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس مقام پر عروسی ہوئی وہیں انہوں نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ نمازِ جنازہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے پڑھائی اور انہوں نے ہی لحد میں اتارا۔ حضرت میمونہ کے بعد حضورؐ نے کسی اور خاتون سے نکاح نہیں فرمایا۔ اس طرح آخری امّ المومنین بننے کا شرف ان کے حصہ میں آیا۔ سال وفات ۵۱ ہجری بتایا جاتا ہے۔(۹)

درد و درماں --- حضرت خالدؓ بن ولید کا ایمان لانا

حضرت خالدؓ بن ولید خود بیان فرماتے ہیں کہ جب اللہ نے مجھے

ہدایت دینی چاہی تو میرے دل میں اسلام کا رجحان پیدا فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرۃ القضاء کے لئے مکہ تشریف لائے تو میں نے اپنے آپ کو اس نظارے سے عمداً باز رکھا۔ یہ بھی سوچا کیوں نہ یہودی یا نصرانی ہو جاؤں؟ ہرقل کے پاس روم چلا جاؤں؟ میرا مسلمان بھائی ولیدؓ بن ولید جو عمرہ پر ساتھ آیا تھا مجھے تلاش کرتا رہا تھا۔ جب میں نہ ملا تو میرے نام ایک خط دے گیا جس نے میری تقدیر بدل دی۔(۱۰)

جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم

خط بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع ہوا تھا لکھا تھا۔

اسلام سے تمہاری پہلو تہی پر تعجب ہے۔ تم صاحبِ عقل ہو، اسلام جیسے پاکیزہ مذہب سے کسی کا بے خبر رہنا نہایت حیرت انگیز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے تمہارا حال دریافت کیا اور فرمایا "خالد کہاں ہے؟ اس جیسا عاقل اسلام سے بے خبر ہے تعجب ہے۔ اگر خالد مسلمانوں کے ساتھ مل کر دین حق کی مدد اور اہلِ باطل کا مقابلہ کرتا تو اس کے لئے بہتر ہوتا۔ ہم اس کو دوسروں پر مقدم رکھتے۔" پس اے بھائی تلافی کر اب بھی تدارک کا وقت ہے۔

اس خط نے میرے دل کی دنیا دگرگوں کر دی۔ میرا دل خود بخود چشمہ خیر و برکت کی طرف کھنچنے لگا۔ یہ خیال کہ آپؐ نے میرے بارے میں دریافت فرمایا باعث نشاط و انبساط بنا۔ صلح کے بعد آپؐ کا طرزِ عمل میری

خیر خواہی سے مملو تھا۔ ان ہی دنوں میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک تنگ و تاریک گھاٹی میں ہوں۔ دم گھٹنے لگا ہاتھ پیر مارے تو خود کو سرسبز و شاداب اور وسیع میدان میں پایا۔ اس خواب نے میرے اسلام لانے کے عزم میں استقامت پیدا کر دی۔ اسبابِ سفر مہیا کیے لیکن دل نے چاہا کہ کوئی ہم سفر بھی ہوتا۔

اپنے دوست صفوان بن امیّہ کو بھی مائل کرنے کی کوشش کی لیکن اس نے جواب میں کہا کہ تمام مکہ اور قریش مسلمان ہو جائیں تب بھی میں اسلام قبول نہیں کروں گا۔ عکرمہ بن ابو جہل کو ترغیب دی تو اس نے بھی یہی جواب دیا۔ ان کے باپ اور بھائی غزوۂ بدر میں قتل ہوئے تھے اس لئے ان کے جذبات بہت شدید تھے۔

پیمانِ الفت

چلتے چلتے خیال آیا کہ اپنے سچے دوست عثمان بن ابی طلحہ کو بتانے میں کیا حرج ہے؟ اس پر اپنا ارادہ ظاہر کیا تو عثمان نے میرا ساتھ دینے کی حامی بھر لی۔ کہا مقام یاجج میں تم سے ملوں گا جو پہلے پہنچے دوسرے کا انتظار کرے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نکلنے سے پہلے حضرت خالدؓ نے عمدہ نسل کے چند گھوڑے "تحفتاً" مدینہ روانہ کئے۔(۱۱)

گم کردہ خیال تھے کیا ڈھونڈتے رہے؟

حضرت عمروؓ بن العاص کہتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں قریش کے دس

ہزار کے لشکر کی ہزیمت نے مجھے سوچنے پر مجبور کردیا۔ اپنے حامیوں سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سب پر غالب آتے جارہے ہیں۔ میری مانو تو حبشہ چلو۔ نجاشی کی تابعداری محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہیں بہتر ہے۔ سب نے اتفاق کیا۔ بہترین تحائف لے کر ہم نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے اس موقع پر تاجدارِ مدینہ کے سفیر حضرت عمروؓ بن اُمیہ ضمری کو دربار سے نکلتے دیکھا۔

باریابی ہوئی تو احتراماً سجدہ کیا۔ قیمتی تحائف دیکھ کر بادشاہ بے حد خوش ہوا۔ اس لمحہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عرض کیا کہ ابھی جو شخص دربار سے نکلا ہے وہ ہمارے حوالے کردیا جائے تاکہ ہم اس کے قتل سے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کریں۔ اتنا کہنا تھا کہ نجاشی کے تیور بدل گئے وہ بے حد غضب ناک ہوگیا۔ کہا اس ہستی کے سفیر کو تمہارے حوالے کردوں جس کے پاس وہ ناموسِ اکبر آتا ہے جو حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا کرتا تھا؟ اے عمرو! تیری حالت قابلِ افسوس ہے۔ میری مان تو ان کی پیروی کر۔ وہ حق پر ہیں اور وہ تمام دشمنوں پر غالب آجائیں گے۔ میں نے کہا اگر ایسا ہے تو ان کی طرف سے میری بیعت لے لیجئے۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور میں نے اسلام کی بیعت کرلی۔ اپنے ساتھیوں کو حبشہ ہی میں چھوڑا اور خود مدینہ کی راہ لی۔

مقامِ ہدیٰ پر مکہ کے مسافروں سے ملاقات ہوئی۔ سب نے ایک دوسرے کو مرحبا کہا۔ پوچھا کدھر؟ کہا مدینہ۔ ہدایت کا سرچشمہ وہیں ہے۔

تینوں اس سیدھی راہ پر چل پڑے جو مدینے جاتی ہے۔ یہی تو صراطِ مستقیم تھی۔

لعل قیمت کو پہنچتا ہے بدخشاں چھوڑ کر

مقام حرہ پر تینوں نے اپنے اونٹ بٹھائے۔ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ان کی آمد کی اطلاع پہنچا دی۔ آپ بہت مسرور ہوئے۔ فرمایا مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو ہماری طرف ڈال دیا ہے۔ حضرت خالدؓ کہتے ہیں میں نے اچھے کپڑے زیب تن کئے۔ اتنے میں میرا بھائی ولید آیا۔ کہا جلدی کرو اللہ کے رسول تمہارے منتظر ہیں۔ ہم تیزی سے پہنچے۔ ہمیں دیکھا تو چہرۂ انور پر خوشی کی لہر نمودار ہوئی میں نے بے اختیار کہا۔ السلام علیکم یا رسول اللہ! مسکرا کر خندہ پیشانی سے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کلمہ شہادت پڑھا۔ فرمایا۔ قریب ہو جاؤ۔

"اس ذات کے لئے حمد و ثناء جس نے تجھے اسلام کی توفیق دی۔
مجھے تیری عقل سے امید تھی کہ خیر کی طرف رہنمائی کرے گی۔

عرض کیا بہت شرمندہ ہوں۔ ساری عمر لڑائیوں میں حق کی مخالفت کرتا رہا۔ میرے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ خطاؤں کو معاف کردے۔ فرمایا اسلام پچھلی غلطیوں کو دھو ڈالتا ہے۔ (۱۲)

اس کے بعد عثمانؓ بن ابی طلحہ نے دستِ اطاعت بڑھایا اور بیعت سے مشرف ہوئے۔ اب عمروؓ بن عاص بڑھے۔ سامنے بیٹھ کر خاموشی سے

سر جھکا دیا۔ شرم و ندامت سے نگاہ بھی نہ اٹھتی تھی۔ بمشکل عرض کیا اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ پچھلی خطائیں معاف کر دی جائیں۔ ارشاد ہوا اسلام حالت کفر کی لغزشیں دھو ڈالتا ہے۔ ہجرت گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ حج بھی گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اسلام قبول کرنے بعد وہ مکہ لوٹے اور ضروری انتظامات کر کے مدینہ ہجرت کی۔ (۱۳)

ان تینوں نے صفر ۸ ہجری میں ایمان کی دولت سے اپنا دامن بھرا۔

غزوۂ ذاتِ الرِّقاع

وجۂ تسمیہ

رقعہ کی جمع رقاع ہے جس کے معنی ہیں پیوند' ابن ہشام کے بیان کے مطابق جھنڈے میں پیوند لگائے گئے تھے (۱۴) اس لئے رقاع نام پڑا۔ اس غزوہ میں پیدل چلنے سے مجاہدین کے پاؤں پھٹ گئے تھے ایڑیاں چھد گئی تھیں بعض کے ناخن تک گر گئے تھے اس لئے ان پر دھجیاں باندھ لی گئی تھیں۔ یہ غزوہ اسی نام سے مشہور ہے یعنی کپڑوں کی دھجیوں والی لڑائی۔ امام نووی کہتے ہیں کہ ذات الرقاع ایک پہاڑ کا نام ہے۔ کامل ابن اثیر کے بیان کے مطابق ایک پہاڑ ہے جس کے کچھ حصے سپید' سیاہ اور لال ہیں جو نخلہ میں واقع ہے۔ (۱۵) ابن اسحاق نے ایک درخت کے نام پر اس غزوہ

کو موسوم کرنا لکھا ہے۔

اس غزوہ کے سنہ وقوع میں اختلاف ہے بعض جمادی الاولیٰ سنہ ۴ ہجری اور بعض نے محرم ۵ ہجری لکھا ہے۔ اس میں حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی شرکت ثابت ہے۔(۱۶) جو غزوہ خیبر کے موقع پر آئے۔(۱۷) حافظ ابن قیم اس غزوہ کو جنگِ خیبر کے بعد شمار کرتے ہیں۔(۱۸) صلوٰۃِ خوف سب سے پہلے غزوۂ غطفان میں پڑھی گئی جو صلح حدیبیہ کا ایک ضمنی واقعہ ہے۔ اس موقع پر کُفّار کے میر لشکر خالد بن ولید تھے۔ مسلمانوں نے ظہر کی نماز ادا کی تو کُفّار دیکھتے رہے۔ حملہ نہ کیا بعد میں افسوس کرتے رہے کہ کیسا اچھا موقع ہاتھ سے کھو دیا۔ عصر کی نماز میں حملہ طے ہوا حضرت جبرئیلؑ نے حضورؐ کو اطلاع دے دی۔ آپؐ نے اصحاب کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا۔ اس غزوہ میں پہلی بار دو رکعت صلوٰۃ خوف پڑھائی۔ ایک جماعت نماز پڑھتی تو دوسری جماعت حفاظت کے فرائض انجام دیتی۔(۱۹)

مدینہ میں حضرت عثمانؓ یا ابو ذر غفاریؓ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ ۴۰۰ صحابہ کے ساتھ (جن میں ہر چھ کی سواری میں ایک ایک اونٹ تھا) مدینہ سے چل کر نجد کے گاؤں نخل میں قیام فرمایا۔ ان قبائل کی بھاری جمعیت لڑنے کے لئے نکلی لیکن مقابلہ کی نوبت نہ آئی۔ دونوں ایک دوسرے سے خوف کی حالت میں رہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اچانک

حملہ کر کے انہیں منتشر کر دیا گیا۔ لوٹتے ہوئے خوف بھی تھا کہ کہیں وہ جوابی حملہ نہ کر دیں۔ اس لئے راتوں کو باری باری پہرہ دیا جاتا تھا۔ دن کے وقت بھی سفر میں احتیاط برتی جاتی تھی پندرہ دن کے بعد مسلمان مدینہ واپس آئے۔(۲۰)

RekhtaDownload.com

ماخذ اور حواشی

عمرۃ القضاء

۱۔ (ا) اخبار النبیؐ: طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۱۴۶

(ب) سیرت النبیؐ کامل ابن ہشام جلد دوئم صفحہ ۴۲۳

۲۔ (ا) البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۶۴۷

(ب) مغازی رسول اللہؐ: عروہ ابن زبیرؓ صفحہ ۲۰۶

۳۔ اخبار النبیؐ: طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۱۶

۴۔ مدارج النبوت: شیخ عبدالحق صفحہ ۳۷۶

۵۔ زادالمعاد: ابن قیم جلد ۲ صفحہ ۲۶۳

۶۔ البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۶۵۰

۷۔ سیرت النبی کاملؐ: ابن ہشام جلد دوئم صفحہ ۴۳۶

حضرت میمونہ بنت حارث سے نکاح

۸۔ (ا) مغازی رسول اللہؐ: عروہ ابن زبیرؓ صفحہ ۲۰۶

(ب) جوامع السیرۃ: ابن حزم اندلسی صفحہ ۲۳۶

۹۔ (ا) صحابیات: نیاز فتح پوری صفحہ ۱۱۱

(ب) سیر الصحابیات: سعید احمد انصاری صفحہ ۸۰

حضرت خالدؓ بن ولید کا ایمان لانا

۱۰۔ البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۶۶۲

۱۱۔ سیرت [illegible] صفحہ ۲۱۸

۱۲۔ البدایہ والنہایہ: ابن کثیر ۶۵۹ جلد ۴
(ب) سیرت المصطفیٰ: محمد ادریس کاندھلوی حصہ سوم صفحہ ۲۶۸
۱۳۔ تاریخ اسلام والمسلمین: مسعود احمد صفحہ ۳۶۵

غزوہ ذات الرقاع

۱۴۔ سیرت النبی کامل: ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۲۳۵
۱۵۔ (ا) صحیح مسلم جلد ۵ صفحہ ۱۰۷
(ب) سیرت رسول کریم: ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۲۸۱
۱۶۔ صحیح مسلم: مع شرح امام نووی جلد ۵ صفحہ ۱۰۷
۱۷۔ الرحیق المختوم: صفی الرحمن مبارک پوری صفحہ ۳۶۸
۱۸۔ اصح السیر: عبدالرؤف داناپوری صفحہ ۱۷۰
۱۹۔ صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۵۶۹ باب ۳۹۹
۲۰۔ آنحضرت بحیثیت سپہ سالار: محمود خطاب شیت صفحہ ۲۳۴

RekhtaDownload.com

ہجرت کا آٹھواں سال

موتہ کا معرکہ

(جمادی الاوّل ۸ھ --- اگست ۶۲۹ء)

محل وقوع

مُوتہ شام کا ایک شہر ہے جو علاقہ بلقاء کی جنوبی حد پر واقع ہے۔ بلقاء دمشق کے آگے ہے۔ مُوتہ سے بیت المقدس دو منزل پر ہے۔ آج کل یہ علاقہ مملکت اردن میں شامل ہے۔ زمانہ قدیم میں یہ شمشیر سازی کی صنعت کے لئے مشہور تھا۔ یہاں کی بنی ہوئی تلواریں "مشرفیہ" کے نام سے مشہور تھیں۔ اس زمانے میں عرب کے شمال میں فلسطین کی مشرقی سمت سے دریائے فرات کے دہانے تک پھیلے ہوئے علاقے میں دو مشہور سلطنتیں تھیں۔ عراق میں "حیرہ" جہاں ایرانی اثرات اور کسرائے عجم کی علمداری تھی۔ دوسری سلطنت غسانیوں کی تھی جن کے حکمراں عیسائی مذہب کے پیروکار تھے۔ اس طرح وہ بیزنطینی سلطنت اور قیصر روم کے

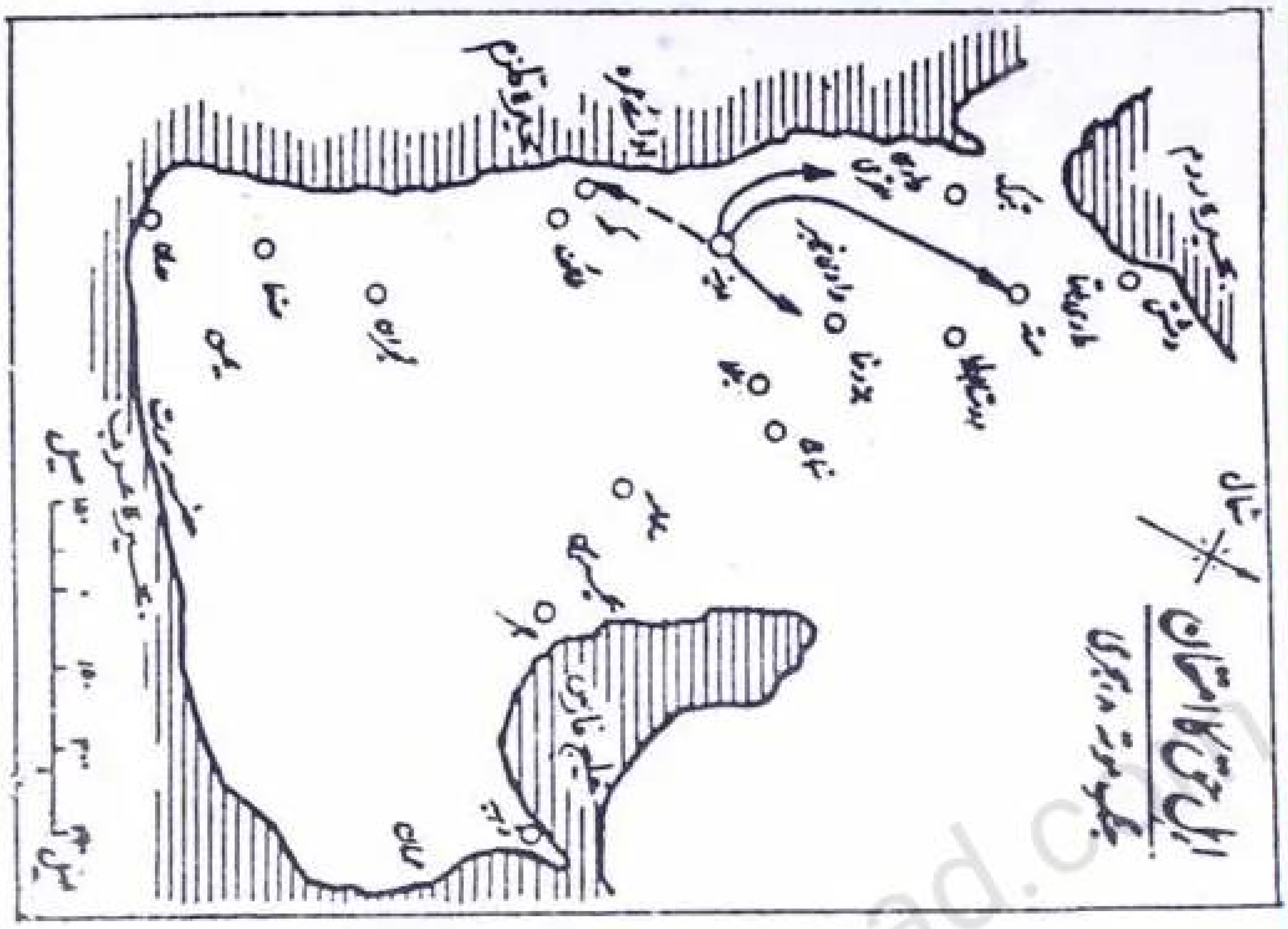

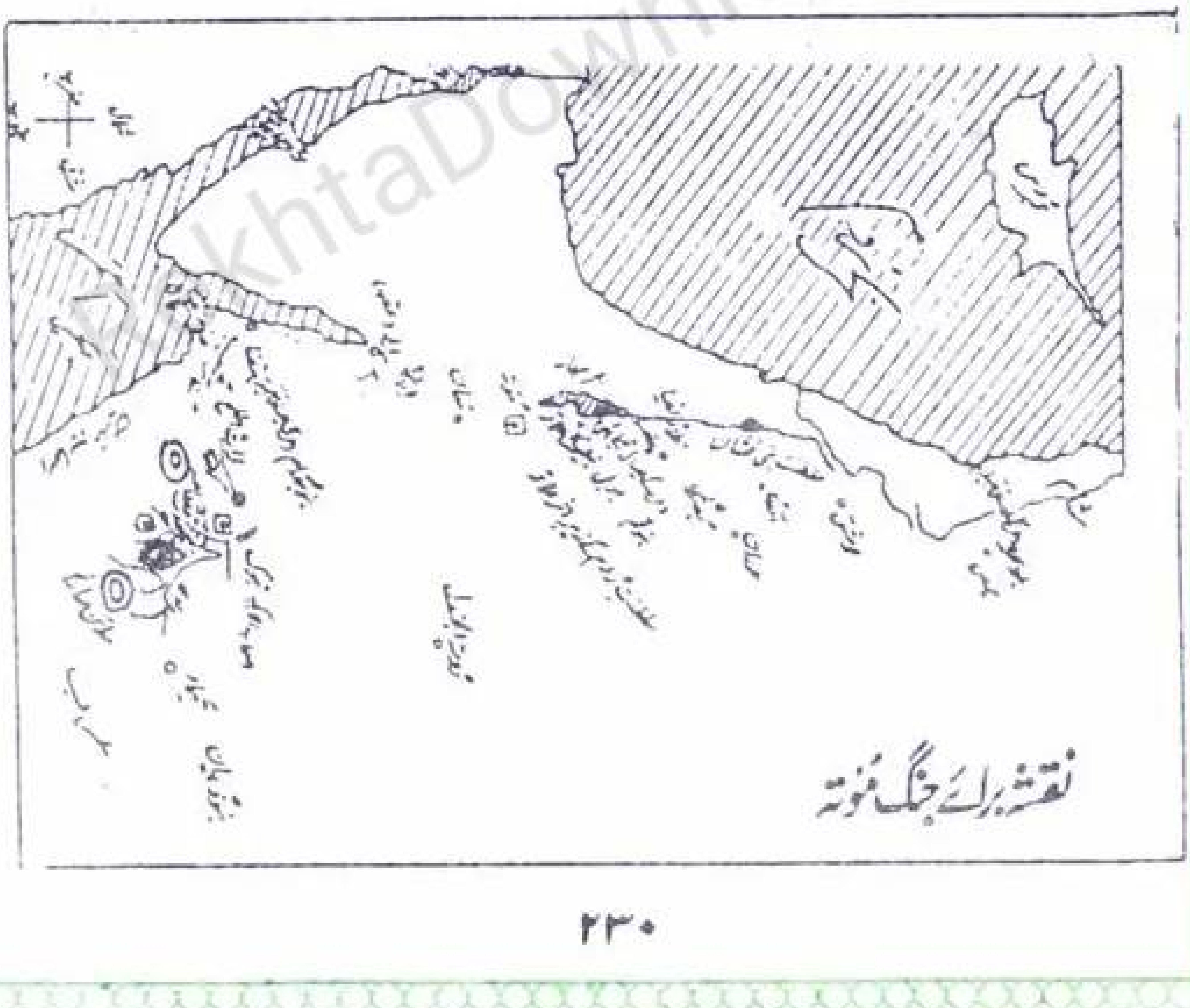

نقشہ برائے جنگ موتہ

حلیف بن گئے تھے۔

وجوہات

جب ہرقلؒ نے اپنی جان اور سلطنت کے چھن جانے کے خوف سے دعوت اسلام قبول نہیں کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عربی النسل لیکن رومی زیر اثر والیان ریاست کو براہ راست اسلام کی دعوت دی۔ ایسا ہی ایک خط حاکم بُصریٰ (موجودہ حوران) کے پاس حضرت حارثؓ بن عمیر ازدی کے ذریعہ روانہ فرمایا۔ حضرت حارثؓ بلقاء کے علاقہ سے گزر رہے تھے کہ قیصر روم کے گورنر شرحبیل بن عمرو غسانی نے انہیں گرفتار کرلیا۔ پوچھا کون ہو اور کہاں جارہے ہو؟ صاف صاف بتا دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفیر ہوں اور نامۂ مبارک بُصریٰ پہنچاتا ہے۔ نہ جانے شُرحبیل کو کیا سوجھی کہ قتل کروادیا۔(۱) بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ یہ خط شُرحبیل ہی کے نام تھا۔ سفیر کا قتل ہر زمانہ میں معیوب سمجھا جاتا رہا۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک یہی قاصد شہید کیے گئے۔ مظلوم سفیر کے قتل نے سُفراء کی جانیں خطرے میں ڈال دی تھیں۔ سلطنت کے وقار کی خاطر سفیر کے خون کا بدلہ لینا ضروری تھا۔ ابن کثیر کا بیان ہے(۲) کہ یہ اطلاعیں بھی مدینہ پہنچ رہی تھیں کہ مسلم علاقوں پر قبضہ کرنے کے لئے دشمنان اسلام کثیر تعداد میں فوجیں جمع کررہے ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس واقعہ کے بعد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم ہرقل کو ایک اور خط روانہ فرمایا جو حسب ذیل ہے۔(۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم

از محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

بنام صاحب الروم

میں تمہارے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرتا ہوں اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو مسلمانوں کے مفاد اور تکالیف دونوں کے حصہ دار ہو گے اور انکار کی صورت میں جزیہ دینا ہو گا یہ خدا کا حکم ہے۔

"اہل کتاب میں سے جن لوگوں کا یہ حال ہے کہ نہ تو خدا پر (سچا) ایمان رکھتے ہیں نہ آخرت کے دن پر ان کا ایمان ہے۔ نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے حرام ٹھہرادیا ہے۔ اور نہ سچے دین پر عمل پیرا ہیں تو (مسلمانو!) ان سے بھی جنگ کرو۔ یہاں تک کہ وہ اپنی خوشی سے جزیہ دینا قبول کریں اور حالت ایسی ہو جائے کہ ان کی سرکشی ٹوٹ جائے۔"

نظرِ انتخاب

ہرقل نے اسے اپنے خلاف دھمکی سمجھا۔ اس سے نبٹنے کے لئے ایران۔ سے مقابلہ کے لئے جمع کی ہوئی ایک لاکھ فوج تیادوقس بطریق کی قیادت میں مسلمانوں سے لڑنے کے لئے سرحد پر بھیج دی۔(۴) یہ خبر

جب مدینہ پہنچے تو حکم ہوا حارث بن عمیرؓ کے خون کا انتقام لینے کے لئے "جرف" میں مجاہدین جمع ہو جائیں۔ جرف مدینہ سے تین میل شمال میں ہے وہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ یمن سے کچھ کمک بھی آگئی تھی۔ حضرت عوفؓ بن مالک اشجعی اور حضرت خالدؓ بن ولید بھی لشکر میں شامل ہو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار مجاہدوں کا لشکر موتہ کی جانب روانہ فرمایا۔ اس پر حضرت زیدؓ بن حارثہ کو امیر مقرر کیا۔ بعض لوگوں نے جن میں حضرت جعفرؓ بن ابی طالب بھی شامل تھے ان کی امارت پر اعتراض کیا چونکہ وہ غلام تھے نیز اسلامی لشکر میں بڑی جلیل القدر ہستیاں شامل تھیں۔(۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پروا نہیں کی۔ حضرت جعفرؓ سے فرمایا کہ رسولؐ کا حکم مانو۔ غلاموں کو آقائی عطا فرما کے ایک عادلانہ قدر اور مساوات انسانی کا عملی مظاہرہ فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ اگر زیدؓ کو شہید کر دیا جائے تو جعفرؓ ابن ابی طالب میر لشکر ہوں گے اور انہیں بھی کوئی حادثہ پیش آجائے تو عبداللہ ابن رواحہ سالار ہوں گے۔(٦) عبداللہ بھی شہید ہو گئے تو پھر مسلمانوں کو اختیار ہو گا کہ وہ جسے چاہیں اپنا امیر چن لیں۔ یہ سن کر نعمان نامی یہودی بولا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے نبی ہیں تو ان تینوں میں سے کوئی بچ کر نہیں آئے گا۔ حضرت زیدؓ کے پاس جا کر یہی کہا۔ راہ شہادت کے تیز گام شہسوار نے فرمایا "میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی

اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے نبی ہیں۔" اسی لئے اس غزوہ کو "جیش الامراء" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ غزوہ جمادی الاولیٰ ۸ ہجری اگست ۶۲۹ء میں پیش آیا۔ اس لڑائی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت نہیں کی لیکن محدثین اسے غزوہ کا نام دیتے ہیں۔

متاعِ بے بہا

اس لشکر کو خود اللہ کے رسول نے مدینہ کے باہر ثنیتہ الوداع جاکر کھجوروں کے جھنڈ سے رخصت فرمایا۔ اس موقع پر زیدؓ ابن حارثہ کو سفید جھنڈا عطا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ پہلے اس مقام پر جانا جہاں ہمارے سفیر حارثؓ بن عمیر کو شہید کیا گیا۔ قاتل کو اسلام کی دعوت دینا اگر قبول کرلے تو خیر۔ نہیں تو اللہ تعالیٰ سے نصرت اور فتح کی دعا کرنا اور قتال کرنا۔ لشکر کو مخاطب کرکے فرمایا۔

> ہر حال میں تقویٰ ملحوظ رکھو۔ اللہ کی راہ میں اللہ کے نام پر کفر کرنے والوں سے جہاد و قتال کرو۔ اس میں عذر اور خیانت مت کرو۔ اپنے رفقاء کا خیال رکھو۔ ایک دوسرے کی خیر خواہی کرو۔ کسی بوڑھے، بچے اور عورت کو قتل نہ کرو۔ عبادت گاہوں میں رہنے والوں پر ہاتھ نہ اٹھاؤ۔ سایہ دار یا ثمر آور درخت نہ کاٹو۔ کسی عمارت کو نہ گراؤ۔(۷)

خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا ان کا

حضرت عبداللہؓ ابن رواحہ کی حالت بہت غیر تھی۔ باربار پلٹ کر

کبھی مدینہ کی طرف دیکھتے اور کبھی اللہ کے رسول کی جانب ...... دونوں آنکھوں کی ٹھنڈک..... آنسو تھے کہ تھمتے ہی نہ تھے۔ لوگوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ کہا یہ نہ سمجھنا کہ گھربار چھوٹنے کا غم ہے۔(۸) دراصل میں نے اللہ کے رسولؐ کو یہ آیت پڑھتے سنا ہے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا

یعنی "تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو جہنم پر سے ہو کر نہ گزرے یہ تمہارے رب کا قطعی اور حتمی فیصلہ ہے۔"

میں نہیں جانتا کہ پل صراط پر چڑھنے کے بعد پار اترنے میں میرا کیا حال ہوگا۔ بس جب یہ خیال آتا ہے تو دل بھر آتا ہے اور رونے لگتا ہوں۔(۹) جب تمام ساتھیوں نے دیکھا کہ خوف خدا طاری ہے تو تسلی دی۔ دعا بھی کی کہ صحیح سلامت واپس آؤ۔ یہ سن کر شعر پڑھا۔

"میں واپسی کا نہیں مغفرت کا طالب ہوں۔ راہ خدا میں گہرے زخم کا خواہشمند۔ ایسا کاری زخم جو جگر کے پار ہو جائے تاکہ لوگ جب میری قبر پر سے گزریں تو کہہ اٹھیں کہ یہ وہی مجاہد ہے جو حق کے سیدھے راستے کا شہید ہے۔"

لشکر کو کوچ کا حکم ہوا تو ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آئے، زبان کھلی تو شعر سے آراستہ تھی۔

"بے شک آپؐ اللہ کے رسول ہیں جو آپؐ کے جمال جہاں

RekhtaDownload.com

آرا کا دیدار نہ کر سکا وہ ازلی بد بخت ہے جو اس چشمہ فیض و برکت تک نہ پہنچ سکا وہ دولت عظمیٰ سے محروم رہا۔"

شمع نبوت کے پروانے کے لئے لب دعا وا ہوا۔

اے ابن رواحہ! ذات لم یزل ولایزال تجھے ثابت قدم رکھے۔"

دعاؤں کے سائے میں گھوڑے کو ایڑ دی اور مجاہدین سے جا ملے تو جذبات شعر کے سانچے میں ڈھل رہے تھے۔

"درود و سلام اس ذات اقدس و اطہرؐ پر جس نے کھجوروں کے جھنڈ میں ہمیں اللہ کے سپرد کیا۔ کیسا اعلیٰ، کیسا ارفع رخصت کرنے والا محب ہے۔"

جذبہ شہادت سے سرشار مجاہد منزل بہ منزل شام کی طرف بڑھنے لگے۔ دشمن کو خبر پہنچی تو جاسوسی کے لئے ایک دستہ روانہ کیا۔ شرحبیل کا بھائی سدوس اس کا سرغنہ تھا۔ مسلمانوں نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔ شرحبیل کو اطلاع ہوئی تو ہرقل (قیصر روم) سے امداد کا طالب ہوا۔ ہرقل ایک لاکھ کا لشکر لے کر بلقاء میں مدد کو پہنچا۔ اس کی قیادت تیادوقس بطریق کر رہا تھا۔(۱۰) مجاہد شام کے مقام "معان" آئے تو پتہ چلا کہ ان ایک لاکھ رومیوں کے علاوہ لخم، وائل، بکر، جذام، بلقین، بہرا، اور بلی کے عرب قبائل کے مزید ایک لاکھ لڑنے والے مقام "ماب" میں جمع ہو گئے ہیں۔ ان کا سپہ سالار قبیلہ بلی کی شاخ اراشہ کا مالک بن زافلہ ہے جو بڑا جنگجو اور ماہر حرب تھا۔(۱۱) مسعودی نے لکھا ہے کہ شرحبیل بن عمرو غسانی ان کا

نقشِ حیاتِ دوام

مسلمانوں نے معان کے مقام پر پڑاؤ ڈالا اور دو دن تک اس صورت حال پر غور کرتے رہے۔ یہ طے ہوا کہ پوری کیفیت مدینہ لکھ بھیجی جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا انتظار کیا جائے۔ یہ سن کر حضرت عبداللہؓ ابن رواحہ کھڑے ہوئے اور بول اٹھے۔

مسلمانو! اس بات سے ڈرتے ہو ہم شوق شہادت میں نکلے ہیں منزل سامنے ہے۔ قدم کیوں رک گئے۔ بھول گئے کہ ہم کبھی تعداد کے بل پر اور اسلحہ کے بھروسہ پر نہیں لڑتے۔ ہم تو دین کی خاطر سردھڑ کی بازی لگاتے ہیں۔ دو میں سے ایک سعادت ہماری منتظر ہے۔ فتح یا شہادت۔

ابن رواحہؓ کی ایمان افروز تقریر نے جذبہ شہادت کو جلا بخشی اور اسی وقت مجاہد کوچ کے لئے تیار ہو گئے۔

راتوں کو ہم سُرور میں جو بولتے رہے

راستہ بھر شاعر بزم نبوی میدان رزم کی باتیں کرتا رہا۔ جذبہ شہادت، عزم و استقامت جرات و عزیمت کے رجزیہ اشعار پڑھتا اور مجاہدوں کے دلوں کو گرماتا رہا۔ حضرت زیدؓ ابن ارقم کا بیان ہے جو حضرت عبداللہؓ ابن رواحہ کے ساتھ اور زیر کفالت تھے رات آئی تو والہانہ شوق

RekhtaDownload.com

شہادت شعر کے سانچوں میں ڈھلنے لگا۔ یوں محسوس ہوا کہ کوئی دولہا باراتیوں کے ساتھ "عروس شہادت" کو بیاہنے جارہا ہے۔

"خدا کرے اب میں دوبارہ لوٹ کر اپنے اہل و عیال میں نہ جاؤں
کاش میرے ساتھی مجاہد مجھے ملک شام میں لالہ زار شہادت میں
چھوڑ جائیں جس کے لئے میں مضطرب ہوں۔ یہاں پہنچ کر نہ مجھے
خودرو پودوں کے کونپل اور کلیوں کی پروا ہوگی اور نہ نخلستان کے
شاداب و ثمردار ڈالیوں کو جھکا کر پھل توڑنے کی تمنا۔"

ابن ارقم یہ سن کر رونے لگے۔ کوڑے سے کچوکا دیا اور کہا

"اللہ تعالٰی میرے سر تاجِ شہادت رکھے گا اور تم رو رہے ہو۔
خبردار جو تم نے بزدلی دکھائی ورنہ اسی اونٹ پر بیٹھ کر گھر چلے
جانا۔" (۱۳)

جنگ کے بعد جب مجاہد گھروں کو واپس لوٹ رہے تھے تو زید ابن ارقم اسی اونٹ پر سوار تھے لیکن شاعرِ بزمِ نبوی میدانِ رزم کی شاہراہِ شہادت پر بہت دور نکل چکا تھا۔

بساط جنگ

تین ہزار اللہ والوں کا لشکر حضرت زیدؓ بن حارثہ کی قیادت میں موتہ پر اترا۔ موتہ کا انتخاب سوچ سمجھ کر کیا گیا تھا۔ یہاں طبعی رکاوٹیں ایسی تھیں کہ دفاع میں آسانی ہو سکتی تھی۔ جب دشمن کی تعداد زیادہ ہو تو اس کا بطور خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ رومی لشکر بلقاء کے ایک گاؤں "مشارف"

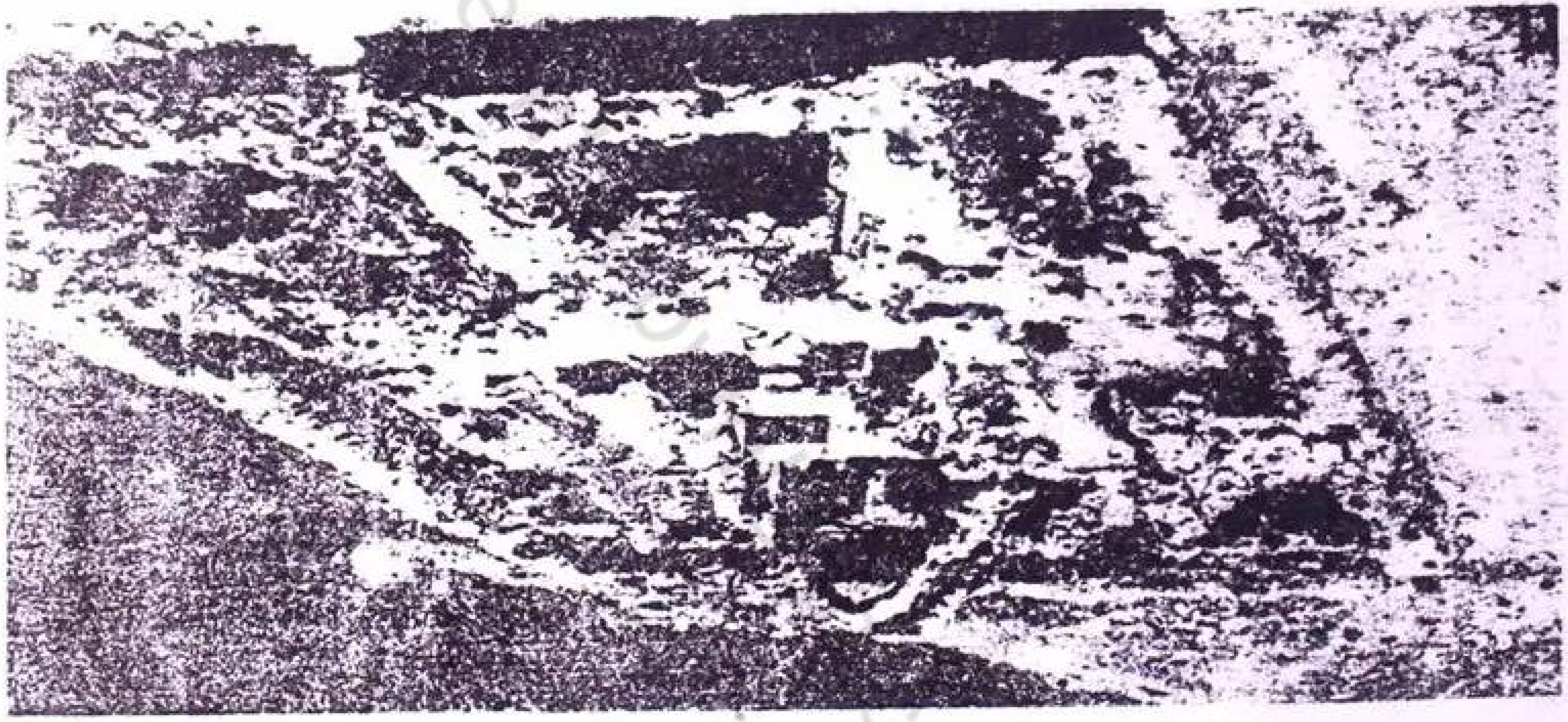

معرکہ موتہ کے میدان کے آثار

میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ یورپی مورخین رومی لشکر کے جنگ میں شریک ہونے سے انکار کرتے ہیں لیکن ولیم میور نے "لائف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)" میں رومی مورخ تھیو فیس کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ قیصر کے بھائی تھیوڈوسس نے یہ فوجیں جمع کی تھیں۔ (۱۴) مسلمانوں نے اپنی فوج کو ترتیب دیا۔ میمنہ پر قبیلہ بنو عذرہ کے حضرت قطبہؓ بن قتادہ، میسرہ پر حضرت عبایہؓ (یا عبادہ) بن مالک انصاری، حضرت زیدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ سفید علم اٹھائے ہوئے تھے۔

موتہ میں دو غیر متوازن طاقتوں کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی۔ تعداد اور اسلحہ کسی اعتبار سے کوئی مناسبت نہ تھی۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے اتنے آب دار ہتھیاروں سے لیس، زرق برق پوشاکوں میں ملبوس، لشکر اس سے پیشتر کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جنگ کا آغاز ہوا۔ ایک طرف تین ہزار سرفروش خاصانِ خدا تھے اور دوسری جانب دو لاکھ کا ٹڈی دل۔ یہ پہلا موقع تھا کہ مجاہدانِ اسلام تجربہ کار اور جنگ آزمودہ رومیوں کے مقابل تھے۔ ان کا طریقہ جنگ فلنکس کہلاتا تھا جس میں میمنہ و میسرہ میں رسالہ (گھڑسوار) مدد کے لئے ہوتا قلب (درمیان) میں اس طرح صف بندی ہوتی کہ کمک کے لئے آگے پیچھے نیزہ بردار ہوتے۔

جو بڑھے تو جاں سے گزر گئے

حضرت زیدؓ ابن حارثہ نے علم لیا اور بڑھ کر حملہ کرنے لگے۔

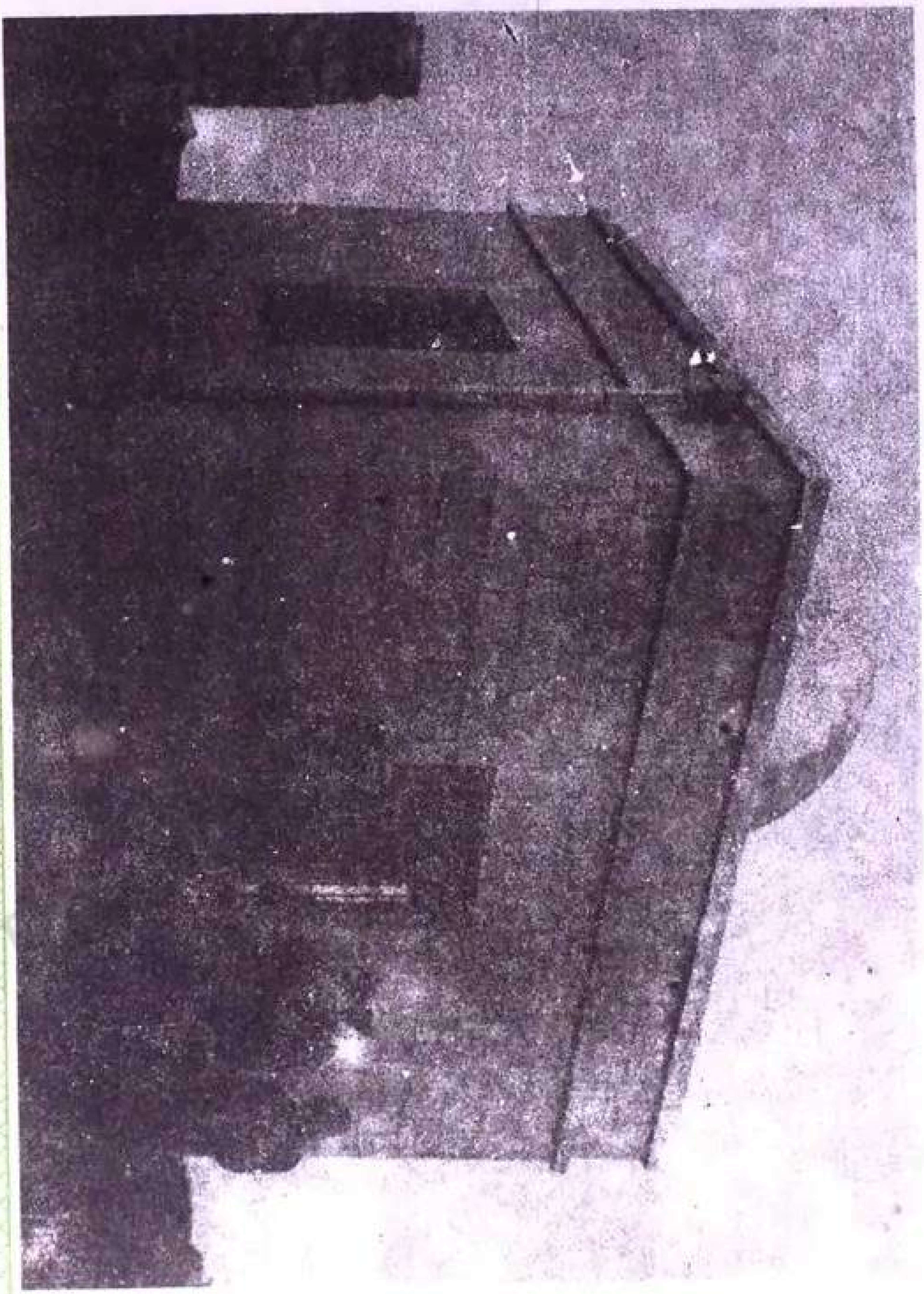

موتہ میں حضرت زیدؓ ابن حارثہ کا مزار جو اب اردن میں واقع ہے۔

گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر ایک غسانی گروہ نے حضرت زیدؓ کو گھیر لیا اور نیزوں سے جسم کو چھید ڈالا۔ آپ اسی حالت میں داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ بڑھ کر جعفرؓ بن ابی طالب نے علم نبوی سنبھال لیا۔ فریقین ایک بار پھر ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے۔ حضرت جعفرؓ سرخ "شقرا" نامی گھوڑے پر سوار دشمن پر پل پڑے۔ ان کا گھوڑا نرغہ میں آگیا یہ دیکھ کر گھوڑے سے کود پڑے۔ خیال آیا کہ کہیں دشمن گھوڑے کا فائدہ نہ اٹھائے۔ خود ہی اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ (۱۵) یوں اپنے آپ پر فرار کا راستہ بھی بند کر دیا۔ یہ اسلامی لشکر میں اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ تھا۔ تلوار سونت لی اور علم لہراتے ہوئے دشمن پر حملہ آور ہوئے۔ وہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر لڑ رہے تھے۔ ہنگامۂ گیرودار نئے سرے سے گرم ہوا۔ دشمنوں نے ان کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا تو علم بائیں ہاتھ میں سنبھال لیا۔ حریف نے اسے بھی قطع کر دیا تو دونوں کٹے ہوئے بازوؤں کا حلقہ بنا کر علم نبوی کو سینے سے لگا کر تھام لیا۔ (۱۶) اس حالت میں بھی اسے سرنگوں نہیں ہونے دیا۔ کسی نے تلوار کا ایسا وار کیا کہ جسم کو نصف نصف ٹکڑوں میں کاٹ ڈالا۔ ان کے جسم پر زخموں کا شمار کیا گیا تو نوے نیزے کے زخم تھے جو سب کے سب سینے پر تھے۔ (۱۷)

یہ دیکھ کر میمنہ کے سالار حضرت قطبہؓ بن قتادہ نے زبردست حملہ کیا اور دشمن کے عرب عیسائی قبائل کے سردار اور جنگجو سپہ سالار مالک

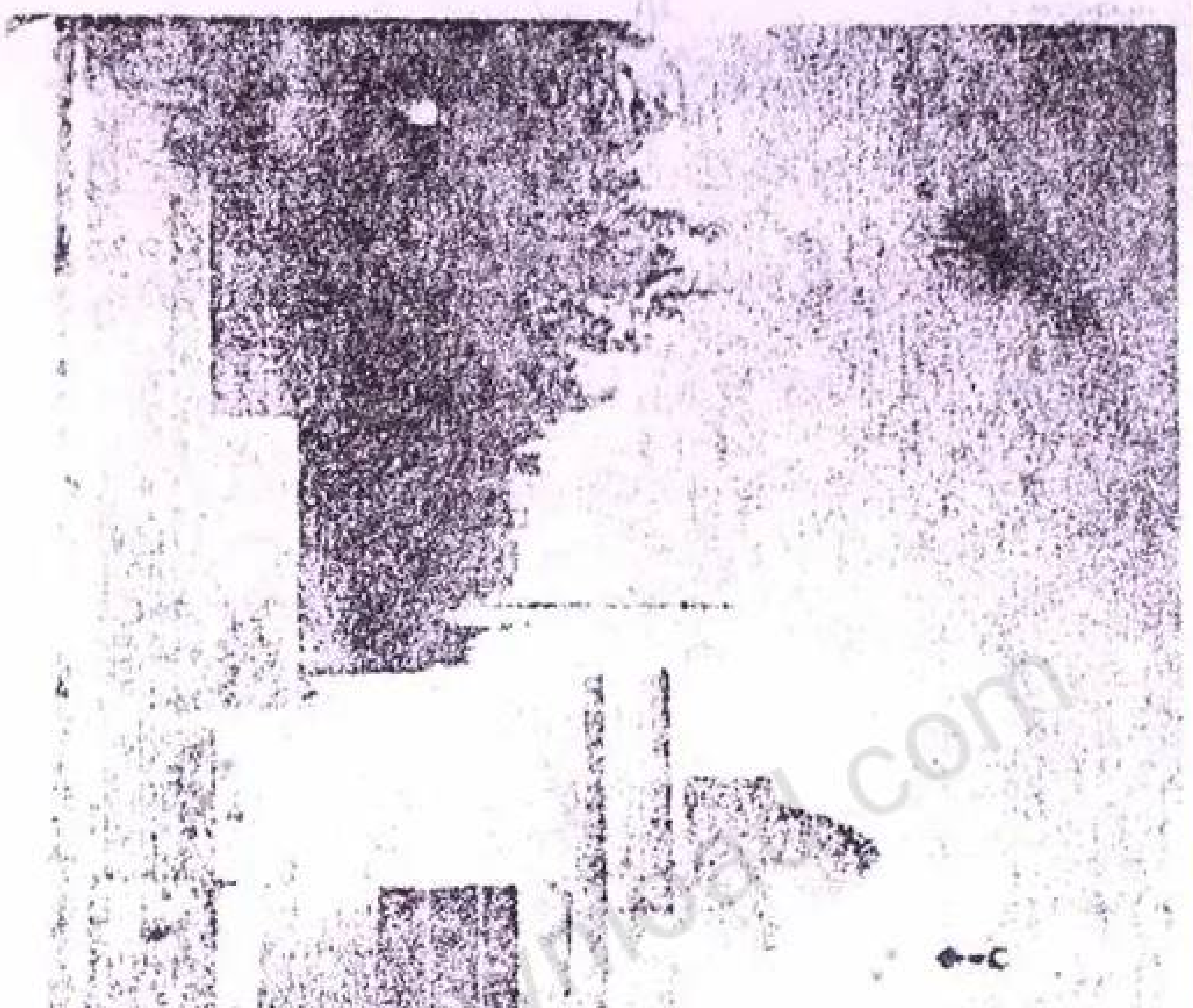

بن زاقلہ کو قتل کر دیا۔(۱۸) بڑھ کر حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے حضرت جعفرؓ سے جھنڈا لے لیا۔ گھوڑے پر بیٹھے ہوئے آگے بڑھے۔ کچھ تردد اور تامل کی کیفیت طاری تھی۔ اتنے میں ان کے چچازاد بھائی نے ایک گوشت بھری ہڈی پیش کی۔ منہ میں رکھا ہی تھا کہ خیال آیا لوگ جہاد کر رہے ہیں اور میں دنیا کے مزے لے رہا ہوں فوراً اسے پھینک دیا۔ تردد و تامل پر پشیمان ہوئے اپنے آپ کو مخاطب کرتے اور کہتے۔

سرِ مقتل بھی صدا دی ہم نے

"اے نفس تجھ کو قسم ہے گھوڑے سے اتر' اعداء سے قتال کر' چاہے خوشی سے اتر چاہے ناگواری سے' آج تو قتل نہ ہوا تو کبھی نہ کبھی مرے گا ضرور' جس چیز کی تو نے تمنا کی وہ سامنے ہے زیدؓ و جعفرؓ کی راہ پر چلا تو ہدایت پائے گا۔"

گھوڑے سے اتر کر تلوار لہرائی صف اعداء کو الٹتے پلٹتے بڑھتے ہی گئے تاایں کہ جام شہادت نوش کر لیا۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ اس دن تمام سردار پیادہ لڑے۔ یہ غنیم کی صف بندی کو توڑنے کے لئے امیر لشکر کی حکمت عملی تھی۔

بنو عجلان کے حضرت ثابتؓ بن اخرم نے علم نبوی ہاتھ میں لے لیا اور آواز دی مجاہدو! میں علم سنبھالے ہوئے ہوں بہتر ہے تم کسی کو اپنا امیر بنالو۔ مجاہدوں نے کہا تم ہی ہمارے سردار ہو۔ اللہ نے یہ علم تمہارے ہاتھ

بلند کروایا ہے۔ جواب دیا میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ جھنڈا حضرت خالدؓ بن ولید کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ یہ فنون حرب کے ماہر ہیں۔ حضرت خالدؓ نے تامل کیا اس لئے کہ اس سے پہلے انہوں نے کبھی مسلمانوں کی قیادت نہیں کی تھی۔ تمام مسلمانوں نے جب اصرار کیا تو اس اتفاق پر انہوں نے علم نبوی ہاتھ میں لے لیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ جب ابن رواحہؓ شہید ہوئے تو مسلمانوں کے پیر اکھڑ گئے تب حضرت قطبہؓ بن عامر نے آواز دی اے مسلمانو' فرار سے زیادہ بہتر شہادت ہے اپنی جگہ جمے رہو۔ اب حضرت خالدؓ بن ولید نے بڑی مردانگی اور شجاعت سے اعداء کا مقابلہ کیا۔ مجاہدوں کو دشمن کے نرغے سے بچا کر ایک طرف اکٹھا کیا۔ اس دلیری کا رومی فوج پر بے حد اثر ہوا۔ اندھیرا چھایا تو فریقین نے میدان چھوڑا' مجاہد اعظمؐ کو جب حالات جنگ معلوم ہوئے تو ایک بار پھر عام جہاد کا اعلان ہوا۔ سر ہتھیلیوں پر رکھے مجاہد ذوق شہادت سے سرشار شام کی طرف بڑھنے لگے۔ اس کی اطلاع جاسوسوں نے عرب عیسائی قبائل کو پہنچائی تو وہ میدان جنگ چھوڑنے لگے۔

بساطِ نو

حضرت خالدؓ رات بھر نقشہ جنگ پر غور کرتے رہے اور اس نتیجے پر پہنچے کہ مسلمانوں کو موت کے منہ میں جھونکنے کے بجائے دوسرے مواقع

کے لئے محفوظ کیا جائے چنانچہ اگلے دن کے لئے منصوبہ بندی کی۔ صبح ہوئی تو لشکر کی ترتیب ہی بدل ڈالی۔ میمنہ کی جگہ میسرہ والوں کو کھڑا کیا میسرہ والے میمنہ پر پہنچے۔ ساقہ (عقب) کے مجاہدوں کو مقدمہ (سامنے والی قطار) میں جگہ دی۔ مقدمہ والے ساقہ پر آئے۔ انہیں فوج کے اگلے حصے کو گھیرے جانے سے بچانے کی ڈیوٹی سپرد کی۔ دشمن دوسرے دن سامنے آیا، نئے چہرے دیکھ کر سمجھا کہ تازہ کمک آگئی۔ پچھلی صفوں میں وقفہ وقفہ سے بلند آوازوں میں نعرہ تکبیر اس خیال کو تقویت دینے لگا۔ ان کے دلوں پر رعب چھا گیا۔ حضرت خالدؓ نے خود کمان سنبھال لی۔ بار بار ہدایات سے مجاہدوں کا دل بڑھایا۔ خود بھی پیش پیش رہے۔ اس دن ان کے ہاتھ پر نو تلواریں ٹوٹیں۔ دسویں تلوار "صفیحہ یمانیہ" لمبی چوڑی تلوار نے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا۔ (۱۹)

لسانِ وحی ترجمان

ادھر مسجد نبوی میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میدان موتہ کو نظروں کے سامنے کردیا۔ ارشاد ہوا جھنڈا زید نے لے لیا اور وہ شہید کردیئے گئے۔ جعفر نے علم اٹھایا اور لڑتے لڑتے وہ بھی شہید ہوگئے۔ کچھ دیر خاموشی اختیار فرمائی تو انصار کے چہروں کا رنگ اڑ گیا پھر فرمایا عبداللہ ابن رواحہ نے جھنڈا سنبھالا اور انہیں بھی شہید کردیا گیا۔ ارشاد ہوا تینوں جنت میں اٹھالئے گئے۔ تخت

زریں پر بیٹھے ہوئے ہیں البتہ میں نے عبداللہ کا تخت کچھ ہلتے ہوئے دیکھا۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ بتایا گیا کہ مقابلہ کے وقت انہیں تھوڑا سا تردد پیدا ہو گیا تھا۔(۲۰) جعفر کو کٹے ہوئے بازوؤں کی جگہ اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی طرح دو بازو عطا فرمائے ہیں جن سے وہ فرشتوں کی طرح جنت میں اڑتے پھرتے ہیں اسی لئے انہیں جعفر طیار (اڑنے والا) اور ذوالجناحین (دو بازو والا) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے

اللہ کی تلوار

فرمایا اور اب "سیف من سیوف اللہ" اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی خالدؓ بن ولید نے اسلام کا جھنڈا سنبھالا۔ پھر دعا فرمائی۔ اے اللہ خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ پس تو ہی اس کی مدد فرما۔ ارشاد ہوا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے گا۔(۲۱) تاریخ ابن عساکر(۲۲) میں لکھا ہے کہ مسلمانوں نے رسولؐ کے مقرر کردہ سپہ سالاروں کے بعد حضرت خالدؓ بن ولید کی امارت پر اتفاق کیا۔ اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمایا۔ ابن سعد نے(۲۳) طبقات میں ایک مجاہد حضرت ابو عامرؓ کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا ہے۔

"خالد نے علم ہاتھ میں لیا اور رومیوں پر ہلہ بول دیا۔ اللہ نے دشمن کو ایسی بدترین ہزیمت دی کہ میں نے ایسی کبھی نہیں

دیکھی تھی یہاں تک کہ مجاہدوں نے جہاں چاہا اپنی تلواریں ماریں۔"

جو رُکے تو کوہِ گراں تھے ہم

حضرت خالد بن ولیدؓ نے کمالِ دانشمندی و مہارتِ حربی سے رومیوں کے لشکر جرار کے سامنے تین ہزار مجاہدوں کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنادیا۔ رومی لشکر سے طوفانی لہریں اٹھ اٹھ کر ٹکراتیں اور پسپا ہونے پر مجبور ہوجاتیں۔ مجاہدوں کو ان کے تعاقب سے روک دیا گیا۔ حربی مہارت و تجربہ سے کام لیتے ہوئے حضرت خالدؓ بن ولید نے مسلمانوں کو دشمن کے نرغے سے بچانے کی تدبیر سوچی۔ پہلے دن ہی حضرت ابن رواحہؓ کی شہادت کے بعد انہوں نے محسوس کرلیا تھا کہ اگر مسلمانوں کے پیر اکھڑ گئے تو رومی تعاقب کرکے ان کا صفایا کردیں گے۔ لہٰذا دوسرے دن حربی تدبیر سے میدان جنگ کا نقشہ ہی تبدیل کردیا گیا۔ جس سے دشمن پر رعب طاری ہوگیا۔

اب حضرت خالدؓ نے لشکر اسلام کو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹانا شروع کیا۔ یہ کارروائی اتنی چابکدستی سے کی گئی کہ دشمن کو مسلمانوں کی پسپائی محسوس تک نہ ہوئی۔ حربی تدابیر میں پسپائی حد درجہ نازک اور پُر از خطر عمل ہے اس میں قدم قدم پر نقصان اور شکست کا اندیشہ رہتا ہے۔ امورِ جنگ کے تجربہ کار اور بے مثل خداداد حربی صلاحیتوں کے حامل جرنیل نے

وہ مقام جہاں معرکہ موتہ پیش آیا تھا، اب وہاں یادگار بنادی گئی ہے۔ ساتھ میں حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کا مزار اور مسجد ہے۔

RekhtaDownload.com

اسلامی لشکر کا رخ جنوب کی طرف موڑ دیا۔ اس طرح زغہ ختم ہو گیا۔ رومی تعاقب سے ڈر رہے تھے کہ کہیں گھیرے میں لینے کی چال نہ ہو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ درمیانی فاصلہ بڑھنے لگا۔ دشمن مجبور ہو کر پسپا ہو گیا۔

حضرت یعلی بن منیہؓ میدان جنگ سے مدینہ حاضر ہوئے۔ انہیں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہے تو مجھے اطلاع دے یا میں تجھے تفصیل سناؤں۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپؐ بتائیں۔ تفصیل سن کر عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے حق کے ساتھ آپؐ کو مبعوث فرمایا ہے آپؐ نے کوئی بات نہیں چھوڑی۔ (۲۴)

نتائج کا تجزیہ

لڑائی کے انجام کے بارے میں روایات میں اختلاف ہے۔ ایک خیال ہے کہ معرکہ فیصلہ کن ثابت نہ ہو سکا۔ ابن اسحاق سے روایت ہے کہ دونوں لشکر بغیر کسی فیصلے کے کسی نتیجے پر پہنچے بغیر ہی میدان جنگ سے ہٹ گئے۔ ابن سعد لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کو شکست ہوئی لیکن اگر سچ پوچھیے تو اپنے وقت کی ایک بہت عظیم طاقت سے مقابلہ کرنا اور نامساعد حالات میں شکست سے بچے رہنا بھی ایک ایسا کارنامہ تھا جس پر تمام عرب و عجم حیران تھا۔

جنگ موتہ میں لشکر اسلام کو شکست خوردہ قرار دینے کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی۔ پسپائی کا الزام درست مان لیا جائے تو بھی یہ امر دولاکھ

کی فوج کے لئے ذلت کا باعث ہے یا تین ہزار کے لشکر کے لئے؟ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ رومی اپنی ہی زمین پر لڑ رہے تھے اور مسلمان اپنے مرکز سے سینکڑوں میل دور تھے۔ ایسے میں دشمنوں کے تعاقب سے بچ کر بغیر کسی بڑے نقصان کے صاف نکل جانا حضرت خالدؓ کی غیر معمولی حربی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت اور حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ جب ہی تو انہیں لسانِ وحی ترجمان سے ''سیف اللہ'' کا خطاب عطا ہوا۔

اس جنگ سے مسلمانوں کو سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ رومی طاقت اور جنگ کے طریقہ کار کا اندازہ ہوا اور اہل ایمان کے دلوں سے رومیوں کی طاقت کا خوف نکل گیا۔ پہلے ہی تصادم کے بعد مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوگئے۔ انہیں ملک شام کی زمینوں اور جغرافیائی حالات کا پتہ لگا۔ آنے والے دنوں میں مسلمان بڑی بے جگری سے رومیوں کے مدمقابل ہوئے اور فتوحات کا دروازہ کھل گیا۔ رومی سلطنت کے شہر یکے بعد دیگرے مسلمانوں کے قبضے میں آنے لگے۔ حربی فوائد کے مقابلے میں مسلمانوں کا نقصان بہت معمولی تھا۔ عددی اعتبار سے ۶۶:۱ (دو لاکھ لشکر کے حساب سے) کا مقابلہ تھا۔ دشمن کے جانی نقصان کے بارے میں کتابوں میں اعداد و شمار نہیں ملتے تاہم خیال ہے کہ مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ ہوگا۔ اس خون ریز معرکہ میں مسلمانوں کے کل ۱۲ مجاہد شہید ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں:۔

(۱) زیدؓ ابن حارثہؓ (۲) جعفرؓ بن ابی طالب (۳) عبد اللہؓ ابن رواحہ (۴) مسعودؓ بن ارس (۵) وہیبؓ بن سعد (۶) عبادؓ بن قیس (۷) حارثؓ بن نعمان (۸) سراقہؓ بن عمر (۹) ابو کلیبؓ بن عمرو (۱۰) جابرؓ بن عمرو بن زید (۱۱) عمروؓ بن سعد (۱۲) عامرؓ بن سعد بن حارث (۲۴۔ الف)

مالِ غنیمت

اس معرکہ میں مسلمانوں کو کچھ غنیمت کا مال بھی ہاتھ آیا۔ قبیلۂ حمیر کے ایک مجاہد نے ایک رومی کو قتل کیا۔ اس نے مقتول کا سارا سامان لینا چاہا لیکن امیرِ لشکر نے کچھ روک لیا۔ اس پر حضرت عوفؓ بن مالک نے حضرت خالدؓ کو بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجاہد کو مقتول کا تمام سامان عطا فرماتے تھے۔ حضرت خالدؓ نے جواب دیا بے شک آپ درست کہتے ہیں لیکن مجھے یہ بہت زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ جب مدینہ واپسی ہوئی تو حضرت عوفؓ نے معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ سے پوچھا اور ان کا جواب سن کر ارشاد ہوا کہ مجاہد کو تمام سامان دے دو۔ حضرت خالدؓ تعمیل کے لئے اٹھے جب حضرت عوفؓ کے سامنے سے گزرے تو انہوں نے حضرت خالدؓ کی چادر کھینچ کر کہا۔ وہی ہوا نا جو میں نے کہا۔ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لی اور ناراضگی کے لہجہ میں فرمایا۔ اے خالد۔ اسے کچھ نہ دو۔ رہنے دو۔ تم لوگ میرے امراء کو بھی نہیں چھوڑتے یعنی ان کی توہین کرتے ہو۔ (۲۵)

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ "معان" کا حاکم فردہ ابن عمرو جس کا تعلق بنو جذام سے تھا اس غزوہ کے بعد مسلمان ہو گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحائف بھیجے۔ رومی حکام کو پتہ چلا تو اسے قتل کر دیا۔ رومی مورخ تھیوفیس نے لکھا ہے کہ شام کے عربی قبائل کو رومی افسروں نے انعام و کرام دینے سے انکار کیا تو انہوں نے بگڑ کر مسلمانوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔(۲۶)

فرّار نہیں کرّار

معرکہ مؤتہ کے مجاہد جب مدینہ کے قرب و جوار میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل مدینہ نے شہر سے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا۔ نو عمر بچے تیزی سے دوڑ کر ان سے مل رہے تھے۔(۲۷) مجاہدین سے ارشاد ہوا کہ اپنے بچوں کو اپنی سواریوں پر بٹھالو۔ جعفر کے بیٹے کو مجھے دے دو۔ عبداللہ بن جعفر لائے گئے تو اٹھا کر اپنی سواری پر سامنے بٹھالیا۔

لشکر کے لوگ جب مدینہ کے قریب جرف میں پہنچے تو کچھ لوگوں نے مٹھی بھر بھر کر خاک ان کے منہ پر پھینکی۔ ان کی زبان پر تھا۔ تم اللہ کی راہ میں بھگوڑے ہو۔ فراری ہو۔ میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے(۲۸)

اس موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ یہ فرّار نہیں کرّار ہیں۔ یعنی پلٹ کر دوسرا حملہ کرنے والے ہیں(۲۹) یہ

پیشن گوئی چار پانچ سال بعد ہی پوری ہوگئی۔ حضرت خالدؓ نے کسریٰ اور قیصر کی فوجوں کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ جبرہ اور غسانی قبائل کا نام و نشان مٹا ڈالا۔ اس ارشاد گرامی میں ایک بڑی اعلیٰ قدر ملتی ہے۔ جس کا روانگی لشکر کے موقع پر ہدایت سے تعلق ہے۔ ارشاد تھا کہ اپنے رفقاء کا خیال رکھنا۔ منتخب امیرِ لشکر نے اس پر عمل کیا۔ مسلمانوں کی جانوں کو ضائع ہونے سے بچالیا۔ راہِ خدا میں صرف مرنا ہی شہادت نہیں بلکہ زندہ رہنا بھی نعمتِ عظمٰی ہے۔ مسلمانوں کا مقصدِ حیات کام کو نتیجہ خیز بنانا ہے۔ چاہے یہ مقصد نذرانۂ جان و تن سے حاصل ہو چاہے' زندہ رہ کر۔ ہماری زندگی اور ہماری موت صرف اللہ کے لئے ہے۔

اس معرکہ کے بعد اکثر عرب قبائل مسلمانوں کی طرف مائل ہوئے جن میں بنو سلیم' بنو اشجع' بنو لحیان' بنو غطفان' بنو فزارہ قابل ذکر ہیں۔

سَرِیہِ ذات السلاسل

ابن اسحٰق کے بموجب سلسل ایک چشمہ تھا اسی لئے اس سریہ کو اس نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ وادی قریٰ اور مدینہ منورہ کے درمیان دس دن کی مسافت پر شام کا دیہاتی علاقہ تھا۔ ابن سعد (۳۰) کہتے ہیں کہ یہاں بنی قضاعہ کی ایک جماعت مدینہ پر حملہ کے لئے جمع ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الاخریٰ ۸ھ میں حضرت عمروؓ بن العاص کو امیر بنا کر سفید علم عطا فرمایا۔ مہاجرین و انصار میں سے تین سو مجاہد اور تیس گھڑسوار

ساتھ کئے۔ یہ لوگ رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپ جاتے۔

دشمن کے قریب پہنچے تو پتہ چلا کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ حضرت رافعؓ بن مکیث جہنی کو مزید کمک کی درخواست کے ساتھ بھیجا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہؓ ابن جراح کی معیت میں مزید دو سو مجاہد روانہ فرمائے جن میں حضرات ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی شامل تھے۔ حکم ہوا کہ عمروؓ بن العاص سے جاملو۔ اختلاف نہ کرنا' اتحاد قائم رکھنا۔ انہیں جھنڈا بھی عطا فرمایا۔

دونوں جماعتیں اکٹھی ہوئیں تو حضرت ابو عبیدہؓ ابن الجراح نے نماز کی امامت کرنا چاہی۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا کہ آپ میری مدد کے لئے آئے ہیں' امیر نہیں ہیں؟ حضرت ابو عبیدہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بموجب اختلاف سے پرہیز کیا۔ دونوں جماعتیں مل کر قضاعہ کے علاقوں کو روندتی رہیں۔ کُفار پر حملہ کیا وہ منتشر ہو کر بھاگ گئے۔ یہ خوش خبری حضرت عوفؓ بن مالک الاشجعی مدینہ لے گئے۔ (۳۱)

سَریّہ حضرت ابو عبیدہؓ ابن الجراح سیف البحر کی جانب

رجب ۸ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳۰۰ مہاجرین و انصار پر مشتمل ایک جمعیت قبیلہ جہینہ کی تادیب کے لئے سیف البحر (ساحل سمندر) کی طرف روانہ فرمائی۔ حضرت ابو عبیدہؓ ابن جراح کو امیر بنایا۔ چلتے وقت زاد راہ کے طور پر ایک تھیلا کھجور عطا فرمائے۔ جب یہ ختم

ہو گئے تو درختوں کے پتے جھاڑ کر کھانے لگے۔ اسی لئے اسے سریہ خبط (معنی پتے جھاڑنے کے ہیں) بھی کہتے ہیں۔ (۳۲)

جب ساحل سمندر پر پہنچے تو ایک بہت بڑی مچھلی پڑی ملی۔ اتنی جسیم تھی کہ تین سو آدمی ایک مہینہ تک اس کا گوشت کھاتے رہے۔ لوٹ کر حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو فرمایا کہ یہ رزق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سمندر سے نکالا تھا۔ اس کا کچھ حصہ تمہارے پاس ہو تو مجھے بھی کھلاؤ۔ (۳۳)

RekhtaDownload.com

ماخذ اور حواشی

ہجرت کا آٹھواں سال

مُوتہ کا معرکہ

١ اخبار النبیؐ: طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۲۲

٢ البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ٦٦٧

٣ سیاسی وثیقہ جات: ڈاکٹر حمید اللہ صفحہ ۵۲

۴ التنبیہ والاشراف: مسعودی صفحہ ۹۴

۵ سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم: کامل ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۳۸۳

٦ (ا) مغازی رسول اللہؐ: غزوہ ابن زبیرؓ صفحہ ۲۰۸

(ب) صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ٦٢٣ حدیث ١٣٠٢

۷ رحمتہ للعالمینؐ: سلمان منصور پوری جلد ۲ صفحہ ۲۲۹

۸ سیرت النبی کاملؐ: ابن ہشام جلد دومؔ صفحہ ۴۳۸

۹ اسد الغابہ: ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۱۸

١٠ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ١٩ صفحہ ٦٠

١١ اخبار النبیؐ: طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۲۲

١٢ التنبیہ والاشراف: مسعودی صفحہ ۹۴

١٣ سیرت النبیؐ کامل: ابن ہشام جلد دومؔ صفحہ ۴۴۲

١۴ سیرت رسول اللہؐ: نواب علی صفحہ ۳۲۰

١۵ جوامع السیرہ: ابن حزم صفحہ ۲۳۸

١٦ (ا) مواہب لدینہ: قسطلانی جلد اول صفحہ ۴۰۸

(ب) مغازی رسول اللہ: عروہ ابن زبیرؓ صفحہ ۲۱۰

١۷ تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ١۵۵

RekhtaDownload.com

۱۸ تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۳۸۵

۱۹ صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۲۴ حدیث نمبر ۱۳۰۷

۲۰ (ا) صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۵۱ حدیث نمبر ۳۰۸

(ب) سیرت المصطفیٰؐ: محمد ادریس کاندھلوی حصہ سوم صفحہ ۱۷۵

۲۱ (ا) صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۲۳ حدیث نمبر ۱۳۰۳

(ب) مشکوۃ شریف: شیخ ولی الدین صفحہ ۱۱۰۰ حدیث نمبر ۵۹۷۱

۲۲ عہد نبوی کے غزوات و سرایا: ڈاکٹر رؤف اقبال صفحہ ۲۱۴

۲۳ اخبار النبیؐ: طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۲۳

۲۴ (ا) سیرت المصطفیٰؐ صفحہ ۴۷۱ بحوالہ زرقانی و فتح الباری

زاد المعاد: ابن قیم حصہ دوم صفحہ ۲۷۲

۲۵ تاریخ الاسلام والمسلمین: مسعود احمد صفحہ ۴۶۸

۲۶ سیرت رسول اللہؐ: نواب علی صفحہ ۳۲۳

۲۷ سیرت النبیؐ: تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۳۸۴

۲۸ اخبار النبیؐ: طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۲۳

۲۹ سیرت النبی کاملؐ: ابن ہشام جلد دوئم صفحہ ۴۴۸

سریہ ذات السلاسل

۳۰ اخبار النبیؐ: طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۲۴

۳۱ زاد المعاد: ابن قیم حصہ دوم صفحہ ۲۷۴

سریہ حضرت ابو عبیدہؓ ابن الجراح

۳۲۔ (ا) تاریخ اسلام، اکبر شاہ خان نجیب آبادی، صفحہ ۱۹۵

(ب) مدارج النبوت، شیخ عبدالحق، صفحہ ۲۶۹

۳۳۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد پنجم، صفحہ ۱۹۴ اس میں لکھا ہے کہ

RekhtaDownload.com

یہ سمندری جانور "عنبر" کہلاتا ہے۔ اس قدر بڑا تھا کہ تیرہ آدمی اس کے حلقہ چشم میں بیٹھ گئے۔ سب سے بڑا اونٹ مع پالان اس کی دو پسلیوں میں سے نکل گیا۔ اس عنبر مچھلی کے پوست سے ڈھال بناتے تھے۔ عنبر خوشبو اسی سے پیدا ہوتی تھی۔

RekhtaDownload.com

فتح مکہ

حدیبیہ کے معاہدہ کو مشکل سے ایک سال دس ماہ (۱) کا عرصہ گزرا تھا کہ مکہ کے سیاسی افق پر فتنہ و فساد کی بدلیاں چھانے لگیں۔ یہودیوں کی پے در پے شکست نے قریش کا حوصلہ پست کر دیا تھا سارے عرب میں قریش کی عزت اور بالادستی خطرے میں پڑ گئی۔ معاہدے کی وجہ سے ہاتھ پاؤں پہلے ہی بندھ چکے تھے۔ اس لئے کھل کر مخالفت کرنے سے جگ ہنسائی اور معاہدہ شکنی کا ڈر تھا۔ حسد نے دلوں پر سیاہ مہر لگا دی تو درپردہ سازشوں میں مشغول ہو گئے۔ مسلمانوں کو اوچھے ہتھکنڈوں سے نقصان پہنچانے کی کوششیں شروع کر دیں اس کے برخلاف مدبر و مجاہد اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت عملی یہ تھی کہ دشمن کو مکمل طور پر نیست و نابود کرنے کے بجائے اسے بے بس اور لاچار کر دیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے

دو باتوں کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ایک تو قریش پر معاشی دباؤ ڈالا جائے تاکہ وہ مجبور ہو جائیں دوسری تدبیر یہ تھی کہ دشمن کے مقابلے میں اپنی عسکری طاقت اس درجہ بڑھالی جائے کہ وہ مقابلہ کی جرأت ہی نہ کرسکے اس طرح بغیر کسی قتل و غارت کے وہ مقصد حاصل ہو جائے جو جنگ سے حاصل ہوتا ہے۔

پس منظر

معاہدہ حدیبیہ میں ایک شرط یہ بھی شامل تھی کہ "جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معاہدے اور ذمہ داری میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ بھی ایسا کرسکے گا اور جو قریش کے معاہدے اور ذمہ داری میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ بھی ایسا کرسکے گا۔"

جب معاہدے میں یہ شرط تحریر کی جارہی تھی تو بنو خزاعہ نے کہا کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معاہدے اور ذمہ داری میں شریک ہوتے ہیں اور بنی بکر نے اپنے آپ کو قریش کے معاہدے اور ذمہ داری میں دے دیا۔ (۲)

بنو خزاعہ مکہ کے قرب و جوار میں آباد تھے حضرت عبدالمطلبؓ کے زمانے سے بنی ہاشم اور بنو خزاعہ کا حلیفی کا معاہدہ تھا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر اس کا اعلان اسی قدیم تعلق کی بناء پر تھا عہد قدیم میں یہ قبیلہ بیت اللہ کا متولی بھی رہ چکا تھا اس منصب کے لئے قریش سے ان کے درمیان لڑائی

بھی ہوئی تھی۔ یہی دیرینہ دشمنی تھی کہ جس کے سبب بنو خزاعہ مسلمانوں کی طرف مائل تھے۔ قریش کی سرگرمیوں کی خبریں خفیہ طور پر مدینہ بھیجا کرتے تھے۔ چنانچہ غزوۂ احزاب سے پہلے ان کی تیاریوں کی اطلاع دینے والے یہی تھے۔

بنو بکر بن وائل تہامہ، یمامہ اور بحرین میں پھیلے ہوئے قبائل کا ایک گروہ تھا یمامہ میں بڑی تعداد میں آباد تھے۔ یہ قبیلے قتل و غارت اور لوٹ مار کے لئے مشہور تھے۔ ان کی بنی تغلب سے بڑی طویل لڑائیاں ہوئی تھیں جن کی طرف مولانا الطاف حسین حالی نے مسدس میں اشارہ کیا ہے۔

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی
صدی جس میں آدھی انہوں نے گنوائی

اسلام کی عداوت میں دونوں قبیلے قریش کے ساتھ ہوگئے ان کا باہمی عناد دب گیا۔ صلح حدیبیہ کے نتیجہ میں حالات پُرامن ہوگئے تو بنی بکر کی آتش انتقام پھر بھڑکنے لگی اور اب تو انہیں قریش کی تازہ حلیفی کا بھی زعم تھا۔

اسباب

"فتوح البلدان" اور "مدارج النبوت" (۳) میں تحریر ہے کہ ایک دن بنی بکر کے ایک دریدہ دہن شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی قبیلہ بنی خزاعہ کا ایک شخص وہاں موجود تھا اس

نے اس کو ہجو سے منع کیا۔ اس پر وہ اور بھی مشتعل ہو کر بدزبانی کرنے لگا۔ بنو خزاعہ کے شخص کو بھی غصہ آگیا اور اس نے گستاخ رسول کا سر پھاڑ دیا وہ فریاد کرتا ہوا بنو بکر کی ایک شاخ نفاثہ کے پاس پہنچا۔ وہ اس کی حمایت میں لڑنے کے لئے تیار ہو گئے اس کے علاوہ انہوں نے بنی مدلج سے بھی مدد مانگی ان کے انکار کر دینے پر قریش سے مدد طلب کی۔ قریش کے دل میں بنو خزاعہ کے خلاف آتش عناد برسوں سے پرورش پا رہی تھی اس کے چند افراد فتنہ و فساد پر آمادہ ہو گئے۔ انہیں اسلام دشمنوں کی یہ خبریں بھی ملیں کہ جنگ موتہ کے بعد مسلمان کمزور پڑ گئے ہیں موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے آپس میں گٹھ جوڑ کر لیا بنو بکر اب قریش کے تعاون سے قدیم انتقام کا حساب چکتا کرنے پر تلے ہوئے تھے ان کو اکسانے میں عکرمہ بن ابو جہل کی تدبیروں نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔

ابن کثیر کا بیان ہے کہ قریش نے اپنے طرفدار قبائل کو ابھار کر مسلمانوں کے حلیف قبائل کے افراد کو قتل کرنا شروع کر دیا۔(۴)

گام گام مقتل

وادی مکہ کے اسفل میں بنو خزاعہ کا ایک چشمہ و تیر نامی تھا قریش کی شہہ پا کر بنو نفاثہ کے لوگوں نے بنو خزاعہ کو غافل پا کر اس چشمہ پر شب خون مارا۔(۵) اور ۲۰ افراد کو قتل کر دیا باقی خزاعی وہاں سے بھاگ گئے لیکن بنو بکر کی دوسری شاخ بنو الدیل نے ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل کرنا

شروع کردیا۔ یہ شعبان ۸ھ کا واقعہ ہے۔(۶) عکرمہ کی کوشش سے قدیم دشمنان اسلام صفوان بن اُمیّہ، شیبہ بن عثمان، سہیل بن عمرو، حویطب بن عبدالعزیٰ اور مکرز بن حفص بھی بھیس بدل کر اس قتل و غارت گری میں شریک ہوگئے۔(۷) (ان میں کچھ معاہدہ پر دستخط کرنے والے تھے) بنو خزاعہ کے لوگوں نے مار دھاڑ سے تنگ آکر دارالامن حرم کعبہ میں پناہ لی۔ بنوبکر کے لوگوں نے اپنے سردار نوفل بن معاویہ سے کہا کہ یہ حرم کی سرزمین ہے خون ریزی سے باز رہو اور اللہ سے ڈرو۔

اس موقع پر نوفل کا پلہ بھاری تھا جوش انتقام میں کہہ اٹھا کہ آج کوئی اللہ نہیں ہے۔(۸) ہم اپنا بدلہ لے کر ہی لوٹیں گے۔ اپنے لوگوں سے کہا کہ اے بنوبکر! جب تم حرم میں چوریاں کرسکتے ہو تو کیا خون نہیں بہا سکتے؟ اس پرانے دشمن کا صفایا کرنے کا یہ بہترین موقع ہے۔ یہ وقت خدا ترسی کا نہیں اس اشتعال پر حرم میں انکا خون بہایا گیا۔ یہ بات روایات کے خلاف تھی حرم کے متولی قریش خاموشی سے یہ سب کچھ دیکھتے رہے۔ روکتے کیا کہ یہ چنگاری کو خود ہی ہوا دے رہے تھے۔ آخر مجبور ہو کر ان لوگوں نے مکہ میں بدیل بن ورقا خزاعی اور اپنے ایک آزاد کردہ غلام رافع کے گھر میں پناہ لی جوش انتقام میں قریش اور بنو بکر یہ بھول گئے کہ بنو خزاعہ مسلمانوں کے حلیف ہیں۔

دردِ دل ہو گیا بیاں سے ادا

بنو خزاعہ کے پاس اپنے حلیف کی طرف رجوع کرنے کے سوا کوئی راستہ نہ تھا چنانچہ نقض عہد اور معاہدے کی خلاف ورزی کی شکایت کے ساتھ ان کا سردار مسلمانوں کے پاس مدینہ روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ چالیس اونٹوں پر قبیلہ خزاعہ کے لٹے پٹے فریادی تھے۔ سیدھے مسجد نبوی پہنچے جہاں تمام صحابہ کرامؓ کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ انہوں نے آپؐ کا نام لے لے کر دہائیاں دینا شروع کر دیں۔ فریادی مسجد میں طلب کئے گئے تو عمرو بن سالم نے (جو بعد میں بنی کعب سے منسوب ہو گیا تھا۔) عرض کیا ہم آپؐ کے ذمہ میں ہیں۔ اس طرف داری کے بدلے ہمارا خون گلی کوچوں میں پانی کی طرح بہایا گیا ہے اب تو حرم کعبہ میں بھی ہمیں امان نہیں ملتی۔ انہوں نے ایک قصیدہ میں اپنی مظلومیت کی داستان بیان کی۔ ایک شعر میں حضرت عبدالمطلب سے بنو خزاعہ کے قدیم معاہدے کا بھی حوالہ تھا۔ "اے معبود! میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے اور ان کے مورث کا معاہدہ یاد دلاتا ہوں۔ قریش نے آپؐ سے وعدہ خلافی کی ہے اور جو پختہ معاہدہ کیا تھا اسے بھی توڑ ڈالا ہے۔ انہوں نے اس مصیبت میں میرے لئے نگہبان مقرر کردیئے اور گمان کیا کہ میں کسی کو نہیں پکاروں گا ہم کو اس حالت میں قتل کیا کہ ہم رکوع و سجود کر رہے تھے۔" (۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش اور بنی بکر کی بدعہدی اور معاہدے کی خلاف ورزی پر بے حد افسوس کا اظہار فرمایا۔ ارشاد ہوا بے شک ہم اپنے معاہد کی مدد کریں گے۔ اب تو انہوں نے اپنے اسلام لانے کا بھی ذکر کیا تھا۔ اسی وقت آسمان پر ایک ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا۔ آپؐ نے اس کی جانب اشارہ کر کے ارشاد فرمایا یہ بادل بھی بنی کعب (بنو خزاعہ) کی نصرت چاہتا ہے۔ ابن اسحاق کی روایت میں ارشاد نبوی کے الفاظ "نصرت یا عمرو بن سالم" ہیں۔ ابن سعد کے بیان کے مطابق حضورؐ نے فرمایا "میری مدد بھی نہ کی جائے اگر میں اس چیز سے بنی کعب کی مدد نہ کروں جس سے میں اپنی مدد کرتا ہوں۔" (۱۰)

دنیا میں بھی میزان...

چالیس شتر سوار فریادیوں سے دریافت فرمایا کیا بنو بکر کے تمام قبیلے اس قتل و غارت گری میں شریک تھے؟ عرض کیا گیا نہیں صرف بنو نفاثہ اور بنو دیلؑ نوفل بن معاویہ ان کا سرغنہ ہے۔ یہ سن کر ارشاد فرمایا اے ابن سالم! اطمینان رکھو ہم تمہاری مدد کے لئے تیار ہیں اس طمانیت کے بعد وہ اپنے ٹھکانوں کو واپس لوٹ گئے۔

مورخ طبری (وفات ۳۱۰ھ مطابق ۹۲۳ء) (۱۱) اور کامل ابن اثیر (وفات ۶۳۰ھ مطابق ۱۲۳۳ء) (۱۲) نے لکھا ہے کہ عمرو بن سالم کی واپسی کے بعد چند آدمیوں کے ساتھ بدیل بن ورقا خزاعی مدینہ آئے اور

سیدھے درِ دولت پر فریاد کناں ہوئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرما رہے تھے۔ فریادی کو اسی حالت میں جواب دیا۔ میں موجود ہوں ٹھہرو ابھی آیا باہر تشریف لائے تو بنو خزاعہ کے معزز رئیس نے بنو بکر اور قریش کی ملی بھگت سے ہونے والی ہولناک ستم رانیوں کی لرزہ خیز داستان آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے دہرائی۔ عرض کیا ہم پر یہ ظلم و زیادتی صرف اس لئے ہو رہی ہے کہ ہم مسلمانوں کے حلیف ہیں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی مدد کا وعدہ فرمایا۔

معاملہ بہت سنگین تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاص ایلچی کو (جن کا نام زرقانی کے حوالے سے سیرت رسول اللہ میں پروفیسر سید نواب علی نے حضرت ضمرہؓ تحریر کیا ہے) باز پرس کے لئے مکہ روانہ کیا۔ ابن اثیر کی "اسد الغابہ" جلد پنجم (۱۳) میں ضمرہ نامی ۱۱ صحابہ کا تذکرہ ملتا ہے لیکن ان میں کوئی اشارہ ایسا نہیں ملا کہ انہیں قریش کے پاس ایلچی بنا کر بھیجا گیا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفیر کو حکم دیا کہ قریش کے سامنے تین شرطیں پیش کی جائیں۔

۱۔ خزاعہ کے مقتولین کی دیت ادا کی جائے۔

۲۔ یا بنو نفاثہ کی حلیفی سے علیحدہ ہو جائیں۔

۳۔ یا پھر معاہدہ حدیبیہ کی تنسیخ کا اعلان کر دیں۔

سفیر رسول نے قریش کو جب یہ پیام پہنچایا تو ان کی طرف سے قرط

بن عمرو نے جواب دیا کہ پہلی اور دوسری شرط نامنظور ہاں معاہدہ حدیبیہ کے فسخ کرنے پر ہم راضی ہیں۔ حضرت ضمرہؓ یہ سن کر مدینہ واپس آگئے۔ (۱۴)

داغِ ندامت

قاصد نے لوٹ کر قریش کا جواب سنایا ارشاد ہوا

"اب ابوسفیان ہمارے پاس صلح حدیبیہ کی تجدید اور اضافہ مدت کے لئے آنے والا ہے۔"

کہنے کو تو چند تند خُو اور شعلہ مزاج لوگوں نے منسوخی معاہدہ کا اعلان کر دیا تھا لیکن جب بعد میں دار الندوہ میں سر جوڑ کر بیٹھے تو اپنے فیصلے پر بہت پچھتائے۔

مورخین کا بیان ہے کہ بنو خزاعہ کے ساتھ اس معاہدے کی رو سے جو بد دیانتی اور خیانت ہوئی اس میں ابوسفیان کے سوا تمام قریشی سردار شریک تھے۔ (۱۵) اس سے بھی شمولیت کے لئے کہا گیا تو اس نے نہ صرف انکار کیا بلکہ اس کے بھیانک انجام سے بھی ڈرایا۔ ان میں اب کوئی حضرت عمروؓ بن عاص جیسا مدبر بھی نہ تھا کہ اس نازک موقع پر دور اندیشانہ رائے دیتا۔ عہد شکنی کے نتیجے میں ہونے والی جنگ کے امکانات پر دار الندوہ میں غور ہوا تو بے اختیار ماہر حرب حضرت خالدؓ بن ولید کی یاد آئی جو ہر ایسے موقع پر قوم کے لئے سپر ثابت ہوئے۔ ان کی صفوں میں ان دونوں کی غیر موجودگی اور لشکر اسلام میں شرکت 'بڑی دیر تک موضوع

بحث بنی رہی۔

فکرِ دلداریٔ گلشن

قریش کے داناؤں میں سے حارث بن ہشام اور عبداللہ بن ابی ربیعہ مل کر ابوسفیان کے پاس پہنچے اس کا مشورہ نہ ماننے پر قوم کی مذمت کی۔ اس کو فراست اور معاملہ فہمی کا واسطہ دے کر وقت کی نزاکت کا احساس دلایا۔ خود ابوسفیان کو بھی اس بات کا اندازہ تھا کہ بحیثیت سردار قریش ساری ذمہ داری اس پر ڈالی جائے گی۔ دارالندوہ میں مجلس مشاورت منعقد ہوئی۔ چند ذی فہم لوگوں نے بنوبکر سے علیحدگی کی تجویز کی حمایت کی۔ قرط بن عمرو اور اس جیسے چند جوشیلے اور سرپھرے جوانوں نے مقابلہ پر اصرار کیا۔ نبرد آمائی کے نتائج پر جب غور کیا گیا تو اس عزم کا کھوکھلا پن ظاہر ہوگیا۔ قلعوں اور اسلحہ والے خیبر کے یہودیوں کا انجام سامنے تھا۔ شہنشاہ روم ہرقل کے گھبرانے کو بھی ابوسفیان خود مشاہدہ کرچکا تھا۔ یہ لوگ تو مُوتہ میں دو لاکھ کے لشکر سے بھی ٹکر لینے سے نہیں ڈرے تھے اور اب تو ان کی افرادی قوت بھی ہزاروں تک پہنچ گئی تھی۔ آخر دانائے قریش ابوسفیان نے گتھی سلجھائی ہم اس ذمہ داری سے ہی انکار کردیں گے کہ قریش عہد شکنی میں شامل ہیں سب نے اس کی اس رائے کو صائب قرار دیا اور درخواست کی کہ مدینہ جاکر وہ خود معاملات کو سلجھائے۔ معاہدہ کی نہ صرف تجدید کرے بلکہ مدت میں بھی اضافہ کی کوشش کرے۔

معرکۂ بیم و رجا

سردار قریش بھاری ذمہ داری کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا تو عسفان کے مقام پر بدیل ابن ورقا اور اس کے ساتھیوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ ابو سفیان کا ماتھا ٹھنکا کیونکہ وہ تو اُڑتی چڑیا کے پر گننے والوں میں سے تھا۔ پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ کہا ساحل پر بنو خزاعہ کے لوگوں سے ملنے گیا تھا اس جواب سے ابو سفیان کی تسلی نہ ہوئی آخر پوچھ ہی لیا کیا مدینہ نہیں گئے تھے؟ ورقا صاف مکر گیا قافلہ چلا گیا تو ابو سفیان نے ان کے اونٹوں کی مینگنیاں توڑ کر دیکھیں ان میں کھجور کی گٹھلیاں نکلیں جو مدینہ کا چارہ تھیں۔ اب ابو سفیان کو یقین ہوگیا۔ ساتھ ہی نئی فکروں 'اندیشوں اور خدشات نے اسے گھیر لیا راستہ بھر یہی سوچتا رہا جانے یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے؟(۱۶)

کاٹو تو لہو نہیں بدن میں

اسی فکرو تجسس میں مدینہ کی سرحدوں کے قریب پہنچا۔ خیال آیا تاجدار مدینہ کے پاس جانے سے پہلے اپنی بیٹی سے کیوں نہ مل لوں۔ اس سے بڑھ کر باپ کا خیر خواہ کون ہوسکتا ہے؟ بیٹی جواب تاجدار مدینہ کی شریک حیات اور اُمّ المومنین تھیں۔ (ابو سفیان کی مسلمان بیٹی رملہ (اُمِّ حبیبہ) جو مکہ سے ہجرت کرکے حبشہ اور وہاں سے ابھی چند ماہ پیشتر فتح خیبر کے دن مدینہ پہنچی تھیں) اس خیال سے اسے کچھ طمانیت ہوئی سیدھا بیٹی

کے گھر پہنچا پندرہ سولہ سال بعد باپ بیٹی کی ملاقات ہوئی۔ حجرے میں ایک جانب بستر بچھا ہوا تھا ابوسفیان نے چاہا کہ. اس پر بیٹھ کر آرام سے باتیں کرے۔ بیٹی نے باپ کا ارادہ بھانپ لیا اور بڑھ کر بستر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے خفت مٹاتے ہوئے کہا بیٹی کیا یہ بستر میرے شایان شان نہیں؟ بیٹی نے فوراً جواب دیا۔ آپ نے غلط سمجھا یہ اللہ کے رسول اور سید الطّاہرین کا بستر ہے کوئی نجس اور مشرک اس پر نہیں بیٹھ سکتا۔ یہ ذہنی مار ابوسفیان برداشت نہ کرسکا۔ خون کے گھونٹ پیتا الٹے پاؤں باہر نکل گیا۔(۱۷)

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں

ابوسفیان مسجد نبوی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ عرض کیا قریش کی طرف سے تجدید معاہدہ کے لئے آیا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور اپنا رخ دوسری جانب پھیر لیا۔ مایوس ہو کر سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے گھر گیا۔ ان کے مرتبہ و مقام سے واقف تھا۔ کوشش کی کہ وہ اس معاملہ پر اثر انداز ہوں لیکن انہوں نے بھی اسے ٹکا سا جواب دیا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے پاس گیا اور ان سے سفارش کی درخواست کی انہوں نے اسے حقارت سے دھتکار دیا۔

"امتاع الاسماع" میں المقریزی کا بیان ہے(۱۸) کہ حضرت عثمانؓ ابن عفان سے لپٹ گیا اور خوشامدانہ انداز میں خونی رشتوں کا واسطہ دے

کر کہا واللہ اصحاب محمد میں، میں نے کسی صحابی کو آپ سے زیادہ صاحب اکرام نہیں دیکھا۔ صلح کی تجدید کروا کر قریش پر احسان کیجئے۔ آپ نے بڑی نرمی سے کہا "میری پناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں ہے۔"

اب ابوسفیان کی ساری امیدیں حضرت علیؓ سے وابستہ ہوگئیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر معاملہ کو سلجھانے کی استدعا کی۔ جواب ملا۔ کسی کی مجال نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی جسارت کرے۔

واقدی کا بیان ہے کہ ابوسفیان اکابر مہاجرین سے مایوس ہوا تو انصار کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ سردار خزرج حضرت سعدؓ بن عبادہ کو درمیان میں ڈال کر مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی۔(۱۹) انہیں قدیم تعلقات کے واسطے دیئے کہا کہ آپ اس شہر کے سردار ہیں لوگوں کے درمیان پناہ کا اعلان کر دیجئے صلح کی مدت میں اضافہ کروا دیجئے لیکن اس پروانۂ نبوت کا جواب بھی بالکل حضرت عثمانؓ جیسا تھا۔

شدید ذہنی خلفشار میں سیاس قریش کی عقل نے جواب دے دیا تو ایک بار پھر باب علیؓ پر آیا اور حضرت بی بی فاطمہؓ سے عرض پرداز ہوا جس طرح زینبؓ نے ابوالعاصؓ کو پناہ دی تم بھی قریش کو پناہ دے دو۔ فرمایا یہ میرے لئے ممکن نہیں۔ دیکھا حضرت حسنؓ صحن میں کھیل رہے ہیں تو ایک نفسیاتی حربہ آزمایا کہا۔

اے بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارا یہ نور نظر حسن ہی اگر کہہ دے کہ میں نے قریش کو امان دے دی تو میں اسے تمام عرب کا سردار مان لوں گا۔ حضرت فاطمہؓ نے جواباً" کہا کہ یہ کم سن ہے۔ پناہ دینا بڑوں کا کام ہے اور پھر منشائے نبوی کے خلاف کوئی بھی یہ جرات نہیں کر سکتا۔ ٹھنڈی سانس بھر کر بہ حسرت دیاس حضرت علیؓ کا دامن پکڑ لیا۔ ابوالحسن! تم ہی کوئی تدبیر بتاؤ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کچھ اور تو سمجھ میں نہیں آتا البتہ تم اگر مناسب سمجھو تو خود ہی یہ کام کر گزرو۔ تم بنی کنانہ کے سردار ہو مسجد میں جا کر لوگوں کے سامنے اعلان کر دو۔ ابوسفیان اٹھا اور مسجد میں جا کر بلند آواز میں پکارنے لگا۔ لوگو! میں عہد کی تجدید اور صلح کی مدت بڑھاتا ہوں۔(۲۰)

مولانا عبدالحلیم شرر نے اپنی تاریخ اسلام میں ابوسفیان کے اعلان کو ان الفاظ میں لکھا ہے "لوگو! میں نے قریش کو خود اپنی حمایت میں لے لیا۔" یہ اعلان سردار بنی کنانہ کی حیثیت میں تھا اعلان کے ساتھ ہی اونٹ پر سوار ہو کر مکہ کی راہ چل پڑا۔

مکہ پہنچ کر ابوسفیان نے لوگوں کو حالات سے آگاہ کیا تو قریش نے کہا کہ علیؓ نے تمہارے ساتھ مذاق کیا ہے۔ تمہاری اس کارروائی سے صلح یا حالت جنگ کسی بات کا پتہ نہیں چلتا نہ ہم مطمئن ہو کر بیٹھ سکتے ہیں اور نہ ہی جی جان سے جنگ کی تیاری کر سکتے ہیں۔ تمہاری یک طرفہ کارروائی

مسئلہ کا حل نہیں ہے۔

احتیاطِ نظر ---- خفیہ منصوبہ بندی

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو حکم دیا کہ سامان سفر اور ہتھیار درست کرو لیکن اس کا کسی کو پتہ نہ چلے۔ اسی دوران حضرت ابوبکر صدیقؓ بیٹی کے گھر آئے تو پوچھا یہ کیسی تیاری ہے؟ عرض کیا مجھے کچھ معلوم نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدسؐ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا سفر کا ارادہ ہے؟ فرمایا۔ ہاں عرض کیا' میں بھی تیاری کروں؟ ارشاد ہوا' ہاں۔ پوچھا کیا مکہ پر حملہ کا قصد ہے؟ فرمایا ہاں لیکن اسے اپنے تک محدود رکھو پھر دعا فرمائی۔ (۲۱)

"اے اللہ! مخبروں اور خبروں کو قریش سے روک دے
ان کی نگاہوں کو اپنی گرفت میں لے لے۔ ان کے کانوں پر ایسی
مہریں لگا دے کہ وہ مجھے اچانک اس وقت دیکھیں جب میں ان
کے سروں پر پہنچ جاؤں انہیں میرے کوچ کی خبر نہ ہو۔"

مسلمانوں کو جہاد کی تیاری کا حکم ہوا۔ کہاں جانا ہے یہ بات مخفی رکھی گئی۔ اس موقع پر حضرت حسان بن ثابتؓ نے اپنے اشعار کے ذریعے لوگوں میں جوش و خروش پیدا کیا۔ ان کا ایک شعر ہے۔

"اب ہم سے گھبرا کر بھاگنے کی کوشش نہ کرو اب تو
ہماری تلواریں وہ ہنگامہ برپا کریں گی جن سے موت کا دروازہ کھل

جائے گا۔"

رمضان کے ابتدائی دنوں میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت ابو قتادہؓ بن ربعی انصاری کی سرپرستی میں آٹھ آدمیوں کو نجد میں بطن اضم کی طرف مدینہ سے ۲۶ میل دور مشرق کی جانب ایک مہم پر روانہ فرمایا۔ یہ خبر اطراف و جوانب میں پھیل گئی۔(۲۲) لوگوں کی توجہ دوسری جانب مبذول ہوگئی یہ مجاہد جب خشب کے مقام پر پہنچے تو انہیں اطلاع ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی طرف روانہ ہوچکے ہیں چنانچہ وہ بھی مقام "السُقیاء" میں جا ملے۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ اتنا اہتمام شاید رومیوں سے دوبارہ مقابلہ کی خاطر ہو رہا ہے۔

مسلم قبائل کو احکام

اعلان جہاد کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفود اطراف و جوانب کے حلیف قبائل میں روانہ فرمائے۔ قریب والوں کو تو حکم تھا کہ رمضان کے ابتدائی ایام میں مدینہ پہنچ جائیں۔ راستہ پر آباد دور کے قبائل کو پیام تھا کہ ہتھیاروں کے ساتھ تیار رہیں۔ جب ہم تمہاری بستیوں سے گزریں تو تم ہماری صفوں میں شامل ہو جانا۔ اس خفیہ اور رازدارانہ مہم پر جن صحابہ کو روانہ کیا گیا ان کے اسمائے گرامی اور قبائل کے نام درج ذیل ہیں۔(۲۳)

قبائل کے نام	قاصد کا نام
۱۔ بنو اسلم	۱۔ حضرت اسماءؓ بن حارثہ
	۲۔ حضرت ہند بن حارثہ
۲۔ بنو جہینہ	۱۔ حضرت رافع بن مکیث الجہنی
	۱۔ حضرت جندب بن مکیث الجہنی
۳۔ بنو غفار، بنو ضمرہ بنی الحصین	۱۔ حضرت ایماء بن رحضہ
	۲۔ ابو رہم کلثوم بن الحصین
۴۔ بنو اشجع	۱۔ حضرت معقلؓ بن سنان
	۲۔ حضرت نعیمؓ بن مسعود
۵۔ بنو مزینہ	۱۔ حضرت بلالؓ بن حارث المزنی
	۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو المزنی
۶۔ بنو سُلیمؓ	۱۔ حضرت الحجاجؓ بن علاط اسلمی
	۲۔ حضرت عرباضؓ بن ساریہ
۷۔ بنو کعب	۱۔ حضرت بشر بن سفیان
	۲۔ حضرت بدیلؓ بن ورقاء

RekhtaDownload.com

واقدی کا بیان ہے کہ بنو سلیم وغیرہ کو رمضان میں مدینہ طیبہ آنے کا حکم ہوا۔ مورخ یعقوبی کے بیان کے مطابق صرف قبائلی سردار مدینہ طلب کئے گئے اور انھیں اعتماد میں لے کر حکم دیا گیا کہ جب ہم تمہاری گزر گاہوں سے گزریں تو لشکر میں شامل ہو جانا۔ (۲۴)

مدینہ کے اندر نگرانی کے لئے جاسوس مقرر فرمائے تاکہ کسی قسم کی اطلاع قریش تک نہ پہنچ پائے۔ منافقین پر کڑی نظر رکھی گئی پوری چوکسی

سے یہ کام ہوتا رہا۔ عسکری نقطہ نظر سے یہ ایک بے نظیر اور کامیاب ترین حکمت عملی تھی۔

لغزشِ پا

نفیرعام سن کر مجاہدین سفر جہاد کی تیاری کرنے لگے۔ حضرت حاطبؓ بن بلتعہ بڑی سوجھ بوجھ کے مالک مہاجر صحابی تھے۔ انہیں شاہ مصر مقوقس کے پاس بطور سفیر جانے کا شرف بھی حاصل ہو چکا تھا۔ فراست سے اندازہ لگا لیا کہ حضورؐ حملہ کی تیاریاں فرما رہے ہیں۔ انہوں نے ایک خط مکہ کے ذی اثر سرداروں میں سے صفوان بن اُمیّہ، سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابوجہل کے نام لکھا۔ اسے ایک خاتون کے ذریعہ روانہ کیا یہ مکہ کی ایک مغنیہ سارہ نامی تھی جو مختلف قبائل میں اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے مدینہ بھی آئی اور کچھ عرصہ قیام کے بعد واپس جارہی تھی۔ ابن اثیر نے اس کا نام کنود اور قبیلہ مزنیہ کی خاتون بتایا ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اس کی اطلاع دی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت حاطبؓ کے غلام نے آکر عرض کیا یا رسول اللہؐ حاطب ضرور دوزخ میں جائے گا۔ ارشاد ہوا نہیں وہ نار جہنم سے محفوظ ہے کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں شریک تھا پھر غلام نے خفیہ مخبری کے خط کے بارے میں بتایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری طور پر حضرت زبیرؓ اور حضرت علیؓ کو (بعض کتابوں میں حضرت مقدادؓ اور حضرت ابو مرثد غنویؓ

کے نام بھی ہیں) حکم دیا کہ فوری مکہ کی راہ چل پڑو۔ نخلستانِ خاخ کے مقام پر تمہیں ایک کجاوے میں سوار عورت ملے گی۔ اس کے پاس ایک خط ہے اسے لے آؤ۔ شہسوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس عورت تک پہنچ گئے۔ شتر سوار خاتون نے خط کا انکار کیا تلاشی پر بھی خط برآمد نہ ہوا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "قسم اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات غلط نہیں ہوسکتی۔ سیدھی طرح خط ہمارے حوالے کردو ورنہ برہنہ کر کے تلاشی لینے میں بھی دریغ نہ ہوگا۔" خاتون نے سواروں کے تیور دیکھے تو چوٹی کے جوڑے میں سے خط نکال کر ان کے حوالے کردیا۔(۲۵)

آشنا خاموش ہے نا آشنا خاموش ہے

مسجد نبوی میں صحابہ کرام جمع تھے کہ شہسواروں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں خط پیش کیا۔ حکم ہوا سب کے سامنے خط پڑھا جائے۔ واقدی کا کہنا ہے کہ یہ خط تین سرداران قریش عکرمہ بن ابوجہل، سہیل بن عمرو اور صفوان بن اُمیہ کے نام تھا۔ زرقانی نے یہ خط نقل کیا ہے جو درج ذیل ہے۔(۲۶)

"تحقیق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غزوہ کے لئے نکلنے والے ہیں معلوم نہیں کہ کس طرف کا قصد ہے۔ تمہاری طرف یا کسی اور طرف، تم اپنی فکر کرو۔

دوسرا متن جو قسطلانی نے شرح بخاری میں تحریر کیا ہے وہ کچھ اس طرح ہے۔(۲۷)

"اے گروہ قریش! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی مانند تم پر ایک ہولناک لشکر لے کر آنے والے ہیں جو سیلاب کی طرح بہتا ہوگا۔ خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا لشکر کے خود تن تنہا بھی تشریف لے جائیں تو اللہ تعالیٰ ضرور آپؐ کی مدد فرمائے گا اور فتح و نصرت کا جو وعدہ فرمایا ہے وہ اسے ضرور پورا کرے گا پس تم اپنے انجام کو سوچ لو۔"

چشم خطا پوش

حضرت عمرؓ نے عرض کیا حاطب نے اللہ، اس کے رسول اور مومنین کی خیانت کی ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن تن سے جدا کر دوں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب یہ کیا بات ہے، حضرت حاطبؓ جواب دینے کے لئے اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے تو ان کے قدم لڑکھڑا رہے تھے اپنے آپ پر قابو پانا مشکل ہو رہا تھا۔ آنکھیں ڈبڈبا رہی تھیں۔ کانپتے ہوئے ہونٹوں سے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے بارے میں جلدی نہ فرمائیں نہ میں مرتد ہوا ہوں اور نہ میرا ایمان اللہ اور اس کے رسول پر متزلزل ہوا ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ میری قریش سے کوئی رشتہ داری نہیں صرف حلیفانہ تعلق ہے۔ میرے بیوی بچے ابھی تک مکہ میں

ہیں میں نے چاہا کہ ان پر کچھ احسان کروں تاکہ میرے اہل و عیال کی حفاظت ہو۔ ارشاد ہوا حاطب نے سچ سچ بتا دیا۔ حضرت عمرؓ نے پھر عرض کیا : یہ خیانت ہے مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کو ٹھکانے لگادوں؟ فرمایا۔

"اے عمر! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی آئندہ سرزد ہونے والی ہر خطا معاف فرما دی ہے" اور پھر فرمایا۔
"جو چاہو سو کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی" (۲۸)

اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ حاطب اہل بدر میں سے ایک ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ رونے لگے ان کی زبان پر تھا "اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔" حضرت حاطبؓ کی لغزش اور ان سے درگزر کا سلوک اعلیٰ اقدار کی حفاظت کا درس دیتا ہے۔ غلطی سے پچھلی خدمات یکسر مٹ نہیں جاتیں۔

اس واقعہ کے بارے میں سورۂ ممتحنہ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔

ترجمہ :۔ "اے ایمان والو! اگر تم جہاد کے لئے نکلو اور اللہ کی رضا تلاش کرو تو پھر میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ نہ ان کو دوستی کا پیغام بھیجو وہ تو اس دین حق کے منکر ہیں جو تمہارے پاس آیا ہے اور محض اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے رسول کو اور تم کو جلا وطن کر چکے ہیں۔ تم ان کو خفیہ طور پر دوستی کا پیغام بھیجتے ہو مجھے اس چیز کا بھی علم ہے جو تم مجھ سے چھپاتے ہو

اور اس چیز کا بھی علم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو جو شخص ایسا کرے گا
وہ راستے سے بھٹک جائے گا۔"

نیابتِ مدینہ

ابن سعد کی روایت ہے کہ مدینہ میں حضرت عبداللہؓ ابن اُمّ مکتوم کو عامل مقرر فرمایا۔ طبری، ابن ہشام، ابن قیم، ابن اثیر اور ابن کثیر، ابن حزم، ابن خلدون اور مسعودی نے حضرت ابو رہم کلثومؓ بن حصین غفاری کا نام لکھا ہے۔ قسطلانی اور ابن جوزی دونوں نے ابن سعد کی تائید کی ہے۔ ان دونوں میں مطابقت ممکن ہو سکتی ہے۔ حضرت عبداللہؓ ابن اُمّ مکتوم نابینا تھے انہیں مسجد نبوی میں نماز کی نیابت پر مقرر فرمایا اور حضرت ابو رہمؓ کلثوم کو انتظامی امور کا عامل بنایا ہوگا۔

روانگی کی تاریخ

ابن سعد کا بیان ہے (۲۹) کہ مسلمان ۱۰ رمضان المبارک ۸ ہجری یوم چہارشنبہ بعد نماز عصر روانہ ہوئے۔ ابن ہشام، طبری، ابن اثیر، ابن کثیر روانگی بعد نماز فجر بتاتے ہیں۔ قسطلانی، ابن سید النّاس اور یعقوبی نے ۲ رمضان تاریخ روانگی تحریر کی ہے۔ مسعودی نے "تنبیہہ والا شراف" میں "رمضان کی تین راتیں گزر چکی تھیں" لکھا ہے۔

۱۰ رمضان ۸ ہجری کو عیسوی تاریخ یکم جنوری ۶۳۰ تھی۔ "فتوح البلدان" میں بلاذری (۳۰) نے لکھا ہے کہ بنو خزاعہ کے فریادیوں سے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ "مجھے دو شہروں (مکہ یا طائف) میں سے ایک کی طرف جانے کا حکم ہوا ہے۔"

تعداد

مدینہ طیبہ سے نکلتے وقت لشکر کے شرکاء کی تعداد حسب ذیل تھی۔(۳۱)

قبیلہ کا نام	وطن	تعداد	سواروں کی تعداد	شمولیت کا مقام
مہاجرین	مدینہ	۷۰۰	۳۰۰	مدینہ
انصار	مدینہ	۴۰۰۰	۵۰۰	مدینہ
بنو مزینہ	اطراف حجاز	۱۰۰۰	ان میں ۱۰۰ زرہ پوش	مدینہ
بنو اسلم	حجاز	۴۰۰	۳۰	راستے میں
بنو اشجع	نجد	۳۰۰	تعداد معلوم نہیں	راستے میں
بنو تمیم	نجد	۱۰	تعداد معلوم نہیں	راستے میں
بنو عمرو بن کعب (خزاعہ)	حجاز	۵۰۰	تعداد معلوم نہیں	راستے میں
بنو ضمرہ اور سعد	حجاز	۲۰۰	تعداد معلوم نہیں	قدید
بنو غفار	حجاز	۴۰۰	تعداد معلوم نہیں	راستے میں
بنو سلیم	حجاز	۷۰۰	تعداد معلوم نہیں	قدید
بنو لیث	حجاز	۲۵۰	۷۰۰	راستے میں
بنو جہینہ	حجاز	۱۴۰۰	۵۰	مدینہ
دیگر قبائل	اطراف حجاز	۱۴۰	معلوم نہیں	راستے میں
	میزان	۱۰،۰۰۰		

البدایہ والنہایہ (۳۲) میں ابن کثیر نے بنو سلیم کی تعداد ایک ہزار' بنو مزینہ کی ۱۳ سو اور انصار و مہاجرین' بنو تمیم' بنی اسد اور دیگر حلیف قبائل کی مجموعی تعداد ۶۹۰۰ اور جملہ تعداد دس ہزار لکھی ہے۔ محمد احمد

RekhtaDownload.com

باشمیل کا خیال ہے کہ مدینہ سے نکلتے وقت تعداد سات ہزار کے لگ بھگ تھی۔ دوران سفر راستے میں دیگر قبائل کی شمولیت کے باعث تعداد دس ہزار ہو گئی لیکن بعض روایتوں میں جملہ تعداد ۱۲ ہزار بھی لکھی ہے۔

اس موقع پر چند ایسے قبائل نے بھی اس لشکر میں شمولیت اختیار کی جن کا اسلام قبول کرنا ثابت نہیں ان ہی میں مشہور جنگجو قبیلہ' غطفان کا سردار عینیہ بن حصن فزاری بھی ہے۔ بنواشجع اسی کی شاخ تھی جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ انہیں شرکت کا حکم دیا گیا تھا۔ جب عینیہ کو پتہ چلا تو وہ بھی وادیٔ عرج کے مقام پر شریک ہوا۔ اسی طرح بنو تمیم کا سردار قرع بن جابس مقام ''السقیاء'' میں شامل ہوا۔(۳۳)

حضرت زبیرؓ ابن عوامؓ کو صلصل کے مقام سے دو سواروں کے ساتھ آگے روانہ فرمایا۔ حضرت عروہ ابن زبیرؓ نے ''مغازی رسول اللہؐ'' میں تحریر کیا ہے کہ ان شہ سواروں نے پانی کے مراکز پر قبضہ کر لیا۔(۳۴)

ابن کثیر نے یہ بھی لکھا کہ لشکر بجائے خشکی کے راستے کے بحری راستے سے بھیجا گیا یہ احتیاط اس خیال سے بھی کی گئی تھی کہ نواح مکہ میں پہنچنے تک قریش کو خبر نہ ہو۔ کسی اور مورخ نے یہ نہیں لکھا۔(۳۵)

ازواج مطہرات میں اُمّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہؓ اور اُمّ المومنین حضرت میمونہؓ ساتھ تھیں۔

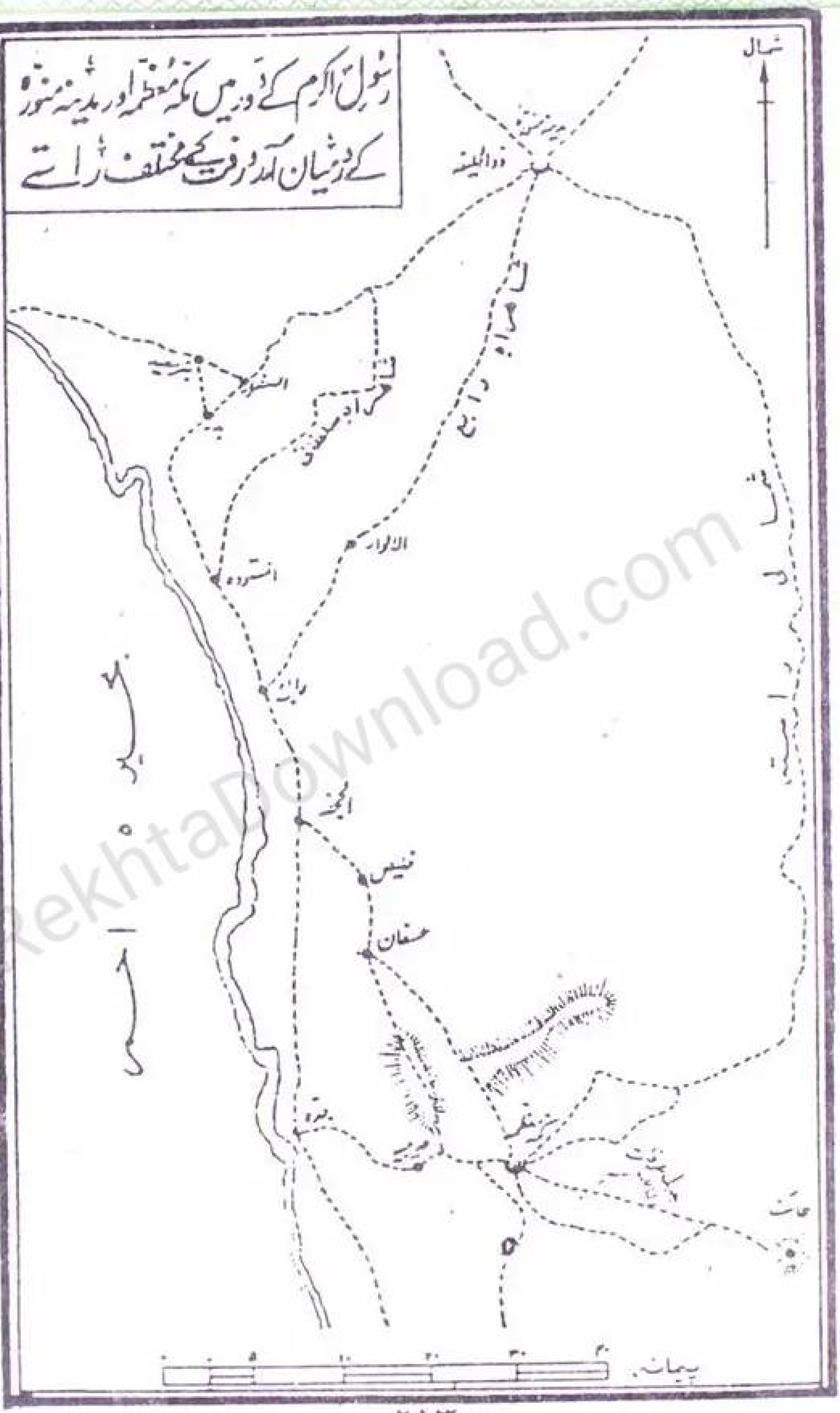

RekhtaDownload.com

روزہ

سفر سے پہلے منادی کرادی گئی تھی کہ جس کا دل چاہے وہ روزہ رکھے اور جس کا دل نہ چاہے وہ روزہ نہ رکھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ روزے رکھ رہے تھے جب آپؐ قدید اور عسفان کے درمیان کدید کے چشمے پر پہنچے تو حضورؐ نے عصر کے وقت سواری پر بیٹھے بیٹھے سب کو بتایا کہ پانی سے روزہ افطار کیا جائے۔ اس کے باوجود کچھ لوگوں نے روزہ نہیں توڑا تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ نافرمان ہیں۔ اس کے بعد اس سفر میں آپؐ نے آخر رمضان تک روزے نہیں رکھے۔(۳۶) ابن حزم کی روایت کے مطابق آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کے بعد ماہ رمضان میں پھر کبھی سفر نہیں کیا۔(۳۷)

راستہ

اپنی آمد کو خفیہ رکھنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام راستے سے ہٹ کر نامعلوم اور چکردار راستہ اختیار فرمایا۔ یہی نہیں بلکہ قریش کے اپنے منصوبوں سے بے خبر رکھنے کے لئے ممکنہ تدابیر اختیار کی گئیں۔ چشمہ کدید پر پہلا پڑاؤ فرمایا یہاں علم اور رایت درست کرنے کا حکم ہوا۔ شام کے وقت مکہ سے ایک منزل دور "مراء الظہران" (وادی فاطمہ) پر چھاؤنی قائم کی گئی۔

آخر المہاجرین

ذی الحلیفہ کے قریب مکہ سے اونٹوں پر ایک مختصر سا قافلہ آتا دکھائی دیا جو جحفہ میں لشکر اسلام سے آکر مل گیا۔ انہیں دیکھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا۔

"میں آخر الانبیاء ہوں اور آپ آخر المہاجرین۔" (۳۸)

یہ حضرت عباسؓ ابن عبدالمُطّلِب اور ان کے اہل و عیال تھے۔ انہیں اس بات کی خبر نہ تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی جلد ملاقات کا شرف حاصل ہو جائے گا۔

اس کے بعد عہد نبوت میں مکہ سے ہجرت کا دروازہ بند ہو گیا۔ زرقانی کا بیان ہے کہ مکہ میں قیام کے دوران حضرت عباسؓ نے ہجرت کی اجازت چاہی تھی۔ ارشاد ہوا کہ اے چچا! آپ اسی جگہ مقیم رہیں اللہ تعالیٰ آپؓ پر سلسلہ ہجرت کو ختم فرمائے گا جس طرح مجھ پر نبوت کو ختم کیا گیا ہے۔ حضرت عباسؓ قدیم الاسلام ہیں لیکن مصلحتاً اسے قریش سے چھپائے رکھا۔ حضرت عباسؓ لشکر اسلام میں شامل ہو گئے اور کنبہ کو مدینہ النبی روانہ کر دیا۔

کرم سے زیادہ ستم یاد آئے

مکہ اور مدینہ کے درمیان نیق عقاب (نقب العقاب۔ ابن اثیر) بروایت دیگر ابواء (قسطلانی) میں آپ کے دو قریبی رشتہ دار اسلام لانے کی

غرض سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ ان میں ایک تایا زاد ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور دوسرے آپؐ کے پھوپھی زاد بھائی (حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے) عبداللہ بن ابی اُمیّہ (جو اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ کے سوتیلے بھائی) تھے۔ باریابی کی اجازت طلب کی تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملنے سے انکار فرما دیا۔ ابو سفیان نے بھی حضرت حلیمہ سعدیہؓ کا دودھ پیا تھا۔ اعلان نبوت تک دل و جان سے فدا اور حد درجہ محبت کرنے والوں میں ان کا شمار ہوتا تھا لیکن بعثت کے ساتھ ہی یہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن ہوگیا۔ بیس سال تک اس نے اپنے اس جلیل القدر بھائی اور داعی اسلام کی ہجو میں شعروں کے ایسے تیر و نشتر چلائے کہ قلب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) چھلنی ہوگیا۔

عبداللہ بن اُمیّہ بھی شدید مخالف ہوگیا تھا یہ وہ خونی رشتہ رکھنے والے ظالم تھے جنھوں نے ہر ممکن طریقے سے ظلم کئے۔ اس موقع پر اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ (۳۹) نے ان کی سفارش کرتے ہوئے عرض کیا کہ اگر آپ نے اعراض فرمایا اور انہیں معاف نہ کیا تو یہ "اشقی الناس" ہو جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو دشمنوں پر بھی نظر کرم فرماتے ہیں تو پھر رشتہ دار اس سے کیوں محروم رہیں؟

اقربا را کجا کُنی محروم ---- گریہ بے اختیار

ابو سفیان نے دل برداشتہ ہو کر کہا اگر میرا قصور معاف نہیں ہوا تو

میں اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ صحرا میں نکل جاؤں گا اور بھوک پیاس سے تڑپ تڑپ کر جان دے دوں گا۔

حضرت علیؓ نے انہیں مشورہ دیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح سامنے جا کر اسی انداز سے وہی کچھ کہو جو انہوں نے کہا تھا اس طرح شاید رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تمہارے لئے محبت پیدا ہو جائے۔ دونوں نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر اور اپنے سروں کو جھکا کر عرض کیا۔

تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾

ترجمہ:۔ قسم ہے اللہ کی بے شک اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی اور بلاشبہ ہم قصوروار ہیں۔

عفو مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دریائے کرم کی لہر درگزر جوش میں آئی اور حضرت یوسف علیہ السلام ہی کے الفاظ میں جواب ارشاد ہوا۔

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾

ترجمہ:۔ آج کے دن تم پر کوئی الزام اور ندامت نہیں۔ اللہ تمہارا قصور معاف کرے، وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

اس واقعہ کے بعد زندگی بھر دونوں نے آنکھ اٹھا کر آپؐ کو نہیں دیکھا ہمیشہ محفل میں ندامت سے سر جھکائے نظریں نیچی کئے پشیماں پشیماں

بیٹھا کرتے۔

جنگل میں منگل

مقام کدید سے چل کر شام ہوتے ہوتے مسلمانوں کا یہ لشکر مراء الظہران پہنچا جس کا موجودہ نام وادیٔ فاطمہ ہے۔ یہ مکہ سے دس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ مدینہ سے روانہ ہوئے آج ساتواں دن تھا یہ وہ مقام ہے جہاں مسافرانِ حرم آخری پڑاؤ ڈالتے تھے۔ یہاں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مراء الظہران کے عام راستے وادیٔ کباث سے مکے کے سامنے کی وادی میں پھیل کر خیمے لگائے جائیں۔ ہر مجاہد اپنا الاؤ الگ روشن کرے تاکہ اپنی اصل تعداد سے کئی گنا زیادہ نظر آئیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے ویرانے میں ایک شہر بس گیا اور سارا میدان الاؤ کی روشنی سے بقعۂ نور بن گیا۔ آج اس وادی کی قسمت جاگ اٹھی نور ہدایت نے اسے رشکِ وادیٔ طور بنا دیا۔ اندھیرے میں نور کے دھارے پھوٹے تو ساری فضا روشن ہو گئی۔ رمضان کی بیسویں رات تھی۔

اچانک اور بے خبری میں مکہ والوں کے سر پر پہنچ جانے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بے حد خوش تھے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس کامیابی کے علاوہ مال غنیمت کے انبار جو کل مسلمانوں کی دسترس میں ہوں گے۔ وہ بھی خوشی کا باعث ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہاں لیکن وہ مال غنیمت نہیں جو تم سمجھ رہے ہو۔ میری نظر

میں سب سے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ وہ زمین جو ابھی تک ناپاک عزائم کی آماج گاہ ہے کفر و ظلمت کی ناپاکی سے نکل کر پاک ترین ہونے والی ہے۔(۴۰)

چرواہوں اور گوالوں کے ذریعے اہل مکہ کو اس بھاری اور عظیم لشکر کی آمد کے بارے میں جب اطلاع ملی تو وہ بہت پریشان ہوئے۔ سردار قریش ابو سفیان، حُکیمؓ بن حِزام اور خزاعہ کے بُدیل ابن ورقا کے ساتھ حقیقت جاننے کے لئے نکلے۔ پہاڑی کی بلندی سے مراء الظہران کی طرف دیکھا تو ہر طرف آگ کے الاؤ روشن نظر آئے۔ ابو سفیان نے کہا عرفہ کی آگ اور کہا گھمی معلوم ہوتی ہے۔ گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور اونٹوں کی ڈکاروں نے ماحول کو مزید خوفناک اور دل دہلا دینے والا بنا دیا تھا۔ بُدیل ابن ورقا نے قیاس آرائی کی کہ مجھے تو یہ خزاعہ کے الاؤ لگتے ہیں کہیں یہ بدلہ لینے نہ آئے ہوں۔ ابو سفیان نے کہا نہیں ان کی حیثیت بہت کم ہے یہ وہ نہیں ہیں۔ ابو سفیان کو یہ سمجھنے میں زیادہ دیر نہ لگی کہ ہو نہ ہو یہ مسلمان ہوں گے۔ اس کے دل میں یہ بھی خیال آیا کہ شاید ان کا رخ طائف کی طرف ہو۔ یہ تینوں حیرت کے مارے روشنیوں کی طرف بڑھنے لگے لیکن ایک جگہ پہرہ دینے والے مجاہدوں نے انہیں پکڑ لیا۔ بُدیل ابن ورقا کو سب کچھ معلوم تھا۔

جنگی حکمتِ عملی

حضرت عروہ ابن زبیرؓ (۴۱) نے خلیفہ عبدالملک بن مروان کو ایک خط میں فتح مکہ کی تفصیل بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ قریش نے ابو سفیان اور حکیم بن حزام کو آپؐ سے ملاقات کے لئے بھیجا۔ انہوں نے مکہ میں مقیم خزاعی سردار بدیل ابن ورقا کو بھی ساتھ لیا۔ قریش کو ابھی تک یقین نہیں تھا کہ آپ کا ارادہ کیا ہے؟ مکہ پر حملہ؟ بنی ثقیف (طائف) یا بنی ہوازن کی طرف پیش قدمی؟ جس جگہ پر پڑاؤ ڈالا گیا تھا وہ دراصل قریش کو مغالطے میں ڈالنے والی جنگی حکمت عملی تھی تاکہ وہ اپنی قوتوں کو مجتمع نہ کرسکیں۔ مورخ طبری نے (۴۲) غزوۂ حُنَین کے تذکرے میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کے مدینہ سے نکلنے کی اطلاع بنی ہوازن کو مل گئی تھی لیکن قریش بے خبر تھے۔ اگر بنی ہوازن کا جنگجو قبیلہ قریش سے مل جاتا تو بڑی پیچیدگیاں پیدا ہوجاتیں۔ حضور اکرمؐ نے تیزی سے بڑھ کر انہیں یہ موقع نہیں دیا۔ اسی طرح جیسے غزوۂ خیبر کے موقع پر بنو غطفان اور یہود کے مشترکہ منصوبے کو خاک میں ملا دیا تھا۔

شائبہ خوبیٔ تقدیر

ادھر حضرت عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملہ میں طویل گفتگو کی۔ عرض کیا قریش کی ہلاکت کا وقت آگیا ہے اگر مسلمان اچانک مکہ پہنچ کر گھروں میں داخل ہوگئے تو قریش ہمیشہ کے لئے

ہلاک ہو جائیں گے۔ حضرت عباسؓ نے اجازت چاہی کہ مکہ والوں کو آپؐ کی آمد کی اطلاع کردوں تاکہ وہ حاضر ہو کر امان کی درخواست کریں۔(۴۳) آپؐ کی ہدایات کے ساتھ ذاتی سفیر کی حیثیت سے آپؐ کے خچر بیضاء پر سوار ہو کر مکہ کی جانب چلے۔ اراک کے مقام پر پہنچے تو گرفتار ہونے والوں اور مجاہدوں کی آپس میں ہونے والی گفتگو سنی تو آپ رک گئے اور آواز دی ابو حنظلہ (یہ ابو سفیان کی کنیت تھی) جواب ملا کون ابو الفضل؟ (یہ حضرت عباسؓ کی کنیت تھی) یہ اتفاقی ملاقات نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انتظام تھا۔ جس سے ملنا مقصود تھا' وہ خود کھنچا چلا آرہا تھا۔ پہرہ داروں نے حضور اکرم کے خچر اور حضرت عباسؓ کو دیکھا تو ان کے شناسا کو ان کے حوالے کردیا۔ حضرت عباسؓ نے ابو سفیان کو اپنے خچر پر بٹھالیا اور اس کا رخ اسلامی کیمپ کی طرف پھیر دیا۔ پوچھا کچھ سمجھے؟ ابو سفیان نے جواب دیا میری عقل اس وقت کچھ کام نہیں کررہی ہے۔ فرمایا یہ مسلمان ہیں اور اتنا بڑا لشکر ہے کہ تم ان کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔ ابو سفیان نے کہا اب کیا ہوگا؟ حضرت عباسؓ نے فرمایا۔ تمہاری گردن اڑا دی جائے گی۔ ابو سفیان خوف اور دہشت کے عالم میں پکار اٹھا۔ میرے ماں باپ تم پر فدا عباس میری مدد کرو۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدسؐ میں پہنچ کر تمہارے لئے امان کی درخواست کروں گا۔

فشارِ شب

راستے میں جگہ جگہ پہرہ پر موجود مجاہد انہیں روکتے لیکن خچر بیضا کو پہچان کر راستہ دے دیتے جب ان کا گزر حضرت عمرؓ کے خیمہ کے قریب سے ہوا جہاں بہت بڑا الاؤ روشن تھا حضرت عمرؓ نے خچر بیضا کو دیکھا اور اس کے سواروں کو بھی پہچان لیا۔ سمجھ گئے کہ حضرت عباسؓ اپنی امان میں اس دشمنِ خدا دشمنِ دینِ خدا اور دشمنِ رسول خدا کو لے کر جا رہے ہیں۔ جلدی سے تلوار اٹھائی اور تیزی سے خود بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیمے میں داخل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ابو سفیان اللہ کا دشمن آج ہمارے قبضہ میں ہے مجھے اجازت دیجئے اس کی گردن ماردوں؟ حضرت عباسؓ نے یہ کیفیت دیکھی تو گویا ہوئے۔ اے اللہ کے رسول! اسے میں نے امان دی ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یہ کسی امان کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ حضرت عباسؓ نے کہا۔ اے عمرؓ! اگر بنو عدی کا کوئی آدمی ہوتا تو تم اتنا اصرار نہ کرتے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اے عباس! خدا کی قسم تمہارا اسلام میں آنا میری نظر میں اپنے باپ خطاب کے اسلام سے زیادہ پسندیدہ ہے اس لئے کہ یہ اللہ کے رسولؐ کی خوشی کا باعث ہے۔

اس تمام گفتگو کے بعد حضرت عباسؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک پکڑا اور کچھ سرگوشی کی۔ حضرت عباسؓ کا کہنا ہے کہ میرے سوا کوئی بھی آپؐ سے سرگوشی میں بات کرنے کی جرات نہیں

کر سکتا ہے۔

سفینۂ غمِ دل

حضورؐ نے فرمایا اے عباس! ابو سفیان کو اپنے خیمے پر لے جاؤ پھر صبح کو لے آنا۔ ابو سفیان نے سمجھا کہ صبح تک کے لئے امان ہے۔ حضرت عباسؓ اسے اپنے خیمے پر لے گئے۔ ابو سفیان وسوسوں کا مارا ساری رات تارے گنتا رہا۔ صبح صادق کے آثار ہویدا ہوئے تو موذن بارگاہ نبوی نے لحن داؤدی میں "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم" کی صدا بلند کی۔ ہر خیمہ میں ہل چل اور بیداری کے آثار پیدا ہوئے۔ ابو سفیان نے جب یہ تیاری دیکھی تو بے قراری سے کہا۔ ابوالفضل! سچ سچ بتانا کیا یہ میرے قتل کی تیاری ہے۔ ابو سفیان کو تنعیم کا وہ دن یاد آیا جب اسی اہتمام سے حضرت خُبیبؓ ابن عدی اور حضرت زیدؓ ابن دثنہ کو شہید کیا گیا تھا اس کے مجرم دل نے گواہی دی کہ شاید آج اسی ظلم کے بدلہ کا دن ہے۔

حضرت عباسؓ نے کہا تم نے غلط سمجھا۔ مسلمان نماز فجر کی تیاری کر رہے ہیں۔(۴۴) چلو تمہیں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلوں یہ سنتے ہی ابو سفیان خاموشی سے حضرت عباسؓ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا۔ ابو سفیان!

تجھ پر افسوس ہے کیا اب بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں؟ عرض کیا میرے ماں باپ آپؐ پر نثار آپ کتنے حلیم اور کریم ہیں۔ کوئی اور الٰہ ہوتا تو آج ہمارے کام نہ آتا۔ یہ اقرار ابوسفیان کے لاالٰہ الااللہ کی منزل پر فائز ہونے کی دلیل ہے۔ ارشاد ہوا کیا تمہیں اب بھی یقین نہیں آیا کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ عرض کیا بے شک آپ بُردبار شریف النفس اور صلۂ رحمی کرنے والے ہیں۔ رہ گئی نبوت تو ابھی اس میں ذرا تردّد ہے۔ حضرت عباسؓ بولے اے ابوسفیان! کیا غضب کر رہے ہو اس سے پہلے کہ عمرؓ تیری گردن مارنے آئیں شہادتِ حق اور گواہیٔ رسالت دے دے۔(۴۵) یہ گھڑی سعادت کی تھی۔ اس کی قسمت کے کھُلنے اور مقدر جاگنے کا وقت تھا۔

حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کی صدا سے فضائیں معمور تھیں۔ خیروبرکت کا یہ لمحہ! ایک دشمن دین خدا لَاالٰہ اِلّااللہ کے دروازے سے محمد رسول اللہ کی منزل پر آیا۔ اقرار بِاللّسان اور تصدیق بِالقلب سے اس مقدس گروہ میں داخل ہوگیا جن کے اسمائے گرامی کے ساتھ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہا جاتا ہے۔

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

ابوسفیان بھی آگ کی جانب کھنچا چلا آیا تھا۔ آج وادیٔ فاطمہ (مراء

اللّٰھم ان) وادیٔ ایمن کی ہم پلّہ تھی۔ نور ہدایت پھیل رہا تھا۔ تینوں جستجوئے نور میں نکلے تھے اور اب دس ہزار قدسیوں کی نورانیت میں ضم ہوگئے۔ اسی موقع پر حُکَیمؔ بن حِزام اور بُدیل بن ورقاء بھی ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

حضرت عباسؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ قریش کے پاس جاکر انہیں حق کی دعوت دوں۔ اجازت مل گئی۔ حضرت عباسؓ نے گزارش کی ان سے کہی جانے والی باتوں کے سلسلے میں بھی میری رہنمائی فرمایئے۔

عرب کے واسطے رحمت

ارشاد ہوا۔ جو اللہ اور رسولؐ کی شہادت دے کر مسلمان ہوجائے اسے امان ہے۔ جو صحن کعبہ میں پناہ لے اسے امن ہے۔ جو ہتھیار پھینک دے وہ امان کا حق دار ہے۔ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے امان یافتہ ہے بجز سولہ افراد کے جن کے لئے عہد و ذمہ نہیں اور جو امان سے محروم ہیں۔

حضرت عباسؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ میری خواہش ہے کہ ابوسفیان بھی میرے ساتھ جائیں یہ اپنی قوم کے سردار ہیں اور اپنے لئے بڑائی پسند کرتے ہیں۔ ان کے لئے بھی کوئی ایسی خصوصیت جو اعزاز و اکرام کا باعث ہو۔

ارشاد ہوا جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے اسے امان ہے۔ جو حُکَیمؔ

بن حزام کے مکان میں پناہ لے وہ بھی دار الامان میں ہوگا۔ ابو سفیان کا مکان مکہ کی چوٹی پر اور حکیم بن حزام کا نشیب میں تھا۔ دریائے کرم جوش میں تھا۔ مشرف بہ اسلام ہونے والوں کے لئے وادی بطحا کے نشیب و فراز دار الامان۔ تم۔(۳۶)

بجنت آور پناہ گاہیں

حضرت ابو سفیانؓ اور حضرت حُکیمؓ بن حِزامؓ کے گھروں کو مامن بنانے کا فیصلہ بے وجہ نہیں تھا۔ محدثین اور مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر معمولی سا بھی احسان کیا تو اسے اس سے بدرجہا بہتر طریقے سے لوٹایا گیا ہے۔ بجز حضرت ابو بکر صدیقؓ کے جن کے بارے میں ارشاد گرامی ہے کہ ابو بکر کے احسانات کا بدلہ اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

روایت ہے کہ حیاتِ طیبہ کے مکی دور میں ایک بار مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ستایا اس وقت حضرت ابو سفیانؓ حضورؐ کو ان سے بچا کر اپنے گھر لے گئے اور پناہ دی تھی۔ آج کا یہ لطف و کرم اسی احسان کا بدرجہا بہتر بدلہ تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ غزوۂ بدر کے بعد حضرت زینبؓ بنتِ رسول اللہؐ (زوجہ ابو العاصؓ) مکہ سے مدینہ تشریف لے جارہی تھیں کہ ہبّار ابن اسود نے آپ کے اونٹ کو روک لیا۔ انہیں کجاوے کی رسی کاٹ کر گرادیا۔ اونٹ پر سے گرنے کی وجہ سے ان کا حمل

ساقط ہو گیا۔ اس موقع پر بھی ابو سفیان نے بیچ بچاؤ کیا اور حضرت زینبؓ کو اپنے گھر لے گئے اور ان کی تیمار داری کی اور جب وہ اس قابل ہو گئیں کہ اپنا سفر جاری رکھ سکیں تو انہیں چپکے سے مدینہ روانہ کر دیا۔ آج ان کا یہ احسان بھی بدرجہا بہتر طریقہ سے لوٹایا جا رہا تھا۔

حضرت حُکیمؓ ابن حزام کا سلوک بھی حیاتِ طیبہ کے مکی دور میں بے حد شریفانہ رہا۔ شعب کی محصوری کے زمانے میں اکثر راتوں کو اونٹوں پر غلّہ لاد کر گھاٹی میں ہانک دیا کرتے تھے۔ غزوۂ بدر کے موقع پر سپہ سالار عُتبہ بن ربیعہ کو لڑائی سے باز رہنے پر راضی کر لیا تھا۔ ان کے گھر کو دار الامان بنا کر ان کے ان احسانات کا بدرجہا بہتر بدلہ عطا کیا گیا۔ اس کے علاوہ ان کا گھر اُمّ المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کا آبائی مکان بھی تھا۔ حضرت حُکیمؓ حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے تھے۔

محرومِ کرم

عفو و کرم کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا تھا لیکن سولہ بد قسمت ایسے بھی تھے جن کے جرائم رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں بھی ناقابلِ معافی تھے۔ ان کی دین اسلام کے خلاف مسلسل مجرمانہ سرگرمیوں کے پیش نظر انہیں گردن زدنی قرار دیا گیا۔ انہیں عفو عام سے مستثنیٰ قرار دے کر ان کا خون مباح کر دیا گیا۔ ارشاد نبوی ہوا کہ جہاں کہیں ملیں انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے، چاہے یہ غلاف کعبہ ہی سے لپٹے ہوئے کیوں نہ

ہوں۔(۴۷) وہ سولہ مجرم یہ تھے۔

۱۔ وحشی بن حرب	حضرت امیر حمزہؓ کا قاتل
۲۔ عکرمہ	دشمن اسلام ابوجہل کا بیٹا
۳۔ صفوان	اُمیّہ بن خلف کا بیٹا
۴۔ ہبّار ابن اسود	بنی اسد کا ظالم
۵۔ زہیر بن ابو اُمیّہ	اُم المومنین حضرت اُمّ سلمہ کا حقیقی بھائی
۶۔ حارث بن طلاطلہ	موذی دشمن دین۔ حضرت علیؓ نے قتل کیا
۷۔ عبداللہ بن ابی سرح	وحی کی کتابت میں خیانت کرنے والا مرتد
۸۔ کعب بن زہیر ابو سلمیٰ	مشہور ہجوگو شاعر
۹۔ عبداللہ بن زبعر بن قیس	ہجوگو شاعر
۱۰۔ سہیل بن عمرو عامری	صلح حدیبیہ کا معاہدہ طے کرنے والا
۱۱۔ سارہ	ہجوگو مغنیہ جو حضرت حاطبؓ کی قاصد بنی
۱۲۔ قرنتی یا اُم سعد	ہجوگو مغنیہ ابن اخطل کی لونڈی بعض مورخوں نے دونوں لونڈیاں لکھی ہیں۔ ان کے نام ارنب اور اُم سعد تھے
۱۳۔ ہند بنت عتبہ	زوجہ ابوسفیان (بعض مورخوں نے اس کا نام نہیں لکھا)
۱۴۔ عبدالعزّیٰ بن اخطل	مشہور دشمن اسلام
۱۵۔ مقیس بن صبابہ	مشہور دشمن اسلام
۱۶۔ حویرث بن نقید	مشہور دشمن اسلام شاعر۔ حضرت علیؓ نے قتل کیا

بعد میں مختلف صحابہ کی سفارش پر دس مردوں اور تینوں عورتوں کی جان بخشی ہوگئی البتہ موخرالذکر تین دشمنان اسلام کا سرتن سے جدا کردیا گیا۔(۴۸)

آزمائشِ فکر و نظر

فجر کی جماعت تیار ہوگئی تو حضرت بلالؓ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ

وسلم کو لے جانے کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت عباسؓ سے ارشاد فرمایا کہ ابوسفیان کو اپنے پہلو میں کھڑا کرو(۴۹) انہیں الحمدللہ' اللہ اکبر اور سبحان اللہ پڑھاؤ۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوسفیانؓ بے حد متاثر ہوئے۔ ابوسفیانؓ اس ترتیب سے مسلمانوں کو عبادت کرتے دیکھ کر حیران تھے کہ یہ کیسا انوکھا عبادت کا انداز ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع فرماتے ہیں تو سب رکوع میں چلے جاتے ہیں۔ جب سجدہ فرماتے ہیں تو سب سجدہ میں گر جاتے ہیں۔ سلام سب ایک ساتھ پھیرتے ہیں۔ بے اختیار ابوسفیان نے حضرت عباسؓ سے کہا کہ واللہ! میں نے جتنی فرماں برداری آج دیکھی ہے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ اس کی مثال نہ معزز فارس میں ہے اور نہ زلفوں والے روم میں۔ حضرت عباسؓ نے جواب دیا۔ اے ابوسفیان اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو کھانے پینے سے منع فرمادیں تو یقین جانو یہ لوگ اسے تا بمرگ ترک دیں۔

حضرت عباسؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر ابوسفیان کے ہمراہ سفید خچر بیضاء پر سوار ہو کر مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ کچھ ہی دیر بعد حضورؐ نے کسی کو بھیج کر انہیں واپس بلوایا کیونکہ اسی لمحہ کچھ لوگوں نے ابوسفیان کے بارے میں اپنے شکوک کا اظہار کیا تھا۔ حضرت عباسؓ نے جواب میں کہلوایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شاید

خدشہ ہے ابوسفیان دوبارہ اسلام کو چھوڑ کر کافر ہو جائے گا۔ ایسا ہے تو میں اسے گرفتار کر لیتا ہوں۔(۵۰)

نماز کے بعد اعلان کیا گیا کہ مجاہدین کوچ کی تیاری کریں اور اپنے اپنے دستے سے جاملیں۔ ادھر حضرت عباسؓ کے پاس حکم آیا کہ حضرت ابوسفیان کو کسی تنگ گھاٹی کے سرے پر بلند مقام پر لے کر کھڑے ہو جائیں تاکہ وہ اسلامی لشکر کے جاہ و جلال اور سپاہیوں کی سج دھج کا نظارہ کر سکیں۔ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی ہیبت سردار قریش کے دل پر بیٹھ جائے اور وہ اہلِ مکہ کو سمجھائے کہ وہ خون خرابہ کے بغیر ہتھیار ڈال دیں۔

مطلعِ انوار

آج جمعہ ۲۰ رمضان ۸ ہجری (۵۱) ' ۱۱ جنوری ۶۳۰ء وہ مبارک دن ہے جس کا وادئ بطحا کو ہزاروں سال سے انتظار تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اسی دن کے لئے تعمیر کعبہ کے بعد کوہِ صفا پر دعائیں مانگی تھیں۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسی دن کی آرزو میں کہا تھا۔

"میرا محبوب سرخ و سفید ہے۔ دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ جھنڈے کی مانند کھڑا ہے۔" "غزل الغزلات"

عبرانی بائبل کے الفاظ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

"خلّو محمدیم زہ ددری وزہ رعی بلوث یروشلائم۔"

ترجمہ۔ وہ تو ٹھیک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے میرا حبیب یہی ہے اے دختران یروشلم۔ کتاب استثناء ۳۳ باب ۱،۲ درس میں ہے۔

"یہ وہ برکت ہے جو موسیٰ علیہ السلام نے اس دارفانی سے کوچ فرمانے سے پہلے بنی اسرائیل کو بخشی اور اس نے کہا۔

"خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشیں شریعت ان کے لئے تھی۔"

خداوند کے ساتھ سینا سے آنے والے کا اشارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور شعیر سے طلوع ہونے والے سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ باقی پیش گوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے جو دس ہزار صحابہ کرام کے ساتھ فاران (مکہ کے پہاڑ) سے جلوہ گر ہوئے۔ آتشیں شریعت (حضرت موسیٰ نے آگ میں سے کلام سنا تھا) سے مراد آسمانی شریعت ہے۔ "ان کے لئے" کے الفاظ اہل مکہ کے لئے ہیں جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔ (۵۲)

سیلِ سُبک سیر و جہاں گیر

حکمِ نبوی کی تعمیل میں حضرت عباسؓ وادی کے تنگ دہانے کے بلند ترین

مقام پر سردار قریش حضرت ابوسفیانؓ کے ہمراہ پہنچے۔ یہاں سے وادی پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ وادی حدِ نظر تک انسانوں کے سروں سے پٹی پڑی ہے جدھر دیکھئے گھڑ سوار اور شتر سوار نظر آرہے ہیں۔ ہاتھوں میں تلواریں، نیزے، سروں پر خُود، پشت پر سپر اور ترکش جھول رہے ہیں۔ حضرت ابوسفیانؓ حیران و پریشان آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ دل تھا کہ طرح طرح کے اندیشوں اور وسوسوں میں گھرا ہوا تھا۔ آج یہ لوگ مکہ کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔ پچھلے بیس سالوں میں اہل مکہ کا داعیٔ حق اور مسلمانوں کے ساتھ ایک ایک سلوک ایک ایک بات یاد آنے لگی۔ اتنے میں لشکر میں ایک ہل چل سی مچی۔ مجاہد ہاتھوں میں پرچم اٹھائے سینہ تانے صف بہ صف سامنے سے گزرنے لگے۔ اللہ اکبر کے نعروں سے دشت و جبل گونج اٹھے۔ ایک ایک قبیلہ اپنا اپنا جھنڈا اٹھائے سامنے آتا تو حضرت ابوسفیانؓ معلوم کرتے کہ ابوالفضل ذرا بتانا یہ کون سا قبیلہ ہے؟ جس ترتیب اور شان سے اس لشکر میں شریک قبیلہ سامنے سے گزرتا حضرت عباسؓ اس کا تعارف کراتے۔ یہ مزینہ قبیلہ کے جوان ہیں۔ یہ بنو سُلَیمؓ کے دلیر ہیں۔ یہ اشجع ہیں، یہ بنو اسلم، یہ غطفان، یہ جہینہ کے مجاہد، یہ بنو غفار کے جاں نثار ہیں۔ حضرت ابوذرؓ ان کا علم اٹھائے ہوئے تھے۔

نمودِ جلال

مہاجر و انصار کی شان نرالی اور سج دھج قابل دید تھی۔ اتنے میں

ایک دستہ اسلحہ سے آراستہ، خود و زرہ سے پیراستہ نہایت چاق و چوبند سامنے آیا۔ سب لوہے میں چھپے ہوئے تھے صرف آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں۔ حضرت ابوسفیانؓ کے منہ سے بے اختیار نکلا یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت عباسؓ نے کہا یہ انصار ہیں اور ان کا علم حضرت سعدؓ بن عُبادہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ یہ جس وقت سامنے سے گزرے تو حضرت سعدؓ نے کہا اے ابوسفیان! آج لڑائی کا دن ہے۔ کُفّار کے قتل کا دن ہے آج کعبہ حلال کردیا جائے گا۔ آج قریش ذلیل و خوار ہوں گے۔ پھر اوس و خزرج کے جوانوں کو مخاطب کرکے کہا کہ آج احد کے بدلے کا دن ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوسفیانؓ لرز کر رہ گئے۔ (۵۳)

ان کے پیچھے مہاجرین آئے۔ میسَرہ پر (یَسار، بائیں جانب) حضرت زبیرؓ ابن عوامؓ گھوڑے پر سوار مہاجروں کا علم اٹھائے ہوئے تھے۔ میمنہ پر (یمین سیدھی جانب) حضرت خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں رسالہ (گھڑسوار دستہ) چلا آرہا تھا۔ ایسے مجاہدین جن کے پاس زرہیں اور سواریاں نہیں تھیں ان کی قیادت حضرت ابوعبیدہؓ ابن جرّاح کررہے تھے۔ ان کے جھرمٹ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی قصویٰ پر جلوہ افروز تھے۔ سیدھی جانب حضرت ابوبکر صدیقؓ اور بائیں جانب حضرت اسیدؓ بن حُضیر تھے۔ آپؐ کے خادم حضرت اُسامہؓ بن زید قصویٰ پر ردیف تھے۔ زبان مبارک پر سورۂ فتح تھی جسے خوش الحانی سے تلاوت فرمارہے تھے۔ سر

نیاز بارگاہِ حق میں جھکا ہوا تھا۔ زبان پر اللہ کی کبریائی' حمد وثنا کے کلمات تھے۔ دل جذباتِ شُکر سے لبریز تھا۔ بے بسی کی حالت میں چھپتے چھپاتے نکلنے والے کمزور اور عاجز بندہ کو آج وہ شان و شوکت عطا ہوئی کہ دس ہزار قدسیوں کے لشکر کے ساتھ وہ مکہ کی سرزمین میں فاتحانہ داخل ہو رہا تھا۔ اللہ جسے چاہتا ہے عزت عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے قعرِ ذلت میں گرا دیتا ہے۔

جمالِ بے نقاب

سرورِ کشورِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آمد اور سواری کی منظر کشی اس سے بہتر الفاظ میں ممکن نہیں۔

"نہ نوشیرواں کا تختِ رواں تھا نہ قیصر کا تاج و سریر نہ چنور نہ مور چھل نہ عصا بردار (نہ صدائے نقیب گوش بر آواز) لیکن عظمت و شوکت و جلال کا یہ حال تھا کہ تختِ سلیمانی بھی دیکھ لے تو پاؤں چومے' تاجِ دارائی آگے ہو تو سر پر قربان ہو جائے۔ بوٹا بوٹا پتہ پتہ سر بگریباں تھا۔ ہوائیں ادباً" رک رک کر چلتی تھیں۔ پہاڑ جھک کر کھڑے تھے۔ ابو سفیان کی نگاہیں بھی آپ ہی آپ قدم بوس ہو گئیں۔

سواریٔ نبوی کی خاص اونٹنی قصویٰ پر کجاوہ رکھا تھا اور اس میں پیوند زدہ کملی کا اوڑھنے والا گلیم پوش تخت نواز جلوہ افروز تھا۔ کالا عمامہ سر پر تھا اور ایک چادر کاندھوں پر۔ سرخ یمانی چادر کی ایک دھجی عمامے سے بندھی

تھی۔ سر نیاز اپنے رب ذوالجلال کے حضور خم تھا۔ عجز و افتادگی ' بندگی و انکساری سے کجاوے کی پٹی ہی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ ریز تھے۔" (۵۴)

دل کا کانٹا زبان سے نکلا

حضرت ابوسفیان نے یہ منظر دیکھا تو بے اختیار گویا ہوئے۔ اے عباسؓ تمہارے بھتیجے کی سلطنت بڑی طاقتور اور زبردست ہوگئی۔ حضرت عباسؓ نے جواب دیا۔ ابوسفیان خدا تجھے سمجھے یہ ملک و سلطنت نہیں بلکہ نبوت و رسالت کی طاقت ہے۔ اس جملہ نے ابوسفیان کی آنکھیں کھول دیں وہ توحید کو تو سمجھ چکے تھے لیکن رسالت کے بارے میں تذبذب بھی دور ہوگیا۔ نبوت کے تاجدار نے جس تواضع اور انکسار کا نمونہ پیش کیا اس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے ورنہ فاتحوں نے نشۂ حکومت میں کھوپڑیوں کے مینار تعمیر کیے۔ گلی کوچوں میں خون کی ندیاں بہادیں۔

جب کوکبۂ نبوی ابوسفیان کے قریب آیا تو عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے اپنی قوم کے قتل کا حکم دے دیا ہے۔ فرمایا۔ نہیں۔ عرض کیا کہ ابھی ابھی سعدؓ بن عبادہ یہ کہتے ہوئے ادھر سے گزرے ہیں۔

فرمایا۔ یہ انہوں نے اپنی طرف سے کہا ہے اور غلط کہا ہے۔ آج کا دن تو لطف و کرم عطاو بخشش کا دن ہے۔ کعبۃ اللہ کی رفعت و عظمت کا دن ہے۔ عفو و درگزر کا دن ہے۔ قریش کے اعزاز و منزلت کا دن ہے آج کعبہ

کو غلاف پہنایا جائے گا۔(۵۵)

عرض کیا۔ آپؐ نیکوکاروں کے سردار، رحم کرنے والوں کے سرتاج ہیں۔ میں قرابتداری کے وسیلے سے لطف و عافیت کا امیدوار ہوں۔

حضرت ضرارؓ بن خطاب فہری نے موقع کی نزاکت کے بارے میں چند اشعار کہے جو یہ تھے۔ "یا رسول اللہ! قریش نے آپؐ کے دامن میں اس وقت پناہ لی ہے جبکہ ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں۔ زمین فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہے۔ آسمان و زمین کا خدا ان کا دشمن ہوگیا ہے۔ سعد اہل مکہ کی کمر توڑنا چاہتے ہیں۔"(۵۶)

حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف نے بھی اندیشہ ظاہر کیا کہ ہم حضرت سعدؓ ابن عبادہ سے مطمئن نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے ہاتھوں قریش کو نقصان پہنچے۔ یہ سن کر حضرت قیس ابن سعدؓ ابن عبادہ کو حکم ہوا کہ تم انصار کا علم اپنے والد کے ہاتھ سے لے لو اور حضرت علیؓ کو اس کام پر مامور فرمایا۔

گرفتہ دل

حضرت عباسؓ نے سردار قریش سے کہا کہ اب تمہیں مکہ جانا چاہئے۔ اگر تمہارے بھائی بندوں نے کسی قسم کی کوئی حماقت کی تو پھر خیر نہیں۔ تم سب کچھ اپنی آنکھ سے دیکھ رہے ہو۔

واقدی کی روایت کے مطابق ابوسفیانؓ، حضرت عباسؓ کو بھی اپنے

ہمراہ لے گئے۔ دونوں سواری پر گئے۔ پیچھے اسلامی لشکر آرہا تھا۔ ابھی نو' دس میل کا فاصلہ طے کرنا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اہل مکہ نے عباس کے ساتھ وہ سلوک کیا جو بنی ثقیف نے عروہ بن ثقفی سے کیا تھا (جب انہوں نے دعوت اسلام دی تو انہیں شہید کردیا گیا) تو پھر میں ان میں سے کسی کو بھی باقی نہیں چھوڑوں گا۔ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے لشکر نے ذی طوئی کے چشمے پر قیام کیا۔ (۵۷)

حضرت ابوسفیانؓ جیسے ہی مکہ کی حدود میں داخل ہوئے لوگوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیرلیا۔ پوچھا یہ گرد و غبار کیسا ہے؟ ابوسفیان نے جواب دیا۔ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا لشکر جرار ہے جو اسلحہ سے لیس اور لوہے میں غرق ہے۔ ان سے مقابلہ کرنا اپنی موت کو دعوت دینا ہے۔ آج جو میرے گھر میں داخل ہوجائے گا اسے امان ہے۔ لوگوں نے کہا تمہارے گھر میں کتنے لوگ سما سکیں گے۔ اعلان کیا جو مسجد حرام میں پناہ لے اسے امان ہے۔ اپنے گھر کا دروازہ بند کرنے والے نے سمجھو اپنے گھر کو دارالامن بنالیا۔ ہتھیار پھینک دینے والا بھی قتل ہونے سے بچ گیا۔ لیکن ابوسفیان کی بیوی ہند ان تفصیلات کو سن کر ناخوش ہوئی اور انتہائی غصے کے عالم میں اپنے شوہر کی داڑھی پکڑ کر لوگوں کو ترغیب دی کہ اس احمق بوڑھے کو قتل کردو کیونکہ یہ ہمیں بے دین کرنا چاہتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا آج تو جتنی چاہے میری بے عزتی کرلے مگر میری ایک بات غور سے

سن تجھے اگر پناہ ملے گی تو صرف اسلام میں۔ جا اور اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے ورنہ تیری گردن اڑا دی جائے گی۔

مکہ کے چند اشرار جن میں عکرمہ بن ابو جہل، مقیس جماش بن قیس، سہیل بن عمرو، صفوان بن اُمیّہ شامل تھے۔ یہ لوگ بغیر لڑے بھڑے مسلمانوں کے مکہ میں داخل ہونے پر راضی نہ تھے اور انہوں نے ابو سفیان کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ فوراً اپنی جماعتوں کو مسلح کر دیا اور مکے کے مشرقی حصے میں بُو قُبیس اور خندمہ کی پہاڑی پر مسلمانوں کو روکنے اور ان سے مقابلہ کرنے کے لئے مورچے سنبھالنے لگے۔ مکے کا نشیبی (جنوبی) علاقہ مسلم دشمن عناصر سے بھرا تھا۔ اسے بھی اسلام دشمن سرپھروں نے اپنا مرکز بنا لیا۔ (۵۸)

حضرت عباسؓ نے ان کے یہ رنگ ڈھنگ دیکھے تو واپس لوٹے جبیر ابن مطعم اسلام لانے کے لئے ان کے ساتھ ہو لیا وہ قریش کے ذی اثر سرداروں میں سے ایک تھا۔

حضرت عباسؓ نے تمام تفصیل سنائی اور عرض کیا کہ مکہ میں داخلہ کچھ دیر کے لئے روک دیا جائے تاکہ رہی سہی مخالفت بھی دم توڑ دے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اشرار سر اٹھانے کی کوشش کریں۔ حکم ہوا۔ لشکر رک جائے اس کی نئے سرے سے ترتیب ہو گی۔

فتح مکہ کی حکمتِ عملی

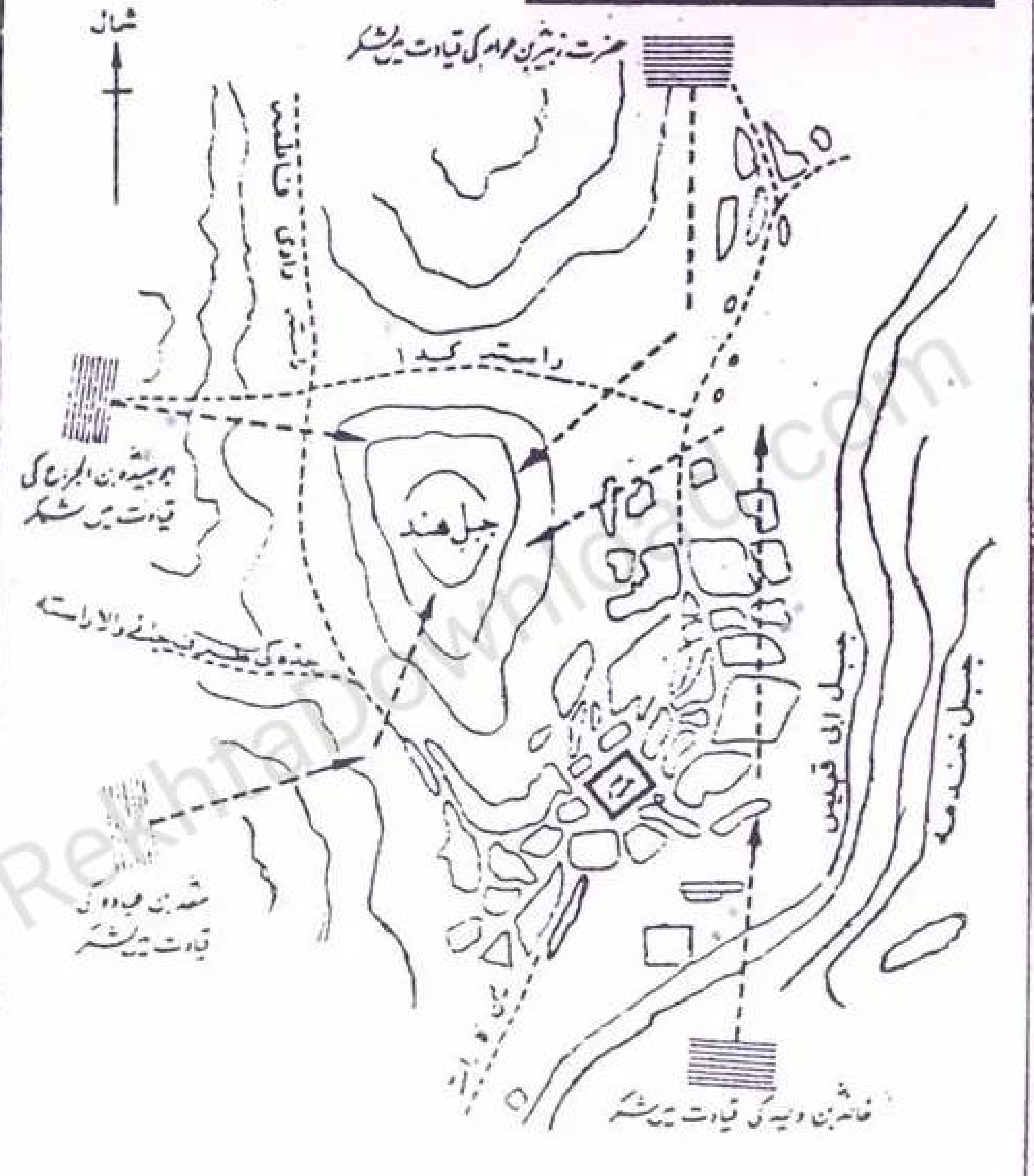

جنگ و جدل کے بغیر دشمن پر قابو پانے کی حکمت ـــــ چاروں طرف سے مختلف لشکر بھیج کر مکہ کا گھیراؤ
فتح مکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فوجی حکمت عملی کا نقشہ

وادیٔ بطحا

مجاہد اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ممکنہ تدابیر اختیار فرمائیں کہ معاملات بغیر جنگ کے طے ہو جائیں اور خون ریزی نہ ہو ایک طرف مجاہد ہر طرح مقابلہ کے لئے تیار تھے اور دوسری جانب اہل مکہ کو ہر طرح جان و مال کی ضمانت دی گئی بشرطیکہ تلوار نہ اٹھائیں۔

مکہ معظمہ ایک ایسی وادی ہے جس کے چاروں طرف اونچے اونچے اور دشوار گزار پہاڑوں کا سلسلہ ہے۔ ایک بڑی تجارتی شاہراہ ہے۔ جو شہر کے درمیان سے گزرتی تھی۔ یہی شمال میں شام اور جنوب میں یمن کو ملاتی تھی دو راستے شہر سے نکل کر شاہراہ سے جا ملتے تھے ایک طریق (سڑک) حجوں اور دوسرا طریق کداء۔

داخلہ اور ناکہ بندی

ذی طویٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدوں کو مختلف حصوں میں تقسیم فرمایا۔(۵۹)

۱۔ حضرت خالدؓ بن ولید کے رسالہ کو حکم ہوا کہ لیط کی طرف سے جو مکہ کے جنوبی حصہ میں ہے' داخل ہوں۔ ان کے ساتھ بنو سلیم' بنو اسلم' بنو غِفار' بنو مُزَینہ' بنو جُہینہ' کو شامل کیا گیا کیونکہ مکہ کے اشرار اسی مقام پر جمع ہو رہے تھے اور مسلمانوں کے خلاف صف بندی میں مصروف تھے۔ اس سمت سے مسلمانوں کا داخلہ یمن سے امداد اور راہ فرار بند کئے ہوئے

تھے۔

۲۔ میسرہ کے سالار حضرت زبیرؓ ابن عوامؓ کو حکم ہوا کہ مکہ کے بالائی حصہ ذی کداء سے پیش قدمی کریں۔ علم نبوی ان کے ساتھ تھا۔ اس علم کو حجون میں نصب کر کے آپؐ کی آمد تک انتظار کا حکم ہوا۔

۳۔ انصاری مجاہدوں کو حضرت قیس بن سعدؓ بن عبادہ کی سرکردگی میں مکہ کی مغربی سمت ثنیۃ ید۔ینن سے بڑھنے کا حکم ہوا۔

۴۔ حضرت ابوعبیدہؓ ابن الجراحؓ کو مکہ کی شمالی مغربی سمت جبل ہند کی جانب سے یلغار کرنے کا کہا گیا۔ اس طرح چاروں سمتوں سے اہل مکہ کے بھاگ نکلنے کا راستہ مسدود کر دیا گیا۔

۵۔ طبری کا بیان ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذاخر کے راستے (جو ایک گھاٹی ہے) مکہ میں داخل ہوئے۔

سالاروں کو واضح احکام دیئے گئے کہ جب تک ان پر کفار کی جانب سے حملہ نہ ہو وہ پہل نہ کریں اور کوشش کی جائے کہ کارروائی امن و سکون سے مکمل ہو جائے اور اگر حملہ ہو تو پھر مداخلت میں کوتاہی نہ کی جائے۔ فوجوں کی تقسیم اور راستوں کی نگرانی پر خصوصی توجہ دی گئی۔ "وارع" ان انتظامات کے ذمہ دار تھے۔ اس دن حرف شناخت مہاجرین کا "یابنی عبدالرحمٰن" انصار میں خزرجیوں کا "یابنی عبداللہ" اور اوسیوں کا "یابنی عبیداللہ" تھا۔ (۶۰) پیش قدمی کرتے ہوئے چاروں طرف کی افواج

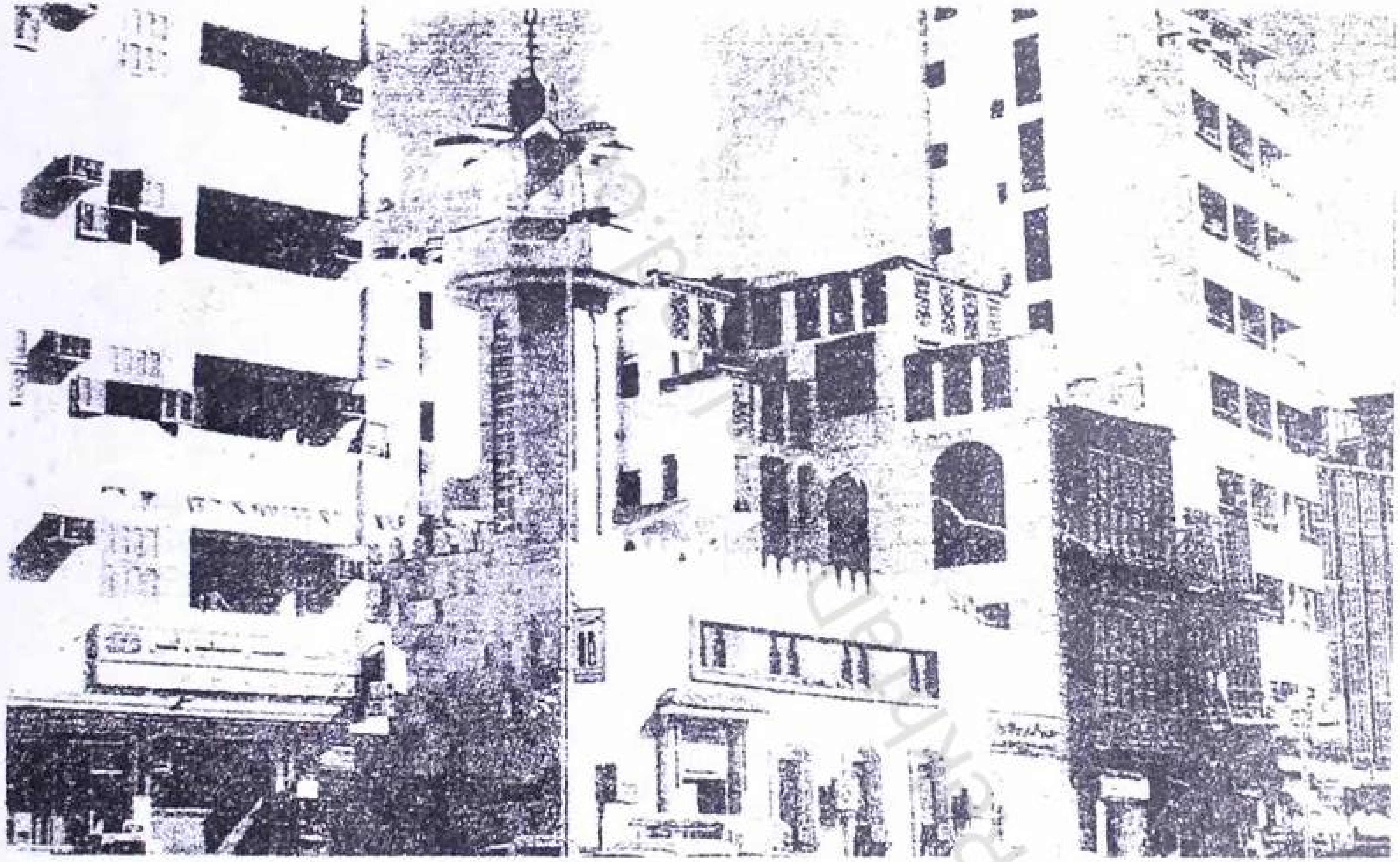

مقام حجون میں وہ مقام جہاں علم نبوی نصب کیا گیا۔ وہاں اب مسجد الرایہ (جھنڈے والی مسجد) ہے۔

کو جبل ہند کے میدان میں جمع ہونے کے لئے کہا گیا۔ چاروں لشکروں کی مکہ میں داخلہ کی ترتیب ایسی تھی کہ وہ ایک دوسرے کی بہ آسانی مدد کر سکتے تھے۔

حضرت خالدؓ کو سب سے پہلے مکہ میں داخل ہونے کا حکم ہوا۔(۶۱) ان کے لشکر کے دو مجاہد حضرت کرز بن جابر فہریؓ اور حضرت حُبیش راستہ بھٹک کر آگے نکل گئے۔ عکرمہ کے دستے نے انہیں گھیر لیا۔ حضرت حُبیشؓ لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ حضرت کرزؓ نے مقابلہ جاری رکھا بلکہ اپنے ساتھی پر ڈٹ گئے تاکہ اس کی بے حرمتی نہ ہو۔ حضرت خالدؓ کے اس مقام پر پہنچنے تک وہ جام شہادت نوش کر چکے تھے۔ خندمہ میں اشرار نے حضرت خالدؓ کے لشکر پر تیر اندازی کی۔ مقابلہ ہوا تو میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بھاگنے والوں میں عکرمہ' صفوان اور سہیل بن عمرو شامل تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ سے پوچھا۔ کیا میں نے لڑنے سے روکا نہیں تھا؟ عرض کیا کہ ان کے حملے نے ہمیں لڑائی پر مجبور کر دیا۔ فرمایا۔ اللہ نے جو مقدر فرما دیا۔ اس میں خیر ہی ہے۔

نمود جلال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کداء کی بلندی پر تھے تو آپ نے مکہ کی جنوبی سمت میں تلواریں چمکتی دیکھیں۔ فرمایا۔ یہ کیا ہے؟ عرض کیا گیا کہ حضرت خالدؓ بن ولید لڑائی میں الجھا دیئے گئے ہیں۔ رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہؓ کو آواز دی۔ وہ "لبیک یا رسول اللہ" کہتے ہوئے بڑھے۔ فرمایا۔ انصار کے سوا اور کوئی نہ آئے۔ انصار دوڑے ہوئے آئے۔ جنوب کی جانب اشارہ کرکے فرمایا۔ قریش کے شیطانوں کی شرارت دیکھتے ہو؟ سب نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر پھیرتے ہوئے ارشاد ہوا ان کو صاف کردو اور مجھ سے کوہ صفا پر آملو۔ انصار مشرکوں کو قتل کرنے لگے۔

رشتہ و پیوند

حضرت ابوسفیانؓ خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! قریش تباہ ہو جائیں گے ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔ اس التجا پر دریائے کرم ایک بار پھر جوش میں آیا اور لسان نبوت سے اعلان ہوا جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے اسے امان ہے۔ جو اپنے ہتھیار پھینک دے، جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے انہیں بھی امان ہے۔ زخمی اور اسیر قتل نہ کیے جائیں۔۔ بھاگنے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔

انصار نے یہ سنا اور قریش جیسے جانی دشمن پر اس لطف و کرم کو دیکھا تو آپس میں بولنے لگے۔ دیکھو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی قوم اور وطن کی محبت غالب آگئی ہے۔ اس ہستی مکرم کو اپنی قوم پر رحمت، شہر کی رغبت اور قلبی میلان نے گرفت میں لے لیا تھا۔ ان کی ایذا رسانیوں کو نظرانداز فرمادیا۔ ممکن ہے اب آپ ہمارے ساتھ مدینہ واپس تشریف لے

جانا پسند نہ فرمائیں۔

تجدید عہد وفا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اسی لمحہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کی سی کیفیت طاری ہوئی۔ کچھ دیر بعد انصار کو طلب فرمایا۔ انصار آپؐ کے گرد جمع ہو گئے۔ ارشاد ہوا اے گروہ انصار! کیا تم نے کہا تھا کہ اس شخص پر وطن اور رشتہ داروں کی محبت غالب آ گئی ہے؟ عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول بے شک ہم نے یہ بات کہی ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو بتاؤ میرا نام کیا ہے؟ تین بار آپؐ نے یہی جملہ دہرایا۔ فرمایا اگر میں تمہارے ساتھ کیا ہوا عہد نہ نبھاؤں تو کیا کہلاؤں گا؟ بخدا ہرگز ایسا نہیں ہے۔ تم نے غلط سمجھا۔ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں معاذ اللہ میں اپنے کئے ہوئے عہد سے پھروں اور عہد شکنی کروں! میں اللہ کے حکم سے تمہاری طرف ہجرت کر کے آیا ہوں۔ اب میری زندگی بھی تمہارے ساتھ ہے اور مرنا بھی۔ یہ سن کر خوشی سے انصار کی آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب امنڈ آیا۔ اشک ان کی داڑھیوں کو تر کرنے لگے۔ رقت گریہ کے عالم میں عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! اللہ گواہ ہے کہ ہم نے جو کچھ کہا وہ محض اللہ اور اس کے رسول کی حرص اور محبت میں کہا ہے۔ ہم نے سمجھا ہم سے کہیں یہ دولت کونین نہ چھن جائے۔ ہم کہیں آپ کی ذات بابرکات سے محروم نہ ہو جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ اور اس کا رسول تمہاری تصدیق کرتا ہے۔ تم جو کچھ زبان سے کہہ رہے ہو وہی تمہارے دل میں بھی ہے۔ (۶۲)

دستِ وحشت

مکہ کے جنوبی سمت میں عکرمہ بن ابو جہل ' صفوان بن اُمیّہ اور سہیل بن عمرو نے بنی بکر' بنی حارث' بنی ہذیل اور ان کے حلیفوں کے ساتھ محاذ قائم کیا۔ حضرت خالدؓ بن ولید خندمہ کے مقام پر ان سے لڑائی پر مجبور ہوگئے۔ انہوں نے ہتھیار نکال کر داخلہ سے روکا اور اسی دوران تیر اندازی بھی شروع کردی تھی۔ جس کے جواب میں مسلمانوں نے بھی اپنے ہتھیار سنبھال لئے۔ مقابلہ کرتے کرتے وہ لوگ موضع حرور (عزورہ' جو خانہ کعبہ سے متصل ہے) تک پیچھے ہٹ آئے۔ جو بچے وہ پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ اسی لمحہ ابو سفیانؓ نے باآواز بلند فرمان نبوی کو دہرایا کہ جو لڑائی سے ہاتھ روک لے اور اپنے گھر کے دروازے بند کرلے آج اسے امان ہے۔ یہ سننا تھا کہ لوگ بھاگ بھاگ کر اپنے گھروں میں پناہ لینے لگے۔

بات بدل گئی نامہ بروں کے درمیاں

کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! خالدؓ بن ولید کیا اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے مستثنیٰ ہیں کہ کُفّار کو بے دریغ قتل کررہے ہیں؟ آنحضرت نے اسی شخص سے فرمایا۔ جاؤ اور خالد کو اسی وقت فوراً میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ آئے تو فرمایا۔ کیا میں نے تمہیں "ضع عنم السیف"

(قتل سے باز آو) کا حکم نہیں بھجوایا تھا؟ خالدؓ بن ولید نے عرض کیا! قاصد نے "ضع فیھم السیف" یعنی ان کو قتل کردو کا پیغام پہنچایا۔ پیامبر سے پوچھا گیا تو اس نے عرض کیا۔ جب میں آپؐ کا حکم سن کر چلا تو ایک اور شخص نے جس کا سر آسمان کو چھوتا تھا اور اس کے ہاتھ میں گُرز تھا میرے سینے پر ہاتھ مار کر حکم دیا۔ "ضع فیھم السیف" کہنا ورنہ تمہارا کام تمام کردیا جائے گا۔ یہ سن کر لسان وحی ترجمان سے بے اختیار نکلا۔

"صَدَقَ اللّٰہُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہٗ" اللہ نے سچ کہا اور اس کے رسول نے سچ کہا۔

ارشاد ہوا۔ غزوۂ احد میں جب امیر حمزہؓ کو شہید کر کے ان کی لاش کا مُثلہ کیا گیا تو میں نے کہا تھا کہ کل کے دن جب قریش پر غلبہ حاصل ہو گا تو ایک کے بدلے ستر ۷۰ کُفّار کو قتل کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت مجھے منع فرمادیا لیکن آج جبکہ غلبہ حاصل ہوگیا تو اپنے رسول کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو سچ کر دکھایا۔ طبرانی نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت خالدؓ نے اس دن ستر مشرکین کو قتل کیا ہے۔ (۶۳)

مقتولین اور شہداء کی تعداد

دوسری روایت میں ہے کہ اس معرکہ آرائی میں بنی بکر کے ۲۰ اور بنی ہذیل کے ۱۴ آدمی قتل ہوئے۔ عام مورخین مقتولین کی تعداد ۱۳ لکھتے ہیں۔ مسلمانوں میں سے دو مجاہد جو کسی وجہ سے لشکر سے علیحدہ ہوگئے تھے۔

شہید کردیئے گئے۔ ان میں سے ایک حضرت کرزؓ بن جابر فہری اور دوسرے حضرت حُبیشؓ بن خالد بن ربیعہ خزاعی ہیں۔ تیسرے مجاہد کا نام حضرت سلمہؓ بن میلاء الجہنی ہے۔ لیکن ابن سعد اور ابن جوزی کے مطابق قریش کے (۲۴) اور بنی ہذیل کے چار افراد قتل کئے گئے۔ مسلمانوں کے حلیف بنو کعب کے ہاتھوں جنیدب بن اکوع بے گناہ مارا گیا۔ فتح کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اس کے وارثوں کو خون بہا ادا فرمایا جو سو اونٹ تھا۔ (۶۴)

پریدہ رنگ

جماش بن قیس بن خالد (بنی بکر) شروع ہی سے مسلمانوں کے خلاف تھا اور لڑائی کے دن کے لئے اسلحہ جمع کر رہا تھا۔ بیوی نے ایک بار پوچھا تو کہا تجھے معلوم نہیں مسلمان ہم پر حملہ کرنے والے ہیں۔ بیوی بولی۔ اس وقت تمہارے یہ ہتھیار کام نہ آئیں گے۔ کہا میں تو اس دن تیرے لئے غلام لاؤں گا۔ جب حضرت خالدؓ سے مڈبھیڑ ہوئی اور بھگدڑ مچی تو جان بچا کر آیا۔ بیوی نے پوچھا۔ میرے لئے کتنے غلام پکڑ لائے؟ جواب میں کچھ شعر پڑھے۔

"خندمہ میں سونتی ہوئی تلواروں سے ہمارا استقبال ہوا۔ عکرمہ اور صفوان بھی بھاگ کھڑے ہوئے کھوپڑیاں کٹ کٹ کر گر رہی تھیں تو وہ منظر دیکھتی تو ملامت اور طنز نہ کرتی۔"

بہائے نظارہ

اشرار میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے تو مسلمان خاموشی کے ساتھ مکہ کی آبادی میں سے گزرنے لگے۔ مشرک عورتیں بال کھولے راستوں پر کھڑی مجاہدوں کے گھوڑوں کے منہ پر اپنی اوڑھنیاں مارنے لگیں۔ فاتح مکہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ منظر دیکھا تو بے اختیار مسکرا کر حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا۔ حسّان نے کیا کہا تھا؟ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت حسّان بن ثابت کا شعر پڑھا۔ شاعر کی پرواز تخیل مجسم حقیقت بن گئی تھی۔

"عنقریب ہمارے گھوڑے دوڑتے چلے آتے ہوں گے اور عورتیں ان کو اوڑھیوں سے مار رہی ہوں گی۔" (۶۵)

ورودِ مسعود

۲۰ رمضان المبارک کی صبح مقام حجوں پر (جنت معلیٰ کے قبرستان کے قریب ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سرخ خیمہ نصب کیا گیا۔ حضرت زبیرؓ ابن عوّام نے یہاں علم نبوی گاڑ دیا۔ جب فاتح مکہ اس مقام پر پہنچے تو عرض کیا گیا آپؐ اپنے مکان پر کیوں نہیں اترتے؟ فرمایا۔ کیا عقیل (حضرت علیؓ کے بڑے بھائی) نے ہمارے لئے کوئی مکان چھوڑا ہے؟ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آبائی مکان انہوں نے ابوسفیان کو بیچ دیا تھا) فرمایا اب ہمارے اترنے کی جگہ مقام خیف ہے۔ وہی جگہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین سال محصور رہے۔ صحیح بخاری کی ایک روایت ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کے دن اُمِّ ہانیؓ (حضرت علیؓ کی بہن) کے مکان میں غسل فرمایا اور چاشت کی آٹھ رکعات ادا فرمائیں ابن قیمؒ نے اسے "صلوٰۃ فتح" قرار دیا ہے۔ نماز کے بعد آپؐ نے پوچھا کوئی چیز کھانے کے لئے ہے؟ اُمِّ ہانی نے عرض کیا۔ صرف سوکھی روٹی اور سرکہ ہے۔ فرمایا۔ جس گھر میں سرکہ ہے وہ سالن کا محتاج نہیں۔ گھر سے نکلتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپؐ کو ہتھیاروں سے آراستہ کیا۔ خُود سر پر رکھی۔ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہوئے۔ جب آپؐ سوار ہو رہے تھے اس وقت حضرت عثمانؓ بن طلحہ اور حضرت بلالؓ قصویٰ کی رکابیں تھامے ہوئے تھے اور حضرت محمدؓ بن مسلمہ کے ہاتھوں میں اس کی مہار تھی۔ مجاہد اپنی اپنی سواری لے کر مقام خندمہ (باب حرم) تک صف بستہ کھڑے تھے۔ آپ مہاجرین و انصار کے جلو میں مسجد حرام میں داخل ہوئے۔

قبل ازیں ورنہ بود. بتخانہ

قصویٰ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف فرمایا۔ انصار و مہاجرین آگے پیچھے تھے۔ سارا مکہ نعرہ تکبیر سے گونج اٹھا۔ اس منظر کو دیکھنے کے لئے تمام لوگ پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں ایک کمان تھی۔ ابن ہشام نے مُجن لکھا ہے (وہ چھڑی جو شُتر سوار کے ہاتھ میں ہوتی ہے) اسی سے حجر اسود کا بوسہ بھی لیا بیت اللہ کے

اطراف نصب شدہ بتوں کی جانب اس کمان سے اشارہ کرتے اور فرماتے۔

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝

ترجمہ:۔ حق آگیا اور باطل مٹ گیا باطل تو مٹنے والی ہی شے ہے۔(٦٦)

پیٹ کی طرف اشارہ ہوتا تو اوندھے منہ گرتے اور منہ کی طرف چھڑی ہوتی تو پیٹھ کے بل بت گر جاتے تھے۔ یہ بھی روایت ہے کہ اشارے کی بجائے بتوں کی آنکھوں میں چھڑی ڈال کر گھماتے سب سے بڑا بت "ہبل" کعبہ کے سامنے تھا اسے توڑا گیا اس وقت حضرت زبیرؓ ابن عوام نے ابوسفیان سے پوچھا اسی پر تم ناز کر کے احد کے دن اعل ہبل (ہبل اعلیٰ ہے) کا نعرہ لگا رہے تھے۔ ابوسفیان نے کہا اب مجھے سرزنش نہ کرو۔ اساف نامی بت کوہ صفا پر نصب تھا اور نائلہ کوہ مروہ پر ان دونوں کو بھی مسمار کیا گیا۔

از جمالِ تو کعبہ شُد قبلہ

امام القبلتین صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ابراہیم پر دوگانہ طواف ادا فرمایا۔ پھر مسجد حرام کے ایک کنارے پر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت بلالؓ سے ارشاد فرمایا کہ عثمان بن طلحہ سے کہو کہ کلید کعبہ لائے۔(٦٧) چابی ان کی والدہ سُلافہ بنت سعد کے پاس تھی۔ انہوں نے دینے سے انکار کیا۔ کہا اگر کلید نہ ملی تو تلوار کمر کے آرپار ہو جائے گی۔ حضرت عثمان بن طلحہ کنجی لے کر حاضر ہوئے اور کعبہ کا دروازہ کھولا۔ دوسری روایت یہ بھی

ہے کہ چابی لے کر اپنے دستِ مبارک سے کعبہ کا قفل کھولا۔ حضرت عباس ؓ نے عرض کیا حجاج کو زمزم سے پانی پلانے کی خدمت میرے پاس ہے کلید کعبہ بھی مجھے عطا فرما دیجئے۔ ارشاد ہوا آج ایفائے عہد کا دن ہے۔ عثمان ابن طلحہ کو طلب فرمایا اور ارشاد ہوا اے عثمان! یہ چابی قیامت تک تم سے کوئی نہیں لے سکے گا یہ تمہارے خاندان میں رہے گی مگر ظالم۔ تمہیں یاد ہوگا کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ ایک دن یہ کلید میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جسے چاہوں گا دے دوں گا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! بے شک مجھے آج بھی وہ دن یاد ہے یہ چابی آخری وقت تک ان کے پاس رہی۔ لاولد تھے اس لئے بوقت انتقال اپنے بھائی کے سپرد کی۔ آج تک یہ ان کی اولاد کے پاس ہے یہ خاندان بنو شیبہ کہلاتا ہے ان کے بھائی کا نام شیبہ تھا۔

کعبہ کے اندر بھی بت تھے دیواروں پر حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ ان کے ہاتھ میں فال نکالنے کے تیر تھے۔ ارشاد ہوا۔ اللہ تعالیٰ کفّار کو غارت کرے۔ اللہ کی قسم! انہیں بھی معلوم ہے کہ ان دونوں نے کبھی تیروں سے فال نہیں نکالی۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان ؓ بن طلحہ کو انہیں دھونے کا حکم دیا گیا۔ دوسری روایت یہ بھی ہے کہ حضرت اسامہ ؓ سے چاہِ زمزم سے پانی منگوا کر خود اپنے دستِ مبارک سے انہیں دھویا۔ موحدِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبہ میں حضرت بلال ؓ اور حضرت اسامہ ؓ داخل ہوئے پھر دروازہ بند کر دیا گیا۔

حضرت عثمان ابن طلحہ اور حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ باہر دربانی کرنے لگے کعبہ کے اندر لکڑی کا کبوتر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے توڑ دیا پھر کعبہ کے کونوں میں تکبیر کہی دعا مانگی اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ بوقت نماز آپ کی داہنی جانب دو ستون بائیں جانب ایک اور تین ستون پیچھے تھے دروازہ پشت مبارک پر تھا سامنے کی دیوار اور آپؐ کے درمیان تقریباً تین ہاتھ کا فاصلہ تھا کافی دیر آپؐ اندر رہے اور پھر باہر تشریف لائے یہاں بھی نماز پڑھی اور فرمایا۔ "یہ قبلہ ہے" کعبہ سے باہر آنے کے بعد آپؐ حجر اسود کے پاس گئے اور اسے بوسہ دیا۔ بڑی دیر تک بیت اللہ کی چوکھٹ پکڑے رہے۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے لوگوں کو قریب آنے سے روکے رکھا۔ ابن کثیر کا بیان ہے کہ جب پہلی بار مسلمانوں نے زمزم پر وضو کیا تو مکہ والے حیرت سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ یہ عجیب طریقہ ہے اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وضو سے کئی نمازیں ادا فرمائیں اور موزوں پر مسح کیا۔ (۶۸)

منفرد اعزاز

ذی طویٰ میں دوبارہ ترتیب کے ساتھ جب لشکر اسلام مکہ کی جانب بڑھ رہا تھا تو ایک بیانوے' چورانوے سال کا بوڑھا اپنی کم سن پوتی کی مدد سے جبل بُوقُبیس پر چڑھ رہا تھا اس کی بینائی زائل ہو چکی تھی جب کافی بلندی پر پہنچ گیا تو اپنی پوتی سے پوچھا ذرا بتانا تیرے سامنے کیا منظر ہے؟ لڑکی

نے جواب دیا۔ فوجوں کا ایک امڈتا ہوا سیلاب ہے۔ گھڑ سوار اور شُتر سوار ہیں ان کے ہاتھوں میں نیزے اور پھریرے ہیں۔ پوچھا بیٹی کیا یہ سب ایک جگہ جمع ہیں؟ کہا نہیں چار حصوں میں بٹ رہے ہیں۔ کچھ دیر بعد پوتی نے بتایا کہ یہ سب ہماری جانب بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ مرد بزرگ کو اپنے ایام جوانی یاد آئے۔ ان کا دور شباب تھا کہ ابرہہ اشرم ہاتھیوں کی فوج لے کر یمن سے آیا تھا۔ اس کے ارادے مذموم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی حفاظت فرمائی۔ ابرہہ کے لشکر کو کھائے ہوئے بھس کی طرح تہس نہس کر دیا لیکن آج بات ہی کچھ اور ہے۔ ان اللہ والوں کا ارادہ ' بیت اللہ کی تطہیر اور مکہ کی توقیر ہے۔

پوتی کا ہاتھ پکڑ کر جلدی جلدی نیچے اترنے لگے کہا بیٹی اس فوج کو مکہ میں داخل ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف فرما تھے تو حضرت ابوبکرؓ ان مردِ بزرگ کا ہاتھ پکڑے ہوئے خدمت اقدسؐ میں حاضر ہوئے اور اپنے والد محترم کا ہاتھ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دے دیا۔ فرمایا ان بزرگ کو کیوں تکلیف دی میں خود گھر جا کر ان سے مل لیتا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق انہیں اسلام سے وابستہ کر کے ایک منفرد اعزاز قبیلہ تیم میں لائے یہ وہ گھرانا تھا جہاں کی چار پشتیں مقامِ صحابیت پر فائز ہوئیں۔ یہ مرد بزرگ حضرت عثمانؓ بن عامر (جن کی کنیت ابو قحافہ تھی) ان کے صاحبزادے سیدنا ابوبکر

صدیقؓ ان کے بیٹے عبداللہؓ عبدالرحمٰنؓ اور ان کی اولاد سب کے سب صحابیِ رسول کے شرف سے مالا مال تھے۔ (۶۹)

ان کی باتوں میں گُلوں کی خوشبو

سیّدِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم ابھی بیت اللہ کے اندر تحمید و تمجید، تہلیل و تکبیر میں مصروف تھے کہ مسجدِ حرام میں اہلِ مکہ جمع ہونا شروع ہو گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے اتنے لوگ آ گئے کہ مسجدِ حرام کھچا کھچ بھر گئی اور تل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ یہ سب منتظر تھے کہ دیکھئے ان کی قسمت کا کیا فیصلہ ہونے والا ہے۔ اتنے میں درِ کعبہ کھلا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا جمالِ جہاں آرا دکھائی دیا پھر آپؐ بابِ کعبہ پر کھڑے ہوئے۔ سارا مجمع دم سادھے گوش بر آواز تھا۔ ارشاد ہوا۔

> "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد کی اور دشمنوں کے تمام جتھوں کو تنہا شکست دی۔"

سنو اور آگاہ ہو جاؤ بجز کلید برداریٔ کعبہ اور سقایت حجاج (پانی پلانا) ہر موروثی استحقاق، ہر خون و مال کا دعویٰ آج میرے ان دونوں قدموں تلے ہے۔ یاد رکھو جو قتل خطا سے ہوا وہ کوڑے اور لاٹھی سے عمداً قتل کئے جانے کے برابر ہے پس اس میں دیت مغلظہ ہے۔ یعنی سو اونٹ جن میں چالیس اونٹنیاں گابھن ہوں۔

اے قریش کے لوگو! آج اللہ تعالیٰ نے تمہارے جاہلا ... ممنڈ،

غرور اور نسب کے تفاخر کو خاک میں ملادیا۔ سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے ہے۔"

سورۂ حجرات کی آیت تلاوت فرمائی۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

ترجمہ :۔ اے انسانو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں قوموں اور قبائل میں بانٹ دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی اور پرہیز گار ہو۔ بے شک اللہ جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔(۷۰)

جو دلوں کو فتح کرلے وہی فاتحِ زمانہ

اس کے بعد سرور کشور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد حرام میں جمع ہونے والے افراد سے پُرجلال لہجہ میں پوچھا۔

"اے گروہ قریش! تمہیں کچھ معلوم ہے کہ میں آج تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟"

آپؐ کا یہ فرمانا تھا کہ سب کو سانپ سونگھ گیا۔ ایک ہیبت ناک خاموشی چھاگئی۔ اس انداز میں فاتح اعظمؐ کا سوال حاضرین کو کچھ سوچنے پر مجبور کررہا تھا۔ ان میں کیسے کیسے ظالم و جابر، سفاک و قاتل تھے جو آج بحیثیت مجرم سرجھکائے ہوئے کھڑے تھے۔ راستوں میں کانٹے بچھانے

والے، گلے میں رسہ ڈال کر دم گھونٹنے والے، بیت اللہ میں وحدہٗ لاشریک کی عبادت سے روکنے والے، بے بس مسلمانوں کو اپنے ظلم کا نشانہ بنانے والے، شعب بنی ہاشم میں دانے دانے کو ترسانے والے، مسلمانوں کو قتل کرنے کے منصوبے بنانے والے، میدان جنگ میں مقابل ہونے والے، دوسروں کو لڑائی پر اُکسانے والے، جتھے بنا کر مدینے پر حملہ کرنے والے، ایک سے ایک بڑھ کر بدخواہ، ظالم اور خونخوار، جفاجو کینہ پرور اور جبار۔ اپنے ان اعمال کے پس منظر میں ہر کوئی اس سوال کا جواب تلاش کر رہا تھا۔ ہر ایک کی آنکھوں میں موت جواب کی صورت میں رقصاں تھی۔ ہمت کر کے جواب دیا۔ "اخٌ کریمٌ و ابن اخٍ کریم" آپؐ شریف النفس بھائی اور شریف الطبع بھائی کے فرزند ہیں۔ آپؐ سے خیر ہی کی توقع ہے۔

یہ جواب پا کر لسان وحی ترجمان سے ارشاد ہوا۔

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

آج تم سب کے سب آزاد ہو۔ آج تم پر کوئی دارو گیر (بازپرس) نہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی تم کو معاف فرمائے وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

آئندہ کے لئے، نہ کوئی قول و قرار نہ حال کے لئے کوئی شرط نہ ماضی کا کوئی مواخذہ۔

یہ لطف و کرم یہ رحم و عطا، یہ عفو و درگزر! ان جیسے ظالموں اور جابروں نے جب جسم کی آزادی، جان کی امان کا مژدہ سنا تو آپ ہی آپ ان کے دل مسخر ہونے لگے۔ جس شرافت کا واسطہ دیا تھا وہ الٹ کر ان کی

دامن گیر ہوئی۔ کبر و نخوت کے پتلے عفو و کرم کی آگ سے پگھلنے لگے۔ پُر غرور سر آستانۂ رسالت پر جھکنے لگے۔ جوق در جوق بیعت کے لئے بڑھے۔

یہ نصیب اللہ اکبر!

حضرت تمیم بن اسد خزاعی کو حکم ہوا کہ اطراف مکہ میں حرم کی حد بندی کے پتھر درست کریں۔ (۱۷) ظہر کا وقت قریب تھا' مئے وحدت کے متوالے موذنِ بارگاہِ نبوی کو حکم ہوا کہ بیت اللہ کی چھت پر چڑھ جاؤ اور اللہ کی وحدانیت اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی ابدی گواہی دو۔ یہ اعزاز یہ اکرام کس کے حصے میں آرہا تھا اس حبشی غلام کے جو کبھی مکہ میں داموں بکا تھا۔ جس کا نہ حسب معروف' نہ نسب معلوم' حبشی النسل رنگ کالا' لیکن دل آئینہ' نورِ توحید سے شفاف' محبت رسول سے معمور' اقرارِ توحید پر مکہ کی گلیوں میں گھسیٹا جانے والا۔ جس کے خون سے بیت اللہ کی سرزمین لالہ زار ہوئی آج "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ" کے اعلان کے صرف چند گھنٹوں بعد ہی عملی تفسیر بن کر ان کے سامنے آیا۔ بیت اللہ کی مقدس دیوار اور چھت اس کے پاؤں تلے لیکن سر بصد احترام بارگاہِ خداوندی میں جھکا ہوا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا زبان پر۔ مسجد حرام میں پہلی اذان' بلال۔ مکہ میں اولین ترانۂ جلال' یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے۔ مشرکین نے حضرت بلالؓ کو وہاں چڑھے دیکھا تو بولے اس حبشی غلام کو دیکھو کہاں پہنچا ہے؟ اس وقت قریش کے بڑے بڑے صنادید'

شرفاء اور ذی مرتبت سردار مسجد حرام میں موجود تھے لیکن کسی میں دم مارنے کی جرأت نہ تھی۔

حرفِ حق

حطیم کعبہ میں ابوسفیان ابن حرب، عتّاب بن اُسید اور حارث بن ہشام جیسے ذی مرتبت لوگ بیٹھے تھے کہ اتنے میں لحنِ داؤدی میں اذانِ بلالی سنائی دی۔ عتّاب نے کہا خدا نے میرے باپ اُسید کی عزت رکھ لی کہ اس آواز کو سننے کے لئے دنیا میں باقی نہ رکھا۔ حارث بولا اگر حق یہی ہے تو اسے مان لیں۔ ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم میں کچھ نہیں بولوں گا۔ کچھ کہوں تو یہ کنکریاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خبر کردیں گی۔ تھوڑی دیر بعد اللہ کے رسول وہاں تشریف لے گئے اور فرمایا جو کچھ تم نے کہا ہے مجھے اس کا علم ہوگیا ہے پھر آپؐ نے ہر ایک کی بات دہرائی۔ تینوں انگشت بدندان، سخت حیران، اب تو حق بالکل کھلے ہوئے انداز میں ان کے سامنے آگیا۔ باطل کا پردہ نظروں سے اٹھ گیا اسی وقت عتّاب اور حارث نے کلمۂ شہادت پڑھا اور عرض کیا بے شک آپؐ کی ذات مہبطِ وحی ہے بلاشبہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ (۷۲)

دولتے ہست کہ یابی سرِ راہے گاہے

ایک جگہ چند نوجوان اذان کی نقل تمسخر کے ساتھ کررہے تھے ان کی آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی تو حکم ہوا انہیں حاضر کرو۔

د یافت فرمایا تم میں وہ کون بلند آواز ہے جس کی صدا مجھ تک پہنچی سب نے نوجوان ابو محذورہ جمحی کی طرف اشارہ کیا۔ حکم ہوا باقی سب چلے جائیں۔ ابو محذورہ کی آنکھوں میں موت ناچنے لگی۔ ارشاد ہوا اذان کہو۔ ابو محذورہ کا بیان ہے کہ میرا دل نفرت اور بغض سے بھرا ہوا تھا لیکن بے بس تھا۔ اب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک ایک کلمہ پڑھانا شروع کیا۔ اذان ختم کر چکا تو میرے سر کے اگلے حصہ پر دستِ مبارک رکھا چہرے سے سینہ تک پھیرا اور دعا فرمائی۔ اے اللہ اس کے اندر اور اس پر برکت نازل فرما دستِ مبارک کے لمس کی برکت سے جذباتِ نفرت' ایمان و محبت سے بدل گئے۔ عرض کیا مجھے مسجد حرام کا موذن بنا دیجئے۔ فرمایا اب مسجد حرام میں تم ہی اذان دیا کرو گے۔ زندگی بھر سر کے اگلے حصہ کے بال نہیں کٹوائے کہ اس جگہ دستِ رحمت رکھا گیا تھا۔

ابدی حرمت۔ دوسرا خطبہ

ابن کثیر نے "البدایہ والنہایہ" میں بیہقی کے حوالے سے لکھا ہے کہ فتح کے روز تمام مسلمان امام القبلتین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء سے فجر تک خانۂ کعبہ میں تکبیر و تسبیح، تحمید و تہلیل اور طوافِ کعبہ میں مصروف رہے۔ دوسرے دن آپؐ نے پھر اہلِ مکہ کے سامنے خُطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں نو مسلموں کی بہت بڑی تعداد شامل تھی۔

فاتح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ اطلاع پہنچائی گئی کہ

RekhtaDownload.com

قبیلۂ خزاعہ نے انتقامی کارروائی کے طور پر بنی لیث کے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ یہ خبر سنتے ہی آپؐ قصوئی پر سوار ہوئے اور حمد و ثناء کے بعد ارشاد فرمایا۔

"اب ہجرت نہیں رہی لیکن جہاد باقی ہے۔ ہجرت کی نیت باقی رہے گی جب تم کو جہاد کے لئے بلایا جائے تو نکل کھڑے ہوا کرو۔ بیشک اللہ نے اس شہر کو اس دن سے حُرمت دی ہے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور وہ اللہ کی دی ہوئی حُرمت کی وجہ سے قیامت تک کے لئے حرام ہے۔ بیشک اللہ نے مکہ سے ہاتھی (والوں) کو روک دیا تھا لیکن اللہ نے اپنے رسول اور مسلمانوں کو اہلِ مکہ پر تسلط دے دیا۔ خبردار ہو جاؤ نہ مجھ سے پہلے کبھی کسی کے لئے یہاں خونریزی حلال ہوئی اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگی۔ خبردار ہو جاؤ میرے لئے بھی کچھ دیر کے لئے حلال ہوئی تھی خبردار ہو جاؤ۔ اب [illegible] قیامت تک کے لئے حرام ہے۔ نہ یہاں کا کانٹا توڑا جائے نہ درخت کاٹا جائے۔ نہ شکار بھگایا جائے اور نہ یہاں کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے البتہ اس کا اعلان کرنے والا اٹھا سکتا ہے۔ جس شخص کا کوئی عزیز قتل ہو جائے تو اسے دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے۔ خواہ بدلہ لے لے یا خوں بہا لے لے۔"

حضرت عباسؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اذخر گھاس کے کاٹنے کو مستثنیٰ فرما دیجئے کیونکہ وہ ہمارے گھروں لوہاروں اور قبروں کے کام آتی ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے کچھ دیر

کے سکوت کے بعد لسان وحی ترجمان سے نکلا "مگر اذخر مگر اذخر"

خطاب ختم ہوا تو یمن کا ایک شخص ابوشاہ آگے بڑھا اور درخواست کی کہ "یا رسول اللہ! یہ خطبہ مجھے لکھوا دیجئے۔" ارشاد ہوا! یہ خطبہ اسے لکھ کر دے دو۔ اس حکم میں احادیث نبوی کو قلمبند کرنے کا جواز ہے۔(۷۳)

فتح کا دوسرا دن

فتح کے دوسرے دن پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب میں حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔

> یقیناً مکہ کو اللہ نے حُرمت دی ہے نہ کہ انسانوں نے۔ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ یہاں خون ریزی کرے یا یہاں کا درخت کاٹے اگر کوئی شخص اللہ کے رسول کے قتال کی بنیاد پر (یہاں قتال کرنا) جائز سمجھے تو اس سے کہو کہ یقیناً اللہ نے اپنے رسول کو اجازت دی تھی۔ تم کو اجازت نہیں دی اور یقیناً مجھے بھی ایک گھڑی کے لئے اجازت ملی تھی اب پھر اس کی حرمت بدستور اسی طرح لوٹ آئی جس طرح کل (میرے قتال سے پہلے) تھی۔ حاضر کو چاہئے کہ غائب کو یہ حدیث پہنچا دے۔

کونین کی دولت

ان ہی دنوں ایک بار اللہ کے رسول مصروفِ طواف تھے فضالہ بن عمیر بن ملوح آپ کے قتل کی نیت سے آیا اور ساتھ ساتھ طواف کرنے

لگا حضورؐ جب اس کے قریب پہنچے تو فرمایا کون ہے؟ فضالہ ابن عمیر سے فرمایا دل میں کیا سوچ رہا تھا؟ بولا کچھ نہیں حمد و ثناء کر رہا تھا مسکرا کر فرمایا استغفار کر استغفار پھر آپؐ نے اپنا دستِ مبارک اس کے سینہ پر رکھا۔ فضالہ کا بیان ہے کہ میری دنیا ہی بدل گئی۔ دستِ مبارک کی برکت سے میرا دل آپؐ کی محبت سے لبریز ہو گیا پھر مجھے کوئی ہستی آپ سے زیادہ محبوب نہ تھی۔ (۷۴)

اہلِ مکہ سے بیعت

بنو اسود کے بزرگوں نے عرض کیا کہ مکہ والوں سے بیعت لی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرن مستقبلہ کے قریب تشریف فرما ہو کر ان سے اسلام کی بیعت لی۔ جب لوگوں کا ہجوم بڑھ گیا تو کوہِ صفا پر ان سے بیعت لی۔ اس وقت حضرت عمرؓ ابن خطاب بائیں جانب کھڑے ہو کر ہر شخص کے بیعت کے الفاظ سن رہے تھے۔

رحمت ہی رحمت

جب عورتوں کی باری آئی تو ان سے اقرار اسلام کے بعد ایک پانی سے بھرے برتن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دستِ مبارک ڈبو کر نکال لیتے پھر خواتین اس میں اپنا ہاتھ ڈالتیں۔ عورتوں کے ہجوم میں حضرت ابو سفیانؓ کی بیوی ہند نقاب پہن کر آئی اپنے پچھلے کرتوت پر جان جانے کا ڈر تھا۔ ایک روایت کے بموجب اس کا قتل بھی مباح قرار دے دیا

گیا تھا قریب آئی تو ارشاد ہوا۔ عہد کرو کہ اللہ کے سوا کسی کو شریک نہیں بناؤ گی۔ عرض کیا یا رسول اللہ! آپ میرے پچھلے اعمال پر مواخذہ تو نہیں فرمائیں گے؟ فرمایا ان اعمال پر توبہ کرلو۔ اللہ غفور رحیم ہے۔ اس نے نقاب الٹ دیا اور عرض کیا میں ہِند ہوں ۔ فرمایا تو مسلمان ہوگئی بہت اچھا ہوا۔ ہِند نے کہا آج سے پہلے آپؐ کے خیمہ سے زیادہ مبغوض خیمہ کوئی نہیں تھا آج اس سے بڑھ کر محبوب کوئی نہیں۔ عرض کیا میں آپؐ کے دست مبارک میں ہاتھ دے کر بیعت کرنا چاہتی ہوں۔ فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ رضی اللہ عنہا کے زُمرہ میں شامل ہونے کے بعد انہوں نے ایک بکری کا بچہ ہدیہ میں بھیجا اس کے بعد حضرت عمرؓ کو حکم ہوا کہ بقیہ عورتوں سے بیعت لیں بیعت کے الفاظ تھے۔

"اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک نہ بناؤ گی' اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گی 'چوری اور زنا نہ کرو گی۔"

کارِ خلیلاں خارا گدازی

مکہ میں اعلان کیا گیا کہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والا کوئی شخص اپنے گھر میں کوئی بت نہ رکھے۔ مکہ کو بتوں سے پاک کرنے کے بعد گرد و نواح کے اصنام بھی منہدم کیے گئے۔ رمضان میں پانچ دن باقی تھے کہ حضرت خالدؓ بن ولید کو تیس سواروں کے ساتھ قریش اور بنی کنانہ کے بڑے بت عُزّیٰ کے انہدام کے لئے نخلہ روانہ فرمایا۔ یہ صنم خانہ مکہ سے

ایک شب کی مسافت پر تھا۔ حضرت خالدؓ اسے مسمار کرکے واپس ہوئے تو دریافت فرمایا تم نے وہاں کچھ دیکھا؟ عرض کیا۔ نہیں۔ فرمایا۔ پھر جاؤ اور اسے قتل کرو اب جو وہاں گئے تو ایک سیاہ رُو پریشان مُو برہنہ عورت کو دیکھا۔ سیف اللہ نے اس کا سرتن سے جدا کردیا اور حاضر ہو کر تفصیل سنائی فرمایا یہی عُزّیٰ تھی۔ اب اس ملک میں پھر کبھی اس کی پرستش نہ ہوگی۔

حضرت عمروؓ بن العاص کو بنوہذیل کے بت سواع کو مسمار کرنے بھیجا مجاوروں نے پوچھا کس ارادے سے آئے ہو؟ فرمایا تمہارے معبود کو زمین بوس کرنے۔ کہا تم اس پر کبھی قادر نہ ہوسکو گے؟ ہمارا معبود خود دفاع کرے گا۔ حضرت عمروؓ نے کہا یہ کیا مدافعت کرے گا جو نہ سُنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے حملہ کرکے اسے پاش پاش کردیا۔ مجاور یہ دیکھ کر مسلمان ہوگئے۔

منات کا صنم خانہ مشلل میں قدید کے قریب تھا یہ بت اوس و خزرج اور غسّان کا معبود تھا۔ حضرت سعدؓ بن زید اشہلی بیس سواروں کے ساتھ اسے تباہ کرنے گئے۔ مجاور نے کہا تم جانو اور وہ۔ حضرت سعدؓ منات کی طرف بڑھے تو پریشان مُو برہنہ عورت سینہ پیٹتے نکلی جسے قتل کردیا گیا۔(۷۵)

سَریّہ حضرت خالدؓ بن ولید

ماہ شوال میں ساڑھے تین سو مہاجرین و انصار کو حضرت خالدؓ بن

ولید کی سرکردگی میں بنی جذیمہ میں دعوتِ حق کے لئے روانہ فرمایا۔ حضرت خالدؓ نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے اسلمنا (ہم نے اسلام قبول کیا) کی جگہ صَبانا صَبانا (ہم بے دین ہوگئے) کہنا شروع کردیا۔ حضرت خالدؓ نے انہیں کافر سمجھ کر قتل کردیا اور گرفتار ہونے والوں میں سے ایک ایک قیدی ہر مجاہد کو دے کر قتل کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے انکار کردیا کیونکہ ان کو یقین تھا کہ یہ مسلمان ہوگئے ہیں۔ واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند فرمائے اور دوبار کہا اے اللہ میں اس کام سے جو خالدؓ نے کیا بری الذمّہ ہوں۔ پھر حضرت علیؓ کو جان و مال کی تلافی کرنے روانہ فرمایا۔ انہوں نے مقتولوں کا خون بہا ادا کیا۔(۶۷)

سابقینِ اوّلین کا شرف

بنو جذیمہ کے قتل کے بارے میں حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے کہا کہ خالدؓ نے ان سے اپنے چچا فاکہ بن مغیرہ کے خون کا بدلہ لیا ہے اس پر دونوں میں تلخ کلامی ہوئی اور بات جھگڑے تک بڑھ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ کو بلا کر فرمایا تم میرے صحابہ کے ساتھ ایسی گفتگو سے باز رہو تم نے ان کی حمایت اور راہِ خدا میں جان و مال کی قربانی کا حال نہیں دیکھا ورنہ یہ رویّہ اختیار نہ کرتے۔ میرے اور اللہ کے پاس ان کی حرمت اور عظمت سے تم واقف نہیں ہو۔ اگر تمہارے لئے اُحد کا پہاڑ

سونا بن جائے اور تم وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کردو تو بھی تم میرے صحابہ میں سے کسی ایک کی سعی فی سبیل اللہ کی برابری نہیں کرسکتے۔(۷۷)

مہاجرین کی متروکہ جائیداد

آپؐ کے پھوپھی زاد بھائی ابواحمد (اُمّ المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش کے بھائی) نے سب کے سامنے اپنے آبائی مکان کا مطالبہ کیا۔ یہ مکان ان کی ہجرت کے بعد حضرت ابوسفیانؓ نے ابن علقمہ عامری کو چار سو دینار میں بیچ دیا تھا۔ آپؐ نے ان کے کان میں کچھ فرمایا وہ خاموش ہوگئے۔ بعد میں بتایا کہ صبر کروں تو جنت میں مکان ملے گا۔ بعض مہاجرین نے بھی اسی طرح کا حق جتایا۔ ارشاد ہوا جو مال اللہ کی راہ میں جاچکا ہے اس کی واپسی پسند نہیں کرتا۔ یہ سن کر سب اپنے مطالبہ سے دستبردار ہوگئے خود آپؐ نے اپنے آبائی مکان اور حضرت خدیجہؓ کی جائیداد کا ذکر تک نہیں فرمایا۔

چوری کا مقدمہ

ایک بااثر عورت نے چوری کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا۔ اس کے قبیلہ والوں نے حضرت اُسامہ بن زیدؓ کے ذریعہ سفارش پہنچائی۔ یہ سن کر آپؐ کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہوگیا۔ فرمایا اُسامہ! تم حدود اللہ کے خلاف سفارش کرتے ہو؟ حضرت اُسامہؓ لرز اٹھے اور استغفار کی درخواست کی۔ شام کے وقت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں حمد و ثناء کے بعد فرمایا تم سے پہلے کی اُمتیں اس لئے تباہ ہو گئیں کہ امیر اور مال دار جرائم کی سزا سے بچ جاتا تھا اور ضعیف و نادار کو سزا ملتی تھی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اگر میری بیٹی فاطمہؓ سے بھی یہ جرم سرزد ہوتا تو اس کا بھی ہاتھ کٹوا دیتا۔(۷۸)

مدّتِ قیام اور مکہ کے انتظامات

فتح کے بعد مسلمانوں نے دس دن مکہ میں قیام کیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ ۱۹ روز رہے۔ جتنے دن رہے قصر نماز پڑھتے رہے۔ روزوں کی بھی قضا فرمائی۔(۷۹)

حضرت معاذؓ ابن جبل کو اہل مکہ کے لئے اپنا نائب مقرر فرمایا۔ نہیں لوگوں کو دین کی باتیں بتانے اور قرآن سکھانے کا حکم دیا۔ اکیس سالہ حضرت عتّابؓ بن اُسید کو مکہ کا والی مقرر فرمایا اور ان کا روزینہ ایک درہم قرار پایا۔ اس انتظام کے بعد ۱۲ ہزار اہل ایمان کے ساتھ سرورِ کشورِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے حُنَین کی جانب پیش قدمی کی جہاں بنی ہوازن کے جنگجو مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے جمع ہو رہے تھے۔(۸۰)

ماخذ اور حواشی

فتح مکہ

۱ تاریخ اسلام: عبدالحلیم شرر حصہ اول صفحہ ۸۴
۲ فتوح البلدان: البلاذری صفحہ ۶۵
۳ مدارج النبوت: شیخ عبدالحق صفحہ ۴۰۵
۴ البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۷۰۱
۵ جوامع السیرہ: ابن حزم اندلسی صفحہ ۲۴۱
۶ اخبار النبیؐ: طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۲۷
۷ مواہب لدنیہ: قسطلانی حصہ اول صفحہ ۴۱۶
۸ جوامع السیرہ: ابن حزم اندلسی صفحہ ۲۴۱
۹ سیرت رسول کریمؐ: کامل بن اثیر جلد دوم صفحہ ۳۹۱
۱۰ اخبار النبی، طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۲۷
۱۱ تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۳۸۹
۱۲ سیرت رسول کریمؐ: کامل ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۳۹۲
۱۳ اسد الغابہ: ابن اثیر جلد پنجم صفحات ۵۳ تا ۵۷
۱ سیرت رسول اللہؐ: سید نواب علی صفحہ ۳۲۷ بحوالہ زرقانی جلد دوم صفحہ ۲۹۲
۱ فتح مکہ: محمد احمد باشمیل صفحہ ۹۷
۱ تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۳۸۹
۱۷ اصح السیر: عبدالرؤف داناپوری صفحہ ۲۹۱
۱۸ فتح مکہ: محمد احمد باشمیل بحوالہ امتاع الاسماع
۱۹ فتح مکہ: محمد احمد باشمیل بحوالہ مغازی: واقدی
۲۰ سیرت النبی کاملؐ: ابن ہشام جلد دوئم صفحہ ۳۶۷،
۲۱ فتوح البلدان: البلاذری حصہ اول صفحہ ۶۷

RekhtaDownload.com

۲۲ اخبار النبیؐ: طبقات ابن سعد حصہ اول ۳۲۰

۲۳ فتح مکہ: محمد احمد باشمیل صفحہ ۱۳۱

۲۴ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۱۹ صفحہ ۵۱

۲۵ (ا) صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۵۶ حدیث نمبر ۳۲۴

(ب) صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۲۶ حدیث نمبر ۱۳۱۳

۲۶ سیرت المصطفیؐ: محمد ادریس کاندھلوی بحوالہ زرقانی صفحہ ۱۹۰ حصہ سوم

۲۷ البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۷۰۳

۲۸ صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۲۷ حدیث نمبر ۱۳۱۳

۲۹ اخبار النبی: طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۳۲۸

۳۰ فتوح البلدان: البلاذری صفحہ ۶۷

۳۱ (ا) فتح مکہ: محمد احمد باشمیل صفحہ ۱۶۸

(ب) تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۳۰۵

۳۲ البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۷۲۶

۳۳ فتح مکہ: محمد احمد باشمیل صفحہ ۱۵۲

۳۴ مغازی رسول اللہؐ: عروہ ابن زبیرؓ صفحہ ۲۱۳

۳۵ البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۷۰۱

۳۶ صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۲۸ حدیث نمبر ۱۳۱۸

۳۷ جوامع السیرہ: ابن حزم اندلسی صفحہ ۲۳۵

۳۸ مدارج النبوت: شیخ عبدالحق صفحہ ۳۱۱

۳۹ مواہب لدنیہ: قسطلانی صفحہ ۳۳۳

۴۰ البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۷۱۰

۴۱ مغازی رسول کریمؐ: عروہ ابن زبیرؓ صفحہ ۲۳۶

۴۲ تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۳۱۰

۴۳ سیرت رسول کریمؐ: ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۳۹۷

۴۴ فتوح البلدان: البلاذری صفحہ ۶۸
۴۵ مدارج النبوت: شیخ عبدالحق صفحہ ۳۱۳
۴۶ (ا) صحیح مسلم جلد ۵ صفحہ ۶۰
(ب) مغازی رسول اللہ: عروہ ابن زبیرؓ صفحہ ۲۱۵
(ج) جوامع السیرہ: ابن حزم اندلسی صفحہ ۲۴۸
۴۷ بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۴۳ حدیث نمبر ۲۹۰
۴۸ (ا) زاد المعاد: ابن قیم جلد دوم صفحہ ۲۹۲
(ب) سیرت النبی کامل: ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۴۸۶
۴۹ مغازی الرسول: واقدی صفحہ ۳۳۱
۵۰ مغازی رسول اللہ: عروہ ابن زبیرؓ صفحہ ۲۱۵
۵۱ الوفا: ابن جوزی صفحہ ۷۳۲
۵۲ رحمۃ للعالمین: سلمان منصور پوری جلد اول صفحہ ۱۱۶
۵۳ صحیح بخاری: جلد دوم صفحہ ۶۲۹ حدیث نمبر ۱۳۱۹
۵۴ رزم حق و باطل: شاہ بلیغ الدین صفحہ ۲۰۹
۵۵ صحیح بخاری: جلد دوم صفحہ ۶۲۹ حدیث نمبر ۱۳۱۹
۵۶ محسن اعدا: رفیق دلاوری صفحہ ۲۲۵
۵۷ مغازی الرسول: واقدی صفحہ ۳۳۲
۵۸ اصح السیر: عبدالرؤف داناپوری صفحہ ۳۰۰
۵۹ صحیح مسلم جلد پنجم صفحہ ۵۶ اور ۵۹
۶۰ سیرت النبی کامل: ابن ہشام صفحہ ۴۸۴
۶۱ فتوح البلدان: البلاذری صفحہ ۶۹
۶۲ (ا) صحیح مسلم جلد پنجم صفحہ ۵۹
(ب) فتوح البلدان: البلاذری صفحہ ۷۱
۶۳ (ا) مدارج النبوۃ، شیخ عبدالحق، صفحہ ۴۱۸

(ب) البدایہ والنہایہ' ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۷ے

۶۴ (ا) مواہب لدنیہ: قسطلانی صفحہ ۳۲۷

(ب) جوامع السیرہ: ابن حزم صفحہ ۲۵۱

۶۵ سیرت رسول کریمؐ: ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۳۰۴

۶۶ (ا) اخبار النبیؐ: طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۲۹

(ب) صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۳۱ حدیث نمبر ۱۳۲۵

(ج) صحیح مسلم جلد پنجم صفحہ ۵۸

۶۷ صحیح بخاری: جلد ۲ صفحہ ۱۲۳ حدیث نمبر ۲۴۰

۶۸ (ا) زاد المعاد: ابن قیم جلد دوم صفحہ ۲۹۰

(ب) مدارج النبوت: شیخ عبد الحق صفحہ ۴۲۲

(ج) رسالت مابؐ ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۴۲

(د) البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۹ے

۶۹ سیرت النبی کاملؐ: ابن ہشام جلد دوئم صفحہ ۳۸۱

۷۰ سیرت النبی کاملؐ: ابن ہشام جلد دوئم صفحہ ۳۸۸

۷۱ اخبار النبیؐ: طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۳۰

۷۲ (ا) البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۲۳ے

(ب) اصح السیر: عبد الرؤف داناپوری صفحہ ۳۰۶

۷۳ (ا) البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۲۳ے

(ب) تاریخ الاسلام والمسلمین: مسعود احمد صفحہ ۴۸۰

۷۴ زاد المعاد: ابن قیم حصہ دوم صفحہ ۲۹۴

۷۵ اصح السیر: عبد الرؤف داناپوری صفحہ ۳۱۲

۷۶ (ا) اصح السیر: عبد الرؤف داناپوری صفحہ ۳۱۳

(ب) البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۳۸ے

۷۷ (ا) البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۲۹ے

(ب) طبری حصہ اول صفحہ ۳۰۸

۷۸ صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۳۷ حدیث نمبر ۱۳۴۰

۷۹ (ا) صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۳۵ حدیث نمبر ۱۳۳۶

(ب) البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۷۳۳

۸۰ (ا) مغازی رسول اللہ: عروہ ابن زبیرؓ صفحہ ۲۱۸

(ب) سیرت المصطفیٰؐ محمد ادریس کاندھلوی جلد دوم صفحہ ۲۰۶

غزوہ حُنَین

محلِ وقوع

غزوہٴ حُنَین اور غزوہٴ ہوازن ایک ہی غزوہ کے نام ہیں۔ مکہ اور وادی حُنَین کے درمیان تین راتوں کی مسافت ہے (۱)۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حُنَین ذوالمجاز کے قریب ایک صحرا ہے۔ کسی نے ایک چشمہ کو اس نام سے موسوم کیا ہے۔(۲) اس کے محل وقوع کا تعین عموماً "مکہ اور طائف کے درمیان کیا گیا ہے۔ عکاظ، مجنہ کی طرح ذوالمجاز کا مشہور بازار عرفہ سے تین میل کے فاصلے پر اسی وادی کے دامن میں لگتا تھا۔ طَبری نے لکھا ہے کہ حُنَین کے پہلو میں ایک وادی تھی۔(۳)

ڈاکٹر حمید اللہ نے اس کے صحیح محل وقوع کا پتہ چلانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ اس لئے کہ ہم حُنَین کو مکہ اور طائف کے

درمیان ڈھونڈتے رہے اسی مناسبت سے وادیٔ اوطاس بھی اسی جانب تلاش کی جاتی رہی جو درست نہیں ہے۔ قدیم جغرافیہ نگار بھی اس بارے میں خاموش ہیں یوں لگتا ہے جیسے غزوۂ حُنَین کے بعد اس پر گمنامی کا پردہ پڑ گیا۔ خیال ہے کہ یہ لڑائی جبل اوطاس کی پرپیچ وادیوں میں ہوئی۔ جبل اوطاس طائف کے شمال مشرق میں کوئی تیس چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جس کی تصدیق ترکوں کی حکمرانی کے دور میں سلطان عبدالمجید ثانی کے حکم سے حجاز کی خاطر ریلوے لائن تیار کئے جانے والے نقشوں سے ہوتی ہے۔ ان میں طائف کے شمال مشرق میں تیس چالیس میل پر ایک مقام "اوتاس" بتایا گیا ہے۔ غالباً" ترکی انجنیروں نے عربی املا "اوطاس" کو اس طرح لکھ دیا۔ (۴)

قرآن مجید اور یومِ حُنَین

قرآن مجید میں "یومِ حُنَین" کا ذکر بصراحت موجود ہے سورۂ توبہ کی ۲۵ ویں اور ۲۶ آیات میں فرمایا گیا۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ
مَوَاطِنَ كَثِیْرَةٍ وَّیَوْمَ حُنَیْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ
فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَیْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَیْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا
رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ
عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا
وَعَذَّبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ ۝

ترجمہ "اللہ نے بہت سے موقعوں پر تم کو مدد دی ہے اور حُنَین

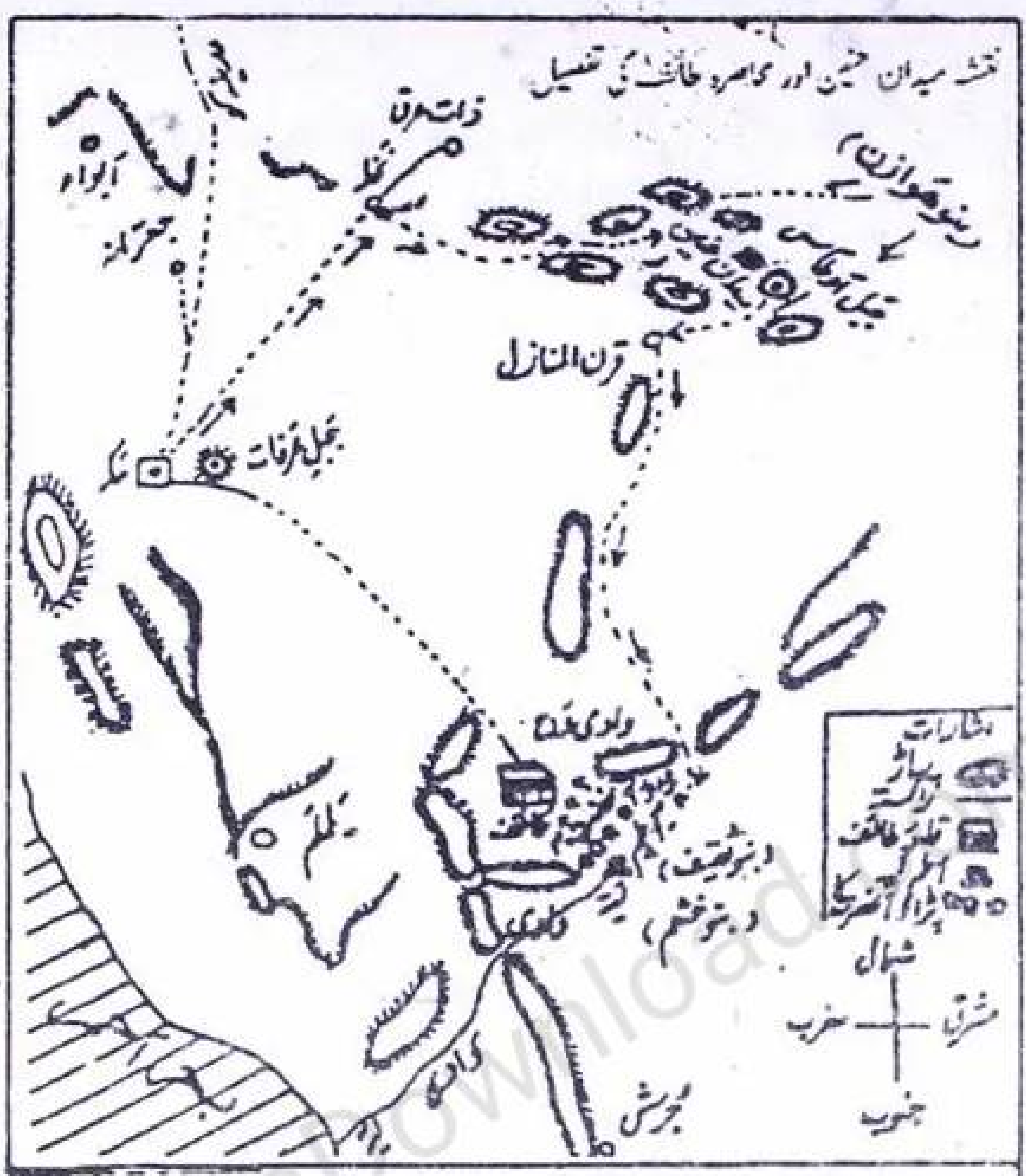
نقشہ میدان حنین اور محاصرہ طائف کی تفصیل
ذات عرق
ابواء
(بنو ہوازن)
جبل عرفات
مکہ
قرن المنازل
(بنو ثقیف)
(بنو خشم)
جرش
اشارات
شمال
مشرق
مغرب
جنوب

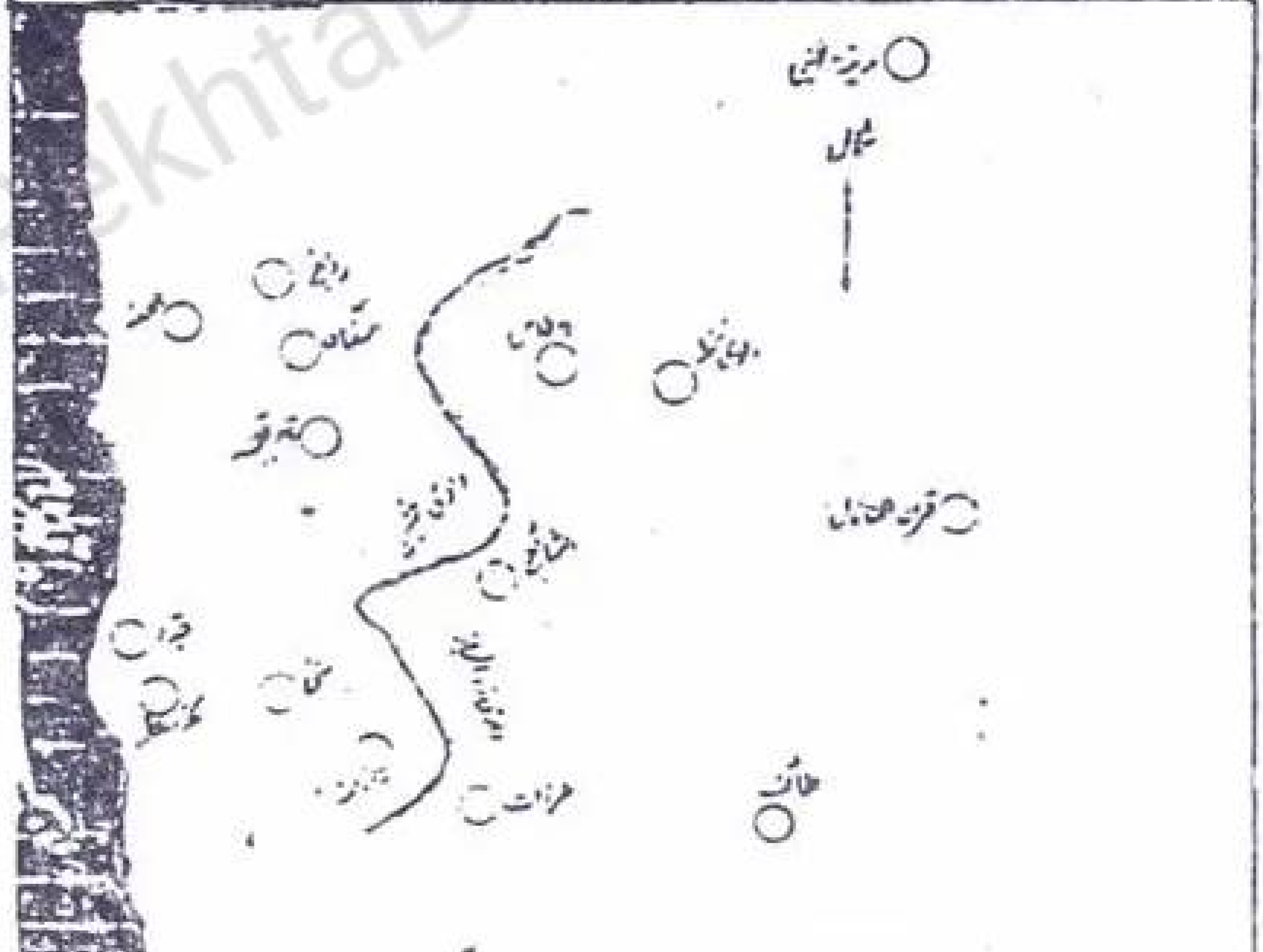
مدینۃ النبی
شمال
قرن المنازل
عرفات
طائف
جدہ
مکہ
حنین اور اوطاس

کے دن جب کہ تم کو اپنی کثرت پر غرہ تھا تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود فراخی کے تم پر تنگ ہو گئی۔ پھر تم پیٹھ پھیر کر پھر گئے۔ پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور مومنوں پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور (تمہاری مدد کو فرشتوں کے) لشکر جو تمہیں نظر نہیں آتے (آسمان سے) اتارے"

اور عذاب دیا کافروں کو اور یہی سزا ہے ان کافروں کی۔

جناب عبدالباری نے "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی اسکیم" میں لکھا ہے کہ (۵) مندرجہ بالا پہلی آیت پڑھ کر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ "حُنَین" کسی مقام کا نام نہیں ہے ورنہ "مواطن" کے بعد "وموطن حُنَین" آتا۔ لیکن "مواطن" (میدان جنگ) کے بجائے "یوم" کا لفظ آیا ہے اور یوم سے "ایام العرب" جو جنگ ہائے عرب کے لئے معروف ہیں۔ اس لئے صرف اتنی بات قرآن سے صاف ہو جاتی ہے کہ "حُنَین کی جنگ" یا "حُنَین کا دن"۔

اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ حُنَین کسی جگہ کا نام نہیں۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ قرآن پاک میں "یوم حُنَین" کا ذکر موجود ہے۔ پھر اس کی اصل کیا ہے؟ تمام محدثین اور مورخین کا اتفاق ہے کہ یہ لڑائی قبیلہ ہوازن اور اس کے حلیفوں کے ساتھ ہوئی۔

قبیلۂ ہوازن

ہوازن وہ قبیلہ ہے جس کی شاخ بنو سعد بن بکر ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن گزرا۔ یہ لوگ مکہ کی مشرقی پہاڑیوں کے

ڈھلوان پر آباد تھے جو مکے سے تین دن کی مسافت پر تھا۔ عُکّاظ کا مشہور بازار ہوازن کی بستی سے زیادہ دور نہ تھا سیرت کی کتابوں میں ننھے حضورؐ کے اپنی رضائی ماں حضرت حلیمہؓ کے ساتھ عُکّاظ کے میلے میں جانے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ وہ بستی جہاں حضرت حلیمہؓ کا قیام تھا آج بھی آباد ہے۔ اس خاص بستی کا نام شحطہ ہے جو نیسات کے علاقے میں واقع ہے۔ طائف سے کوئی پچاس کلومیٹر پر شقصان کی بستی ہے اس سے سترہ کلومیٹر دائیں جانب سفر کریں تو نیسات پہنچتے ہیں۔ یہاں سے سیدھا راستہ یمن کو جاتا ہے۔

بنو سعد بن بکر

نیسات سے آدھے میل پر شحطہ واقع ہے۔ خشک پہاڑوں اور ویرانوں کے درمیان یہ سرسبز و شاداب نگری ہے۔ بنی سعد بن بکر کی بستیاں دور دور تک آباد ہیں۔ یہ سارا علاقہ آج بھی بنی سعد کہلاتا ہے۔ آج کل ان کے صدر مقام کو الصحن کہتے ہیں۔ حضرت حلیمہؓ کا گھر آج بھی وہاں موجود ہے۔ تعظیم سے اس کو مسجد بنا دیا گیا ہے۔ بناوٹ تکونی ہے۔ سادہ مسجد پر چھت نہیں ہے یہاں کے لوگ بدّو ہونے کے باوجود خیموں میں نہیں بلکہ گھروں میں رہتے ہیں۔ ان کی زبان اب بھی خالص اور عربی مقولہ ''آدمی کا حسن اس کی فصاحت ہے'' کے مصداق ہے۔

کہتے ہیں کہ اس علاقہ میں ایک بلندی ایسی بھی ہے جہاں سے مکے کی وادی نظر آتی ہے اور خانۂ کعبہ نقطہ کی صورت آنکھوں کو روشن کرتا

ہے۔ نخلہ سے پہاڑوں کے اندر ہی اندر مکہ جانے کا قریبی راستہ بھی ہے جو صرف پچاس ساٹھ میل ہے مگر بے حد دشوار گزار ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ بنو سعد کی دودھ پلانے والی عورتیں غالباً اسی راستے مکہ آتی جاتی تھیں۔(٦)

لفظ "حُنَین" کی تحقیق

قبیلۂ ہوازن، دلیری، سرکشی اور بہادری کے اعتبار سے نامور تھا اس کی تیر اندازی اور تیرا فگنی کا دور دور تک شہرہ تھا۔ یہی تیروں کی بارش تھی کہ پہلے مرحلے میں مجاہدین کا رخ موڑ گئی۔ "رسول کریم کی جنگی اسکیم" کے فاضل مصنف نے قبیلۂ ہوازن کے اس کمال قدر اندازی سے "یوم حُنَین" کی وجہ تسمیہ معلوم کرنے کی مستحسن کوشش کی ہے۔ جس کا لب لباب درج ذیل ہے۔

مستند عربی لغات میں "الحنانہ" (حنّ۔ ن ن) تیر اندازی کے وقت کمان کی تانت کھینچنے سے نکلنے والی آواز اور ہوا سے گزرتے ہوئے تیر سے پیدا ہونے والی آواز کو کہتے ہیں۔ آواز دینے والا تیر بھی الحنّان کہلاتا ہے۔

"عربی اردو بول چال" کے مرتب نے لکھا ہے کہ

"جس اسم سے چھوٹائی کا مفہوم ظاہر ہوتا ہو اس کو اسم تصغیر یا مصغر کہتے ہیں۔ ثلاثی مجرد سے اسم تصغیر "فعیل" کے وزن پر آتا ہے۔ اسم تصغیر سے جس طرح چھوٹائی کا مفہوم ظاہر ہوتا ہے اس طرح اس سے محبت یا

حقارت کے جذبات بھی ظاہر کئے جاتے ہیں۔"

مندرجہ بالا گرامر کے قاعدہ سے "ح ن ن" = حنّ سے اسم تصغیر "حُنَیَن" بنا جس کے مفہوم میں محبت اور حقارت دونوں آسکتے ہیں۔

(۷) یہ بات تاریخوں سے ثابت ہے کہ غزوۂ حُنَین میں قبیلۂ ہوازن کے تیروں نے مسلمانوں کو ہراساں کردیا۔ ہر طرف سے تیروں کی بارش ہوئی۔ صبح کے سناٹے میں تیروکماں کی پیہم آوازیں اور پھر وادی میں اس کی صدائے بازگشت کی گونج کا تصور ہی سہا دینے کو کافی ہے۔ ماہر دشمن کا ہر تیر پیکان اجل سے کم نہ تھا۔ یہ تکلیف وہ احساس حقارت کے مفہوم کو لئے ہوئے ہے جو اس اسم تصغیر "حُنَین" سے ظاہر ہے۔ اس دن تیروکماں کی آواز ہی فضاء پر مسلط تھی۔ یہی اس یوم کی صفت تھی اس لئے مضاف "یوم" کے لئے مضاف الیہ "حُنَین" بالکل موزوں ہے۔ یوں قرآنِ مجید کے الفاظ "یومِ حُنَین" کا مفہوم واضح ہوجاتا ہے۔

لڑائی کی وجوہات

بیت اللہ کی وجہ سے مکہ عرب کا مرکز تھا۔ قریش کعبہ کے متولی ہونے سے صاحب شرف تھے۔ سارا ملک ان کی سیادت کا قائل اور برتری کا معترف تھا۔ جب ایسی قوم اور ایسا مرکز مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوگیا تو ذہنی اور نفسیاتی طور پر تمام قبائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع ہوگئے۔ ان پر یہ حقیقت منکشف ہوگئی کہ یہی حق ہے۔ جب قریش ہی کا

م خم نکل گیا تو کوئی طاقت اب ان سے ٹکر نہیں لے سکتی تھی۔ دیکھتے دیکھتے تمام اہل مکہ "بجز چند" توحید کے رشتے میں بندھ گئے۔ صنم خانے مسمار اور بتوں کی خدائی ختم ہو گئی۔ مکہ کے قرب وجوار میں دو طاقت ور قبیلے ایسے تھے جنہیں مسلمانوں کی یہ سیادت پسند نہ آئی۔ حسد کے جذبات نے انگڑائی لی۔ یہ بنو ہوازن اور بنو ثقیف تھے۔ زرقانی کا بیان ہے (۸) کہ بنو ہوازن نے مختلف قبائل میں ایک سال تک دورہ کر کے انہیں مسلمانوں کے مقابلے کے لئے تیار کیا۔ یہ خود تعداد میں بھی زیادہ تھے۔ مال و دولت کی کمی نہ تھی۔ شجاعت اور بہادری میں بھی شہرت رکھتے تھے۔ انہیں قریش سے ہمسری کا دعویٰ تھا۔ مسلمانوں سے لڑائی کی ایک عرصہ سے تیاریاں کر رہے تھے۔ چنانچہ جب فتح مکہ کے موقع پر اسلامی لشکر مراء الظہران میں ٹھہرا تھا تو ابو سفیان نے اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ شاید ان کا رخ بنی ہوازن کی طرف ہو۔ مکہ پر جب مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تو ہوازن اور ثقیف لڑائی کے لئے تیار ہوئے۔ اس فوری آمادگی سے دو فائدے ممکن تھے۔ ایک اپنی آزادی کے لئے خطرے کا تدارک دوسرا مسلمانوں کو شکست دے کر قریش کی میراث اور سیادت کا حصول۔(۹) خصوصیت سے اہل مکہ کی جائیدادوں، طائف میں باغات پر قبضہ۔

تیس سالہ سردار مالک بن عوف نصری نے جو بنی نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن سے تھا، قبیلہ ہوازن کے لوگوں کو اس مقصد کے لئے جمع کرنا

شروع کر دیا۔(۱۰) قبیلہ نصر اور جشم کے ایک ایک آدمی نے لبیک کہا۔ سعد بن بکر (حضرت حلیمہؓ کا قبیلہ) اور بنو ہلال کے چند لوگ بھی ان میں شامل ہو گئے۔ بنو ہوازن کی دو اہم شاخوں میں بنو کلاب اور بنو کعب کا کوئی آدمی شامل نہ ہوا۔ ایسا لگتا ہے کہ ان شاخوں کے صاحب فہم اور دُور اندیش سرداروں نے ہوا کا رخ پہچان لیا تھا حالانکہ جنگجوئی میں وہ سب سے آگے تھے۔ مالک بن عوف کی دعوت پر بنی ثقیف بھی جمع ہو گئے۔ ان کے دو سرداروں قارب بن اسود بن مسعود اور سبیع بن الحارث اپنے بھائی احمر کے ساتھ موجود تھے۔ دوسری روایت میں کنانہ بن عبدیالیل کا نام ہے۔(۱۱)

متاعِ جسم وجاں

اوطاس کی وادی میں یہ لشکر جمع ہوا۔ ان میں جنگ جوؤں کی تعداد چار ہزار بتائی جاتی ہے۔ جواں سال اور جوشیلے سردار مالک بن عوف کے حکم سے لڑنے والوں کا تمام کنبہ' مال ومنال اور مواشی بھی ساتھ تھے۔ سردار کا خیال تھا کہ ان کی موجودگی میں جنگجو تندہی سے لڑیں گے۔ ان کی حفاظت کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگا دیں گے۔ ان ہی میں بنو جشم کا عمر رسیدہ سردار دُرید بن صمہ بھی تھا۔ جو اپنے زمانے کا مانا ہوا مشہور' تلوار کا دھنی' شجاعت کا پتلا اور فہم وفراست کا پیکر تھا۔ اب اس کی عمر ۱۲۰ سال کی تھی۔ ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا لیکن ہوش وحواس صحیح سلامت تھے۔ تجربہ کار

اور گرم سرد زمانہ دیکھے ہوئے تھا۔ ایک ہودج میں لٹا کر رہنمائی کے لئے اسے بھی لایا گیا۔

تجربہ بول اٹھا

ایک وادی میں تمام قبائل، ان کے بیوی بچے جانور اکٹھے ہوئے ڈھور ڈنگروں کے شور سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ ہودج میں پڑے ہوئے دُرید ابن صمّہ نے پوچھا:۔ ہم کہاں پر ہیں؟ بتایا گیا۔ اوطاس کی وادی میں۔ کہا:۔ لڑائی کے لئے موزوں جگہ ہے۔ یہ وادی، یہ میدان سب اس کے پیروں تلے روندے ہوئے تھے۔ بولا یہاں کی زمین نہ ریتیلی ہے اور نہ پتھریلی۔ گھوڑوں کے لئے بہترین جولاں گاہ ہے۔

پوچھا یہ شور شرابہ، بچوں کا رونا، لڑکوں کا پکارنا، بکریوں کی ممیاہٹ، اونٹوں کی بلبلاہٹ، گدھوں کا رینکنا، کیسا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ بال بچے، مال اسباب، ڈھور ڈنگر سب ساتھ ہیں۔ پوچھا وہ کیوں؟ کہا..... سردار کا حکم ہے بولا:۔ ذرا مالک بن عوف کو بلاؤ مالک آیا تو درید نے پوچھا:۔ یہ سب کیا تماشا ہے؟ جواب دیا:۔ میں نے لوگوں کو اولاد اور اموال کے ساتھ لڑائی پر نکالا ہے تاکہ دل جمی سے سینہ سپر ہو کر لڑیں۔ ان کی خاطر جان جوکھوں میں ڈال دیں۔ بڈھے نے کہا تمہاری سوچ درست نہیں۔ تم چرواہے ہو میدان کارزار کے تقاضے کچھ اور ہوتے ہیں۔

میدان جنگ میں صرف نیزہ و تلوار اور زور بازو پر بھروسہ کیا جاسکتا

ہے۔ فتح ہو گی تو ان ہی کے بل پر اور اگر پاؤں اکھڑ گئے تو پھر جان بچانے کی خاطر نہ اہل یاد رہیں گے نہ مال۔ پانسہ پلٹ گیا تو یہی عورتیں غیرت کے بیدار کرنے کی بجائے سامان ذلت بن جائیں گی اور تم مال سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گے مزید پوچھا:۔ قبیلۂ کعب اور کلاب سے کون کون لڑائی میں حصہ لے رہا ہے؟ بتایا گیا ان میں سے کوئی بھی آج حاضر نہیں۔ کہا:۔ افسوس۔ آج کا دن عزت و ناموری کا ہوتا تو ان قبائل کے جنگجو پیچھے نہ رہتے۔ مقصد تک پہنچنے کی راہ، اقبال مندی کا راستہ دونوں مسدود ہوئے۔ کاش تم نے بھی وہی کیا ہوتا جو انہوں نے کیا۔ دریافت کیا:۔ سرداروں میں کون کون آیا ہے؟ بتایا گیا عمرو بن عامر اور عوف بن عامر۔ جواب:۔ یہ قبیلہ عامر کے دو کم سن بچوں کی طرح نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ دونوں کسی مصرف کے نہیں۔

میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے

جنگ آزمودہ شیخ نے بطور نصیحت مالک سے کہا۔ تمام قبیلۂ ہوازن کو لڑائی میں لے آئے تم نے یہ کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ اب بھی وقت ہے کہ اپنے اہل و عیال اور مال و منال کو کسی محفوظ مقام پر بھیج دو جیت ہوئی تو ان سے جا ملنا۔ اور اگر شکست کا منہ دیکھنا پڑ گیا تو کم سے کم یہ سب بچ جائیں گے۔

مالک نے اس رائے سے اتفاق نہیں کیا۔ لوگوں سے کہا کہ بڈھا

سٹھیا گیا ہے۔ اے گروہ ہوازن اگر تم نے میری بات ماننے سے انکار کیا تو میں اپنی تلوار جسم کے آرپار کرلوں گا۔ یہ سن کر دُرید نے کہا یہ وہ لڑائی ہے کہ جس میں نہ میں شریک ہو سکا اور نہ ہی اس سے بچ سکا۔ (۱۲)

مالک بن عوف نے جنگجوؤں کو ہدایت کی کہ اپنی نیاموں کو توڑ دو اور دشمن پر حملہ کے لئے تیار رہو۔ جاسوسوں کو روانہ کیا کہ مسلمانوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ اپنے کام سے جب یہ لوگ واپس لوٹے تو بدحواس تھے۔ پوچھا یہ تمہاری کیا حالت ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے ابلق گھوڑوں پر سوار نورانی پیکر دیکھے ہیں۔ ان کی دہشت نے ہمیں حواس باختہ کردیا ہے۔ (۱۳)

مجاہدینِ اسلام

مکہ میں بنی ہوازن کی تیاریوں کی اطلاعات برابر پہنچ رہی تھیں۔ رسول اللہؐ نے طے فرمایا کہ دشمن کو مکہ کی جانب سے بڑھنے کا موقع نہ دیا جائے۔ کیونکہ اگر یہ قبائل آئے تو قریش کے شورش پسند عناصر کو ایک بار پھر سر اٹھانے کا موقع مل سکتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اندیشہ صحیح ثابت ہوا جب کہ لڑائی کے پہلے مرحلے پر ہوازن اور بنو ثقیف کامیاب ہوئے تو مسلمانوں کے ساتھ آنے والے ایسے عناصر نہ صرف خوش تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے درپے ہوگئے۔

فاتحِ مکہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت حال اور دشمن کی تیاریوں

کی تفصیلات کے لئے حضرت عبداللہ بن حدرد اسلمیؓ کو روانہ فرمایا۔ وہ دشمن کے کیمپ میں گھس گئے۔ ان کی ایک ایک بات سنی اور ان کے منصوبوں کا پتہ چلایا۔ واپس آکر تمام تفصیلات بیان کر دیں۔(۱۴)

اسلحہ کی فراہمی

مسلمان جب مدینہ سے چلے تھے تو ان کی تعداد دس ہزار تھی۔ سازوسامان سے آراستہ اور کیل کانٹے سے لیس تھے۔ مکہ فتح ہوا تو دو ہزار افراد ایمان لائے۔ ہوازن اور ثقیف کی جانب پیش قدمی کا ارادہ ظاہر فرمایا تو یہ بھی لشکر میں شامل ہو گئے۔ ان میں جو مسلح نہ تھے ان کے لئے ہتھیار ضروری تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ صفوان ابن اُمیہ "کثیر السلاح" مشہور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس اُسلحہ کے لئے پیغام بھجوایا۔ وہ ابھی مشرک تھا اسلام قبول کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چار ماہ کی مہلت عطا فرمائی تھی۔ وہ سمجھا کہ اس طرح اسلحہ غصب ہو جائے گا اس نے واپسی کی ضمانت طلب کی۔ ارشاد ہوا کہ مال تمہارا ہے' چاہے دو یا نہ دو' ہمیں عاریتہ" چاہیے واپسی کا میں ضامن ہوں۔ یہ جواب پاکر وہ مطمئن ہو گیا اور اسی دن سو زرہیں اور متعلقہ اسلحہ فراہم کر دیا۔(۱۵) بعض نے چار سو زرہین مستعار لینے کا بھی ذکر کیا ہے۔ خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سواریوں کے فراہم کرنے کے لئے بھی فرمایا جس کا اس نے انتظام کیا۔(۱۶) یہ بھی

کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مکی افراد سے رسد اور سامان جنگ کے لئے قرضے بھی لئے۔ ان میں

صفوان بن اُمیّہ سے ۵۰،۰۰۰ درہم

عبداللہ بن ابی ربیعہ (ابوجہل کا سوتیلا بھائی) سے ۴۰،۰۰۰ درہم

اور حویطب بن عبدالعزیٰ سے ۴۰،۰۰۰ درہم شامل ہیں۔ (۱۷)

یوم حُنَین میں صفوان کا کچھ اسلحہ ضائع ہو گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا معاوضہ دینا چاہا تو عرض کیا۔ اب میں مسلمان ہو چکا ہوں اسلام کے لئے اپنی جان بھی قربان کر سکتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جواب سے بے حد خوش ہوئے اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ (۱۸)

اسلامی لشکر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتّابؓ بن اسید کو مکہ میں گورنر مقرر فرمایا۔ فتح مکہ کے ۱۹ دن بعد ۶ شوال ۸ھ ہفتہ کے روز دس ہزار کا لشکر صف بہ صف نکلا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوا (چھوٹے جھنڈے) اور رایت (بڑے جھنڈے) مجاہدین میں تقسیم فرمائے۔ مہاجرین کا لوا حضرت علیؓ کو عطا ہوا۔ حضرت سعدؓ ابن ابی وقاصؓ اور حضرت عمرؓ کو رایت اٹھانے کا حکم ہوا۔ اوس کا لوا اُسیدؓ بن حضیر، خزرج کا حضرت سعدؓ بن عبادہ اور دوسرا حضرت حبابؓ بن منذر کو عطا ہوا۔ اسی

طرح دیگر قبائل عرب کے نامزد افراد لوا اور رایت اٹھائے ہوئے تھے۔(۱۹)

مقدمہ لشکر پر حضرت خالدؓ بن ولید کو مقرر فرمایا۔ بنی سلیم کے علاوہ ان کے ساتھ قریش کے نو مسلم اور بہت سے غیر مسلح افراد بھی تھے۔(۲۰) مسلمانوں کے اس لشکر میں اسّی ۸۰ مشرک بھی شریک تھے۔ (۲۱) جانے والے پیدل بھی تھے اور سوار بھی۔ بعض محض تماش بین تھے۔(۲۲) بعض نوجوان جوش میں اسلحہ سے بھی بے پرواتھے۔ کچھ محض غنیمت کے لالچ میں آئے تھے۔

مسعودی نے سواروں کی تعداد دو سو یا اس سے زیادہ لکھی ہے۔(۲۳)

عُجب و غرور ـــــــــ وقت جب آئینہ دکھاتا ہے

لشکر کی سج دھج اور کثرت پر بعض مجاہدوں کی زبان پر بے اختیار یہ جملہ آیا کہ آج ہم پر کون غالب آسکتا ہے۔؟ یہ نازش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس پر مسلمانوں کو سرزنش فرمائی۔ پہلے مرحلے میں وہ شکست کی سی کیفیت سے دوچار ہوئے۔ اسلام میں فتح اور غلبہ کا انحصار کثرت و قلت، سازوسامان، اسلحہ اور ہتھیار پر نہیں بلکہ اللہ کی ذات پر بھروسہ اور اس کی نصرت پر ہے۔

ابن سعد کی روایت ہے(۲۴) کہ یہ الفاظ "آج ہم قلت کی وجہ

سے مغلوب نہ ہوں گے۔" حضرت ابو بکرؓ کی زبان سے نکلے۔ روایت ہے کہ آپ نے یہ فخریہ کلمہ حضرت سلمہؓ بن سلامہ سے فرمایا۔ یہ بھی روایت ہے کہ اس بات کو حضرت سلمہؓ نے کہا تھا۔ بعض سیرت نگاروں نے ابوداؤد اور ترمذی کی حسب ذیل حدیث کو اس واقعہ سے متعلق کرنے کی کوشش کی ہے جو درست نہیں۔

"بہترین صحابہ چار ہیں اور بہترین سَرایا چار سو کا ہے اور بہترین لشکر چار ہزار کا ہے اور بارہ ہزار قلت کی وجہ سے مغلوب نہ ہو سکیں گے۔"

اتفاق سے لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی اس لئے اسے اس غزوہ پر منطبق کر دیا گیا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے (۲۵) کہ "جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفیقوں کی کثرت دیکھی تو فرمایا کہ آج وہ لشکر غالب نہیں آسکتا۔ جس کی تعداد کم ہے" اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حنین کے دن جب کثرت پر ناز تھا تو تمہیں کسی چیز سے فائدہ نہیں پہنچا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ بات قبیلہ بکر کے کسی شخص نے کہی۔

پیش قدمی کا راستہ

مکہ کو میدان کارزار بنانا حرم کے تقدس کے منافی تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پیش قدمی فرمائی اور مکہ کے نشیبی علاقہ کدا کی طرف سے نکلے۔

ڈاکٹر حمید اللہ کے خیال میں یہ نقل و حرکت حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کی جنگی حکمتِ عملی "توریہ" (دکھاوا) کے عین مطابق تھی کہ دشمن کو عالم تذبذب میں مبتلا رکھا جائے دوسری سمت میں پیش قدمی کر کے غیر معروف راستوں پر چل کر اچانک یلغار کر دی جائے۔ اس پس منظر میں خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے شمال میں روانہ ہوئے اور نصف دائرہ بناتے ہوئے جعرانہ سے دشمن کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ حنین کی لڑائی اور نخلہ الیمانیہ کے درمیان کہیں پیش آئی۔ مکہ سے یہ فاصلہ تیس چالیس میل ہو گا۔ حنین کو مکہ اور طائف کے راستے میں نہیں بلکہ مکہ سے شمال مشرق اور طائف سے شمال مغرب کی جانب تلاش کرنا چاہیے۔

دلِ صنم آشنا

لشکر بنی ہوازن کی طرف چلا تو راستے میں ایک بہت بڑا سرسبز درخت نظر آیا۔ اسے دیکھ کر "ذات انواط" کی یاد تازہ ہو گئی۔ کُفّار ہر سال اس کے پاس جمع ہوتے اس سے ہتھیار لٹکاتے اس کے زیرِ سایہ جانوروں کو ذبح کرتے' برکت کی نیت سے ایک دن قیام کرتے۔ اس موقع پر (نومسلموں یا معاہد کُفّار نے) عرض کیا کہ ہمارے لئے بھی ایک ذات انواط مقرر فرما دیجئے۔ فرمایا۔ یہ بات تو ویسی ہی ہے جیسے قوم موسیٰ نے کہی تھی۔ "ہمارے لئے بھی ایک معبود بنا دیجئے جس طرح ان کے معبود ہیں"۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے

Rekhta Download.com

مجھے اندیشہ ہے کہ تم لوگ ان کا راستہ اختیار کرو گے جو تم سے پیشتر گزر چکے ہیں۔ خبردار ایسے خیالات کو اپنے دل میں جگہ نہ دینا" (۲۶)

البدایہ والنہایہ میں ابن کثیر نے لکھا ہے (۲۷) کہ مشرکین مکہ نے ایک عظیم سبز درخت تیار کیا تھا جس کی شاخوں سے اسلحہ لٹکاتے تھے۔ اس درخت کے نیچے پہیے لگے تھے۔ جنگ کے موقع پر اسے لشکر کے ساتھ رکھتے۔ مکہ والوں میں سے کچھ نے چاہا کہ یہ درخت ساتھ رکھا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے زمانہ جاہلیت کی روایت اور ظاہری نمائش قرار دے کر رد فرمادیا۔

چوکس اور ہشیار

اس سفر میں ایک روز اسلامی لشکر نماز ظہر کے لئے صف بستہ کھڑا تھا۔ ایک گھڑسوار حضرت سہلؓ بن حنظلہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوازن کے لشکر کی تلاش میں دور تک گیا۔ میں نے دیکھا کہ ان کا رخ حُنین کی جانب ہے۔ اسلحہ کے علاوہ خوراک کے بہت سے ذخائر بھی ان کے ساتھ ہیں۔ یہ سن کر تبسم کے ساتھ فرمایا۔

"انشاء اللہ وہ سارا سامان کل تک ہمارے لشکر کا مال غنیمت بن جائے گا۔"

ارشاد ہوا آج رات طلایہ گردی پر کون ہو گا؟ حضرت انسؓ بن ابی مرثد نے عرض کیا... آج یہ فرض میرے ذمہ ہے۔ حکم ہوا اس فرض کے

لئے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔ فرمایا:۔ سامنے والے پہاڑ کی گھاٹی پر بطور خاص رات بھر نظر رکھنا۔ ادھر سے کوئی ادھر نہ آنے پائے۔ وہ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے صبح کو فجر کی نماز ادا فرمانے کے بعد حاضرین سے پوچھا ہمارے سواروں کو مستعد رہنے کا حکم دے دیا گیا یا نہیں۔ عرض کیا گیا کہ حکم پہنچا دیا گیا ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مُصلے پر ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے لیکن اس گھاٹی کی جانب بھی متوجہ رہے۔ کچھ دیر بعد ایک سوار آتا دکھائی دیا۔ یہ حضرت انسؓ بن ابی مرشد تھے۔ ان سے پوچھا:۔ رات کے کسی حصے میں تم اس گھاٹی سے ہٹے تو نہیں؟ عرض کیا:۔ سوائے رفعِ حاجت اور نماز کے میں وہاں سے ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں ہٹا۔ ایک عجیب بات ضرور محسوس کی وہ یہ کہ پہاڑی گھاٹی پہلے ایک تھی کچھ دیر بعد دو نظر آنے لگیں صبح ہوئی تو دونوں میری نظروں سے غائب ہو گئیں۔

ارشاد ہوا:۔ تم نے تو اپنا فرض ادا کر دیا۔

حضرت عبدالرحمٰن فہریؓ کا بیان ہے (۲۸) کہ میں اس سفر میں حضور کے ہمرکاب تھا۔ دن سخت گرمی کا تھا۔ آفتاب کی تمازت بڑھ گئی تو دوپہر کو ہم درختوں کے سایہ میں ٹھیر گئے۔ جب سورج ڈھل گیا تو میں ہتھیار لگا کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ پر حاضر ہوا۔ سلام کے بعد عرض کیا کہ ہوا ٹھنڈی ہو گئی ہے۔ فرمایا ہاں ٹھیک ہے اور حضرت بلالؓ کو آواز دی۔ وہ ایک درخت کے سائے تلے

ستا رہے تھے۔ آواز پر پرندہ کی طرح اڑ کر خدمت اقدس میں پہنچے۔ فرمایا۔ سواری تیار کرو۔ انہوں نے سواری پر زین کسی جس کے دونوں طرف کھجور کی رسی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے تو ہم نے صف بندی کرلی اور آگے چل پڑے۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ دشمن کو اسلامی لشکر کی گزرگاہ کا علم تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن جابرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم وادیٔ حُنَین میں حطوط کے درمیان ایک وادی میں اترنے کے خیال سے آئے تو دیکھا کہ دشمن ہم سے بہت پہلے وادی پر قابض ہو چکا ہے۔(۲۹)

جنگی چال

ابن کثیر(۳۰) کے پاس یہ اضافہ بھی ہے کہ مالک بن عوف جب اپنا لشکر لے کر حنین کی جانب جارہا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعاقب کا حکم فرمایا۔ ہم اس کی طرف بڑھے تو وہ دائیں بائیں پہاڑوں پر چڑھ کر غائب ہو گیا۔ صبح تک ساری وادی میں اس کا کہیں نشان تک نظر نہ آیا۔ یہ اس کی ایک جنگی چال تھی۔ مسلمان مطمئن ہو کر وادی میں آگئے۔

دیتے ہیں دھوکا یہ بازیگر کُھلا

منگل کو شام کے وقت مسلمان اس وادی میں داخل ہوئے۔ سنتِ نبوی ہے کہ رات کے وقت حملہ نہ کیا جائے اس لئے صبح کے انتظار میں وہیں قیام فرمایا۔ یہ دیکھ کر دشمن نے راتوں رات اپنے مورچے پہاڑوں پر

بنا لئے۔ گھاٹی کے سروں پر تیر اندازوں کو بٹھا دیا۔ تہامہ کی طرف سارے راستے پر اپنے جنگجوؤں کو چھپا دیا۔ انہیں حکم دیا کہ حملہ سے پہلے نیام توڑ دینا اور سب مل کر فرد واحد کی طرح لڑنا۔ چال یہ تھی کہ جب مسلمان راستہ پر چلنے لگیں تو دونوں طرف سے گھیر کر صفایا کر دیا جائے۔

سحر کے وقت مسلمانوں نے اپنی فوج ترتیب دی۔ آگے آگے سواروں کا دستہ حضرت خالدؓ بن ولید کی کمان میں تھا۔ ان کے ساتھ بنی سلیم کے گھڑ سوار اور بہت سارے طلقاء (فتح مکہ کے دن معافی پانے والے) اور کچھ غیر مسلم بھی تھے۔ گھاٹی کے تنگ راستوں سے وادی میں اترنے لگے تو نشیب کی وجہ سے اترتے ہی چلے گئے ایسے میں گھات میں چھپے قادر اندازوں نے تیروں کی باڑھ چلائی۔ (۳۱) وادی کی کمین گاہوں میں چھپے ہوؤں نے نکل کر تلواروں سے حملہ کر دیا۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک اور شدید تھا کہ بنی سُلیم اور طلقاء نے پشت پھیر دی۔ بھگدڑ مچی اور افراتفری کے عالم میں ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ مجاہدوں کی صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔ راہِ فرار کی کوشش شکست کا منظر پیش کر رہی تھی۔ یہ ابتدائی مورخوں میں ابن اسحٰق' ابن سعد' ابن ہشام' طبری اور ابن خلدون کا بیان ہے۔ (۳۲)

غنیمت نے بازی پلٹ دی

صحیح بخاری میں حضرت براء بن عازب کی حسب ذیل روایت ملتی

ب۔(۳۳)

"جب ان سے قبیلہ قیس کے ایک آدمی نے پوچھا۔ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حنین میں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے تو انہوں نے فرمایا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو نہیں بھاگے (ہوا یہ کہ) قوم ہوازن کے بہت زیادہ تیر انداز تھے۔ جب ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ گئے۔ ہم مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہو گئے تو ہمارے سامنے سے تیر آنے لگے۔"

حضرت انسؓ کی روایت (۳۴) ہے کہ ہم نے مکہ فتح کیا پھر حُنَین پر چڑھائی کی۔ مشرکین نے بڑی خوبی سے صف آرائی کی پہلے گھوڑوں کی صف' پھر پیدل لڑنے والوں کی صف' پھر عورتوں کی صف' پھر بکریوں کی اور ان کے پیچھے اونٹوں کی صف تھی۔ ہم لوگ بڑی تعداد میں تھے۔ ہمارے سواروں پر خالدؓ بن ولید امیر تھے۔ یکایک ہمارے سوار گرنے لگے۔ دیہاتی (طلقاء) بھاگنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈانٹا اے مہاجرین' اے مہاجرین۔ پھر ڈانٹا کہ اے انصار' اے انصار۔ مسلمانوں نے کُفّار پر حملہ کیا۔ وہ تاب نہ لا کر بھاگے مسلمان فتح یاب ہوئے اور مال غنیمت لوٹنے میں لگ گئے تو مسلمانوں کو غافل پا کر دشمن گھاٹیوں سے نمودار ہوئے اور تیروں کی بوچھاڑ سے گھوڑوں کو پریشان کر دیا۔ ان میں ہوازن کا علم بردار ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار ہاتھ میں ایک بڑے نیزے سے سیاہ پرچم

باندھے آگے آگے تھا (۳۵) ۔ اس کے پیچھے تیرانداز اور نیزہ باز تھے۔ جس مجاہد پر قابو پاتا نیزے سے وار کرتا ورنہ علم کو پیچھے والوں کے لئے بلند کرتا۔ یہ اشارہ ہوتا کہ میرے پیچھے چلے آؤ۔ ان کے مقابل مسلمانوں میں زیادہ تر طلقاء تھے جن کا ایمان راسخ نہ تھا' مشرک حلیف اور غیر مسلح افراد (جو غنیمت کے لالچ میں ساتھ آئے تھے) منہ موڑ کر بھاگے اور مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی مصیبت بن گئے۔

مالک بن عوف کی یہ جنگی حکمت عملی ویسی ہی تھی جیسی غزوۂ احد میں ابوسفیان نے اختیار کی۔ مال غنیمت کے لالچ نے پانسہ ہی پلٹ دیا۔ اس کی تصدیق حضرت اُمِّ سُلیمؓ (جو اس وقت میدان میں حاضر تھیں) کے بیان سے ہوتی ہے۔ (۳۶)

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے سوا ان طلقاء کو قتل کر دیجئے انہی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شکست دلوائی۔"

نقصانِ مایہ شماتتِ ہمسایہ

مسلمانوں کی اس ہزیمت سے نو مسلم اور مشرک خوش تھے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کی شرکت دراصل مسلمانوں کے لئے شکست کے حالات پیدا کرنے کے لئے تھی۔ اس موقع پر ان کے بیان' دلوں میں پوشیدہ عداوت اور نفرت کو ظاہر کرتے ہیں۔ ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ اب یہ سمندر سے ادھر نہیں رکیں گے۔ شکست پر شکست دی جائے گی۔

کللہ بن الجنبل (صفوان بن اُمیہؓ کا اخیافی بھائی) چلا اٹھا کہ آج مسلمانوں کا جادو ٹوٹ گیا ہے۔ یہ سن کر عصبیت کے جوش میں صفوان بن اُمیہؓ بولا۔ خاموش تیرا منہ بند ہو' ہوازن کے کسی آدمی کے آقا ہونے سے کہیں زیادہ قریش کا آدمی مجھے پسند ہے۔ پھر اس نے اپنے غلام کو بھیجا اور "شعار" سننے کو کہا۔ اس نے خبر دی کہ "یا بنی عبدالرحمٰن 'یا بنی عبداللہ اور یا بنی عبید اللہ" کہہ رہے ہیں۔ (۳۷) صفوان نے کہا کہ یہ مسلمانوں کا شعار ہے وہ یقیناً غالب ہوں گے۔ شیبہ بن عثمان جو قریش کا سوروثی علمبردار تھا جس کا باپ غزوۂ احد میں قتل ہوا تھا اس نازک موقع پر انتقام کے درپے ہوا۔ کہتا ہے کہ میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ موقع سے فائدہ اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمعُ حیات گُل کردوں۔ اس خیال کو عملی جامہ پہنانے بڑھا لیکن حضرت عباسؓ اور حضرت ابوسفیانؓ بن حارث کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا محافظ پاکر وار کرنے کی جرات نہ کرسکا۔ موقع کی تاک میں رہا ایک مرتبہ تلوار سونت کر آگے بڑھا تو یوں لگا جیسے کوئی تلوار مقابل سے آگ برسا رہی ہو۔ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے۔ قریب بلایا اور سینہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا۔ اے اللہ! اس کے سینہ سے شر کو دور کردے۔ اس کے ساتھ ہی میرا دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ایسا بھرا کہ مقابل میں باپ بھی آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کردیتا۔ (۳۸) یہی وقت اور یہی کیفیت تھی جس کا

سورۂ توبہ میں ذکر ہوا۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۙ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ﴿۲۶﴾

اللہ نے بہت سے موقعوں پر تم کو مدد دی ہے اور حُنین کے دن جب کہ تم کو اپنی کثرت پر غرّہ تھا تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود فراخی کے تم پر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ پھیر کر پھر گئے۔ پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور مومنوں پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور (تمہاری مدد کو فرشتوں کے) لشکر جو تمہیں نظر نہیں آتے اتارے۔ [illegible]

حرفِ حق

اس افراتفری اور انتہائی نازک لمحات میں بھی اللہ کا سچا نبی، رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم عزم و استقلال کی چٹان بنا میدان کارزار میں ڈٹا رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ کُفّار کی جانب تھا۔ خچر کو ایڑ لگا کر آگے بڑھ رہے تھے اور عالم جلال میں فرماتے جاتے۔ (۳۹)

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ	میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں۔
أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ	میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

حضرت عباسؓ نے خچر (اس کا نام دُلدُل یا شہبا تھا) کی لگام پکڑلی تاکہ

تیز نہ بھاگے، حضرت ابو سفیانؓ بن حارث (چچا زاد بھائی) کبھی رکاب اور کبھی لگام تھام کر سواری کو قابو کئے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ آگے تھے اور جو کافر بڑھتا حضرت عبداللہؓ ابن مسعود اسے موت کے گھاٹ اتار رہے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عباسؓ کے دونوں صاحبزادے فضلؓ اور قثمؓ، اسامہ بن زیدؓ، جعفر ابو سفیان بن حارث، ربیعہؓ بن حارث، عقیلؓ بن ابی طالب اور عبداللہ ابن زبیرؓ چاروں طرف موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہنے والوں میں حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت ایمنؓ بن عبیداللہ (اُمِ ایمن کے فرزند) کے اسمائے گرامی بھی آتے ہیں۔

معرکۂ وجود میں بدرو حُنَین بھی ہے عشق

اس نازک اور حوصلہ شکن عالم انتشار میں بھی ایک عظیم جرنیل کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پامردی، ثابت قدمی، جرأت اور دلیری کا مظاہرہ کیا۔ ایک قدم پیچھے ہٹا نہ عزم و استقلال میں فرق آیا۔ بدلی ہوئی صورت حال میں برق رفتاری سے نئے منصوبہ پر عمل فرمایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ کارزار میں اکیلے رہ گئے تو دوبار ایک ہی آواز دی ان کے بیچ میں کچھ نہیں کہا۔ داہنی جانب رخ کر کے آواز دی "اے گروہِ انصار" جواب ملا ہم حاضر ہیں اے اللہ کے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جائیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ بائیں

جانب منہ کر کے پھر پکارا تو یہی جواب آیا۔ (۴۰) بعد میں حضرت عباسؓ کو حکم ہوا کہ اصحاب سمرہ (ببول کے درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں) کو پکاریں۔ بلند آواز عباسؓ نے صدا دی .... کہاں ہیں اصحاب سمرہ؟ اے اصحاب سورۃ البقرہ۔ منتشر صحابہ کے کانوں میں آواز پڑی تو ہر طرف سے لبیک لبیک کا جواب آیا۔ پھر یہ لوگ یوں پلٹے جیسے گائے اپنے بچہ کی طرف پلٹتی ہے، جیسے شہد کی مکھی چھتہ کی جانب لپکتی ہے۔ کسی نے اونٹ موڑنا چاہا اژدھام کی وجہ سے وہ پلٹ نہ سکا تو ہتھیار لے کر کود پڑا، زرہ مانع ہوئی تو اتار پھینکی اور آواز کے رخ پر دوڑے۔ دیکھتے ہی دیکھتے سو پروانے شمع نبوت کے گرد اکٹھے ہوئے۔ افراتفری کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ مسلمانوں کو پتہ نہ تھا کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ خیال شاید یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی وادی میں داخل ہی نہیں ہوئے۔ اب جو حضرت عباسؓ کی صدا گونجی تو جاں نثار پروانہ وار مرکز قیادت کے گرد جمع ہوئے۔

اشجع النّاس

حضرت عباسؓ پکارتے ہی چلے گئے۔ اے گروہ انصار اور آخر بنی حارث بن خزرج کی صدا پر پکار بند ہوئی۔ مجاہد ایک کے پیچھے ایک جمع ہوتے چلے گئے۔ آگے بڑھنے کا حکم ہوا تو اس زور سے حملہ کیا کہ گھمسان کا رن پڑا۔ تلوار سے تلوار ٹکرائی، نیزے سے نیزہ لگا، جان توڑ لڑائی شروع

ہوئی۔ اس وقت ثقیف کی ایک شاخ بنی مالک کا میدان جنگ پر قبضہ تھا۔ سرخ اونٹ پر سوار علمبردار عثمان بن عبیداللہ اسی قبیلہ کا تھا۔ اس کے ساتھ بہترین تیر انداز اور نیزہ بردار تھے۔ (۴۱) بڑی تباہی مچا رہا تھا۔ حضرت علیؓ اور ایک انصاری نے اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ حضرت علیؓ نے پیچھے سے اونٹ کی ٹانگیں کاٹ دیں۔ اونٹ گرا تو انصاری نے اچھل کر علمبردار پر بھرپور وار کیا۔ ایک ہی کاری ضرب میں وہ ٹھنڈا ہوگیا۔ اس وقت رسول اللہؐ رکاب میں پاؤں ڈال کر کھڑے ہوئے اور میدان کارزار ملاحظہ فرمایا۔ جاں نثار جان جوکھوں میں ڈالے ہوئے تھے۔ بے اختیار زبان مبارک سے نکلا۔ (۴۲) الآنَ حَمِیَ الوَطِیسُ (جنگ کا تنور گرم ہوا) اس سے پہلے ایسا جملہ کسی کی زبان سے نہیں سنا گیا۔

ارشاد ہوا جس نے کسی کافر کو قتل کیا اور اس کے پاس گواہ بھی ہو تو اسے مقتول کا سامان ملے گا۔ (۴۳)

لڑائی میں شدت پیدا ہوگئی' آتش جنگ اور بھڑک اٹھی۔ مسلمان سردھڑ کی بازی لگائے ہوئے تھے۔ ابو طلحہؓ انصاری اور ان کی دلیر بیوی اُمّ سُلَیمْ غزوۂ احد کی طرح آج بھی شمع نبوت کا پروانہ بنے ہوئے تھے۔ اُمّ سُلَیمْ کے ہاتھ میں خنجر اور کمر پر شیر خوار بندھا تھا۔ چوکس اور مستعد' اللہ کے رسول کی طرف بڑھنے والے کافروں پر نظر رکھے ہوئے تھیں۔ مسلمان غضبناک ہو کر کُفّار کو قتل کر رہے تھے۔ حضرت ابو طلحہؓ نے تنہا بیس (۲۰)

مشرکوں کو قتل کیا اور ان کے اسلحہ پر قبضہ کیا۔ حتیٰ کہ عورتیں اور بچوں کی بھی کوئی تخصیص نہ رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو ان کے قتل سے منع فرمادیا۔ (۴۴)

حضرت براءؓ بن عازب (جو بالکل نوجوان تھے) کہتے ہیں جب لڑائی بہت شدت اختیار کر جاتی تو ہم رسول اللہؐ کی آڑ میں پناہ لیتے۔ جو بہت بہادر تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوتے۔ کفار نے جب چاروں طرف سے گھیر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفید خچر (جس کا نام دُلدُل یا شہبا تھا) سے اترے۔ دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے اور فرمایا: (۴۵)

> اے اللہ! اپنی مدد نازل فرما۔ اس مقصد کے لئے میری فریاد ہے جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔ دشمنانِ دین ہم پر غلبہ حاصل نہ کریں۔"

ساتھ ہی   اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ   اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

فرماتے جاتے۔ کفار کے نرغہ میں بھی اپنے اس دعوے کو دہرا رہے تھے اپنی ذات کو بہ بانگ دہل پہچانوانا یہ اشجع الناس ہی کا کام ہے۔

وہ ایک مشت خاک

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر خاک زمین سے اٹھائی اور کفار کے منہ پر پھینکی۔ زبان مبارک سے ارشاد ہوا۔ (۴۶)

"شاہت الوجوہ۔" ان کے چہرے رسوا ہوگئے۔ طبری کا بیان ہے کہ

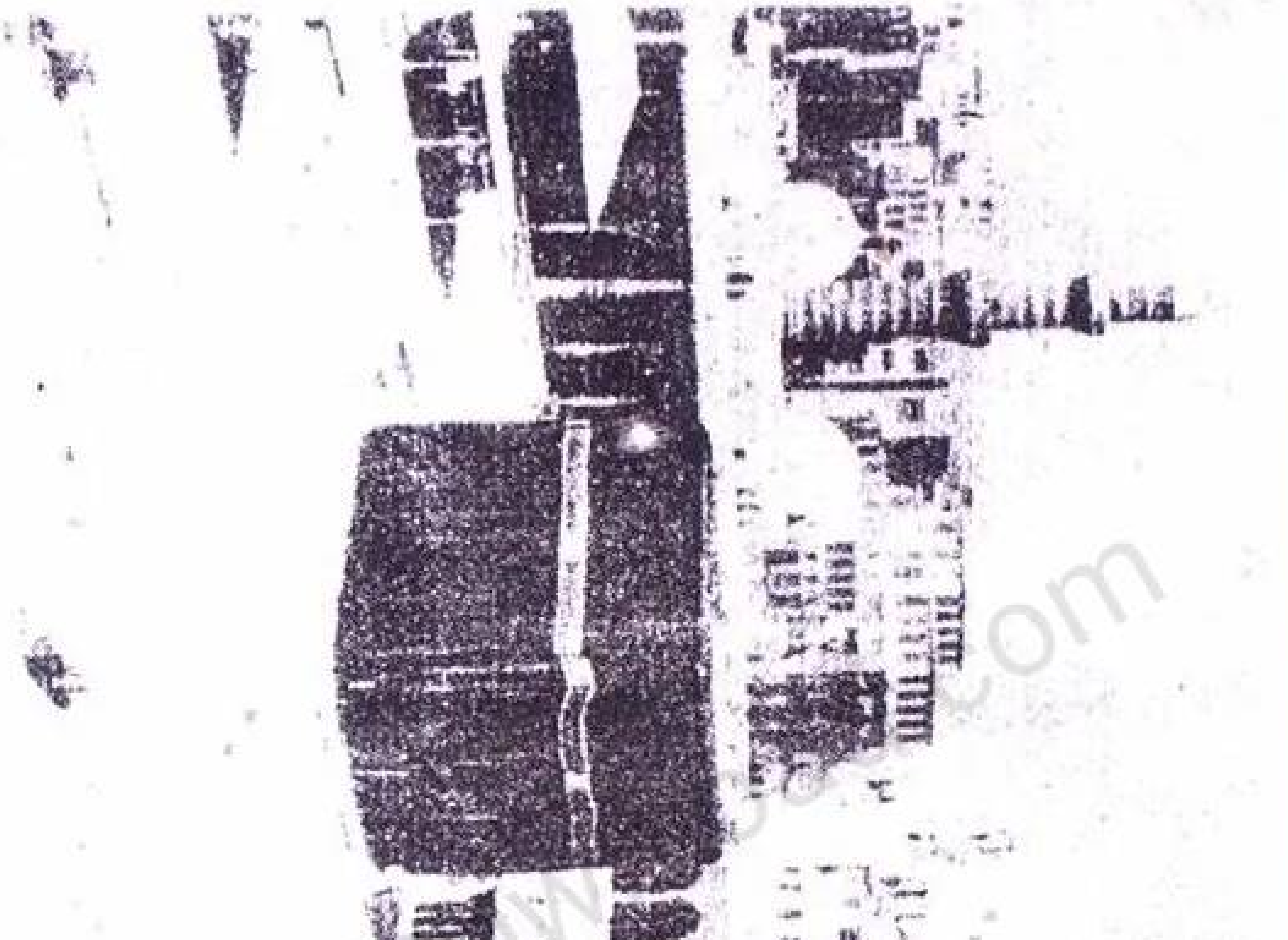

مٹی پھینکتے ہوئے "حٰمٓ لا ینصرون" فرمایا "رب کعبہ کی قسم کافروں نے شکست پائی" حضرت عباسؓ کہتے ہیں اللہ کی قسم! خاک پھینکنے کے بعد کافروں کا زور گھٹنے لگا۔ اور نقشہ ہی الٹ گیا۔ کارکنان قضاوقدر نے جو فرشتوں کی صورت میں موجود تھے انہوں نے یہ کام انجام دیا کہ کوئی آدمی ایسا نہ بچا جس کی آنکھ میں اس مٹی کی خاک نہ گئی ہو۔ اس مشت خاک کی تاثیر پر قرآن گواہ ہے۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

ترجمہ "اور نہیں پھینکی وہ مشت خاک آپ نے جس وقت کہ آپ نے پھینکی لیکن اللہ نے پھینکی۔"

لڑائی کا نقشہ ملاحظہ فرمایا اور ارشاد ہوا۔ ربِ کعبہ کی قسم کُفّار کو شکست ہوگئی۔ کعبہ کے رب کی قسم وہ ہار گئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی سوگند انہیں شکست ہوئی۔ کُفّار کا زور ٹوٹنے لگا اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خچر کو تیز دوڑاتے ہوئے ان کا تعاقب کیا۔

ہوازن کے اتحادیوں کا علم اقارب بن اسود کے پاس تھا۔ جب سب فرار ہوگئے تو اس نے بھی علم کو ایک درخت کے سہارے کھڑا کردیا اور خود بھی راہ فرار اختیار کی۔ (۴۷)

ابنِ اسحٰق لکھتے ہیں کہ شکست خوردہ لشکر تین حصوں میں تقسیم

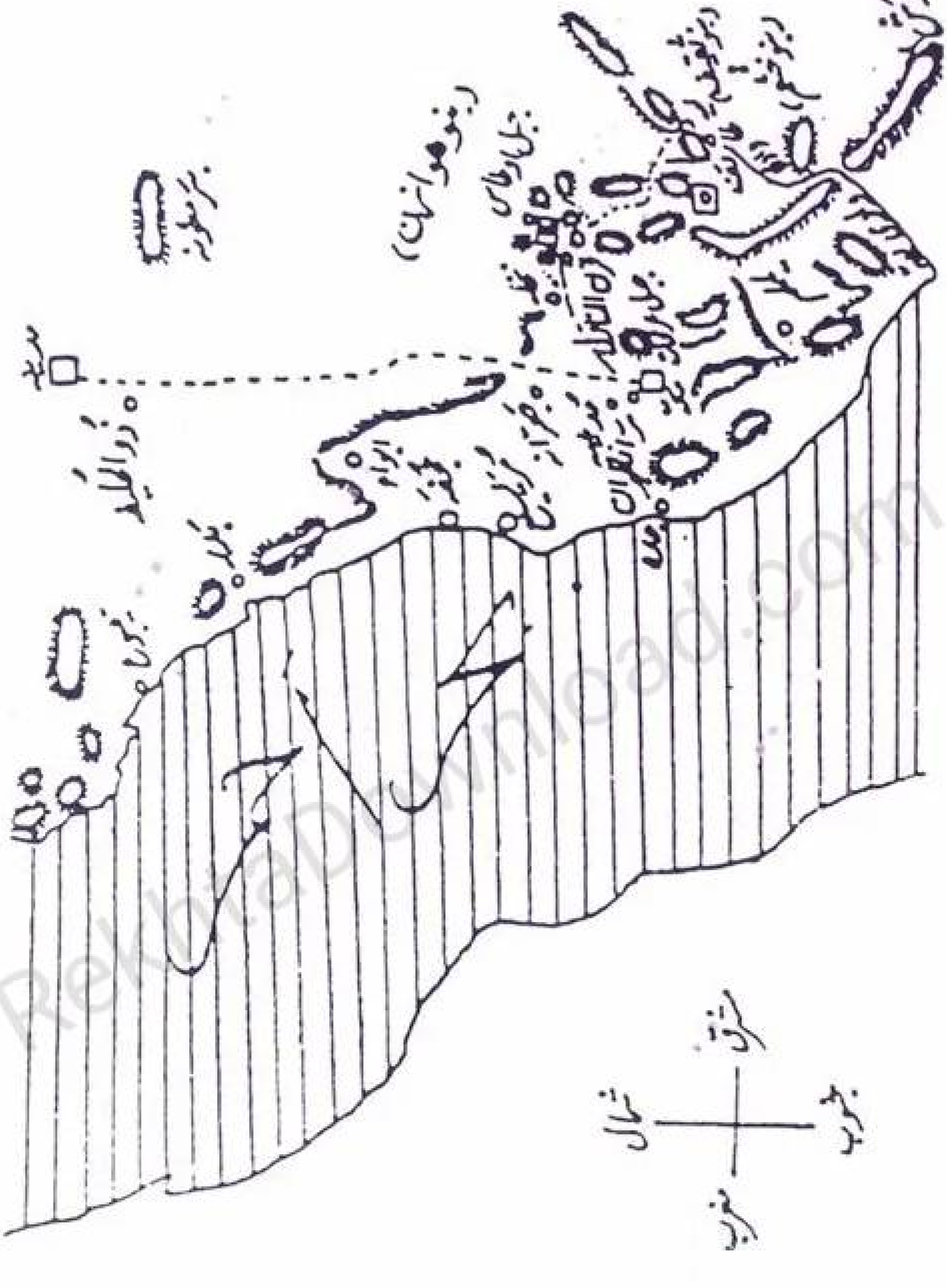

نقشہ برائے جنگ حنین (اوطاس) اور محاصرہ طائف

ہوگیا۔ ایک مالک بن عوف کے ساتھ طائف میں پناہ گزیں ہوا۔ دوسرا حصہ دُرید بن ممہؒ کو لے کر اوطاس میں جمع ہوا اور تیسرا نخلہ کی طرف فرار ہوگیا۔ نخلہ جانے والے بنو ثقیف کی شاخ بنو غیرہ کے لوگ تھے۔(۴۸)

سَرِیۂ اوطاس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مفرورین کے تعاقب میں مجاہدین کو روانہ فرمایا۔ قبیلہ جشم کے لوگ اپنے بوڑھے شیخ درید کے ہودج کو اٹھائے' زید بن ممہ کے ساتھ اوطاس میں جمع ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عامر اشعریؓ کی سرکردگی میں مجاہدین کو بھیجا۔ (۴۹) اس میں حضرت زبیرؓ ابن عوام' سلمہؓ بن اکوع اور ابوموسیٰؓ اشعری بھی شامل تھے۔ دور دراز فاصلہ طے کر کے مقام مدین القمر میں ان کو جاپکڑا۔ جدال و قتال کے بعد حضرت زبیرؓ بن عوام نے ان کے سردار کو قتل کیا۔ درید اپنے ہودج میں ایسا پڑا تھا جیسے کوئی عورت ہو۔ حضرت ربیعہؓ بن رفیع کے ہاتھوں قتل ہوا۔

اوطاس میں حضرت ابو عامرؓ اشعری کا دس مشرک بھائیوں سے مقابلہ ہوا۔ انہوں نے حملہ سے پہلے ہر ایک کو اسلام کی دعوت دی۔ انکار پر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس طرح نو بھائی ایک ہی انجام کو پہنچے۔ دسویں نے دعوت اسلام قبول کرلی اور بعد میں بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا۔(۵۰)

RekhtaDownload.com

سلمہ بن درید جشمی کا تیر حضرت ابو عامرؓ اشعری کے گھٹنے میں ترازو ہو گیا۔ ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا جسے بڑھ کر ان کے بھتیجے حضرت ابو موسیٰؓ اشعری نے تھام لیا۔ مقابلہ میں مشرکین کو شکست ہوئی۔ ابو موسیٰ اشعریؓ نے اپنے چچا سے پوچھا، آپ کو تیر کس نے مارا۔ انہوں نے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت ابو موسیٰ اس کی طرف لپکے تو وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ حضرت ابو موسیٰ نے اسے شرم دلائی کہ بزدلوں کی طرح بھاگ رہا ہے؟ کیا تو عرب نہیں؟ بہادروں کی طرح مقابلہ کیوں نہیں کرتا؟ یہ سن کر وہ رک گیا۔ مقابلہ میں حضرت ابو موسیٰ اشعری نے اسے تہ تیغ کر دیا۔ واپس آکر اپنے چچا کو خوشخبری سنائی۔ انہوں نے کہا کہ میرا یہ پیوست شدہ تیر تو نکالو۔ تیر کھینچا تو زخم سے جسم کا سارا خون باہر نکل آیا جب دم لبوں پر آیا تو کہا۔ اے بھتیجے تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ اپنی جگہ انہیں امیر لشکر مقرر کیا اور پھر داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری اس سَرِیّہ سے لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ ایک بان کی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے جس کے نشانات جسم اطہر پر نمایاں تھے۔ تمام تفصیلات عرض کرنے کے بعد چچا کا سلام اور پیام پہنچایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کے لئے پانی طلب فرمایا۔ وضو کے بعد دست دعا اس قدر بلند کیا کہ بغلوں

کی سفیدی دکھائی دینے لگی۔ دعا میں فرمایا۔ (۵۱)

"اے اللہ! عبید ابو عامر کی مغفرت فرما۔ قیامت کے دن اسے اپنی اکثر مخلوق پر فضیلت دے۔"

اس وقت حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے اپنے لئے بھی دعا کی درخواست کی۔ فرمایا:۔

"اے اللہ! عبداللہ ابن قیس (ابو موسیٰ) کے گناہ بخش دے اور قیامت کے دن اسے اچھی جگہ داخل فرما۔"

اس سریہ میں بہت سے قیدی ہاتھ آئے جن میں مرد اور عورتیں دونوں شامل تھے ان ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ شریک بہن شیما بھی تھیں۔ (۵۲) یہ لونڈیاں کیونکہ شوہر والی تھیں اس لئے انہیں ہاتھ لگانا برا سمجھا گیا۔ اس پر سورۃ نساء کی ۲۴ویں آیت نازل ہوئی۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ
كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ

بے شک شوہر والی عورتیں تم پر حرام ہیں لیکن وہ لونڈیاں جو (جنگ کے نتیجہ میں) تمہارے قبضہ میں آجائیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ اس سلسلہ میں تمہارے لئے اللہ نے یہی فیصلہ فرما دیا ہے۔"

شہداء

اس لڑائی میں دشمن کے ستر آدمی قتل ہوئے۔ مسلمان شہداء کی تعداد (۴) تھی۔ جن کے نام یہ ہیں۔ (۵۳)

(۱)۔ حضرت اُم ایمن کے صاحبزادے ایمنؓ بن عبید۔

(۲)۔ حضرت یزیدؓ بن زمعہ بن اسود۔ گھوڑے، سے گر کر شہید ہوئے۔

(۳)۔ حضرت ابو عامرؓ اشعری۔ سریہ اوطاس کے امیر۔

(۴)۔ حضرت سراقہؓ بن حارث بن حارث بن عدی انصاری۔

بعض نے شہداء کی تعداد ۱۲ لکھی ہے۔ زخمیوں میں حضرت خالد بن ولید کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ (۵۴)

مال غنیمت

اعلان کیا گیا "جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ مال غنیمت نہ چھپائے۔" چنانچہ حضرت عقیلؓ بن ابی طالب کی زوجہ نے سینے کے لئے لی ہوئی سوئی تک جمع کروا دی۔ اونٹ کے زخم پر رکھنے کے لئے لیا ہوا نمدہ بھی لوٹا دیا گیا۔ اس غزوہ میں سب سے زیادہ مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ابن سعد نے حسب ذیل تفصیل دی ہے۔

(۱)۔ اونٹ ۲۴,۰۰۰

(۲)۔ بکریاں ۴۰,۰۰۰

RekhtaDownload.com

(۳)۔ چاندی ۴۰٫۰۰۰ اوقیہ

روضۃ الاحباب میں ۲۴ ہزار اوقیہ چاندی اور ۴ ہزار اونٹ لکھا ہے۔ محمد حسین ہیکل نے "حیات محمدؐ" میں اونٹوں کی تعداد ۲۲ ہزار اور چاندی ۴۰ ہزار اوقیہ بتائی ہے۔ مفتی محمد شفیع نے ایک اوقیہ دس تولہ پاکستانی کے برابر قرار دیا ہے۔ (۵۵)

قیدی

چھ ہزار تھے۔ جن میں مرد، عورتیں اور بچے شامل تھے۔ حضرت عباد بن بشرؓ کو مال غنیمت کا محافظ اور حضرت مسعودؓ بن عمرو انصاری کو مال غنیمت کا امین مقرر فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت اور قیدیوں کے بارے میں حکم دیا کہ جعرانہ بھیج دیئے جائیں۔ حضرت بدیلؓ ابن ورقا کو ان کا ذمہ دار بنایا گیا۔ (۵۶)

ملائکہ کا نزول

سورۃ توبہ کی ۲۶ ویں آیت میں ارشاد ربانی ہے۔

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ
عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا
وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۶

"پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور مومنوں پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور (تمہاری مدد کو فرشتوں کے) لشکر جو تمہیں نظر نہیں آتے (آسمان سے) اتارے۔"

اور عذاب دیا کافروں کو اور یہی سزا ہے ان کافروں کی۔

حضرت سعید بن جبیرؓ روایت کرتے ہیں کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے پانچ ہزار فرشتے بھیج کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی۔ لڑائی کے بعد کافروں نے پوچھا اب وہ لوگ کہاں ہیں جو سفید کپڑے پہنے، ابلق گھوڑوں پر سوار تھے۔ ہم انہیں قتل کرنا چاہتے تھے مگر وہ قتل نہ ہوتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا وہ فرشتے تھے۔

(روضۃ الاحباب" سید جمال حسینی حصہ دوم صفحہ ۹۲

حُنین کے روز ملائکہ کی شناخت سرخ عمامہ تھی۔ جنہیں وہ اپنے شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے

(ابن سعد۔ طبقات جلد اوّل صفحہ ۳۴۲)

حضرت جبیرؓ ابن مطعم کہتے ہیں کہ میں اس غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھا۔ میں نے دیکھا کہ کوئی چیز آسمان سے اتر رہی ہے چیونٹیوں کی طرح۔ اس نے میدان گھیر لیا اور اسی وقت مشرکوں کے قدم اکھڑ گئے واللہ ہمیں کوئی شک نہیں کہ وہ آسمانی مدد تھی (تفسیر ابن کثیر سورۂ توبہ صفحہ ۴۴ دسواں پارہ جلد دوم۔)

دوسری جگہ ان ہی حضرت جبیرؓ ابن مطعم کی روایت ہے کہ ابھی معرکہ گرم تھا۔ دشمن کو شکست نہیں ہوئی تھی تو میں نے دیکھا کہ سیاہ چادر کی طرح کوئی چیز آسمان سے آکر ہمارے اور دشمن کے درمیان گر گئی۔ پھر جو نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہوں کہ سیاہ پوششیں متفرق طور پر آسمان سے نازل

ہوئیں اور انہوں نے تمام وادی کو بھر دیا۔ مجھے کوئی شبہ نہیں کہ یہ فرشتے تھے پھر یہ برابر موجود رہے یہاں تک کہ دشمنوں کو ہزیمت ہوگئی۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۵۲۵)

فرشتوں پر ہمارا ایمان ہے۔ یوم حُنَین میں ان کی مدد کا ذکر کلام اللہ میں موجود ہے۔ فرشتوں کے نزول کی کیفیت کا ادراک انسانی عقل نہیں کر سکتی۔ اکثر کم فہم کہتے ہیں کہ ملائکہ ہوتے تو ضرور نظر آتے۔ یہ شبہ جاہلانہ ہے۔ اس دنیا میں بہت سی چیزیں ہیں جو موجود ہونے کے باوجود دکھائی نہیں دیتیں۔ خوردبین کی ایجاد سے پہلے خون' پانی ' ہوا وغیرہ میں جراثیم موجود تھے لیکن ہماری آنکھ دیکھنے سے قاصر تھی۔ روح کو دیکھنے کا کوئی آلہ ایجاد نہیں ہوا' کیا اس کے وجود سے انکار ممکن ہے؟ آنکھوں اور حواس کے لئے موجودات عالم کا مکمل ادراک ممکن ہی نہیں۔ انسان کا علم محدود اور اس کے ذرائع انتہائی ناقص ہیں۔ غیبی تائید اور نصرتِ الٰہی کی توجیہ مادی نقطہ نظر سے سمجھنا بہت مشکل ہے۔ مقاصد انسانی کو کامیابی یا ناکامی سے ہمکنار کرنے میں بہت سی غیر مرئی قوتیں کام کرتی ہیں۔ دلیری اور بہادری استقلال اور تزلزل یہ سب غیر مرئی طاقتوں کے کرشمے ہیں۔

"مختلف قلبی کیفیات کی تخلیق تو خدا کی طرف سے ہوتی ہے لیکن ان کے لئے اس نے ذریعہ یا ایجنسی جن غیر مرئی قوتوں کو بنایا ہے وہی فرشتے ہیں۔"

ابن سعد نے ۔علی بن عطا کے حوالے سے غزوۂ حنین میں شریک

مشرکوں کے بیٹوں سے ان کے باپوں کا بیان نقل کیا ہے کہ اس دن ہم میں کوئی ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں میں خاک نہ پڑی ہو۔ ہم نے آسمان اور زمین کے درمیان ایک صدا مثل اس آواز کے سنی جو لوہے کے نئے طشت پر صیقل کے وقت پیدا ہوتی ہے۔ (یہ فرشتوں کے نزول کی آواز تھی۔)

حضرت سمرہؓ کی روایت ہے کہ یوم حنین بارش کا دن تھا۔ منادی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ندا لگائی کی نماز کجاووں میں ہوگی۔

طبقات حصہ اول صفحہ ۴۶۷

حضرت عروہ ابن زبیرؓ کی روایت ہے (۵۷) کہ حُنَین کی لڑائی کے بعد بہت سے اہلِ مکہ ایمان لے آئے کیونکہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی مدد کرتا ہے۔ اپنے دین ہی کو سربلندی اور عزت عطا فرماتا ہے۔

سَرِیّۂ طفیلؓ بن عمرو دوسی

حُنَین سے طائف روانہ ہونے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طفیلؓ ابن عمرو دوسی کو ذی الکفین کے بت خانے کو منہدم کرنے بھیجا۔ حکم ہوا:۔ اس کام سے فارغ ہو کر طائف میں آملو۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ طائف کے راستے میں مقام "لیۃ" میں عوف بن

مالک کے قصر کو ڈھانے کے بعد وہیں سے یہ سریہ روانہ کیا گیا ذی الکفین عمرو بن ثمہ دوسی کا بت تھا جو لکڑی سے تراشا گیا تھا۔ اس کام میں انہیں اپنی قوم سے امداد لینے کی بھی ہدایت فرمائی۔ (۵۸)

حضرت طفیلؓ بن عمرو نے ذوالکفین کے منہ کو آگ لگائی۔ اسے جلاتے جاتے اور یہ شعر پڑھتے جاتے۔

"اے ذی الکفین! میں تیرا بندہ نہیں ہوں۔ میری پیدائش تیری آفرینش سے عظیم ہے۔ میں نے تیرے دل میں آگ لگائی ہے۔"

بت منہدم کر کے اپنی قوم کے چار سو افراد کے ساتھ طائف کا رخ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طائف پہنچے چار دن گزر چکے تھے۔ اپنے ساتھ دبابہ (قلعہ شکن آلہ) اور منجنیق (پتھر پھینکنے کا آلہ) بھی لائے جن سے محاصرہ طائف میں مدد لی گئی۔ خیبر میں یہودیوں کے قلعہ صعب بن معاذ سے مسلمانوں کو پہلی بار دبابے اور منجنیق ملے تھے جنہیں خیبر ہی میں قلعہ البر کے مسمار کرنے میں کام میں لایا گیا تھا۔ اس طرح مسلمان اس کے استعمال کا تجربہ رکھتے تھے۔ مشرکوں کے خلاف استعمال ہونے والی یہ پہلی منجنیق تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:۔ تمہارا علمبردار اب کون ہوگا؟ حضرت طفیلؓ نے کہا وہی جو حالت کفر میں جھنڈا اٹھاتا تھا۔ یعنی نعمان بن بازبہ الہی فرمایا:۔ تم نے حق بات کی۔

(۵۹)

ماخذ اور حواشی

ہجرت کا آٹھواں سال

غزوۂ حنین

۱۔ اخبار النبی! طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۴۰
۲۔ مواہب لدنیہ! قسطلانی جلد اول صفحہ ۴۵۲
۳۔ تاریخ طبری! سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حصہ اول صفحہ ۴۱۰
۴۔ (ا) عہد نبوی کے میدان جنگ! حمید اللہ صفحہ ۸۹
(ب) اردو دائرۂ معارف اسلامیہ جلد ۸ صفحہ ۶۹۷
۵۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی اسکیم! عبدالباری صفحہ ۱۸۹
۶۔ دائی حلیمہؓ! محمد رحیم دہلوی صفحہ ۲۰۰
۷۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی اسکیم! عبدالباری صفحہ ۱۹۰
۸۔ سیرت رسول اللہ! سید نواب علی صفحہ ۳۳۹
۹۔ تاریخ ابن خلدون حصہ اول صفحہ ۲۶۷
۱۰۔ سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل ابن اثیر صفحہ ۴۳۱
۱۱۔ رسالت مآب! ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۸۷
۱۲۔ سیرت رسول کریم! کامل ابن اثیر حصہ دوم صفحہ ۴۳۲
۱۳۔ تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۴۱۲
۱۴۔ سیرت النبی کامل ابن ہشام حصہ دوم صفحہ ۵۲۵
۱۵۔ تاریخ ابن خلدون حصہ اول صفحہ ۲۶۸
۱۶۔ زاد المعاد جلد دوم صفحہ ۳۱۹
۱۷۔ نقوش رسول نمبر جلد ۱۱ صفحہ ۷۵ ۴ حواشی نمبر ۲۱۷ بحوالہ انساب الاشراف
۱۸۔ البدایہ والنہایہ! ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۳۴۷

۱۹۔ طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۳۳۱

۲۰۔ رسالت مآب ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۹۰

۲۱۔ مدارج النبوت! شیخ عبدالحق صفحہ ۳۵۰

۲۲۔ مغازی رسول اللہ! عروہ ابن زبیرؓ صفحہ ۲۲۰

۲۳۔ التنبیہ والاشراف! مسعودی صفحہ ۹۹

۲۴۔ طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۳۳۰

۲۵۔ سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم! کامل ابن اثیر صفحہ ۳۳۴

۲۶۔ (ا) سیرت النبی کامل! ابن ہشام حصہ دوم صفحہ ۵۲۹

(ب) تاریخ ابن خلدون حصہ اول صفحہ ۱۶۹

۲۷۔ البدایہ والنہایہ! ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۳۵ ۷

۲۸۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۳۲ تفسیر دسواں پارہ

۲۹۔ زادالمعاد! ابن قیم حصہ دوم صفحہ ۳۱۹

۳۰۔ البدایہ والنہایہ! ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۷ ۳۷

۳۱۔ طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۳۳۱

۳۲۔ (ا) تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۳۱۳

(ب) تاریخ ابن خلدون حصہ اول صفحہ ۳۶۸

۳۳۔ صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۳۰ باب ۵۲۱ حدیث نمبر ۳۳۵۰

۳۴۔ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ۳ صفحہ ۷۷

۳۵۔ تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۳۱۵

۳۶۔ صحیح مسلم شرح نووی جلد ۵ صفحہ ۹۹

۳۷۔ مغازی رسول اللہ! عروہ ابن زبیرؓ صفحہ ۲۲۱

۳۸۔ رسالت مآب ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۹۲

۳۹۔ (ا) مواہب لدنیہ! قسطلانی صفحہ ۳۵۶

(ب) کتاب المعارف! ابن قتیبہ صفحہ ۱۵۳

۴۰۔ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ۳ صفحہ ۷۶

RekhtaDownload.com

۴۱- رزم حق و باطل! شاہ بلیغ الدین صفحہ ۲۳۰

۴۲- سیرت رسول کریم! کامل ابن اثیر صفحہ ۴۳۶

۴۳- صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۴۲ حدیث نمبر ۱۴۵۳

۴۴- طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۴۲

۴۵- مغازی رسول اللہ! عروہ ابن زبیرؓ صفحہ ۲۲۱

۴۶- صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ۵ صفحہ ۵۱

۴۷- تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۴۱۷

۴۸- سیرت النبی کامل۔ ابن ہشام جلد دوئم صفحہ ۵۴۱

سریہ اوطاس

۴۹- صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۴۳ حدیث نمبر ۱۴۵۴

۵۰- البدایہ والنہایہ۔ ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۷۵۱

۵۱- صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۴۳ حدیث ۱۴۵۴

۵۲- سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم! ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۴۳۸

۵۳- جوامع السیرۃ! ابن حزم صفحہ ۲۶۴

۵۴- اردو دائرۂ معارف اسلامیہ جلد ۸ صفحہ ۶۹۷

۵۵- (ا) طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۴۲

(ب) حیات محمد! محمد حسین ہیکل صفحہ ۵۴

۵۶- (ا) رسالت مآب! ترجمہ روضۃ الاحباب صفحہ ۹۵

(ب) تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۴۲۷

(ج) سیرت رسول کریم! ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۴۳۹

۵۷- مغازی رسول اللہ! غزوۂ ابن زبیر صفحہ ۲۲۲ بحوالہ بیہقی

سریہ طفیل ابن عمر دوسی

۵۸- طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۴۷

۵۹- (ا) مواہب لدنیہ! قسطلانی جلد اول صفحہ ۴۶۳

(ب) مدارج النبوت! شیخ عبدالحق صفحہ ۴۶۲

RekhtaDownload.com

غزوۂ طائف

محلِ وقوع

طائف سطح سمندر سے ۳ ہزار فٹ بلندی پر سلسلۂ کوہِ سراۃ میں ایک سطح مرتفع پر واقع ہے۔ اس کا پرانا نام "وج" تھا۔(۱) اس کے گرد شہر پناہ کے طور پر چہار دیواری بنا دی گئی تو اس کا نام "الطائف" (گھیرا، احاطہ) پڑگیا۔ کہتے ہیں کہ ایران کے کسی شہنشاہ "کسریٰ" نے طائف کے ایک تاجر کی خدمات سے خوش ہو کر اس کی خواہش کے مطابق ایک انجینئر طائف بھیجا۔ اس نے اطراف میں ایک فصیل تعمیر کی جس سے شہر قلعہ بند ہوگیا۔ امام سہیلی اسے یمنی معماروں کا کارنامہ بتاتے ہیں۔(۲)

طائف مکہ کے جنوب مشرق میں کوئی تین منزل کی مسافت پر واقع ہے۔ عرفات اور وادیٔ نعمان کے پہاڑی راستے سے ایک رات کی مسافت ہے اور موٹر سے ۷۵ میل کا راستہ ہے۔ یہاں انگور اور پھلوں کے باغات

کثرت سے ہیں جو چشموں اور کاریز (زمین دوز نہروں) سے سیراب ہوتے ہیں۔ وج دریا بارش کے سوا اور دنوں میں خشک ہو جاتا ہے۔ یہ علاقہ سرسبز و شاداب ہے۔ آب و ہوا نہایت خوشگوار ہے۔ طائف کی پیداوار مکہ میں بکتی ہے۔ اس وقت اکثر روسائے قریش کے یہاں باغات تھے اور وہ موسم گرما یہاں گزارتے تھے۔ (۳)

عہدِ قدیم میں یہاں عامر بن ظرب کا قبیلہ بستا تھا۔ پھر ثقیف آئے۔ دیگر آباد قبائل کو احلاف کہا جاتا تھا۔ قدیم زمانے میں قبیلہ وار محلے آباد تھے۔ جن کے ساتھ زراعت اور باغبانی کے انتظامات تھے (۴) قریش کی طائف میں رشتہ داریاں تھیں۔ ثقیف کا سردار عروہ بن مسعود بنی اُمیّہ کے ابوسفیان بن حرب کا داماد تھا۔ قریش اور مسلمانوں کی لڑائیوں میں طائف نے ہمیشہ اہل مکہ کا ساتھ دیا۔ ثقیف کا قبیلہ قریش سے ہمسری کا دعویٰ کرتا تھا۔

لات (بت) اہل طائف کی دیوی تھی۔ نخلہ میں عزّیٰ کا استھان تھا۔

سرکشوں کا اجتماع

بنی ثقیف حنین میں شکست کھا کر اتحادی لشکر کے سپہ سالار مالک بن عوف نصری کے ساتھ طائف کے قلعہ میں بند ہوگئے۔ اوطاس میں ہارے ہوئے ثقیف کے لوگوں نے بھی ادھر ہی کا رخ کیا۔ فوری طور پر قلعہ کی مرمت کرلی اور سال بھر کی خوراک جمع کر کے قلعہ کے دروازے بند

کر لئے۔ یہی نہیں بلکہ ایسا اسلحہ بھی تیار کر لیا جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا تھا۔(۵)

بنی ثقیف کی ان تیاریوں کا ذکر سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت خالدؓ بن ولید کی سرکردگی میں ایک ہراول دستہ پہلے روانہ کیا گیا۔ ان کے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نخلہ، یمانیہ، قرن، ملیح سے ہوتے ہوئے لیہ میں بحیرۃ الرغاء میں قیام فرمایا۔ یہاں ایک مسجد کی بنیاد بھی ڈالی یہیں پر قتل کا ایک مقدمہ بھی پیش ہوا۔ بنی ثقیف کے ایک شخص نے بنی ہذیل کے آدمی کو مار دیا تھا۔ آپؐ نے قاتل کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ یہ اسلام میں قصاص کا پہلا مقدمہ سمجھا جاتا ہے۔(۶) یہاں مالک بن عوف کا ایک قصر یا قلعہ تھا۔ آپؐ نے اسے مسمار کرنے کا حکم دیا۔ لیہ سے بڑھے تو ایک راستہ ملا۔ آپؐ نے اس کا نام دریافت فرمایا۔ بتایا گیا کہ "ضیقہ" (دشوار گزار) ہے فرمایا یہ تو یُسریٰ (سہل) ہے۔ نخب کی راہ سے سفر کرتے ہوئے سیدھے شہر طائف کی فصیل کے نیچے ڈیرے ڈال دیئے۔ یہ مقام اکمہ قلعہ طائف کے قریب تھا۔ بنی ثقیف دس روز تک مجاہدین سے مقابلہ کرتے رہے جس میں دونوں طرف کے لوگ کام آئے۔ بنی ثقیف قلعہ بند ہو گئے تو مجاہدین کو محاصرہ کا حکم ہوا اور قلعہ میں پیام بھیجا گیا کہ صلح کی گفتگو کے لئے باہر آئیں۔ اس کے جواب میں انہوں نے ایسی سخت تیر اندازی کی کہ بارہ صحابہ شہید اور

بہت سے زخمی ہوئے۔ دروازہ بند ہونے کی وجہ سے مسلمان قلعہ میں نہ پہنچ سکے۔ یہاں سے پڑاؤ اس مقام پر منتقل کیا گیا جہاں اب طائف میں آپؐ کی مسجد بنی ہوئی ہے۔ یہ مسجد ابو اُمیّہ بن عمرو نے بنائی۔ جب تک طائف میں قیام رہا آپؐ نے یہیں نماز ادا فرمائی۔ یہ جگہ حضرت اُمّ سلمہؓ اور حضرت زینبؓ بنت جحش کے خیموں کے درمیان تھی۔ اس سفر میں یہ دونوں بیویاں ساتھ تھیں۔(۷)

طبری نے حضرت عروہؓ ابن زبیر کے حوالے سے لکھا ہے کہ جو قبائل شہر کے باہر رہتے تھے انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ البتہ قلعہ میں محصور ثقیف مقابلے پر تلے رہے۔(۸)

قلعہ کا محاصرہ

محاصرہ طویل ہوتا جارہا تھا۔ بنی ثقیف قلعہ میں محفوظ تھے کبھی پتھروں اور چھوٹے نیزوں اور بھالوں سے حملہ کرتے، کبھی تیر برساتے۔ عینیہ بن معن نامی ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپؐ اجازت دیں تو ان سے گفتگو کروں شاید کہ ان پر ہدایت کا دروازہ کھل جائے۔ اجازت ملی تو قلعہ میں گیا اور اس طرح گفتگو کی۔

> مجھے میرے باپ کی قسم! تم لوگ اپنی جگہ پر ڈٹے رہو۔ اگر تم حقیقت حال کو پہچان لو تو عرب کے مالک بن جاؤ گے قلعوں میں بند رہو تمہیں وہ اپنے ہی ہاتھوں سب کچھ دے دیں گے تمہارے درختوں کا بھی نقصان نہ ہوگا۔

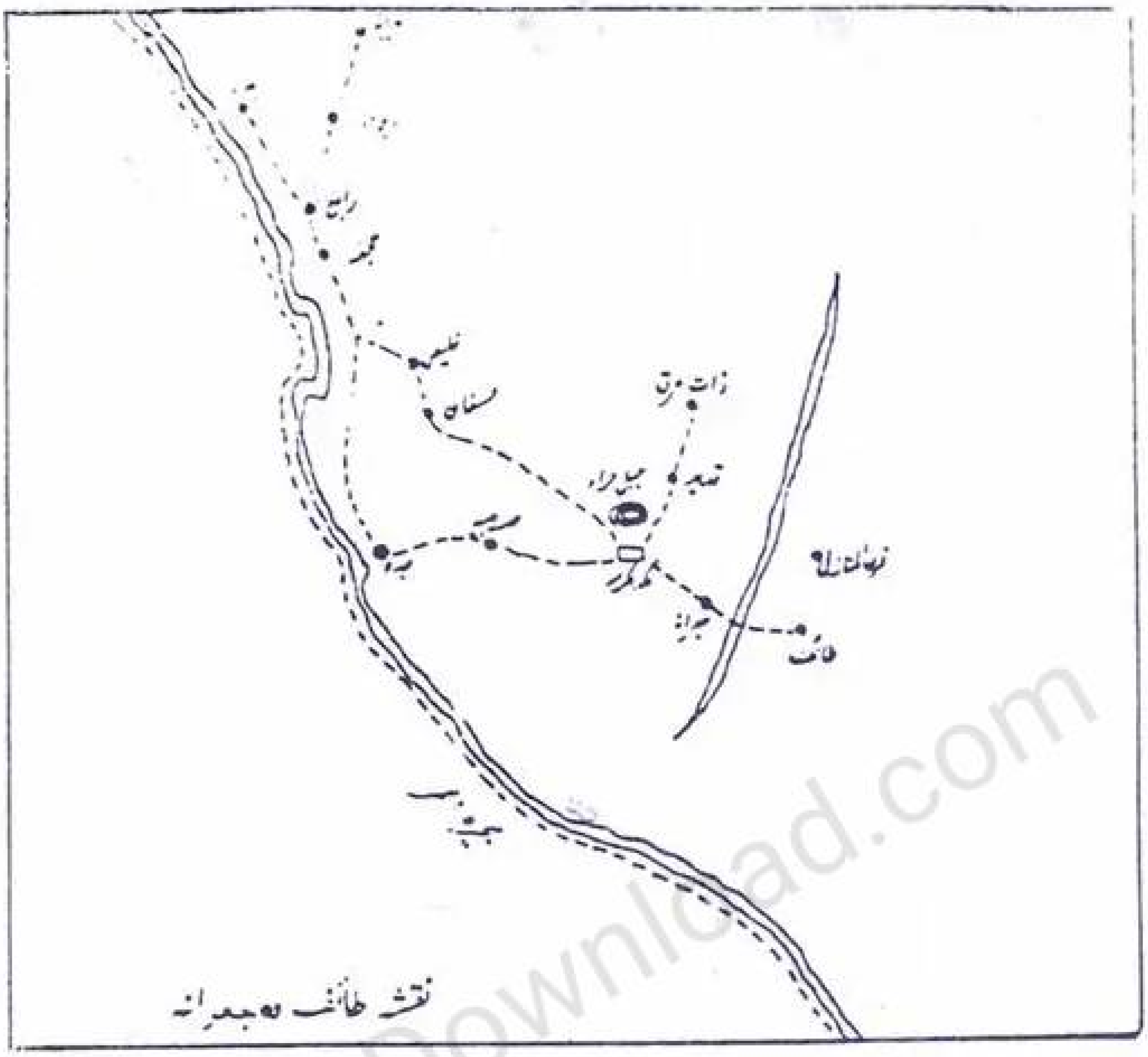

نقشہ طائف و جعرانہ

وزنی تیر پھینکنے والی منجنیق

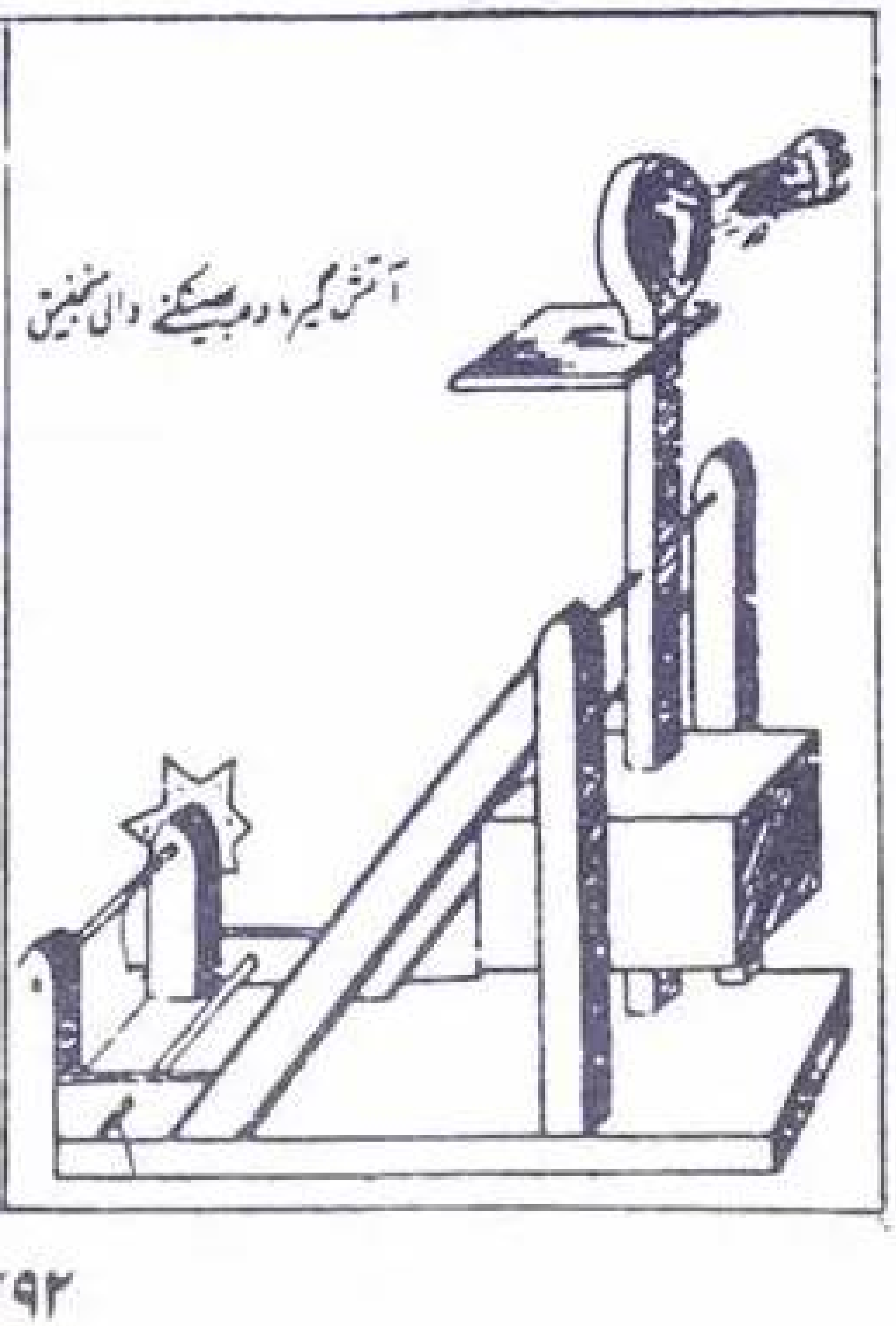

آتش گیر مادہ پھینکنے والی منجنیق

وہ جب گفتگو کے بعد لوٹا تو حضورؐ نے دریافت فرمایا عینیہ تم نے ان سے کیا کہا؟ جواب دیا۔ میں نے اسلام کی دعوت دی، جہنم سے ڈرایا، حق کی طرف بلایا۔ فرمایا۔ تم نے صحیح نہیں کہا۔ تم نے ان سے یہ یہ بات کہی۔ عینیہ بے اختیار بول اٹھا... بے شک آپؐ اللہ کے نبی ہیں۔ میں اعتراف گناہ کرتا ہوں اور اللہ کی بارگاہ میں توبہ بھی۔(۹)

منجنیق اور دبابے

حضرت طفیلؓ بن عمرو دوسی ذوالکفین بت کو توڑ کر جب طائف پہنچے تو اپنے ساتھ ایک منجنیق بھی لے آئے۔(۱۰) دوسری روایت یہ ہے کہ جب محاصرہ طویل ہو گیا تو حضرت سلمان فارسیؓ نے بتایا کہ ایران میں فصیل توڑنے کے لئے منجنیق استعمال کی جاتی ہے۔ حضورؐ نے انہیں اس کی تیاری کا حکم دیا۔(۱۱) غرض اسلام میں پہلی بار منجنیق سے قلعہ پر سنگ باری کی گئی۔ ابن اسحاق کے حوالے سے "زادالمعاد"(۱۲) میں ہے کہ جس دن دیوار میں سوراخ ہو گیا صحابہ کرام دبابے میں بیٹھ کر فصیل تک پہنچ گئے لیکن تیروں پر دھر لئے گئے جن میں سے بعض شہید ہو گئے۔ قلعہ والوں نے مسلمانوں کی پیش قدمی روکنے کے لئے فصیل کے قریب گوکھرو کے کانٹے بچھا دیئے۔

ایک دن شدخہ کے مقام پر جو طائف کی چار دیواری کے پاس تھا شدید لڑائی ہوئی۔ اس موقع پر تیروں سے بچنے کے لئے ایک دبابہ گائے کی

کھال سے تیار کیا گیا۔ مجاہد اسے دھکیل کر فصیل تک لے گئے تاکہ اس میں شگاف کر دیں۔ ثقیف کے لوگوں نے قلعہ کے اوپر سے لوہے کی گرم دہکتی سلاخیں دبابہ پر پھینکیں جن سے کھال جل گئی اور اندر بیٹھے مجاہد باہر نکلنے پر مجبور ہوئے جنہیں تیروں کا نشانہ بنایا گیا۔(۱۳) چند مجاہدین نے ایک خندق کھودی تاکہ شہر پناہ تک پہنچ جائیں۔ تیروں اور پتھروں کی بارش نے یہ کوشش بھی ناکام بنا دی۔

آخری تدبیر

فصیل میں شگاف ڈالنے کے تینوں حربے کامیاب نہ ہو سکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے باغات اجاڑنے کا حکم دیا۔(۱۴) ہر مجاہد پر لازم کیا کہ پانچ بارور یا لائق بار درخت اور اتنی ہی ان کے گرد انگور کی بیلیں کاٹ ڈالیں۔ اس سے وہ لوگ بہت پریشان ہوئے اور اللہ کے نام اور رحم (قرابت داری) کے واسطے رحم کی درخواست کی۔ ثقیف کی جانب سے اسود بن مسعود نے یہ گزارش کی۔(۱۵) طبری کا بیان ہے کہ ثقیف کے سرداروں میں سے عروہ ابن مسعود (ابوسفیان کی بیٹی آمنہ کا شوہر) اور غیلان بن مسلمہ ان دنوں یمن کے ایک شہر جرش میں دبابے اور منجنیق بنانے کا فن سیکھ رہے تھے۔ محاصرہ کی اطلاع پا کر بھی انہوں نے حاضری پر غیر حاضری کو ترجیح دی۔(۱۶) اللہ کے نام پر کی جانے والی اس درخواست رحم کو آپؐ نے فوراً قبول کر لیا اور درخت کاٹنے کی ممانعت فرما

دی۔ فرمایا۔(۱۷)

"بے شک میں اللہ کے واسطے ان درختوں کو تم پر رحم کرتے ہوئے چھوڑے دیتا ہوں۔"

مژدۂ آزادی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا کہ جو غلام قلعہ سے اتر کر ہمارے پاس آئے گا اسے آزاد کردیا جائے گا۔(۱۸) اس کے جواب میں دس غلام بھاگ کر آئے ان میں حضرت نفیع بن حارث بھی تھے جو سیڑھی کے ذریعے قلعہ پر چڑھے اور پھر گراری (چرخی جو رہٹ پر لگائی جاتی ہے) کے ذریعہ لٹک کر نیچے آئے۔ عربی میں گراری کو بکرہ کہتے ہیں۔ اسی لئے ان کا لقب ابو بکرہ ہوا۔(۱۹) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ ۲۲ آدمی تھے۔ آپؐ نے انہیں آزاد فرما دیا اور ہر غلام کو ایک مسلمان کے سپرد کردیا کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ یہ عمل اہل ثقیف کو بہت شاق گزرا۔ بعض نے ان کی تعداد ۱۹ اور ۲۳ بھی بتائی ہے۔ جب طائف کے لوگ مسلمان ہوئے تو حارثہ ابن کلدہ اور چند دیگر لوگوں نے ان غلاموں کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ اسے رد کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔(۲۰)

"یہ اللہ کی طرف سے آزاد کئے ہوئے لوگ ہیں"

گفت و شنید

حضرت ابو سفیانؓ بن حرب اور شعبہؓ بن مغیرہ کو ثقیف سے گفتگو کے لئے بھیجا گیا۔ انہوں نے جان کی امان طلب کی۔ ان دونوں نے بنی ثقیف میں بیاہی قریش کی چند خواتین کو بطور ضمانت باہر آنے کو کہا۔ عورتیں جن میں ابو سفیان کی بیٹی آمنہ زوجہ عروہ بن مسعود بھی شامل تھی قلعہ سے باہر نکلنے سے انکار کردیا۔ ان دو حضرات نے قلعہ کا دروازہ کھولنے کا مشورہ دیا۔ ثقیف کے اسود بن مسعود نے جواب دیا۔ جس مقصد کے لئے تم دونوں یہاں آئے ہو اس سے بہتر راستہ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ جس مقام پر مسلمان ٹھہرے ہیں وہاں ہماری ایسی جائیداد ہے جس سے بہتر طائف میں نہیں۔ اگر مسلمان اسے تباہ کردیں تو پھر آباد نہ ہو سکے گی۔ بجائے اسے اجاڑنے کے اسے خود لے لیں یا اللہ کے نام پر چھوڑ دیں۔ مطلب یہ تھا کہ اسے لے کر محاصرہ اٹھالیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تجویز منظور نہیں فرمائی۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلامی غزوات کا مقصد ملک گیری، جائیداد اور مال و زر نہیں بلکہ حق کی سربلندی ہے۔(۲۱)

خواب اور تعبیر

محاصرہ جاری تھا کہ حضورؐ نے ایک خواب دیکھا۔ ایک بڑا پیالہ جو مکھن سے بھرا ہوا تھا آپؐ کو ہدیہ پیش کیا گیا۔ اتنے میں ایک مرغ آیا اور

اس نے چونچ مار کر اس میں سوراخ کردیا' سارا مکھن بہہ گیا۔ آپ نے یہ خواب حضرت ابوبکرؓ سے بیان فرمایا جو تعبیر دینے کے ماہر تھے۔ انہوں نے تعبیر دی کہ طائف اس سال فتح نہیں ہوگا۔ ارشاد ہوا میری بھی یہی رائے ہے۔(۲۲)

سوال و جواب

ایک دن ابو محجن ثقفی نے قلعہ کی دیوار پر کھڑے ہو کر کہا اے بندگان محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) محاصرہ اٹھالو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ بخدا ہم محاصرہ کر کے تمہاری خوراک بند کر دیں گے۔ درختوں کو کاٹ کر باغ ویران کر دیں گے۔ ابو محجن نے کہا ایسا کرو تو اور درخت پیدا کرلیں گے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ ہم تمہیں باہر کب نکلنے دیں گے۔ تم اسی طرح بھوکے مرجاؤ گے؟ ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا۔ ایسا نہ کہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سال فتح کی اجازت نہیں۔(۲۳)

اسی دوران حضرت خولہؓ بنت حکیم (زوجہ عثمانؓ ابن مظعون) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ پر آئیں اور عرض کیا۔ اگر آپؐ طائف کو فتح کرلیں تو بادیہ بنت غیلان یا فارعہ بنت عقیل کا زیور مجھے عنایت فرمادیں۔ ارشاد ہوا اگر مجھے ثقیف کو قابو میں لانے کی اجازت نہ ملی تو؟ وہ خاموشی سے باہر چلی گئیں اور حضرت عمرؓ سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت عمرؓ خدمت اقدسؐ میں حاضر ہوئے اور پوچھا۔ یا رسول اللہؐ آپ نے خولہ سے

جو بات کہی اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا۔ جو بات میں نے کہی ہے وہ درست ہے۔ عرض کیا۔ تو کیا کوچ کا اعلان کردوں۔ فرمایا۔ ہاں۔ (۲۴)

بھٹ میں لومڑی

محاصرہ اٹھانے سے پہلے آپؐ نے حضرت نوفلؓ بن معاویہ الدیلی سے مشورہ کیا۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! اہل طائف لومڑی کی طرح ہیں۔ لومڑی اپنے بھٹ میں گھس گئی ہے اگر کوشش جاری رہی تو پکڑ لی جائے گی۔ چھوڑ دی جائے تو کوئی نقصان نہ ہوگا۔ یہ رائے معلوم ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ ختم کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ حُنَین میں بنی ہوازن پوری طرح قابو میں آگئے تھے لیکن بنی ثقیف طائف میں قلعہ بند ہو کر ٹکر لینا چاہتے تھے۔ جب ان کی طرف سے مضرت کا اندیشہ دور ہوگیا تو محاصرہ اٹھا لیا گیا۔ اس سے سرایا و غزوات کا مقصد بہ آسانی سمجھ میں آسکتا ہے۔ ملک گیری' جوع الارض یا اقتدار مقصود ہوتا تو فتح تک محاصرہ جاری رہتا۔ کوچ کا اعلان ہوا تو مجاہدوں نے بغیر فتح کے جانا پسند نہیں کیا۔ (۲۵) حکم ہوا کہ کل صبح لڑائی کرو۔ معرکہ ہوا اور بہت سے مجاہد زخمی ہوئے۔ اب سب نے محاصرہ اٹھا کر جلدی جلدی کوچ کی تیاری کی۔ یہ دیکھ کر حضورؐ مسکرانے لگے۔ (۲۶) حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ثقیف کے لئے بد دعا کیجئے۔ ارشاد ہوا مجھے اس کی اجازت نہیں۔ عرض کیا گیا جب اجازت نہیں تو ٹھہرنے سے کیا حاصل۔ فرمایا انشاء اللہ کل صبح

ہم یہاں سے رخصت ہو جائیں گے۔ سب نے خوشی کا اظہار کیا۔ جاتے وقت مجاہدوں نے کہا ہمیں ثقیف کے تیروں نے بڑا نقصان پہنچایا آپؐ ان کے حق میں بددعا فرمائیں۔ آپؐ نے دونوں ہاتھ بلند کئے اور فرمایا۔

"الٰہی ثقیف کو ہدایت دے اور انہیں (مطیع کر کے) لے آ" (۲۷)

محاصرہ کی مدت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے محاصرہ اٹھا کر دحنا کے راستے جعرانہ تشریف لائے۔ اس محاصرہ کی مدت کے بارے میں اختلاف ہے۔ واقدی (۲۸) نے ایک ماہ ذیقعدہ کے چاند نظر آنے تک لکھا ہے۔ ابن کثیر (۲۹) نے "البدایہ والنہایہ" میں لکھا ہے کہ ابن اسحٰق محاصرہ کی مدت ۲۰ روز اور ابن ہشام ۱۷ دن بتاتے ہیں۔ ابن جوزی (۳۰) نے ۱۸ دن کا محاصرہ لکھا ہے۔ ابن خلدون (۳۱) نے تقریباً ۲۰ دن کی مدت بتائی ہے۔ ابن حزم (۳۲) بیس دن سے زیادہ محاصرہ کی مدت لکھتے ہیں۔ بلاذری (۳۳) نے ۱۵ دن لکھا ہے۔ حضرت انسؓ کی صحیح مسلم میں روایت (۳۴) ہے کہ ہم طائف کی طرف چلے اور انہیں چالیس روز گھیرے رکھا۔

شہداء کے نام

طائف کے محاصرہ میں کل بارہ صحابہ شہید ہوئے ان میں سات قریشی، چار انصاری اور ایک بنی لیث کا فرد تھا۔ ان کے اسمائے گرامی درج

ذیل ہیں۔(۳۵)

۱۔ حضرت سعیدؓ بن سعید بن عاص (قریش۔ بنی اُمیہ)

۲۔ حضرت عرفطہ بن جناب (یا حباب)۔ (قریشی حلیف)

۳۔ حضرت عبداللہ بن ابوبکر صدیقؓ (قریش۔ بنی تیم۔ تیر کا کاری زخم لگا اس کے نتیجے میں دورِ صدیقی میں وفات پائی)

۴۔ حضرت عبداللہ بن ابی اُمیہ بن مغیرہ (قریش۔ بنی مخزوم)

۵۔ حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ (بنی عدی کے حلیف)

۶۔ حضرت سائبؓ بن حارث بن قیس بن عدی۔ (قریش۔ بنی سہم)

۷۔ حضرت عبداللہؓ بن حارث بن قیس بن عدی۔ (قریش۔ بنی سہم)

۸۔ حضرت ثابتؓ بن جذع (انصاری۔ بنو سلمہ)

۹۔ حضرت حارثؓ بن سہل بن ابو صعصعہ (انصاری۔ بنو مازن)

۱۰۔ حضرت منذرؓ بن عبداللہ (انصاری۔ بنو ساعدہ)

۱۱۔ حضرت رقیمؓ بن ثابت (انصاری۔ بنی اوس)

۱۲۔ حضرت جُلیحہ بن عبداللہ (قبیلہ بنو سعد بن لیث)

شہداء کو طائف کی فصیل کے نیچے ہی سپردِ خاک کیا گیا۔ بعد میں اسی مقام پر کاتبِ وحی حضرت زیدؓ ابن ثابت بھی دفن ہوئے۔

جب طائف سے کوچ ہونے لگا تو ارشاد ہوا کہ یہ دعا پڑھو۔(۳۶)

آئِبُوْنَ، تَائِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ،

ترجمہ! ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں اپنے رب کی

عبادت کرنے والے ہیں اور اسی کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔"
محاصرہ اٹھاتے ہوئے اہل ایمان کی زبانوں پر حمد کے ساتھ توبہ و استغفار کے الفاظ تھے اور قلعہ سے سعید ابن عبید ثقفی فخریہ اعلان کر رہا تھا کہ آگاہ ہو جاؤ قبیلہ ثقیف اپنی جگہ موجود ہے۔ اس پر عینیہ بن حصن کہہ اٹھا "اور پوری شان و شوکت کے ساتھ۔" (۳۷)

پاس رضاعت

غزوہ ہوازن کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین سے فرمایا اگر نجدیوں پر قابو پالو تو بنی سعد بنی بکر کے کسی فرد پر سختی نہ کرنا۔(۳۸)

دشمن کے تعاقب میں بھیجے جانے والے ایک دستے سے ارشاد ہوا کہ اگر بجاد نامی شخص (جو بنی سعد بن بکر کا تھا) سے سامنا ہو تو اسے کسی نہ کسی طرح پکڑ لینا۔ وہ گرفتار ہوا۔ اس کے اہل و عیال کے ساتھ شیما بنت الحارث بھی پکڑی گئیں۔(۳۹) ابن اثیر نے سَرِیّہ اوطاس میں ان کی گرفتاری کا ذکر کیا ہے۔(۴۰) ان کا نام حذافہ اور لقب شیما تھا۔ مسلمانوں نے انہیں تیز چلنے کے لئے سختی کی تب انہوں نے کہا کہ میں تمہارے صاحب کی دودھ شریک بہن ہوں۔ لوگوں نے اسے باور نہ کیا اور گھسیٹتے ہوئے انہیں لے آئے۔ اس وقت حضورؐ طائف کا محاصرہ اٹھا کر جعرانہ میں مقیم تھے۔

بھائی بہن کی ملاقات

تصدیق کے لئے شیماء خدمت اقدسؐ میں لائی گئیں تو کہا کہ میں آپؐ کی رضاعی بہن ہوں۔ فرمایا۔ کوئی ثبوت؟ عرض کیا ایک دفعہ جب آپؐ چھوٹے تھے تو میں نے کھیل میں آپؐ کو بہت تنگ کیا۔ آپؐ نے میری پشت پر کاٹ لیا وہ نشان اب بھی موجود ہے۔(۴۱) حضورؐ کو اپنے بچپن کا یہ واقعہ یاد آگیا۔ احترام سے اپنی چادر بچھائی اور محبت سے بٹھایا۔ حضرت حلیمہؓ کے بارے میں پوچھا۔ بتایا گیا کہ ان کا انتقال ہوگیا ہے۔ آپؐ ان کو یاد کرکے آبدیدہ ہوگئے۔ فرمایا۔ میرے پاس رہنا چاہو تو عزت سے رکھا جائے گا۔ اپنے لوگوں میں واپس ہونا پسند کرو تو اس کا بھی انتظام ہوجائے گا۔ انہوں نے اپنے قبیلہ میں رہنے کو ترجیح دی۔ آپؐ نے انہیں کچھ اونٹ بکریاں ایک غلام مکحول اور ایک باندی عطا فرمائی۔ انہوں نے ان دونوں کی شادی کردی۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ ان کی اولاد باقی ہے۔

جعرانہ

تمام اموال غنیمت کو حُنَین سے جعرانہ پہنچایا گیا اور حضرت بدیلؓ ابن ورقاء کی تحویل میں دیا گیا۔ جعرانہ مکہ سے ۱۸ میل کے فاصلے پر ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ایک منزل کی مسافت ہے۔ یہ ایک موضع تھا جو ایک عورت کے نام پر مشہور ہے۔(۴۲) طائف سے روانہ ہوکر ۵ ذی القعدہ ۸ ہجری کو حضورؐ جعرانہ میں آئے۔ یہاں دس دن تک ہوازن والوں کا

انتظار فرمایا کہ شاید وہ اپنے لوگوں عورتوں اور بچوں کو چھڑانے آئیں جب کوئی بھی نہیں آیا تو تقسیم کی خاطر حضرت زیدؓ بن ثابت کو حکم ہوا کہ لوگوں اونٹوں اور بھیڑ بکریوں کا شمار کرو۔ (۴۳)

ایک دن نماز ظہر سے فارغ ہو کر حکم ہوا کہ اہل ہوازن میں سے جو لوگ طائف میں مسلمان ہوئے اور لشکر میں ساتھ ہیں ان کی عورتیں اور مال واپس کردو۔ ہوازن کے مسلمان ہونے والوں کے لئے دعائے خیر فرمائی اور نہ ہونے والوں کے لئے ہدایت کی دعا مانگی۔ (۴۴)

مالِ غنیمت کی تقسیم

اس موقع پر لوگوں نے اصرار کیا کہ ہمارا غنیمت کا مال ہم میں تقسیم کردیجئے۔ آپؐ وہاں سے چلے تو سب پیچھے ہو لئے۔ آپؐ کی چادر ایک جھاڑی میں الجھ کر رہ گئی۔ فرمایا اے لوگو! میری چادر تو مجھے دے دو۔ اللہ کی قسم اگر میرے پاس تہامہ کے درختوں کے برابر اونٹ ہوتے تو بھی تقسیم کردیتا۔ اپنے اونٹ کے پاس آئے اس کی کوہان کے بال مٹھی میں لے کر فرمایا اس میں میرا صرف پانچواں حصہ ہے۔ وہ بھی میں تم کو دے دیتا ہوں۔ (۴۵)

*تقسیم میں ہر شخص کو چار اونٹ اور چالیس بکریاں ملیں۔ سوار کو اب تک دو گنا حصہ دیا جاتا تھا اس دفعہ تگنا حصہ دیا گیا یعنی بارہ اونٹ اور ۱۲۰ بکریاں۔

حنین کی غنیمت کی تقسیم استثنائی نوعیت کی تھی کیونکہ پہلی بار مولفتہ القلوب کا معاملہ سامنے آیا۔ یہ وہ لوگ تھے جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے۔ ان کے دل میں ایمان پوری طرح راسخ نہیں ہوا تھا کیونکہ انہیں اللہ کے رسول کی صحبت میسر نہیں آئی تھی۔ ان کے علاوہ کچھ کُفّار (اسلام پر غور کی مہلت کے ساتھ) بھی تھے۔ ان کے دل جیتنے کے لئے بھی حضورؐ نے داد و دہش کا طریقہ اپنایا۔ اگر انسان عقل کے راستے صراط مستقیم پر نہ آئے تو کبھی کبھی پیٹ کے راستے اسے لایا جاتا ہے۔

تالیف قلب کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مال خُمس میں سے) نو مسلموں اور معاہد کو حسب ذیل عطیات دیئے۔(۴۶)

	اونٹوں کی تعداد
حضرت ابو سفیانؓ بن حرب	۱۰۰
حضرت یزیدؓ بن ابو سفیان	۱۰۰
حضرت معاویہؓ بن ابو سفیان	۱۰۰
حضرت حکیمؓ بن حِزام	۲۰۰
حضرت سہلؓ بن عمرو	۱۰۰
حضرت حویطبؓ بن عبد العُزّیٰ	۱۰۰

RekhtaDownload.com

حضرت نضیرؓ بن کلدہ ثقفی	۱۰۰
حضرت صفوانؓ بن اُمیّہ	۱۰۰
حضرت قیسؓ بن عدی	۱۰۰

غیر مکی نو مسلم سرداروں میں

اقرع بن حابس (بنی تمیم)	۱۰۰
عینیہ بن حصن (بنی فزارہ)	۱۰۰

عطا پر عطا

نقدی (چاندی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جمع تھی۔ ایسے میں ابو سفیانؓ بن حرب آئے اور عرض کیا آج آپ قریش میں سب سے زیادہ دولت مند ہیں۔ حضورؐ نے تبسم فرمایا۔ عرض کیا۔ کیا مجھے اس مال میں سے کچھ عطا نہیں ہوگا؟ بلالؓ کو حکم ہوا کہ چالیس (۴۰) اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دیدو۔ عرض کیا میرے بیٹے یزید بن ابو سفیانؓ کو بھی حصہ عطا ہو۔ ان کے لئے بھی اسی قدر عطیہ کا حکم ہوا۔ پھر انہوں نے اپنے دوسرے بیٹے معاویہؓ کے لئے بھی درخواست کی۔ انہیں بھی اسی قدر عطا ہوا۔ (۴۷)

شکوۂ تنگیٔ داماں نہ رہا

حکیمؓ بن حزام کو ستر (۷۰) اونٹ عطا ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا

کہ میں اس سے زیادہ عطیہ کا حقدار ہوں۔ آپؐ نے دس اونٹ اور عطا فرمائے۔ انہوں نے انکار کیا۔ مزید دس اونٹ کا اضافہ فرمایا۔ اسے بھی قبول نہ کیا۔ حضورؐ نے پورے سو کرنے کا حکم دیا۔ قبول کرتے ہوئے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ عطیہ جس سے میں راضی ہوا بہتر ہے یا وہ جس سے انکار کیا۔ فرمایا۔ جس سے تم ناخوش ہوئے۔ عرض کیا بخدا میں اس کے سوا کچھ اور نہ لوں گا نہ آپؐ کے بعد کسی سے سوال کروں گا۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لئے برکت عطا فرمائے۔ اس دعا کا اثر تھا کہ حکیمؓ ابن حزام مرتے دم تک تمام قریش میں سب سے زیادہ مالدار رہے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ پہلے سو اونٹ دوبارہ درخواست پر مزید سو اونٹ عطا فرمائے۔(۴۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی کی طرف تشریف لے گئے۔ صفوان ابن امیہؓ بھی ساتھ تھا۔ وہ گھاٹی چوپایوں سے بھری ہوئی تھی۔ صفوان کی نظریں ان پر سے ہٹتی نہ تھیں۔ حضورؐ نے اس کی کیفیت ملاحظہ کی تو فرمایا۔ کیا تم کو یہ بہت پسند ہیں؟ عرض کیا۔ جی ہاں۔ ارشاد ہوا۔ اچھا تم یہ سب لے لو۔ "یہ دریا دلی' یہ عطا، نفس پیغمبر کے سوا کسی کے بس کی بات نہیں۔" کہتے ہوئے اسی وقت ایمان لے آیا۔(۴۹) یہ بھی روایت ہے کہ صفوان کو پہلے سو اونٹ پھر سو اونٹ اور پھر سو یعنی کل تین سو اونٹ عطا ہوئے۔

اس کی زبان کاٹ دو

عباس بن مرداس کو چالیس اونٹ عطا ہوئے تو اس نے کچھ ہجویہ اشعار کہے۔ ان اشعار میں اس نے کہا۔

"یہ اونٹ اسی لُوٹ کے ہیں جسے میں نے اپنے گھوڑے پر چڑھ کر حاصل کیے۔ اب میری لُوٹ اور میرے غلاموں کی لُوٹ کا مال عینیہ اور اقرع کو دیا جا رہا ہے۔ میں ان دونوں سے کسی درجہ کم نہیں ہوں۔ ان باتوں کے عرض کرنے کی اس لئے ضرورت پیش آئی کہ جو آج بے قدر رہے گا وہ پھر کبھی سربلندی اور عزت نہ پاسکے گا۔"

حضورؐ کو علم ہوا تو اس سے پوچھا۔ تو نے یہ کہا؟ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اس کے یہ کہنے کا مطلب کچھ اور تھا آپؐ کی ذات رحمت سے یہ غصہ؟ پوچھا۔ اس نے کیا کہا۔ حضرت ابو بکرؓ نے ایک مصرعہ پڑھا اور عرض کیا میں شاعر نہیں ہوں۔

ارشاد ہوا۔ اس کی زبان کاٹ دو۔ لوگ "قطع لسان" سن کر ڈر گئے کہ مُثلہ کا حکم ہے۔ مقصد مزید عطیہ تھا تاکہ زبان بند ہو جائے چنانچہ صحابہ کرام نے اسے سو اونٹ دے کر راضی کر لیا۔ (۵۰)

وہ لوگ جنہیں پچاس اونٹ دیئے گئے ان کی فہرست بھی خاصی طویل ہے۔

جرأت بے جا

حضرت عبداللہ ابن عمروؓ ابن العاص سے روایت ہے کہ بنی تمیم کے ایک شخص ذوالخویصرہ نے مال غنیمت کی تقسیم پر اعتراض کیا تو فرمایا۔ تو نے کیا دیکھا؟ یعنی کوئی غلطی پائی۔ وہ بولا۔ آپؐ نے تقسیم کا عادلانہ حکم نہیں دیا۔ حضورؐ اس نازیبا بات پر برہم ہوئے۔ فرمایا۔ کیا مجھ سے زیادہ کسی اور سے عادلانہ تقسیم ممکن ہے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ کیا میں اسے قتل کردوں؟ فرمایا جانے دو' دین میں ایسے اشخاص کے شامل یا خارج ہونے کی مثال اس تیر کی سی ہے جو کمان سے نکلتا ہے کسی طرف راہ نہ پاکر زمین پر آگرتا ہے۔(۵۱)

صحابہ کرام میں سے کسی نے کہاکہ آپؐ نے عینیہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو سو اونٹ عطا کئے جعیلؓ بن سراقہ ضمری محروم رہے۔ آپؐ کو معلوم ہوا تو ارشاد ہوا۔ جعیلؓ بن سراقہ ان سرداروں سے کہیں بہتر ہے۔ یہ عطا ان کی تالیف قلب کے لئے ہے۔ جعیلؓ کا ایمان راسخ ہے اسی لئے انہیں کچھ نہیں دیا۔(۵۲) حضرت عبداللہؓ ابن مسعود روایت کرتے ہیں کہ انصار کا ایک آدمی جو نفاق میں مبتلا تھا کہنے لگا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تقسیم خدا کو حاضر و ناظر جان کر کی ہے؟ انہوں نے یہ بات حضورؐ تک پہنچائی۔ یہ سن کر آپؐ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدلنے لگا۔ وہ اپنے کئے پر شرمندہ ہونے لگا۔ فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ موسیٰ (علیہ السلام) پر رحم کرے انہیں اس سے زیادہ ایذائیں دی گئیں اور انہوں نے اس پر صبر کیا۔"

بعید از فہم

مال غنیمت سے یہ بخشش و عطا بعض لوگوں کی سمجھ سے باہر تھی۔ خصوصاً قریش سے یہ فیاضانہ سلوک بعض نوجوان انصار کو گراں گزرا۔ ناخوشی میں کسی نے کہہ دیا کہ عطا کا موقع آیا تو ہمیں پوچھا تک نہیں۔ نازک وقت پڑا تھا تو سب سے پہلی پکار ہماری تھی۔ ابھی تو ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے۔(۵۳) مصیبت کے وقت ہم اور غنیمت کے وقت اپنی قوم۔ انصار میں جب یہ چرچا بڑھنے لگا تو حضرت سعدؓ بن عبادہ نے ان کے احساسات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائے۔ حضورؐ نے ان سے پوچھا۔ تمہارا اپنا خیال کیا ہے؟ عرض کیا۔ میں بھی ان ہی کا ایک فرد ہوں۔ ارشاد ہوا۔ اچھا تمام انصار اور صرف انصار کو ایک جگہ جمع کرو۔ ایک بڑے چمڑے کے خیمے میں سب جمع ہو گئے تو حضورؐ وہاں تشریف لے گئے۔ فرمایا۔ کیا تم میں کوئی غیر ہے۔ عرض کیا۔ نہیں مگر ایک ہماری بہن کا لڑکا۔ فرمایا۔ بہن کا لڑکا قوم میں داخل ہے۔

وہ داستاں سنائی کہ دامن بھگو دیئے

اے گروہ انصار! یہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے پہنچی ہے؟ ان کے بزرگ اور ذی عقل افراد نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ ہم

نے تو کچھ نہیں کہا البتہ چند نوجوانوں کے یہ احساسات ہیں۔

ارشاد ہوا۔ اے گروہ انصار! کیا تم گمراہ نہیں تھے اور اللہ نے میرے ذریعہ تمہیں راہ ہدایت نہیں دکھائی؟ جواب دیا۔۔ بے شک یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا احسان ہے۔

فرمایا۔ کیا تم آپس میں ایک دوسرے کے خون۔ کے پیاسے نہ تھے؟ اور اللہ نے میرے سبب الفت تمہارے دلوں میں پیدا نہیں کردی؟

عرض کیا۔ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ ہی کا احسان ہے۔

کیا تم مفلس اور نادار نہ تھے؟ اللہ نے میری وجہ سے تمہیں غنی اور مالدار نہیں بنایا؟

ایک ساتھ گویا ہوئے "بے شک یہ اللہ اور رسولؐ ہی کا احسان ہے۔"

فرمایا۔ تم اس کا جواب کیوں نہیں دیتے؟

عرض کیا۔ ہم اس کا کیا جواب دیں۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کا احسان ہی اس کا جواب ہے۔

اے انصار کے لوگو!

تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ تو ہمارے پاس ایسی حالت میں آیا کہ لوگوں نے تجھے جھٹلایا تھا۔ ہم نے تیری تصدیق کی۔ تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ لوگوں نے تمہیں بے یارومددگار چھوڑ دیا تھا، ہم نے تیرا ہاتھ پکڑا، مدد دی، تم کہہ

سکتے ہو کہ لوگوں نے تجھے گھر سے نکال دیا تھا۔ ہم نے تجھے گھر دیا' پناہ دی۔ تم کہہ سکتے ہو کہ تو مفلس تھا' ہم نے تجھے مال دیا' آسودگی دی' اگر تم یہ کہو تو تمہاری بات سچ ہے اور تمہارے سچ کو مانا جائے گا' اس کی تصدیق کی جائے گی۔

ایمان کا حصار

اے انصار کے لوگو! کیا تم متاع دنیا کے لئے رنجیدہ و ناخوش ہو؟ میں نے نو مسلموں کو اسلام پر جمانے کے لئے ان کی دلداری کی۔ تمہارا اسلام تو ایمان کے حصار میں ہے۔ قریش نے ابھی ابھی جاہلیت کو چھوڑا ہے۔ ایک بڑی مصیبت سے نجات پائی ہے۔ میں نے چاہا کہ اُن کی دل جوئی اور فریاد رسی کروں۔ کیا تم اس سے خوش نہیں کہ لوگ اونٹ بکریاں اور چوپائے سمیٹ کر لے جائیں اور تم اپنے ساتھ اللہ کے رسولؐ کو لے جاؤ؟ خدا کی قسم! تم جو لے کر اپنے گھر جاؤ گے وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے کر گھر جائیں گے۔

تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر ہجرت کا رتبہ بڑا نہ ہوتا تو میں انصار ہی کا ایک فرد ہوتا۔ اگر سب لوگ ایک میدان کی راہ لیں اور انصار ایک گھاٹی کو اختیار کریں تو میں انصار کے ساتھ چلنا پسند کروں گا۔ اے انصار! تم میرا شعار

(استر۔ کپڑے کی بدن سے ملی ہوئی تہ) ہو اور دوسرے دثار (ابری۔ لباس کا بیرونی حصہ) ہیں۔ تم میرے بعد اپنے مقابلہ میں دوسروں کی ترجیح کو دیکھو گے تو صبر کرنا تا آنکہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات ہو۔ (۵۴)

"مدارج النبوت (۵۵)" میں یہ بھی اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک وثیقہ تحریر کردوں کہ میرے بعد بحرین تمہاری مِلک ہوگا جو بہترین مملکت ہے اور جس کی فتح اللہ تعالیٰ نے میرے لئے مخصوص و محفوظ رکھی ہے۔ پھر آپؐ نے دست دعا بلند کرکے فرمایا۔ اے اللہ! انصار پر رحم فرما' ان کے بیٹوں پر رحم فرما' ان کے بچوں کے بچوں پر رحم فرما۔

ڈھل رہے ہیں مرے اشکوں کے گہر ان کے لئے

حضرت ابو سعیدؓ خدری کہتے ہیں کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو بھر نہ آئی ہو۔ کوئی داڑھی ایسی نہ تھی جو آنسوؤں سے تر نہ ہوئی ہو' کوئی دامن ایسا نہ تھا جو اشکِ ندامت سے بھیگا نہ ہو' گریہ بڑھا تو گریۂ پیہم بن گیا۔ اشک رواں ہوئے تو ابر گہربار بن گئے۔ ہچکیاں بڑھیں تو گلے رُندھ گئے۔ ہر زبان پر یہی تھا ہمیں کچھ نہیں چاہئے۔ ہمیں کچھ نہیں چاہئے۔ ہم اس تقسیم میں اللہ کے رسولؐ کے سوا کچھ اور نہیں چاہتے نہ مال و دولت دنیا' نہ رشتہ و پیوند............ ہمارا حصہ رسدی ... سید مکی مدنی

اصل معاملہ

احادیث اور سیرت کی کتابوں میں کہیں بھی واضح طور پر ایسی کوئی روایت نہیں ملتی کہ آیا یہ عطا مجموعی غنیمت سے تھی یا مال خُمس سے۔ مندرجہ بالا خطاب کا کچھ حصہ جو صحیح مسلم میں حضرت انسؓ بن مالک کے حوالے سے درج ہے۔ اس کے بارے میں شارح مسلم امام نوویؒ لکھتے ہیں۔(۵۶) "قاضی عیاضؒ نے ذکر کیا کہ اس حدیث میں تصریح نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خُمس (پانچواں حصہ) نکالنے سے قبل دیا یا اس کو خُمس میں نہیں گنا۔ باقی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو خُمس میں سے دیا ہے۔" امام مالکؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ خُمس ہی نہیں بلکہ خُمس الخمس (جو حضورؐ کا خاص حصہ ہے) میں سے عطا فرمایا۔ اَموالِ صحابہؓ سے دینا حضورؐ کے قاعدہ کے خلاف ہے چنانچہ اس غزوہ میں ہوازن کو جو غلام اور کنیز لوٹائے گئے ان میں حضورؐ نے صرف سفارش کی ہے خود ہی اس حصہ میں سے نہیں لوٹایا۔ اس کے باوجود بھی چند لوگ راضی نہ ہوئے تو انہیں آیندہ اس کے بدلہ میں زیادہ دینے کا وعدہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عطا مال خُمس میں سے تھی۔

خُمس اللہ کا حصہ ہے۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تصرف کا پورا پورا اختیار ہوتا تھا۔ قبیلہ کا ہر فرد سردار کے حکم کا پابند تھا۔ اشاعتِ اسلام کی خاطر ان سے فیاضانہ سلوک خُمس کا بہترین مصرف تھا۔

چنانچہ چند سردار بخشش و عطا سے متاثر ہو کر اسی وقت مسلمان ہو گئے جیسے صفوان بن اُمیہ۔

انصار کی چہ مگوئیوں سے کہیں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ انہیں ان کے حق سے محروم کیا گیا بلکہ یہ واضح ہوتا ہے کہ بخشش و عطا کے بھی ہم مستحق تھے۔ اللہ کے رسولؐ کی مصلحت اور اس کے نتائج تو بعد میں ظاہر ہوئے۔ اگر سب کا سب انصار کو بخش دیا جاتا تو کیا اسلام تیزی سے پھیل جاتا جو نو مسلموں کو عطا کی صورت میں ہوا؟ "مولفتہ القلوب" آئندہ اسلام کا بڑا سرمایہ ثابت ہوئے جیسے بنی اُمیہ۔ فتنۂ ارتداد کے موقع پر حضرت سہلؓ بن عمرو کا کردار۔ ایک اور بات بھی ذہن میں رہے کہ بخشش و عطا نے ان کے دل جیت لئے تو مکہ پر قبضہ مستحکم ہو گیا۔ ان سے سرکشی اور بغاوت کا خوف نہ رہا۔ یہ بہت بڑی سیاسی فتح تھی۔

ہوں گی اے لفظِ محبت تیری تعبیریں بہت

اس مسئلہ میں انصار کا فوری رد عمل غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ آپؐ نے مہاجرین کو کچھ نہیں عطا کیا حالانکہ ان کی مالی قربانیاں اس کی زیادہ متقاضی تھیں۔ اہل بیت کو کچھ نہیں دیا ان کے حق سے کس کو انکار ہوتا؟ ان کا ایمان اس درجہ راسخ تھا کہ متاع دنیا ان کی نظر میں ہیچ تھی۔ مالی ترغیب تو نومسلموں کے لئے ضروری تھی اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا......... یہی عدل تھا۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے غنیمت حلال کردی۔ اگر حضورؐ اس موقع پر خُمس کی بجائے مجموعی غنیمت سے داد و دہش فرماتے تو یہ بھی اللہ کے حکم سے ہوتا۔ حکم خداوندی اور عمل رسولؐ ہی عدل ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر اللہ نے مجاہدوں کو غنیمت سے روک دیا .... یہی عدل تھا۔ مکہ کی اراضی اسی کے حکم سے حرام قرار پائی .... یہی عدل تھا' حرم مکہ میں ایک دن کے لئے خون ریزی کی اجازت اور پھر ہمیشہ کے لئے ناجائز۔ یہ بھی حکم الٰہی تھا .... اور یہی عدل تھا' مصالح عامّہ پر قرابت دار و انصار کے فائدہ کو ترجیح دینا عدل نہیں اس کسوٹی سے بلند ہو کر سوچنا عدل ہے۔

اس روشنی میں فُقہا کا فیصلہ ہے کہ مصالح عامّہ شخصی فوائد پر مقدّم ہیں۔ یہ عمل عدل کے خلاف نہیں عینِ عدل ہے۔ یہ عمل غنیمت کی تقسیم سے پہلے یا اموال کے دارالاسلام لانے سے پہلے ہونا چاہیے بعد میں نہیں۔

لُطف بیکراں

مال غنیمت اور قیدیوں کی جب تقسیم عمل میں آچکی تو ۹ افراد پر مشتمل بنی ہوازن کا ایک وفد حاضر ہوا۔ (۵۷) آپؐ کے دست مبارک پر اسلام قبول کر کے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اس وفد کا امیر زہیر بن صرو تھا۔ ان میں آپؐ کا رضائی چچا ابو زقان بھی شامل تھا۔ عرض کیا۔ ہم پر جو مصیبت آئی ہے وہ آپؐ پر روشن ہے۔ ہم پر احسان کیجئے اللہ آپؐ پر

احسان فرمائے گا۔ بنو سعد کے زہیر نے کھڑے ہو کر کہا۔ یا رسول اللہؐ! قیدیوں میں وہ لوگ بھی ہیں جنھوں نے آپؐ کو گود میں کھلایا، آپؐ کی خدمت اور پرورش کی۔ ان میں آپؐ کی بہنیں، خالائیں اور پھوپیاں شامل ہیں۔ جو دور کے رشتے ہیں وہ بھی آپؐ سے قریبی تعلق رکھتے ہیں۔ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں اگر ہم نے حارث بن ابی شمر یا نعمان بن منذر (شاہان غسان وغیرہ) کو دودھ پلایا ہوتا اور پھر اس مصیبت میں مبتلا ہوتے تو ہمیں احسان اور مہربانی کی توقع ہوتی۔ یہ مصیبت آپؐ کی وجہ سے ہم پر پڑی ہے اور آپؐ تو بہترین صلہ دینے والے ہیں پھر کچھ شعر پڑھے مطلب ہے۔

> یارسول اللہؐ! ہماری ساری امیدیں آپؐ سے وابستہ ہیں۔ آپؐ کے کرم اور احسان سے ہمیں آزادی مل سکتی ہے۔
> ہم اس وقت سخت پریشان اور آفت زدہ ہیں۔

بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے

فرمایا۔ تم نے آنے میں بڑی دیر کر دی۔ میں نے تمہارا بڑا انتظار کیا اب سب کچھ تقسیم ہو چکا ہے۔ اچھا اب یہ بتاؤ تمہیں اپنے اہل و عیال محبوب ہیں یا مال و منال؟ دو میں سے ایک اختیار کر لو۔ عرض کیا بیوی بچے زیادہ محبوب ہیں۔ فرمایا۔ اب یوں کرو کہ جب میں ظہر کی نماز پڑھا چکوں تو تم اٹھ کر کہنا مسلمانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کی بدولت ہم شفاعت کے

امیدوار ہیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا کہ تمہارے یہ بھائی توبہ کر کے تمہارے پاس آئے ہیں۔ میری رائے ہے کہ میں اپنے قیدی انہیں واپس کر دوں۔ پھر جو شخص خوشی سے اپنا قیدی چھوڑ دے ایسا کرے وہ اللہ تعالیٰ کے پاس اجر کا مستحق ہوگا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور بنی عبدالمطلب کے حصہ کے بنی ہوازن کے لونڈی غلام انہیں واپس فرما دیئے۔ یہ دیکھ کر مہاجرین نے کہا جو ہمارے حصے میں آئے ہیں وہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے۔ انصار نے بھی ان کی تقلید کی۔(۵۸)

بنی تمیم کے اقرع بن حابس نے کہا مگر جو لوگ میرے اور بنی تمیم کے حصے میں آئے ہیں وہ ہم نہیں چھوڑتے۔

بنی فزارہ کے عینیہ بن حصن نے بھی اپنے قیدیوں کو دینے سے انکار کیا۔ عباس بن مرداس نے کہا کہ میں اور بنی سُلیم بھی اپنا حق نہیں چھوڑیں گے۔ اس پر بنی سلیم کے لوگوں نے اٹھ کر کہا کہ ہم اپنا حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے ہیں اس پر عباس نے بنو سُلیم سے کہا کہ تم نے میری توہین کی۔

حُبِّ رسول یا حُبِّ مال؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ان قیدیوں میں

سے اپنا حصہ لینا چاہتا ہے اسے ہر انسان کے عوض چھ حصے مال دیا جائے گا اور یہ اس مال فئے میں سے ہو گا جو اللہ تعالیٰ آج کے بعد سب سے پہلے ہمیں عطا فرمائے گا۔ وہ اس شرط پر اپنا قیدی آزاد کردے۔ آوازیں آئیں ہم بخوشی اپنا قیدی چھوڑتے ہیں۔ فرمایا۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کس نے اجازت دی اور کس نے نہیں لہٰذا تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ اور تمہارے سردار مجھے تمہاری مرضی سے مطلع کریں۔ سرداروں نے ان سے گفتگو کی اور آکر عرض کیا کہ سب اپنی مرضی سے اپنے قیدی چھوڑنے پر راضی ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قیدیوں کی رہائی کا اعلان فرمایا۔ درود و سلام اس شیر خوار بنی ہوازن پر جس نے ایک دن میں چھ ہزار قیدیوں کو آزادی عطا فرمائی۔

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

ہوازن کے وفد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ تمہارا سردار مالک بن عوف کہاں ہے؟ عرض کیا۔ وہ بنی ثقیف کے ساتھ "کف میں پناہ گزیں ہے۔ فرمایا۔ اس سے کہو اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئے تو میں نہ صرف اس کے اہل و عیال کو واپس کردوں گا بلکہ اس کا مال اور مزید سو اونٹ بھی اسے دوں گا۔

مالک کو یہ پیام پہنچا تو بنی ثقیف سے چھپ کر طائف سے نکلا۔ جعرانہ یا مکہ میں حاضر ہو کر ایمان لے آیا حضورؐ نے حسب وعدہ اس کے

اہل و عیال اور مال و منال کو واپس کردیا۔ تالیف قلب کے لئے مزید سو اونٹ بھی عطا فرمائے۔ اسے اس کی قوم اور طائف کے نواح میں آباد ثمالہ، سلمہ اور فہم کے نو مسلموں پر عامل مقرر فرمایا۔(۵۹) مالک بن عوف اچھا مسلمان ثابت ہوا اور اس نے بنی ثقیف کو اس درجہ تنگ کیا کہ انہیں مسلمان ہونے ہی میں عافیت نظر آئی چھ مہینہ بھی نہیں گزرے تھے کہ ان کا وفد مدینہ پہنچ گیا۔

نتائج

غزوۂ حُنین اور محاصرۂ طائف میں دو خود سر قبائل کا زور ٹوٹ گیا۔ مسلمانوں کے کثرت پر بھروسے اور فخر کے جذبے کی تربیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں بروقت سزا دی۔ اللہ پر بھروسے اور صبر و استقلال کا درس دیا گیا۔ یہ بھی درس ملا کہ غنیمت کو ذریعہ معاش سمجھنے والے عرب اب محبت رسولؐ کو ترجیح دینے لگے۔ مال و دولت کی محبت سے بلند ہو کر حب رسولؐ کے امانت دار بنے۔

عمرۂ جعرانہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۵ ذی قعدہ کو جعرانہ پہنچے۔ تیرہ دن وہاں قیام فرمایا۔ بدھ ۱۸ ذی قعدہ کو بعد عشاء عمرہ کا احرام باندھا اور نماز فجر کے وقت مکہ پہنچے۔ طواف و سعی سے فارغ ہو کر حلق (سر منڈوایا) کروایا اور پورا دن گزار کر اسی رات جعرانہ واپس ہوئے۔ جمعرات کی صبح

جعرانہ سے مدینہ کا قصد فرمایا۔ سرف سے ہوتے ہوئے مراء الظہران کا راستہ اختیار فرمایا۔ ۲۷ ذی قعدہ سن ۸ ہجری کو مدینہ منورہ پہنچے۔ ۱۰ رمضان سن ۸ ہجری فتح مکہ کے ارادے سے نکلے تھے جملہ دو ماہ سولہ دن کے بعد واپسی عمل میں آئی۔ (۶۰)

تعداد عمرہ

حضرت انسؓ ابن مالک کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حج اور چار عمرے ادا فرمائے۔ حج وہی ہے جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔ عمروں کی تعداد چار ہے۔ (۶۱)

(۱) پہلا عمرۂ حدیبیہ

(۲) دوسرا عمرۂ قضاء

(۳) تیسرا عمرۂ جعرانہ

(۴) چوتھا عمرۂ حجۃ الوداع کے ساتھ

ان میں سے تین عمرے ماہ ذی قعدہ میں ادا فرمائے۔

مکہ کی نیابت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتّاب بن اُسید (جو ایک بیس سالہ صالح جوان تھے) کو مکہ کا عامل (گورنر) بنایا۔ ایک درہم (۶۲) روزانہ ان کا مشاہرہ مقرر ہوا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حُنین کی طرف جانے سے پہلے انہیں عامل بنایا اور دوسری روایت یہ ہے کہ عمرۂ جعرانہ کے

موقع پر یہ تقرر ہوا۔ حضرت معاذؓ ابن جبل (انصاری) کو مکہ والوں کو قرآن پڑھانے اور احکام شرع کی تعلیم کے لئے چھوڑا۔ بعض نے ان کے ساتھ حضرت ابو موسیٰؓ اشعری کا نام بھی لکھا ہے۔ مسجد حرام میں موذنی کا فریضہ حضرت ابو محذورہؓ کے سپرد ہوا۔ امامت تو امیر کا فریضہ تھا حضرت عتابؓ ہی نے اسلام میں سب سے پہلے مکہ کے امیر کی حیثیت میں سن ۸ ہجری میں مسلمانوں کے ساتھ حج کیا۔ مشرکین نے اپنے طریقے سے حج ادا کیا۔

RekhtaDownload.com

مآخذ اور حواشی

غزوۂ طائف

۱۔ فتوح البلدان: البلاذری صفحہ ۹۴

۲۔ اردو دائرۂ معارف اسلامیہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۵

۳۔ مواہب لدنیہ: قسطلانی جلد اول صفحہ ۳۶۴

۴۔ عہد نبوی کے میدان جنگ: محمد حمید اللہ صفحہ ۸۳

۵۔ سیرت نبی کاملؐ: ابن ہشام جلد دوئم صفحہ ۵۴۱

۶۔ تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۴۲۱

۷۔ ایضاً صفحہ ۴۲۲

۸۔ مغازی رسول اللہؐ: عروہ ابن زبیرؓ صفحہ ۲۲۲

۹۔ مغازی رسول اللہؐ: عروہ ابن زبیرؓ صفحہ ۲۲۴

۱۰۔ مواہب لدنیہ: قسطلانی جلد اول صفحہ ۳۶۵

۱۱۔ (ا) ایضاً صفحہ ۴۴۰

(ب) : سیرت رسول کریمؐ: ابن اثیر صفحہ ۴۴۰

۱۲۔ زاد المعاد: ابن قیم حصہ دوم صفحہ ۴۳۹

۱۳۔ فتوح البلدان: البلاذری صفحہ ۹۲

۱۴۔ مغازی الرسولؐ: واقدی صفحہ ۴۴۳

۱۵۔ جوامع السیرہ: ابن حزم صفحہ ۲۶۶

۱۶۔ تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۴۲۰

۱۷۔ مدارج النبوت: شیخ عبد الحق صفحہ ۴۶۲

۱۸۔ طبقات ابن سعد: حصہ اول صفحہ ۴۴۸

RekhtaDownload.com

۱۹۔ صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۳۶ حدیث ۱۳۵۸

۲۰۔ سیرت النبی کاملؒ: ابن ہشام حصہ دوئم صفحہ ۵۸۸

۲۱۔ (ا) البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۷۵۷

(ب) سیرت النبی کاملؒ: ابن ہشام حصہ دوم صفحہ ۵۸۶

۲۲۔ تاریخ طبری: حصہ اول صفحہ ۴۲۳

۲۳۔ رسالت مابؐ ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۹۹

۲۴۔ سیرت رسول کریمؐ: ابن اثیر صفحہ ۴۴۰

۲۵ (ا) صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۳۵ حدیث ۱۳۵۷

(ب) طبقات ابن سعد: حصہ اول صفحہ ۴۴۹

۲۶۔ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ۵ صفحہ ۵۴

۲۷۔ زادالمعاد: ابن قیم جلد دوم صفحہ ۳۴۰

۲۸۔ مغازی الرسولؐ: واقدی صفحہ ۳۴۳

۲۹۔ البدایہ النہایہ: ابن کثیر بحوالہ ابن اسحاق و ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۷۵۱

۳۰۔ الوفا: ابن جوزی صفحہ ۷۳۷

۳۱۔ تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۱۷۰

۳۲۔ جوامع السیرہ: ابن حزم صفحہ ۲۶۶

۳۳۔ فتوح البلدان: البلاذری صفحہ ۹۳

۳۴۔ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ۳ صفحہ ۷۷

۳۵۔ سیرت رسول کاملؐ: ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۵۸۹

۳۶۔ الرحیق المختوم: صفی الرحمٰن مبارک پوری صفحہ ۶۶۶

۳۷۔ سیرت رسول کریمؐ: ابن اثیر صفحہ ۴۴۱

۳۸۔ البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۷۶۴

۳۹۔ تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۴۱۹

۴۰۔ سیرت رسول کریمؐ: ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۴۳۸

۴۱۔ رسالت مابؐ ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم ۹۶

۴۲۔ مواہب لدنیہ قسطلانی صفحہ ۴۷۰

۴۳۔ رسالت مابؐ ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۱۰۰

۴۴۔ البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۷۵۹

۴۵۔ تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۴۲۷

۴۶۔ سیرۃ النبی: شبلی نعمانی حصہ اول صفحہ ۵۶۱، مطبوعہ ناشران قرآن لمیٹڈ

۴۷۔ زادالمعاد: ابن قیم حصہ دوم ۳۲۲

۴۸۔ مغازی الرسولؐ: واقدی صفحہ ۳۴۱

۴۹۔ مدارج النبوت: شیخ عبدالحق صفحہ ۳۶۷

۵۰۔ مغازی رسول اللہ" عروہ ابن زبیرؓ" صفحہ ۲۲۴

۵۱۔ البدایہ والنہایہ۔ ابن کثیرؒ جلد ۴، صفحہ ۷۶۲

۵۲۔ تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۴۲۸

۵۳۔ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ۳ صفحہ ۷۴ اور ۷۵

۵۴۔ صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۷۶۴ حدیث نمبر ۱۳۶۱

۵۵۔ مدارج النبوت: شیخ عبدالحق صفحہ ۴۷۰

۵۶۔ حاشیہ امام نووی صحیح مسلم جلد ۳ صفحہ ۷۴

۵۷۔ طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۴۴

۵۸۔ تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۴۲۴

۵۹۔ ایضاً صفحہ ۴۲۶

۶۰۔ مواہب لدنیہ: قسطلانی صفحہ ۴۷۰

۶۱۔ البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۷۲۶

۶۲۔ کتاب الخراج: قاضی ابویوسف اردو ترجمہ "اسلام کا نظام محاصل" کے ضمیمہ ۲ صفحہ ۹۷ میں درج ذیل تشریح ہے۔

۱۔ درہم۔ چاندی کا وہ سکہ جس کا وزن ایک درہم اوسط قسم کے جو کے ۲/۵ ۵۰ دانوں کا وزن۔

ایک درہم = ۲ء۹۷۵ گرام = ۳ ماشہ ۳ء۸۵ رتی۔

ایک دوسری تحقیق کے مطابق

ایک درہم = ۳ء۲ گرام = ۳ ماشہ ۲ء۳۳۷ رتی۔

مولانا عبدالحی فرنگی محلی کی تحقیق کے مطابق

ایک درہم = ۲ ماشہ ۱/۲۔۱ رتی = ۲ء۱۲۶ گرام۔

پاکستان اور ہندوستان میں زکوٰۃ کا جو نصاب ہے عام طور پر مشہور ہے اس کے مطابق

ایک درہم = ۳ ماشہ ۱۱ت۵ = ۳۰۶۲ گرام

۲۔ مثقال۔ اوسط قسم کے جو کے ۷۲ دانوں کا وزن

RekhtaDownload.com

۸ ہجری کے متفرق واقعات

ا۔ حضرت ابراہیمؓ کی ولادت

اسی سال ذی الحجہ میں حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے حضور اکرمؐ کے صاحبزادے تولد ہوئے۔ حضرت ماریہؓ بنت شمعون کو شاہ مصر مقوقس نے بطور ہدیہ روانہ کیا تھا۔ ان کو اُمّ ولد کی حیثیت حاصل ہوئی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ابراہیمؓ نے اپنی ماں کو آزاد کرایا ہے۔ وصال نبوی کے پانچ سال بعد ان کی وفات ہوئی۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کے اسم گرامی پر بچہ کا نام ابراہیم رکھا۔ اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے "السلام علیک یا ابا ابراہیم" کہہ کر سلام کیا۔ دائی کے فرائض حضورؐ کی کنیز سلمیٰؓ نے انجام دیئے۔ انہوں نے ولادت کی خبر اپنے شوہر ابو رافعؓ کو سنائی۔ رافعؓ نے خوشخبری آنحضرتؐ کے گوش گزار کی۔ آپؐ نے انہیں آزاد کر دیا اور ایک غلام بھی مرحمت فرمایا۔ ساتویں دن عقیقہ میں دو مینڈھے ذبح فرمائے۔

RekhtaDownload.com

کے ابوہند نے سر کے بال اتارے۔ بالوں کے ہم وزن چاندی مساکین میں صدقہ فرمائی۔ بال دفن کرنے کا حکم ہوا۔ بعض روایات میں ہے کہ ساتویں دن نام رکھا لیکن صحیح مسلم میں ہے کہ ولادت کی شب ہی نام تجویز ہوا۔

حضرت اُمِّ بردہؓ نے دودھ پلایا۔ پھر ابو سیف لوہار کی بیوی کے سپرد ہوئے۔ اس خدمت کے عوض انہیں ایک نخلستان عطا فرمایا۔ پیدائش کے ۱۸ ماہ بعد ایامِ شیر خواری میں انتقال ہوا۔ یہ سنہ دس ہجری کا واقعہ ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیمؓ کے سن ولادت پر اتفاق اور ماہ و سن وفات میں اختلاف ہے۔(۱)

۲۔ حضرت زینبؓ کا انتقال

اسی سال حضورؐ کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ زوجہ ابوالعاصؓ کا انتقال ہوا۔ انہیں غسل دینے میں حضرت اُمِّ ایمنؓ، حضرت سودہؓ، حضرت اُمِّ سلمہؓ اور اُمِّ عطیہ شامل تھیں۔ حضورؐ نے اُمِّ عطیہؓ سے فرمایا تین، پانچ، سات بار یا اس سے زیادہ جتنا مناسب سمجھو نہلاؤ۔ پانی میں بیری کے پتے ڈالو۔ آخری بار غسل دیتے وقت پانی میں کافور ملا لو۔ صحیح مسلم میں ہے کہ اپنا تہ بند عطا فرماتے ہوئے ارشاد ہوا اسے کفن کے اندر پہناؤ۔

آنحضرتؐ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ان کے شوہر ابوالعاصؓ اور حضور

اکرمؐ نے مل کر قبر میں اتارا۔ آپؐ کے چہرۂ مبارک پر حُزن و ملال کے آثار تھے۔ دعا مانگی کہ اے اللہ! تو زینبؓ کی مشکلات کو آسان کردے۔ قبر کی تنگی کو کشادگی سے بدل دے۔

انہوں نے ایک لڑکا علیؓ اور ایک لڑکی امامہؓ اپنے پیچھے چھوڑی۔ حضرت فاطمہؓ کی وصیت کے مطابق انتقال کے بعد حضرت علیؓ سے حضرت امامہؓ کا نکاح ہوا۔(۲)

۳۔ فاطمہؓ بنت ضحاک سے نکاح

اسی سال آپؐ نے فاطمہؓ بنت ضحاک کلابیہ سے نکاح فرمایا۔ یہ خاتون دین سے زیادہ دنیا کی طرف مائل تھیں۔ یہ دیکھ کر ان سے مفارقت اختیار فرمائی۔ ان کی زندگی کے آخری ایام بڑے عبرت ناک تھے۔ دنیا اختیار کرنے والی کا انجام یہ ہوا کہ گزارے کے لئے خرما کے چھلکے بروایت دیگر گوبر جمع کرتی تھیں۔ کسی نے پوچھا تم کون ہو؟ تو کہا میں وہ بدبخت ہوں جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ پر دنیا کو ترجیح دی۔(۳)

۴۔ اسی سال آپؐ نے حضرت سودہؓ بنت زمعہ کو طلاق دی یا اس کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ وہ آپؐ کی گزرگاہ پر آکر عرض پرداز ہوئیں کہ میرے دل سے مرد کی خواہش نکل چکی ہے۔ میں اپنی باری عائشہؓ کو ہبہ کرتی ہوں۔ البتہ یہ تمنا ضرور ہے کہ قیامت کے دن آپؐ کی ازواج میں شمار کی جاؤں۔ یہ سن کر آپؐ نے رجوع فرمایا یا ارادہ ترک کردیا۔(۴)

۵۔ اسی سال آپؐ نے حضرت عمروؓ بن العاصؓ کو عامل بنا کر عمان روانہ فرمایا تاکہ صدقات وصول کریں۔

۶۔ اسی سال شام کے علاقہ "ذات اطلاع" کی جانب حضرت کعبؓ بن عمیر کو ۱۵ صحابہ کے ساتھ دعوت اسلام کی غرض سے روانہ فرمایا۔ وہاں ان مسلمانوں کو شہید کردیا گیا صرف عمیر بچ کر واپس آئے۔ (۵)

۷۔ اسی سال آپؐ نے عیینہ بن حصن فزاری کو بنی تمیم کی ایک شاخ بنو عنبر کی طرف بھیجا۔ انہوں نے شب خون مارا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنا کر لائے۔ حضرت عائشہؓ نے ایک غلام کو آزاد کرنے کی نذر مانی تھی۔ اس میں سے ایک قیدی انہیں اس مقصد کے لئے عطا ہوا۔

۸۔ اس سال حضرت عتابؓ بن اسید نے امیر حج بن کر مسلمانوں کو حج کروایا۔ مشرکوں نے اپنے انداز پر حج کیا۔

۹۔ اسی سال سورج گرہن ہوا۔ آپؐ نے لوگوں کو نماز خسوف پڑھائی۔

۱۰۔ اس سال مدینہ میں گرانی بہت بڑھ گئی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ بھاؤ کا بڑھنا اور گھٹنا اللہ کے ہاتھ میں ہے وہی رازق ہے۔

ماخذ اور حواشی

۸ ہجری کے متفرق واقعات

۱۔ محمد نبوت کے ماہ وسال: محمد ہاشم سندھی صفحہ ۲۶۲

۲۔ (ا) ایضاً، صفحہ ۲۶۳

(ب) سیرۃ النبیؐ: شبلی نعمانی جلد دوم صفحہ ۵۱۹

۳۔ (ا) البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۷۷

(ب) مدارج النبوت: شیخ عبدالحق صفحہ ۳۱۷

۴۔ رسالت مآبؐ ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۱۰۴

۵۔ سیرت رسول کریمؐ: ابن اثیر صفحہ ۴۴۹

RekhtaDownload.com

ہجرت کا نواں سال

کعبؓ بن زُہیر کا قبولِ اسلام

متاعِ محرومی

فتح مکہ کے موقع پر جن دشمنان اسلام کی گردن زدنی کا حکم عام تھا ان میں عرب کا یہ نامی گرامی شاعر بھی تھا۔ اس نے اپنی فصاحتِ لسانی کو اسلام دشمنی اور ہجو رسولؐ سے آلودہ کیا تھا۔ اس کا باپ زہیر بن ابی سلمٰی ان شاعروں میں سے ایک تھا جس کا قصیدہ اعتراف کمال کے طور پر در کعبہ سے لٹکایا گیا تھا (۱) وہ اکثر اہل کتاب کی صحبت میں بیٹھتا تھا۔ ان سے سن رکھا تھا کہ نبی آخر الزماںؐ کی بعثت کا زمانہ قریب ہے۔ خود بھی ان کی تلاش میں تھا۔ ایک رات اس نے خواب دیکھا کہ ایک لمبی رسّی آسمان سے اتری ہے اس نے ہاتھ بڑھایا لیکن پا نہ سکا۔ یہی تعبیر لی کہ ان نبی کا زمانہ

RekhtaDownload.com

اس کی قسمت میں نہیں۔ اپنے دونوں بیٹوں کعب اور بجیر کو وصیت کی کہ تم اگر انہیں پاؤ تو ان پر ایمان لے آنا۔

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں

اعلان قتل سن کر کعب جان بچانے کی خاطر ادھر ادھر کی خاک چھانتا رہا۔ آخر دونوں بھائیوں نے مقام ارق الغراف میں پناہ لی۔ بجیر نے کہا کہ میں مکہ جاکر حالات کا پتہ چلاتا ہوں۔ وہاں سے بھائی کو خط بھیجا کہ جو شاعر ہجو کہتے تھے فتح مکہ کے دن ان کی گردن اڑا دی گئی۔ یہ بھی لکھا کہ جو لوگ توبہ کرکے ندامت کے ساتھ معذرت خواہ ہوتے ہیں رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جاں بخشی فرماتے ہیں۔ خود تحقیق حال کے لئے مدینہ پہنچا۔ روئے انور کو دیکھا اور اخلاق نبوی سے متاثر ہو کر ایمان لے آیا۔ کعب کو ان کا مسلمان ہونا ناگوار گزرا۔ چند شعر لکھ کر بھائی کو بھیجے (۲) جن کا خلاصہ یہ ہے۔

"اے دوستو! بجیر کو میرا پیام پہنچا دو کہ یہ تو کیا کر گزرا اپنے باپ دادا کے دین پر قائم نہ رہ سکا تو پھر اور کونسا راستہ اختیار کیا۔ تو نے میری بات پر عمل نہیں کیا تو مجھ کو اس کا غم نہیں۔ مامون نے تجھ کو چھلکتا ہوا پیالہ بار بار پلایا ہے۔" (قریش آپؐ کو امین و مامون سمجھتے تھے۔)

حضرت بجیرؓ نے اس پیام کو چھپانا جذبۂ ایمانی کے خلاف سمجھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا۔ فرمایا۔ اس نے سچ کہا کہ میں اللہ کی

طرف سے مامون اور مامور ہوں۔

آتشِ غم

بجیر خود بھی بڑے اچھے شاعر تھے منظوم جواب دیا۔ "میرے باپ زہیر کا دین ہیچ ہے۔ اس لئے کہ میں اب دین حق میں داخل ہوگیا ہوں۔ کوئی کعب کو یہ پیام پہنچا دے کہ لات و عزیٰ کی طرف سے ایک خدا کی طرف آجاتا کہ جس وقت اہل توحید اللہ کے عذاب سے نجات پائیں گے تو تو بھی محفوظ رہے گا۔" باپ کی وصیت بھی یاد دلائی۔ بجیر کے خط نے کعب کی آنکھیں کھول دیں۔

دنیائے دل دگرگوں ہوگئی حق کی کشش نے حُبِّ رسولؐ کے جذبے سے سرشار کردیا۔ اسی عالم میں "قصیدہ بَانَتْ سُعَادُ" لکھا اور چپکے سے دیار حبیب کی راہ لی۔ مدینہ پہنچے تو قبیلہ جُہینہ کے ایک دوست کے گھر ٹھہرے

گوش بر آواز

منہ اندھیرے، مسجد نبوی گئے۔ نماز فجر کے بعد بڑھ کر دست مبارک ادب کے ساتھ تھام لیا۔ اجنبی بن کر پوچھا۔ یا رسول اللہ! اگر کعب بن زہیر امن کا طالب ہو، پچھلی لغزشوں پر نادم ہو تو کیا آپؐ اس کی معذرت قبول فرمائیں گے" فرمایا۔ ہاں۔ سر جھکا کر عرض کیا وہ گنہگار اور نابکار زہیر آپؐ کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہے۔ ان کی زبان سے یہ سن کر ایک انصاری نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! مجھے اجازت دیجئے کہ اس دشمن خدا کا سر تن سے جدا

کروں؟ فرمایا۔ تم اس سے دور رہو۔ یہ پچھلے گناہوں پر شرمسار ہے' توبہ کے ساتھ معافی کا خواہاں ہے۔(۳)

ابن اثیر کی روایت ہے کہ مدینہ پہنچ کر سیدھے مسجد نبوی پر اپنی سواری ٹھہرائی۔ آپؐ صحابہ کے ساتھ وہاں تشریف فرما تھے۔ اوصاف سے ذات اقدسؐ کو پہچان لیا۔ بڑھ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! امان کا طالب ہوں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں پناہ لینے والا آپؐ کے حضور حاضر ہوتا ہے۔ پوچھا۔ تو کون ہے؟

تیشۂ ہنر

عرض کیا.. کعب بن زہیر ہوں۔ فرمایا۔ وہی کعب جس کا قول ہے اور مڑ کر حضرت ابو بکرؓ سے پوچھا۔ اس نے کیا کہا تھا؟ انہوں نے اشعار سنائے جس میں کہا تھا۔

> "اے بھائی تجھے کلمہ تشہد پڑھنے سے کیا ملا۔ مکرر پوچھتا ہوں تجھے کیا فائدہ حاصل ہوا۔ اس کلمہ کے ذریعہ تجھے مامور نبی نے جھکا دینے والا جام شراب پلایا۔ پہلی بار دوسری بار اور تجھے سرشار کر دیا۔"

ذہین و حاضر جواب شاعر نے مداخلت کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہؐ! وہ شعر یوں ہے اور اس میں لفظ بدل دیئے۔ پہلے مصرعہ میں ابو بکر کر دیا اور دوسرے میں جہاں لفظ "مامور" تھا اسے "مامون" عربوں کے محاورے میں بدل دیا۔ "مامور" کے معنی اٹکل پچو باتیں بنانے والا کے ہیں مامون

یعنی امانت پہنچانے میں اللہ کی طرف سے معصوم۔

ترجمہ: اے بھائی تجھے ابو بکرؓ نے چھکا دینے والا جام شراب پہلے پلادیا پھر امانت دار اللہ کے نبی نے ایک بار پھر دوسری بار پلا کر سرشار کردیا۔(۴)

قصیدۂ بُردہ

اس کے بعد کعبؓ بن زہیر نے اپنا مشہور لامیہ قصیدہ "بَانَتْ سُعادَ" پڑھا اس قصیدے کا مشہور شعر وہ ہے جس میں کہا گیا۔

"بے شک رسول اللہؐ نور ہیں۔ ایسا نور جس سے روشنیاں حاصل کی جاتی ہیں۔ اللہ کی کاٹ دار تلواروں میں سے ایک ہیں جو نیام کے اندر سے سونت لی جاتی ہے۔"

حضورؐ اس سے محظوظ ہوئے اور جو بُرد یمانی (یمن کی دھاری دار چادر) اوڑھے ہوئے تھے انہیں عطا فرمائی۔ اسی وجہ سے اس قصیدہ کا نام قصیدۂ بُردہ (چادر) مشہور ہوا۔(۵) ابن اثیر کا بیان ہے کہ انصاری صحابی نے قتل کی اجازت طلب کی تو اس پر ناراض ہو کر کعب نے انصار کی ہجو کی اور قریش کی مدح لیکن قریش کے لوگوں نے کہا۔ اگر تم نے انصار کی ہجو کی ہے تو گویا ہماری بھی تعریف نہیں کی۔ انصار نے رسول اللہؐ سے شکایت کی۔ تب انہوں نے انصار کی مدح میں نظم کہی۔ ان اشعار کو سن کر رسول اللہؐ نے اپنی چادر اتار کر کعب کو اوڑھا دی۔ ابن ہشام نے لکھا کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا۔

"کاش تم انصار کا ذکر خیر بھی کرتے کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں"

یہ قصیدہ جاہلی شاعری کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ قصیدہ نگاری کی مستند مثال ہے۔ اسلوب بیان ذخیرۂ الفاظ، تنوع مضمون کے اعتبار سے اسے روایتی شاعری کا بہترین نمونہ سمجھا جاتا ہے۔ پہلی صدی ہجری کی مدح نگاری کے عناصر بھی اس سے تلاش کئے جاتے ہیں۔ اس میں دینی شاعری کا انداز مفقود ہے۔ اس کی شرح کئی لوگوں نے لکھی ہے۔

سرمایۂ حیات

حضرت کعبؓ بن زہیر کے ایمان لانے کا واقعہ ۹ ہجری کا ہے۔ حضورؐ کی عطا ردائے مبارک شاعر کا بہت بڑا سرمایہ ناز تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے دس ہزار درہم میں اسے خریدنا چاہا لیکن شاعر نے انکار کردیا۔ زندگی بھر بُردۂ رسولؐ کو آنکھوں سے لگائے رکھا۔ جب ان کی آنکھیں بند ہوئیں تو ان کے ورثاء نے بیس ہزار درہم میں حضرت امیر معاویہؓ کو بیچ دیا۔ خلفائے بنی اُمیہ خاص خاص مواقع پر اسے برکت کے لئے اوڑھتے تھے۔ بعد ازیں ایک عرصہ تک خلفائے اسلام کے پاس رہی جو عیدین کے موقع پر تبرکاً اوڑھا کرتے یہ چادر فتنہ تاتار میں گم ہوگئی۔ (٦)

غزوۂ تبوک

فتح مکہ کے بعد مدینہ لوٹ کر سات ماہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا کہ رجب ۹ھ میں غزوۂ تبوک پیش آیا۔ (۱)

وجوہات

تاجروں کے ایک قافلہ نے جو شام سے میدہ اور روغن زیتون لے کر آیا تھا۔ اطلاع دی کہ شاہِ روم ایک عظیم لشکر مدینہ پر حملہ کے ارادہ سے جمع کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ لخم، غسان، جذام، عاملہ کے نصرانی عرب قبائل بھی مل گئے ہیں۔ لشکر کا ہراول دستہ بلقاء تک پہنچ گیا ہے۔ (۲)

یہ بھی کہا گیا کہ عرب کے نصرانیوں نے ہرقل کو لکھا ہے کہ عرب کے دعوی دارِ نبوت کا وصال ہو چکا ہے۔ اس کے پیرو قحط اور افلاس سے پریشان ہیں۔ اس وقت ان کے ملک پر قبضہ آسان ہے۔ اس تجویز پر عمل

RekhtaDownload.com

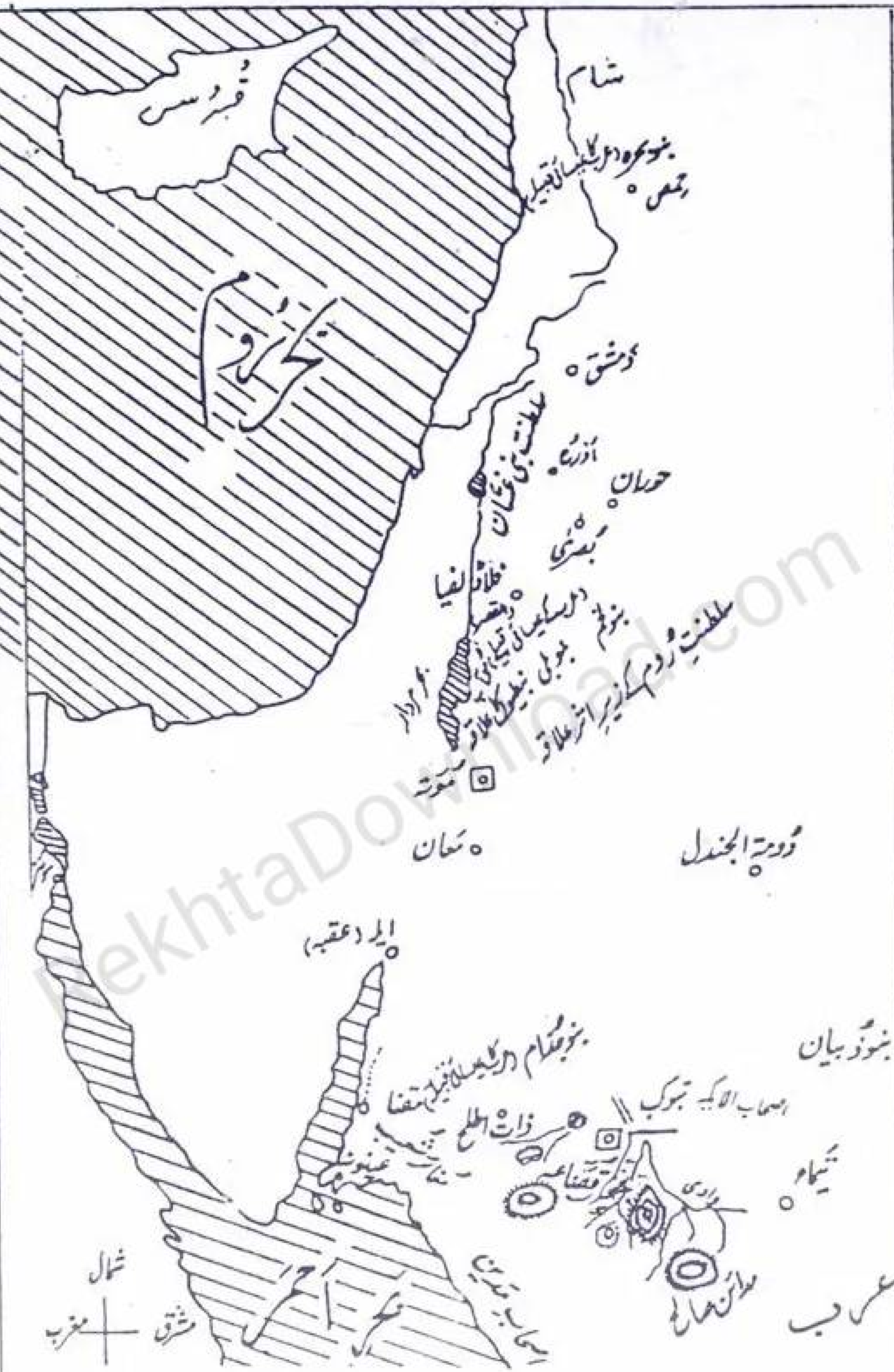

(نقشہ غزوہ تبوک)

RekhtaDownload.com

کرتے ہوئے ہرقلؒ (شاہِ روم) نے قباد نامی جرنیل کے زیرِ کمان ۴۰ ہزار کا لشکر مدینہ بھیج دیا ہے۔ اپنے لشکر کو سال بھر کی پیشگی تنخواہ بھی دے دی ہے۔ (۳)

تیسری وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ یہودیوں نے کہا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی ہیں تو انہیں سرزمین شام کی طرف ضرور جانا چاہیے جو ارضِ الانبیاء اور ارضِ محشر ہے۔

چوتھی وجہ یہ تھی کہ مُوتہ کے معرکہ میں مسلمانوں کی قلیل تعداد نے رومیوں کے کثیر لشکر کو پسپائی پر مجبور کردیا تھا۔ وہ اس ذلت پر دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا رہے تھے۔ اس ہزیمت کا انتقام لینے کے لئے عرب کی سرحد پر اپنے باج گزار عرب نژاد عیسائی قبائل کو تیار کیا۔

علاوہ ازیں قیصرِ روم مکہ کی فتح اور بنی ہوازن کی شکست کا حال سن کر بھی پریشان تھا۔ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت رومی سلطنت کے لئے زبردست خطرہ بن سکتی تھی۔ ابو عامر فاسق (۴) غزوۂ احزاب کے بعد قیصرِ روم کے پاس چلا گیا تھا۔ مدینہ کے منافقین سے اس کا خفیہ رابطہ تھا۔ چنانچہ اسی کے مشورے سے مسجدِ ضرار کی تعمیر ہوئی تھی۔ وہ بھی قیصر کو مدینہ پر حملے کے لئے برابر اکسا رہا تھا۔

متوقع حملہ

ادھر یہ اطلاعیں برابر مدینہ پہنچ رہی تھیں اور کسی ناگہانی اور اچانک

حملہ کے امکانات بڑھتے جارہے تھے۔ غسانیوں کے حملے کا کھٹکا ہر آن لگا رہتا تھا۔ اس کی تصدیق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سوال سے ہوتی ہے جو واقعہ ایلا پر کیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی سے فاصلہ پر عوالی میں رہتے تھے نیز تجارت کی مصروفیات بھی تھیں اس لئے اپنے مواخاتی بھائی حضرت عتبانؓ بن مالک سے طے کیا کہ ایک دن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہیں گے اور دوسرے دن حضرت عتبان تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے باخبر رہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیویوں سے ایک ماہ تک علیحدگی اختیار کی تو یہ خبر حضرت عتبانؓ لائے اور گھبرا کر کہا۔ "غضب ہوگیا۔" یہ سن کر حضرت عمرؓ نے بے اختیار پوچھا "خیر تو ہے' کیا غسانی آگئے؟ (۵) ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے' مدینہ میں یہ چرچا بھی تھا کہ شاہ غسان کا لشکر اپنے گھوڑوں کو تیار کر رہا ہے۔ ایک دن حضرت عتبانؓ مسجد نبوی میں نماز عشاء پڑھ کر لوٹے تو زور زور سے حضرت عمرؓ کا دروازہ پیٹنے لگے۔ وہ گھبرا کر باہر نکلے اور بے اختیار پوچھا کیا غسانی آگئے؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ اس سے بھی بڑا حادثہ ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ رومی حملہ ہردم متوقع تھا۔

تدبیر

ان حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروری سمجھا کہ رومیوں کو نہ تو حملہ کرنے میں پہل کا موقع دیا جائے اور نہ انھیں عرب کی سرحد میں اندر آنے دیا جائے۔ مقابلہ ایک ایسی حکومت سے تھا جس نے چند اہم معرکوں میں دولتِ عجم کو شکست دے کر اپنی طاقت کو منوالیا تھا۔ ایسی طاقت کے لئے خاطر خواہ تیاری کی ضرورت تھی۔

تُوریہ (دکھاوا)

اب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی یہ تھی کہ ہر جہاد کے موقع پر صرف تیاری کا حکم دیا جاتا۔ کہاں جانا ہے؟ کس سے مقابلہ ہے؟ یہ بات پوشیدہ رکھی جاتی۔ آپ فوجی مہموں میں توریہ (دکھاوا) فرمایا کرتے یعنی غیر سمت میں چل کر، نامانوس راستوں سے اچانک دشمن کے سر پر پہنچ جاتے۔ تُوریہ کے بارے میں مواہب لدینہ (۶) میں قسطلانی کہتے ہیں کہ ایسے الفاظ جو دو معنی رکھتے ہوں۔ ایک قریب اور ایک بعید معنی، لوگ قریب معنی پر جائیں اور کہنے والا بعید معنی کا ارادہ رکھتا ہو۔ اس دفعہ منادی کو حکم دیا گیا کہ غزوۂ روم کا اعلان کیا جائے اور تبوک کی منزل ظاہر کی جائے۔ مقصد یہ تھا کہ اہلِ ایمان ذہنی طور پر نامساعد حالات میں دور دراز کے سفر کے لئے مناسب تیاری کرلیں۔ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ ایک ایسی طاقت سے ٹکرلینا ہے جس کی حکومت آدھی دنیا پر ہے۔ یہ

مسلمانوں کے لئے پہلا موقع تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں عرب کے باہر رومی فوجوں سے مڈبھیڑ ہو رہی تھی۔

محلِ وقوع

تبوک مدینہ سے دمشق کی راہ پر تقریباً وسط میں واقع ہے۔ مدینہ سے ۱۴ منزل کی مسافت ہے۔ کم و بیش ۷۰۰ کلومیٹر کا راستہ ہے۔ مسعودی نے مدینہ سے ۹۰ فرسنگ یعنی ۱۲ راتوں کی مسافت بتائی ہے۔ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں اسے اصحابِ الایکہ کا مسکن بتایا ہے۔ جن کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ بعض نے ایک قلعہ کا نام تبوک لکھا ہے۔ صحیح مسلم کی رو سے ایک چشمہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اصحاب کو دیکھا کہ چشمہ پر پیالوں سے پانی نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ارشاد ہوا (۷) "تم تبوک پر اترے ہو۔ میں اس غزوہ کا نام تبوک رکھتا ہوں۔"

وجہِ تسمیہ

اسے اور ناموں سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ جیسے "جیشِ عُسرت" "غزوۂ العُسر" "غزوۂ فاضحہ" (چونکہ اس میں منافقین کی فضیحت ہوئی اور وہ خوب پہچانے گئے)۔ پانی، خوراک اور اونٹوں کی کمی ہونے کی وجہ سے نام غزوۂ العُسر رکھا گیا۔ تنگی و عسرت کا یہ عالم تھا کہ ۱۸ مجاہدوں میں ایک اونٹ تھا۔ باری باری سواری کرتے تھے۔ پانی کی قلت کی وجہ سے جان

بچانے کے لئے اونٹ ذبح کر کے ان کی اوجھ میں جمع پانی سے منہ تر کیا جاتا۔ کرم خوردہ کھجور، گُھن لگے جَو بدبودار چربی اور درختوں کے پتوں پر گزر کرتے۔ جیشِ عُسرت کہنے کی یہ وجوہ بھی ہیں کہ قحط کے دن تھے۔ موسم شدید گرمی کا تھا۔ نئی فصل کے پھلوں کے پکنے اور کھجوروں کے اتارنے کے دن تھے۔ ایسے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایمان کو جہاد کے لئے نکلنے کا حکم دیا۔

منافقوں کی چالیں

منافق اپنی چالوں میں مصروف تھے۔ وہ مخلص مسلمانوں کو جہاد سے روک رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو سلمہ کے جد بن قیس سے پوچھا زرد فام لوگوں (رومیوں) سے مقابلہ کے لئے چلو گے؟ کہا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مجھے آزمائش میں نہ ڈالیں۔ ان کی عورتوں کو دیکھوں گا تو اپنے پر قابو نہ رکھ سکوں گا۔ بہتر ہے آپ مجھے اجازت دے دیں۔" (۸) اس منافق کے بارے میں اللہ نے فرمایا۔

> "اور ان میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں مجھے اجازت دے دیجئے اور آزمائش میں نہ ڈالئے۔ کیوں نہ وہ آزمائش میں پڑے اور جہنم کافروں کو قطعی طور پر چاروں طرف سے گھیرنے والا ہے۔"

منافقین جہاد سے بے رغبتی پھیلانے کے لئے کہتے پھرتے تھے۔

شدت کی گرمی ہے۔ راستے میں مر کھپ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا۔

"اور انہوں نے کہا۔ گرمی میں جنگ کے لئے نہ نکلو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے۔ جہنم کی آگ زیادہ گرم ہے۔ اگر وہ سمجھیں تو ہنسیں کم اور روئیں زیادہ اس کرتوت کے بدلے میں جو وہ کرتے ہیں۔"

کچھ منافق سویلم نامی یہودی کے گھر مقام جاسوم میں جمع ہوئے۔ لوگوں کو تبوک جانے سے روکنا مقصود تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ کو حکم دیا کہ اس کا گھر جلادو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ چھت پر سے کود کر سب نے جان بچائی۔ (۹)

مسجدِ ضرار۔ سازش گاہ

ابو عامر فاسق نے (جو ان دنوں ہرقل کے پاس تھا) منافقین کو لکھا کہ اپنے محلہ میں ایک مسجد تعمیر کرو۔ وہاں مشورہ کے لئے جمع ہوا کرو۔ تاکہ مسلمانوں سے بچ کر منافقوں کی گروہ بندی کی جا سکے۔ آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے ان پر مسجد کا سایہ اور نماز کا پردہ پڑا رہے۔ اہلِ مدینہ کو کوئی شبہ تک نہ ہو۔ ابو عامر کے مخبر مسافروں کے بھیس میں اس مسجد میں قیام کریں تاکہ ریشہ دوانی کا کام آسان ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تبوک جانے سے پہلے بارہ منافقوں نے اسے بنایا اور حضور صلی اللہ

علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم نے یہ مسجد بیماروں اور کمزوروں کے لئے بنائی ہے۔ بارش کے دنوں میں یہاں عبادت میں آسانی ہو گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں نماز ادا کریں۔ تو برکت کا باعث ہو گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تبوک سے واپسی پر آؤں گا۔ اس زمانے میں مدینہ میں صرف دو بڑی مسجدیں تھیں۔ ایک شہر کے اندر مسجد نبوی اور دوسری مضافات میں مسجد قُبا۔ ایسے میں ایک نئی مسجد کی تعمیر مسلمانوں میں تفریق کا باعث بنتی اور جو بات مصالح اسلامی کے حق میں نہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ لوگ ایک نئی مسجد کی تعمیر سے پہلے اس کی ضرورت ثابت کرنے پر مجبور تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ سے غیاب کے دوران یہ لوگ مسجد ضرار میں جتھ بندی کرتے رہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک بار پھر عبداللہ ابن ابی کے سر پر تاج شاہی رکھنے کی درپردہ تیاریاں بھی شروع ہو گئیں۔ انہیں پوری توقع تھی کہ مسلمان رومیوں سے جنگ میں تباہ ہو جائیں گے۔ لیکن تبوک میں حالات برعکس ہوئے اور ان کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ تبوک سے لوٹ کر مدینہ سے قریب ذی اوان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑاؤ تھا کہ یہ لوگ پہنچے اور وعدہ یاد دلایا۔ وحی آئی۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا

"اور جن لوگوں نے ایک مسجد بنائی۔ مسلمانوں کو ضرر پہنچانے کے لئے اور کفر کرنے کے لئے اور اہل ایمان میں تفرقہ ڈالنے کے لئے اور قیام گاہ بنانے کے لئے اس شخص کے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہی سے برسرپیکار ہے۔ اور وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہماری نیت سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس مسجد میں جاکر کبھی کھڑے نہ ہوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت حضرت مالک خشمؓ اور حصنؓ بن عدی عجلانی کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ جا کر اسے جلادو۔ تعمیل حکم میں اس سازشی اڈے کو جلا کر خاک کردیا گیا۔ (۱۰)

تیاری

یہ بڑی نازک اور اہم مہم تھی۔ قیصر روم کی تجربہ کار اور طاقتور افواج سے مقابلہ تھا۔ واقدی نے مغازی میں لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکابر صحابہؓ سے مشورہ کیا تو حضرت عمرؓ جیسے بہادر کی ذاتی رائے اس غزوہ کے حق میں نہ تھی۔ اس کے باوجود پیغمبرانہ عزم اور تائید ایزدی کے بھروسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہم کا بیڑا اٹھایا۔ فتح مکہ اور حنین میں کامیابی کے بعد اگرچہ مسلمانوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوگیا تھا۔ لیکن قیصر کی فوج لاتعداد تھی۔ اس کثرت کو ذہن

RekhtaDownload.com

میں رکھ کر صحابہ کرامؓ کو مختلف قبائل میں لشکر جمع کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ خیال بھی رکھا گیا کہ سفیر وہی ہو جو اس قبیلہ سے تعلق رکھتا ہو تاکہ مسائل جلد از جلد احسن طریقہ پر انجام پاسکیں۔

چندے کی اپیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو جہاد میں شرکت اور تیاری میں حصہ لینے کے لئے بار بار ترغیب دلا رہے تھے۔ واقدی (۱۱) کا بیان ہے کہ لوگوں کو مال کا صدقہ یعنی زکوٰۃ جمع کرنے کا حکم ہوا تاکہ ناداروں کو سازوسامان مہیا کیا جائے۔ اغنیاء اور ذی حیثیت صحابہ کرامؓ کو انفاق فی سبیل اللہ کی طرف متوجہ فرمایا ارشاد ہوا

"دنیوی زندگی کا سرمایہ آخرت میں بہت ہی کم ہے۔"

ان دنوں حضرت عمرؓ کی تجارت زوروں پر تھی۔ کافی مال و زر تھا۔ اپیل سن کر اپنے گھر گئے۔ دل میں سوچا کہ آج ابو بکرؓ سے سبقت کا موقع ہاتھ آیا ہے۔ گھر کی ہر چیز کو مساوی تقسیم کیا اور آدھا حصہ لئے ہوئے حاضر ہوئے۔ یہ عدل فاروقی کی ایک جھلک تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑا؟ عرض کیا اسی قدر۔

اتنے میں حضرت ابو بکرؓ صدیق کُل کا کُل اثاثہ لے آئے اور مسجد نبوی میں ڈھیر کر دیا۔ پوچھا کچھ بال بچوں کے لئے بھی چھوڑا ہے؟ عرض کیا

اے وہ ذات جس سے دیدۂ ماہ و انجم روشن ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام چھوڑا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی طرف رخ کر کے فرمایا۔ تمہارے اور ابو بکرؓ کے مراتب میں یہی فرق ہے۔ حضرت عمرؓ بے اختیار کہہ اٹھے۔ ابو بکرؓ آپ سے آگے کوئی نہیں نکل سکتا۔ (۱۲) حضرت ابو بکرؓ صدیق کا ایثار ملت کے لئے سب سے بڑا نمونہ ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پیکر صدق وصفا کا نذرانہ اخلاص خوشی سے قبول فرمایا۔ اس کی مالیت کا اندازہ چار ہزار درہم تھا۔ (۱۳)

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے چالیس اوقیہ سونا یا دوسو اوقیہ چاندی نذر کی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے پاس آٹھ ہزار درہم تھے۔ حاضر ہو کر عرض کیا۔ اس میں سے نصف میں نے اپنے پروردگار کو قرض دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے۔ اس دعا سے اس درجہ برکت ہوئی کہ جب مرے ہیں تو ان کا ورثہ لاکھوں میں تھا۔ (۱۴)

حضرت عباسؓ، حضرت طلحہؓ، حضر سعدؓ بن عبادہ محمدؓ بن مسلمہ نے اپنا اپنا حصہ پیش کیا۔ حضرت عاصمؓ بن عدی نے ستر یا ایک سو وسق (وزن) (۱۵) کھجوریں نذر کیں۔

دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا

حضرت عثمانؓ بن عفان اپنا ایک تجارتی قافلہ شام کی طرف روانہ کرنے کا بندوبست کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپیل سنی تو حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ دو سو اونٹ اور دو سو اوقیہ چاندی حاضر ہے۔ ان سے لشکر کی تیاری کیجیے۔

مہم کی نزاکت اور قیصر روم کی عظیم طاقت سے مسلح تصادم کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار اپیل فرما رہے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے مزید سو اونٹ مع ساز و سامان دینے کی پیش کش کی۔ حدیث میں آتا ہے کہ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور دو مرتبہ فرمایا۔

"اس کے بعد عثمان کو کوئی عمل (آخرت میں) نقصان نہیں پہنچا سکتا"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپیل برابر جاری تھی۔ لوگوں کو انفاق فی سبیل اللہ کے لئے متوجہ کیا جا رہا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن سمرہ کی روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ اپنی آستینوں میں ایک ہزار دینار بھر کر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ڈھیر کر دیا۔ خوشی سے چہرۂ اقدس گلنار ہو گیا۔ فرط مسرت سے ان دیناروں کو بار بار الٹتے پلٹتے اور اچھالتے رہے۔ ارشاد ہوا۔

"اے عثمانؓ اللہ تمہاری مغفرت فرمائے تم نے کس قدر خوش کیا اور کس قدر غنی کر دیا"

مختلف روایات کو جمع کرنے کی بعد حضرت عثمانؓ کے عطیات کی تفصیل درج ذیل ہے۔ (۱۶)

۱۔ دو سو اوقیہ چاندی اور دو سو اونٹ۔

۲۔ ستر ہزار درہم۔

۳۔ ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے ایک ہزار دینار نقد۔

۴۔ سات سو اوقیہ سونا۔

اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے یہ سب یک مشت نہیں دیا بلکہ وقفہ وقفہ سے پیش کیا۔ صحیح بخاری میں حضرت عثمانؓ کا خود بیان ہے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جو شخص تجہیز جیشِ عُسرہ کرے گا، اس کو جنت ملے گی۔ تو میں نے جیش عُسرہ کی تجہیز کی۔"

امام نسائی نے اسی روایت کو نقل کرتے ہوئے لکھا۔

"میں نے جیش عسرہ کی تجہیز ایسے مکمل طریقہ پر کی کہ اونٹ کی ایک رسی اور نکیل کی بھی کمی نہیں رہی" (۱۷)

غزوۂ تبوک میں جس قدر بھوک، پیاس اور سواریوں کی کمی کا سامنا ہوا اتنا کسی غزوہ میں نہیں ہوا۔ حضرت عثمانؓ کو اس کا احساس تھا۔ چنانچہ اپنے غلہ لانے والے کارواں کو حکم بھیجا کہ اسے تبوک کی طرف لے جاؤ۔

۳۰ ہزار مجاہد بھوک اور فاقے کے عالم سے گزر رہے تھے کہ گرد اور سیاہی میں قافلہ نمودار ہوا۔ اونٹوں کو بٹھایا گیا تو ان پر سے سامان خور و نوش نکلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور فرمایا۔

"یا اللہ میں عثمانؓ سے راضی ہو گیا تو بھی راضی ہو جا۔"

پھر صحابہ کرام سے فرمایا۔ "اے لوگو! تم بھی عثمانؓ کے لئے دعا کرو۔" (۱۸)

ابن خلدون کا بیان ہے کہ سب سے بڑا عطیہ حضرت عثمانؓ کا تھا۔ ایک ہزار دینار کے ۱۲ ہزار درہم ہوتے ہیں۔ نو سو اونٹ اور سو گھوڑوں کو ملا کر رقم ۷۸ ہزار درہم بنتی ہے۔ اسباب رسد اور ضروری سامان شامل کر لیا جائے تو عطیہ عثمانی کی مالیت ایک لاکھ درہم سے بھی تجاوز کر جاتی ہے۔ اسی لئے حضرت عثمانؓ کو "مجہز جیش عُسرہ" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ (۱۹)

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف!

دیکھتے ہی دیکھتے مسجد نبوی کے صحن میں سیم و زر، مال و منال، غلہ واجناس کا ڈھیر لگ گیا۔ اتنے میں ابو عُقیل انصاریؓ شرماتے شرماتے بوجھل بوجھل قدموں سے صحن مسجد میں داخل ہوئے۔ ہاتھ میں ایک میلی کچیلی تھیلی تھی۔ صحن میں عطیات کا ڈھیر دیکھا تو ان کے بڑھتے ہوئے قدم

آپ ہی آپ رک گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر نظر پڑی تو پوچھا۔ رک کیوں گئے؟ عرض کیا:۔

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کچھ نذر کرنے کی نیت سے آیا تھا۔ یہاں اس ڈھیر کو دیکھ کر پیش کرنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ بھلا میرا ہدیہ ان نذرانوں میں کوئی نذرانہ ہے۔

جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ

عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) رات بھر ایک یہودی کے کھیت کو کنویں سے ڈول ڈول پانی کھینچ کر سیراب کرتا رہا۔ صبح مزدوری میں اس نے ایک صاع (ناپ) چھوارے دیئے ہیں۔ بال بچوں کی بھوک مٹانے کو کچھ گھر دے آیا ہوں۔ باقی راہ خدا میں ایک مزدور کا حقیر نذرانہ ہے۔ یہ کہہ کر ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ بہ حسرت و یاس تکنے لگے۔ ارشاد ہوا... ابو عقیل انصاریؓ کے یہ چھوارے اس سیم و زر کے ڈھیر پر سب سے اوپر بکھیرے دیئے جائیں (۲۰) ایک مزدور کے جذبہ ایثار کی یہ قدر دانی کرنے والے کا ارشاد ہے "محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہے" یہی وہ انداز دلبری تھا جو دلوں کو فتح کرتا تھا۔

منافقین نے کہنا شروع کیا کہ عبدالرحمن بن عوفؓ اور عاصمؓ بن عدی نے اتنا مال دے کر ریا کا مظاہرہ کیا ہے۔ اللہ اور اس کا (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) تو ابوخیثمہ اور ابو عقیل کے ایک صاع سے بے نیاز ہے۔

اس پر وحی الٰہی نازل ہوئی۔

اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

"جو لوگ طعن کرتے ہیں ان پر جو خوش دلی سے صدقہ کرتے ہیں اور ان پر جن کے پاس محنت کے سوا کچھ نہیں۔ وہ مذاق اڑاتے ہیں ان کا۔ اللہ ان کا مذاق اڑائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

پڑا رہے یہ سخن کان میں گہر کی طرح

جیش عسرۃ کی تیاری میں صحابیات نے بھی بڑے جوش اور ایثار کا مظاہرہ کیا۔ بلکہ حُبِّ دین میں حُبِّ زیور بھلا دیا۔ زیور تو عورت کی کمزوری ہے لیکن اللہ کی یہ نیک بندیاں اس آرائش جمال کے جذبے پر قابو رکھتی تھیں۔ مغازی الرّسول میں حضرت اُمّ سنان الاسلمیہؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ کے حجرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کپڑا پھیلا دیکھا اس میں کنگن، بالیاں، انگشتریاں، بازوبند، پازیب، سونے کی چوڑیاں اور عورتوں کے ہمہ قسم کے زیورات تھے۔ (۲۱) مجاہدین کو فراہمی سازوسامان کے لئے یہ خواتین کی پیش کش تھی۔ انہوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرہ میں باندھ رکھا تھا۔ "جس نے جہاد کیا نہ کسی مجاہد کے لئے سامان جہاد فراہم کرنے میں حصہ لیا، نہ مجاہد

کے میدان جنگ میں چلے جانے کے بعد کبھی اس کے بال بچوں کی بھلائی کے ساتھ خبر گیری کی تو وہ دنیا میں بھی مصیبت دیکھے گا اور قیامت میں بھی عذاب جھیلے گا۔"

نقد رقم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین میں تقسیم فرمایا تاکہ وہ جہاد کا سامان خریدیں۔ بہت سے لوگوں نے جوتے بھی عطیہ کئے تھے کیونکہ سینکڑوں میل کا سفر تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس جوتا ہوتا ہے وہ سوار کے حکم میں آتا ہے۔

جو اموال جمع ہوئے وہ مجاہدین میں تقسیم فرمائے تاکہ جہاد کی تیاری کریں۔ تاکید فرمائی کہ نعلین (جوتے) زیادہ رکھیں۔ تیس ہزار کی نفری تھی۔ سواری اور خوراک کی کمی شروع سے محسوس کی گئی۔

گریۂ پیہم

ایسے میں انصار اور دیگر قبائل کے سات مفلس اور نادار صاحبِ ایمان آئے۔ جہاد کے جذبے سے سرشار' دین حق پر سر کٹانے کے لئے تیار لیکن گرہ میں پائی نہیں کہ سواری خریدیں۔ بس اسی کا سوال تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے پاس اونٹ نہیں ہیں جو تمہیں دوں۔ نہ پوچھئے ان کے دل پر کیا گزری ۔ رات بھر روتے رہے۔ آنسو تھے کہ تھمتے نہ تھے۔ کبھی سجود کبھی رکوع۔ بارگاہِ حق میں نذرانۂ اشک ان پر

خلوص بندوں کے گریۂ پیہم کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ ان کو بکاؤن (رونے والے) کہا جاتا ہے۔

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿﴾

"اور ان لوگوں پر کوئی حرج نہیں جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواری کو آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہہ دیا میری پاس تمہاری سواری کو کچھ نہیں ہے تو وہ آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے غمگین واپس ہوئے کہ وہ خرچ کو کچھ پاس نہیں رکھتے تھے۔"

اشکِ ندامت

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے ساتھیوں نے سواری مانگنے کے لئے انہیں خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں بھیجا۔ کسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں تھے۔ انہوں نے سواریاں طلب کیں تو فرمایا۔

"اللہ کی قسم! میں انہیں کوئی سواری نہیں دے سکتا"

واپس جاکر اپنے دوستوں کو ماجرا سنایا اور ندامت سے کہا مجھے ڈر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض نہ ہو گئے ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ سے چھ اونٹ خریدے اور حضرت بلالؓ کو بھیج کر انہیں بلوایا چھ اونٹ دیتے ہوئے فرمایا "تم کو سواری میں نے نہیں دی اللہ نے دی ہے" (۲۲)

حضرت ابو موسیٰ اشعری نے تھوڑی دیر بعد واپس ہو کر عرض کیا۔

"اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تو قسم کھائی تھی۔ فرمایا۔ ہاں لیکن جب کسی دوسری بات کو زیادہ بہتر سمجھتا ہوں تو قسم کا کفارہ ادا کرتا ہوں۔"

نصیبوں کی بات

سات رونے والوں میں حضرت عبداللہ مغفلؓ اور ابو لیلیٰ عبدالرحمنؓ کو راستے میں حضرت یامینؓ بن عمرو نضری مل گئے۔ انہیں پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھا تو سبب دریافت کیا۔ بتایا استطاعت نہیں کہ سواری خریدیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اونٹ نہیں کہ ہم کو دیں۔ ہم جہاد میں شرکت سے محروم ہوئے جاتے ہیں۔ ان کی تڑپ سے حضرت یامینؓ کا دل بھر آیا۔ ایک اونٹ خریدا اور زادِ راہ بھی فراہم کر دیا۔ مدارج النبوت میں ہے کہ حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلب اور حضرت عثمان ابن عفانؓ نے بقیہ پانچ رو رو کر دعا کرنے والوں کی سواری کا انتظام بھی کر دیا۔ (۲۳)

آخرِ شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ

علیہ بن زید (زادالمعاد میں نام علیہ بن یزید ہے) ایسے ہی ایک بندۂ بے مایہ تھے۔ دل میں جہاد کی تڑپ لیکن کیسہ تہی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ترغیب جہاد سنتے تو دل اور بیٹھ جاتا۔ لوگوں کو

دیکھتے کہ بارگاہِ نبوی سے سواریاں نہ ہونے سے مایوس لوٹ رہے ہیں۔ مال و زر اختیار میں نہیں تو کیا ہوا دل و زبان پر تو اختیار ہے۔ رات کو پچھلے پہر اٹھے۔ تہجد کے لئے کھڑے ہوئے۔ دل بھر آیا تو اشک بے بسی سے ایک بار پھر وضو کیا۔ گڑگڑا کر دلوں کی بات سننے والے سے کہا۔

"بار الٰہ تو نے جہاد کا حکم دیا۔ تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دی۔ میرے پاس استطاعت نہیں کہ عمل کروں۔ دیکھتا ہوں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی کچھ نہیں خداوند! اس بے بسی میں جو کچھ میرے پاس ہے تیری راہ میں صدقہ دیتا ہوں۔ میری جان' میری عزت سب تیری راہ میں قربان۔

مسجد نبوی سے بانگ اذاں بلند ہوئی تو نماز کے لئے صفوں میں شریک ہو گئے۔ نماز ختم ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ رات صدقہ کرنے والا کون ہے؟ کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر پوچھا۔ صدقہ کرنے والا کھڑا ہو جائے۔ ڈرتے ڈرتے حضرت علیہؓ بن زید اٹھے۔ بو جھل دل سے ماجرا سنایا۔ ارشاد ہوا۔

"خوش ہو جا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جان ہے۔ تیرا صدقہ بارگاہ حق میں قبول ہوا۔" (۲۴)

اجازت سے انکار

اس موقع پر بیاسی (۸۲) اعراب (دیہاتیوں) نے جہاد میں شرکت سے معذوری کی اجازت چاہی۔ ان کا اذن قبول نہ ہوا۔ (۲۵) یہ بنی غِفار کے لوگ تھے۔ جن میں خفاف بن ایماء بھی تھے' منافقین بغیر عذر خواہی کے بیٹھے رہے۔ سستی اور کاہلی کی وجہ سے چند مومنین بھی رہ گئے۔ ان میں بنو سلمہ کے کعبؓ بن مالک' بنی عمرو بن عوف کے مرارہؓ بن ربیع' بنی واقف کے ہلالؓ بن اُمیہ اور بنی سالم بن عوف کے ابو خیثمہؓ تھے۔

نیابت اور روانگی

حضرت محمدؓ بن مسلمہ انصاری کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ (۲۶) ابنِ ہشام اور طبری نے حضرت سباع بن عرفطہ انصاریؓ کا نام لکھا ہے۔ اہل و عیال کی حفاظت پر حضرت علیؓ کو نگراں مقرر فرمایا۔ مسجد نبوی میں امامت حضرت عبداللہ ابن اُمِ مکتومؓ کے سپرد ہوئی۔

لشکر کی ترتیب

پنج شنبہ کا دن رجب ۹ھ کی کوئی تاریخ تھی۔ مدینہ سے لشکر روانہ ہو کر ثنیتہ الوداع پر جمع ہوا۔ حضرت ابو بکرؓ صدیق کو امیر لشکر مقرر فرمایا۔ لشکر کی تعداد تیس ہزار تھی بعض نے ۴۰ اور ۷۰ ہزار بھی لکھی ہے۔ (۲۷) جمعیت میں دس ہزار گھڑ سوار اور بارہ ہزار شتر سوار تھے۔ (۲۸)

حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کو میمنہ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو میسرہ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو مقدمہ پر مقرر فرمایا۔ لشکر کا سب سے بڑا علم حضرت ابوبکرؓ صدیق کے سپرد ہوا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ مہاجرین کا علم زبیر ابن عوامؓ کو عطا ہوا۔ قبیلہ اوس کے علم بردار حضرت اسیدؓ بن حضیر اور خزرج کے حضرت ابودجانہؓ تھے۔ انصار کے ہر خاندان کو حکم ہوا کہ اپنا اپنا جھنڈا الگ الگ تیار کریں۔ بنی نجّار کا پرچم پہلے حضرت عمّارہؓ بن حزم انصاری کو عطا ہوا۔ پھر حضرت عمّارہؓ سے پرچم لے کر حضرت زید ابن ثابتؓ کو دیا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوئی؟ فرمایا۔ نہیں، بلکہ تقدم کا حق اہل قرآن کا ہے۔ اس معاملہ میں زیدؓ کو تم پر سبقت ہے۔ (۲۹)

ثنیتہ الوداع سے ہٹ کر جبل ذباب کی طرف راس المنافقین عبداللہ ابن اُبَیّ اپنے ساتھیوں اور کچھ یہودی حلیفوں کے ساتھ آیا۔ وہ کافی تعداد میں تھے۔ لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام سے بڑھ گئے تو پیچھے رہ گئے۔ کچھ منافق غنیمت کے لالچ میں ساتھ بھی ہو گئے اور راستہ بھر شرارتیں کرتے رہے۔ (۳۰)

رسمِ وفا

منافقین نے حضرت علیؓ کو طعنہ دینا شروع کیا کہ آپؓ کو بوجھ سمجھ کر پیچھے چھوڑ دیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا کہ انہیں جہاد پر نکلنا گراں لگا۔ حضرت علیؓ

Rekhta Download.com

نے فوراً ہتھیار اٹھائے اور ابھی لشکر مدینہ کے شمال میں تین میل پر مقام جرف میں ٹھہرا تھا کہ اس سے جا ملے۔ عرض کیا کہ میں کسی غزوہ میں پیچھے نہیں رہا۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔"

یہ سن کر وہ مدینہ لوٹ گئے۔ (۳۱)

سرگرم ستیز۔ بے نیازِ گردشِ دوراں

تبوک کے مجاہدوں میں حضرت ابوذر غفاریؓ بھی شامل تھے۔ موسم سخت' آفتاب سوا نیزے پر اور ہوا جھلسا دینے والی۔ اکثر لوگ راستے میں بچھڑ جاتے۔ جب ایسا کوئی واقعہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی جاتی۔ سن کر ارشاد ہوتا۔

"اگر اس شخص میں کچھ بھلائی ہوگی تو وہ مجاہدین سے آملے گا ورنہ بہتر ہوا کہ اللہ نے تمہیں اس سے نجات دے دی۔"

اس ارشاد نبوی کی روشنی میں تبوک کا سفر مومنوں اور منافقوں کے درمیان ایک کسوٹی ثابت ہوا۔ منافق باتیں بنا کر' نت نئے عذر تراش کر راستے سے بچھڑ رہے تھے۔ مومنوں کے لئے ہزار تسلی کی ایک تسلی یہی

تھی کہ خود اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان صعوبتوں کو جھیل رہا ہے۔

دوران سفر ایک موقع پر بارگاہ اقدس میں اطلاع گزاری گئی کہ ابو ذرؓ بھی بچھڑ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر سکوت اختیار فرمایا۔ اگلی منزل پر قافلہ رک گیا۔ ایک پہر گزرا تو لوگوں نے دور افق صحرا پر ایک نقطہ کو ابھرتے دیکھا۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یوں لگتا ہے کہ کوئی آرہا ہے۔ فرمایا۔ ابوذرؓ ہوں گے۔ لوگ ٹکٹکی باندھے ادھر دیکھتے رہے جب وہ نقطہ حد نگاہ میں آیا تو لوگوں نے پہچانا وہ تو واقعی ابوذرؓ تھے۔

بات یہ ہوئی تھی کہ ان کا اونٹ سست پڑ گیا تھا۔ پہلے تو اسے چلانے کی بہت کوشش کی جب اس نے مان کر نہ دیا تو سامان اتارا' زاد راہ پیٹھ پر رکھی اور کارواں کے نقش پا ڈھونڈتے پڑاؤ تک آپہنچے۔ لوگوں نے اچھی طرح دیکھ لیا کہ ابوذرؓ ہی ہیں تو دوڑ کر خدمت اقدس میں عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ نے سچ فرمایا۔ آنے والا مسافر ابوذرؓ ہی ہے۔

فرمایا۔ اللہ ابوذرؓ پر رحم کرے۔ تنہا چلے گا۔ تنہا مرے گا اور قیامت کے دن تنہا اٹھایا جائے گا۔" (۳۲)

نجاتِ دیدہ و دل

ابو خیثمہ ایک انصاری صحابی تھے۔ لشکر کی روانگی کے وقت پیچھے رہ گئے۔ ایک دن سخت گرمی میں اس وقت اپنے باغ میں پہنچے جبکہ سورج آگ برسا رہا تھا۔ ان کی دو بیویاں تھیں ہر ایک نے ٹھنڈے سائبان میں ان کا بستر تیار کر رکھا تھا۔ دستر خوان پر نعمتیں چنی ہوئی تھیں پاس ہی کورے کوزہ میں پانی رکھا تھا۔ جھونپڑی کے دروازہ پر رک گئے ان نعمتوں کو دیکھا تو ضمیر نے چٹکی لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس جھلسا دینے والی ہوا اور تمازت میں راہِ جہاد میں ہوں اور ابو خیثمہ دنیا کے مزے لوٹنے راحت بخش سائے میں۔ اس خیال کا آنا تھا کہ بیویوں سے کہا میں تبوک جا رہا ہوں۔ اونٹ پر بیٹھے اور کارواں کے نقشِ قدم پر چل پڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبوک پہنچ چکے تھے کہ کسی نے مدینہ سے آنے والی راہ پر گرد اڑتی دیکھی۔ عرض کیا۔ کوئی شتر سوار چلا آ رہا ہے۔ ارشاد ہوا۔ ابو خیثمہ ہوں گے۔

قریب آئے تو لوگوں نے پہچانا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو ابو خیثمہ ہی ہیں۔ سوار نے اونٹ بٹھایا اور سلام کیا۔ ارشاد ہوا۔ ابو خیثمہ مبارک ہو تم ہلاکت کی گود سے نکل آئے۔ (۳۳)

وہ کہاں ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صحابہ کرام کے درمیان

تشریف فرما تھے پوچھا۔ (۳۴) "یہ کعب نے کیا کیا کہ جہاد کے لئے نہیں آئے۔" ان کے قبیلہ بنو سلمہ کے ایک شخص عبداللہ ابن انیس نے جواب دیا۔ "اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ و سلم)! وہ تو اپنے حسن و جمال پر ناز میں مست ہوں گے۔" یہ سن کر حضرت معاذؓ ابن جبل نے عرض کیا۔ اے شخص تو نے بہت بُری بات کی۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ و سلم)! اللہ کی قسم ہم ان کے متعلق سوائے بہتری کے اور کچھ نہیں جانتے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے سکوت اختیار فرمایا۔

نمازیں

دوران سفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے رہے۔ زوالِ آفتاب سے پہلے سفر کرتے تو ظہر کو موخر کر کے عصر کے ساتھ دونوں نمازیں ایک ساتھ ادا فرماتے۔ مغرب سے قبل کوچ فرماتے تو مغرب کی نماز کو موخر کر کے عشاء کے ساتھ ادا فرماتے۔ نمازوں میں قصر فرماتے۔ (۳۵)

دیارِ ثمود

مقام حجر پر سے گزرے تو ارشاد ہوا۔ یہ قوم ثمود کا مسکن تھا جس پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ کوئی یہاں کا پانی نہ بھرے لوگوں نے عرض کیا۔ ہم نے پانی سے آٹا بھی گوندھ لیا۔ فرمایا۔ آٹا اونٹوں کو کھلا دو اور پانی پھینک

دو۔ اس کنویں سے پانی بھرو جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیتی تھی۔ عذاب الٰہی سے تباہ بستی سے روتے ہوئے گزرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر سے سر کو ڈھانک لیا اور سواری کو دوڑاتے ہوئے تیزی سے گزر گئے۔ (۳۶)

حجر کو "مدائنِ صالح" بھی کہتے ہیں یہ مدینہ اور تبوک کے درمیان میں واقع ہے۔ اونٹنی جس کنویں سے پانی پیتی تھی وہ "بیر ناقہ" کے نام سے اب بھی باقی ہے۔

راستے میں کسی مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسم کی سواری "قصواء" گم ہو گئی۔ ایک شریکِ سفر منافق زید بن لُصیب نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی ہونے کا دعویٰ کرتے اور آسمان کی خبریں دیتے ہیں مگر اونٹ کی خبر نہیں۔ اللہ نے اس کی باتیں بذریعہ وحی بتادیں۔ ارشاد ہوا بعض لوگ یوں کہتے ہیں۔ یاد رکھو! میں وہی کہتا ہوں جو اللہ تعالیٰ مجھے بتاتا ہے۔ مجھے میرے رب نے خبر دی ہے کہ اونٹ فلاں وادی میں مہار کے درخت میں اٹک جانے سے کھڑا ہے۔ تلاش کیا گیا تو وہیں کھڑا ملا۔ (۳۷)

اثنائے راہ میں زادِ راہ ختم ہو گیا۔ لوگ فاقہ کرنے لگے۔ جب حالت بدتر ہونے لگی، تو اجازت مانگی کہ اونٹوں کو ذبح کر کے اس مصیبت سے نجات پائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر تو سواریاں کم ہو جائیں گی۔ ایسا

کیجئے کہ باقی ماندہ زاد راہ میں برکت کی دعا فرمائیے۔ تمام چیزیں دستر خوان پر جمع کی گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی۔ سب نے سیر ہو کر کھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ جو شخص بغیر شک ان دو کلمات کے ساتھ اللہ سے ملے گا تو وہ جنت میں داخل ہونے سے نہیں روکا جائے گا۔"

یہ نصیب اللہ اکبر

رسول اللہ علیہ وسلم ایک صبح فجر سے قبل قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ لوٹا اٹھائے ساتھ تھے۔ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا۔ اس اثناء میں تنگی وقت کی بناء پر لوگوں نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بن عوف کو امام بنا لیا اور نماز شروع کر دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ کر آئے تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے امام کو پیچھے ہٹانا چاہا۔ فرمایا رہنے دو اور خود نماز میں شامل ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایک رکعت جماعت کے ساتھ ملی۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بن عوف نے سلام پھیرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر اپنی نماز [illegible] کرنے لگے۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت مقتدی دیکھ [illegible]

خوف سے استغفار کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا اور فرمایا "تم نے اچھا کیا۔" (۳۸)

نماز قضاء ہو گئی

تبوک کے قریب ایک رات سفر کی تھکن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک سوتے رہے۔ جب بیدار ہوئے تو سورج نیزے برابر بلند ہو چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آواز دی اور فرمایا۔ میں نے تمہیں نماز فجر کے لئے بیدار کرنے کو کہا تھا۔ عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کی طرح مجھے بھی نیند نے غافل کر دیا۔ (۳۹) فوری طور پر وہاں سے کوچ فرمایا۔ کچھ دور جا کر اترے اور قضاء نماز ادا کی۔ پھر دن بھر چلتے رہے۔ دوسری صبح تبوک پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے سامنے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ (۴۰)

سب شگوفے خطاب سے پھوٹے

یہ خطبہ اللہ تعالٰی کی حمد و ثناء کے بعد صرف پچاس فقرات پر مشتمل ہے۔ اس پر ہر جملہ آبدار موتیوں کی لڑی ہے۔ افصح العرب والعجم کی پیمبرانہ فصاحت و بلاغت کا شاہکار ہے۔ فصاحت ایسی کہ ہر لفظ ایک گوہر آبدار، بلاغت ایسی کہ فطرتِ انسانی کا کوئی گوشہ چھوٹنے نہیں پایا۔ خطبہ کا

ترجمہ درج ذیل ہے۔ اللہ جل جلالہ کی حمد و ثناء کے بعد ارشاد ہوا۔

۱۔ بلاشبہ سب سے زیادہ سچی بات اللہ کی کتاب (قرآن مجید) ہے۔

۲۔ اور سب سے مضبوط حلقہ، زنجیر تقویٰ کا ایک لفظ ہے۔

۳۔ اور بہترین ملّت، ابراہیم (علیہ السلام) کی ملّت ہے۔

۴۔ اور بہترین سنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت ہے۔

۵۔ اور سب سے اشرف بات اللہ کی یاد ہے۔

۶۔ اور سب سے اچھا قصہ یہ قرآن ہے۔

۷۔ اور سب سے اچھا کام وہ ہے جو صحیح طور پر پوری توجہ کے ساتھ کیا جائے۔

۸۔ اور سب سے بُرا کام وہ ہے جو اصل کام پر نیا اضافہ (بدعت) ہو۔

۹۔ اور سب سے اچھی راہ (راہِ زندگی) انبیاء علیہم السلام کی راہ ہے۔

۱۰۔ اور سب سے زیادہ باعزت موت شہیدوں کی ہے۔

۱۱۔ سیدھی راہ پالینے کے بعد گمراہی سب سے بڑی بے بصری ہے۔

۱۲۔ سب سے اچھا عمل وہ ہے جو نفع پہنچائے۔

۱۳۔ اور سب سے اچھا طریقہ وہ ہے جس کی اتباع کی جائے۔

۱۴۔ اور بہت ہی بُری نابینائی ہے، دل کی نابینائی۔

۱۵۔ اور اوپر والا ہاتھ (دینے والا) نیچے والے ہاتھ (لینے والا) سے بہتر ہے۔

RekhtaDownload.com

۱۶۔ جو (مال) کم ہو اور ضرورت کے لئے کافی ہو جائے وہ اس مال سے بہتر ہے جو بہت ہو اور غافل کردے۔

۱۷۔ انتہائی بُری عذر خواہی (توبہ) اس وقت کی توبہ ہے جب موت سامنے آجائے۔

۱۸۔ اور سب سے بُری ندامت وہ ہے جو قیامت کے دن ہوگی۔

۱۹۔ اور کچھ لوگ وہ ہیں جو جمعہ میں نہیں آتے مگر بڑی دیر سے۔

۲۰۔ اور کچھ لوگ ہیں جو اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر کبھی کبھی۔

۲۱۔ اور بہت بڑے گناہوں میں سے ہے جھوٹ بولنے والی زبان۔

۲۲۔ اور بہترین بے نیازی نفس کی بے نیازی ہے۔

۲۳۔ اور بہترین زادِ سفر تقویٰ ہے۔

۲۴۔ اور دانائی کا سب سے اونچا درجہ اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا ہے۔

۲۵۔ اور بہترین چیز جو دلوں میں جاگزیں ہو یقین ہے۔

۲۶۔ اور [illegible] کفر کی ایک قسم [illegible]

۲۷۔ اور [illegible] کرنا دور جاہلیت [illegible] شمار میں سے ایک عمل ہے۔

۲۸۔ اور [illegible] ذاتی منفعت [illegible] لئے کوئی چیز چھپالینا) جہنم کی تپش میں [illegible]

۲۹۔ اور نشہ جہنم کی آگ سے داغ ہے۔

۳۰۔ اور شعر ابلیس کی طرف سے ہے۔

RekhtaDownload.com

۳۱۔ اور شراب سارے ہی گناہوں کا مجموعہ ہے۔

۳۲۔ اور بہت ہی بُرا کھانا ہے یتیم کا مال کھانا۔

۳۳۔ اور سعید (خوش نصیب و کامیاب) وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرے۔

۳۴۔ اور بد بخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ ہی میں بد بخت ہو گیا۔

۳۵۔ اور تم میں سے ہر شخص بالآخر چار ہاتھ زمین ہی تک پہنچتا ہے اور معاملہ آخرت کے سپرد ہو جاتا ہے۔

۳۶۔ اور عمل کی حقیقت اس کے آخری حصے ہوتے ہیں۔

۳۷۔ اور بہت ہی بُرا خواب ہے جھوٹا خواب۔

۳۸۔ اور جو کچھ آنے والا ہے وہ قریب ہے۔

۳۹۔ کسی صاحبِ ایمان کو گالی دینا فسق ہے۔

۴۰۔ اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے۔

۴۱۔ اور اس کا گوشت کھانا (غیبت کرنا) اللہ کی نافرمانیوں میں سے ہے۔

۴۲۔ اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کے برابر ہے (یعنی بغیر حق قتل کرنا جائز نہیں تو بغیر حق اس کا مال لینا بھی جائز نہیں) ہے۔

۴۳۔ اور جو اللہ کی قسم کھاتا ہے اور اس کو جھٹلا دیتا ہے۔

۴۴۔ اور جو بخش دیتا ہے اسے بخش دیا جائے گا۔

RekhtaDownload.com

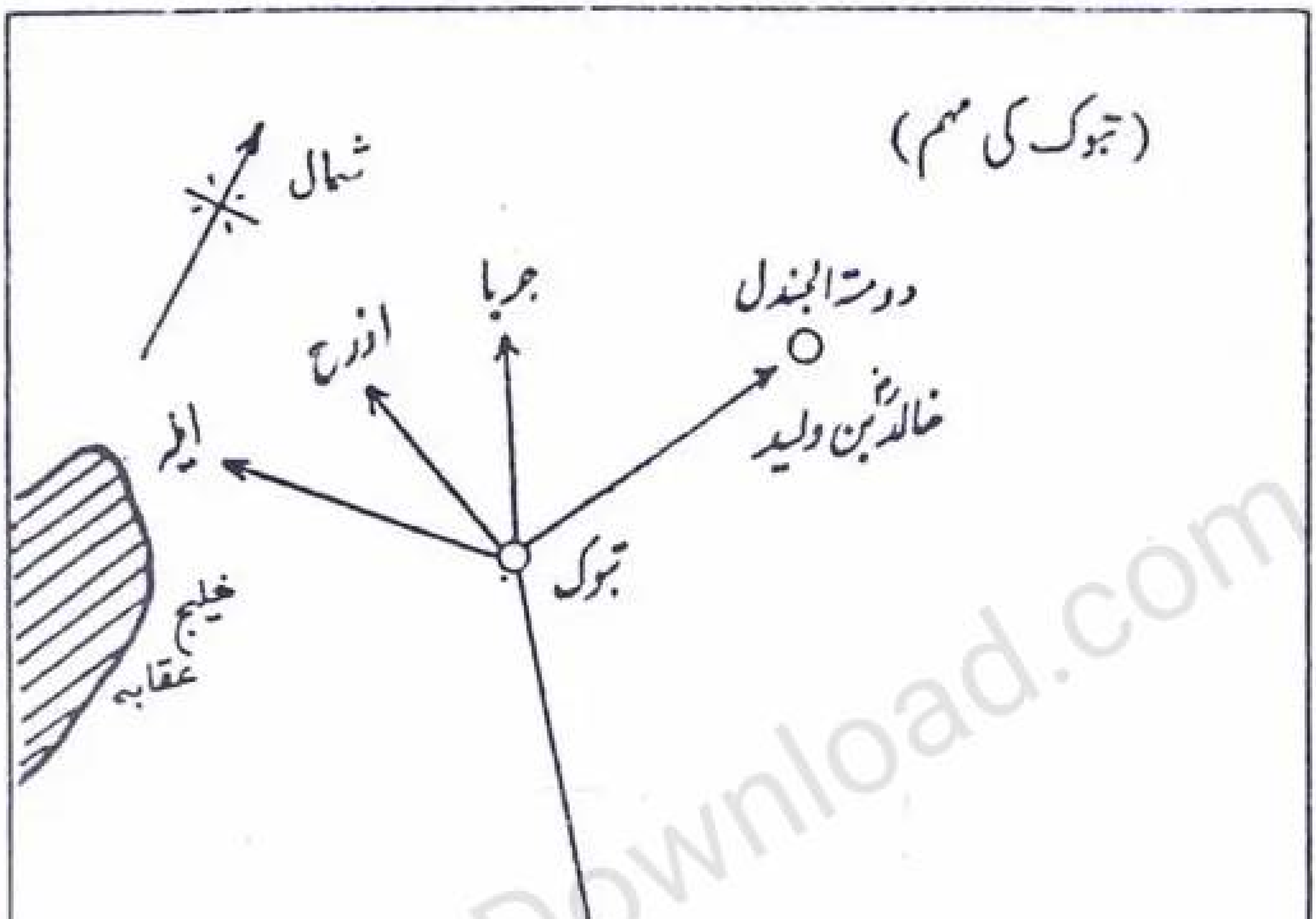
(تبوک کی مہم)
شمال
جربا
دومۃ الجندل
اذرح
ایلہ
خالدؓ بن ولید
تبوک
خلیج
عقابہ
خیبر

۴۵۔ اور جو معاف کر دیتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا۔

۴۶۔ اور جو غصہ پی جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اجر دے گا۔

۴۷۔ اور جو حق تلفی پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے معاوضہ دے گا۔

۴۸۔ اور جو شہرت کے پیچھے پڑ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بدنام کر دیتا ہے۔

۴۹۔ اور جو نقصان کے مقابلہ میں ثابت قدم رہتا ہے اللہ اس کو دوگنا عطا کرتا ہے۔

۵۰۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اللہ اس کو عذاب میں ڈالے گا۔

اس کے بعد تین بار استغفر اللہ فرمایا اور خطبہ ختم کر دیا۔

ایک دن ارشاد ہوا کہ کل تم لوگ آفتاب کے بلند ہونے تک تبوک پہنچ جاؤ گے۔ کوئی شخص پانی کو ہاتھ نہ لگائے جب تک میں نہ آجاؤں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دو آدمی پہلے سے وہاں موجود تھے۔ چشمے کا پانی رک رک کر کم کم بہہ رہا تھا۔ پوچھا۔ کیا تم نے اسے ہاتھ لگایا انہوں نے کہا۔ ہاں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہوئے۔ پانی کو جمع کیا گیا اس سے آپؐ نے منہ اور ہاتھوں کو دھویا۔ پھر اس پانی کو چشمہ میں ڈال دیا گیا۔ چشمہ سے پانی جوش کھا کر اُبلنے لگا۔ اس موقع پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل سے فرمایا۔

"اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو اس جگہ کو باغات سے سرسبز و شاداب پاؤ گے۔" (۴۱)

تبوک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس (۲۰) دن قیام فرمایا۔ دشمن کا انتظار کرتے رہے لیکن کوئی نہیں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کو سفر پر روانہ ہونا پسند فرماتے۔ مدینہ سے بھی اسی دن نکلے اور واپسی بھی اسی دن ہوئی (۴۲)

اے کاش کہ میں ہوتا

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نصف شب کو جاگا تو لشکر کے ایک کنارے پر چراغ جلتا دیکھا۔ اس طرف گیا تو دیکھا کہ ایک قبر کھودی جا رہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس میں اترے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنے بھائی کو میری طرف کرو۔ بلال حبشی رضی اللہ عنہ چراغ پکڑے ہوئے تھے۔ تدفین مکمل ہو چکی تو دعا فرمائی۔

الٰہی! میں آج کی شام تک اس سے خوش تھا، تو بھی راضی ہو جا۔"

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود کہتے ہیں یہ دعا سنی اور یہ کیفیت دیکھی تو دل نے بے اختیار کہا۔ کاش! اس لحد میں لٹایا جانا والا میں ہوتا۔

یہ کون تھا

مکہ فتح ہوئے زیادہ دن نہیں ہوئے تھے کہ ایک نوجوان عبدالعزیٰ

اپنے چچا کے گھر پہنچا۔ کہنے لگا ایک دنیا ایمان لے آئی لیکن آپ کو توفیق نہ ہوئی۔ قبیلہ مزنیہ کے سردار نے کہا تو پھر؟ یہی کہ میرے دل میں اس کی محبت گھر کر گئی ہے، جس نے اللہ کا گھر پاک کیا۔

چچا بولا پھر جانتے ہو اس کا انجام؟ ہر چیز سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

جواب دیا۔ اسی لئے تو آیا ہوں لے لیجئے سب کچھ میں تو مدینہ چلا چچا نے کہا۔ تمہارے تن پر جو کپڑے ہیں وہ بھی میرے ہیں۔ دیوانہ ہوگئے محبت نے انہیں بھی اتار دیا۔ برہنہ ماں کے پاس آئے۔ ایک کپڑا مانگا۔ ماں نے کمبل دیا۔ دو ٹکڑے کئے۔ آدھے کا تہہ بند بنایا اور آدھا اوپر سے اوڑھا۔ اسی وقت مدینہ کی راہ لی۔

منہ اندھیرے مسجد نبوی کے در پر بیٹھ گئے۔ فجر کی نماز ہوئی تو شریک ہوئے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضر باشوں میں ایک اجنبی چہرہ دیکھا تو پوچھا۔ کون ہو؟

عرض کیا۔ قبیلہ مزنیہ کا عبدالعزیٰ۔ ایمان لانے کی غرض سے آیا ہوں۔ فرمایا۔ آج سے تمہارا نام عبداللہ اور لقب ذوالبجادین (دو کپڑوں والا) صُفّہ پر پڑے رہو۔ عالم جذب طاری تھا۔ رات دن قرآن مجید پڑھتے رہتے۔ حضرت عمرؓ نے ایک دن عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اس اعرابی کو دیکھئے کس قدر بلند آواز سے تلاوت کرتا ہے۔ دوسروں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔ فرمایا۔ اسے کچھ نہ کہو۔ وہ راہ حق کا مہاجر ہے۔ سب کچھ تج کر

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا ہے۔

ان ہی دنوں تبوک کی مہم شروع ہوئی۔ مجاہد تیار ہونے لگے۔ ذوالبجادین بھی خوش تھے۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ! دعا فرمائیے کہ مجھے راہِ حق میں شہادت نصیب ہو۔ فرمایا۔ کسی درخت کی تھوڑی سی چھال اتار لاؤ۔ کیکر کے پیڑ سے چھال لائے۔ اسے ان کے ہاتھ پر باندھتے ہوئے فرمایا۔ اے اللہ! میں دشمنوں پر اس کا خون حرام کرتا ہوں۔ کہا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا؟ فرمایا۔ آدمی جہاد کے راستے میں ہو اور مرجائے تو بھی شہید ہے۔ اس کے معنی تبوک پہنچ کر سمجھ میں آئے۔ عبداللہ ذوالبجادین بخار میں مبتلا ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ بغیر لڑے بھڑے اللہ نے انہیں شہادت کا درجہ دیا ان ہی کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں لحد میں اتار رہے تھے۔ (۴۳)

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

دشمن مقابلہ پر نہ آیا

مسلمان پڑاؤ ڈالے رہے۔ لڑائی کے دور دور تک آثار نہ تھے۔ نہ لخم، جذام، غسّان کے قبائل آئے اور نہ ہِرقل۔ پتہ چلا کہ ہِرقل تو حُمص میں ٹھہرا ہوا ہے۔ مجاہدِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب کی سرحدوں تک اتنے بڑے لشکر کے ساتھ پہنچ جانا دشمن کو مرعوب کر گیا۔ یہ نفسیاتی فتح سیاسی فتح میں تبدیل ہو گئی۔ ہِرقل کو پتہ چل گیا کہ نصرانیوں نے آپ صلی

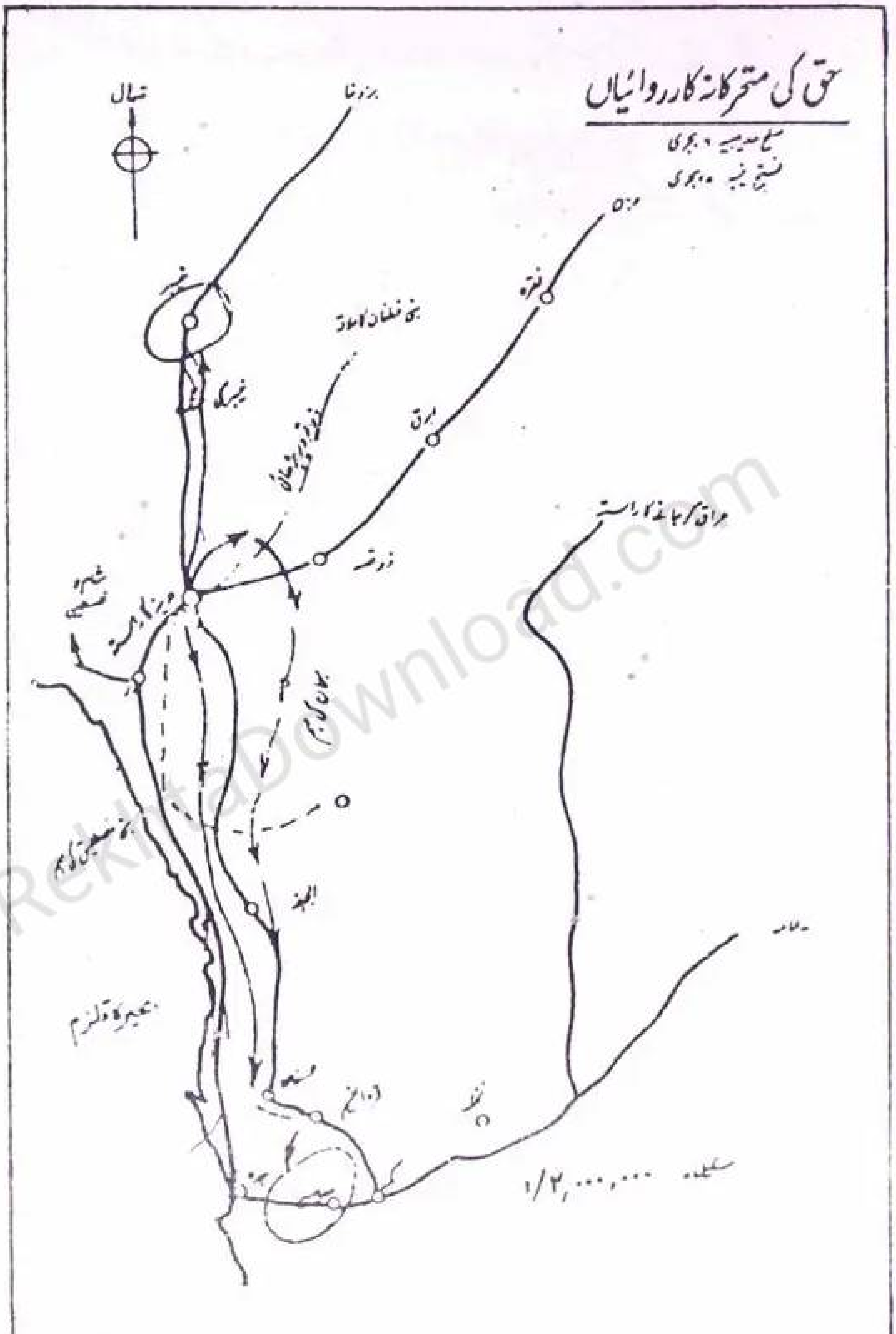

RekhtaDownload.com

اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بارے میں جو اطلاعیں دی تھیں، بے بنیاد تھیں۔ قحط اور سوکھے سے بدحال ہوتے تو ۱۵دن کا سفر نہ کرتے۔ کمزور اور بزدل ہوتے تو ہماری سرزمین پر آکر یوں نہ للکارتے۔ یہی لوگ تھے جو مُوتہ میں شاہ بُصریٰ شرح بیل غسانی کی ایک لاکھ فوج کو پسپا کر گئے تھے۔ اب تو ان کا پیغمبر خود ان کی قیادت کر رہا ہے۔ ایک رعب تھا کہ رومیوں پر طاری ہو گیا۔ رومیوں نے اپنے ایک جاسوس کو بھیجا کہ لشکر کی کیفیت معلوم کرے۔ وہ اس درجہ مرعوب لوٹا کہ ہِرقلؔ نے اپنے مشیروں سے پوچھا۔ کیوں نہ ہم مسلمان ہو جائیں؟ وہ بگڑ گئے۔ حکومت ہاتھ سے نکلنے کے خوف سے ہِرقلؔ نے بات بدل دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطراف و جوانب کی سرحدی ریاستوں میں کئی فوجی دستے بھیجے۔ ایلہ (بیت المقدس کا پرانا نام) کے حکمران یُحنّہ بن رُؤبہ نے سفیر کی آؤ بھگت کی۔ خود خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ سفید خچر، تحفے اور نذرانے پیش کئے۔ جزیہ دینا منظور کر لیا۔ بلاذری نے ہر بالغ پر ایک دینار سالانہ کے حساب سے ۳۰۰ دینار رقم لکھی ہے۔ ان پر یہ شرط بھی عائد کی گئی کہ ان کی آبادیوں سے جو مسلمان گزرے گا اس کی مہمانداری کی جائے گی۔ امان کی نشاندہی کے طور پر اپنی ردائے مبارک (چادر) بھی ایلہ کے باشندوں کو عطا فرمائی۔ صلح کا معاہدہ بھی ہوا جو درج ذیل ہے۔ (۴۳) ا

اہل ایلہ کے لئے امان نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ امان نامہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یُحَنّہ بن رُؤبہ اور اہل ایلہ کے نام ہے۔

ان کی کشتیاں اور جہاز، قافلے خشکی اور تری (سمندر) میں آزادی سے پھریں گے۔ ان کو اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے ساتھ اہل شام، اہل یمن اور اہل بحرین کے مسلمانوں کی طرف سے حفاظت اور پناہ کا عہد دیا گیا ہے۔ جو آدمی اس عہد کی خلاف ورزی کرے گا اس کا مال، اس کی جان، بچ نہ سکے گی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے پکڑنے کا پورا اختیار ہوگا۔ یہ جو کچھ بھی چاہیں اس سے ان کو روکنا جائز نہیں ہوگا۔ سمندر اور جنگل میں سے کوئی راستہ بھی ان پر بند نہیں کیا جائے گا۔ دونوں فریق اس معاہدہ پر متفق ہیں کہ ایلہ والے جزیہ کی رقم ادا کیا کریں گے جس کا اندازہ تین سو دینار سالانہ ہے۔

ابن اسحاق نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ یہ تحریر حضرت جہیم رضی اللہ عنہ بن صلت اور شرجیل رضی اللہ عنہ بن حسنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے لکھی۔

اسی طرح جربا اور اذرح کے باشندوں سے بھی تحریری صلح نامہ

مرتب ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ تحریر محمد نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے جربا اور ازرح کے باشندوں کے لئے ہے۔

وہ اللہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امان سے امن میں ہوں گے۔ ہر رجب میں ان پر ایک سو دینار اور ایک سو اچھا اوقیہ دینا واجب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ، مسلمانوں اور مسلمانوں میں سے جو ان کے پاس پناہ لے، کے ساتھ حسن سلوک اور خیر خواہی کرنے کے بارے میں ان کا ضامن ہے۔"

مقنا کے یہود نے بھی مصالحت کرلی۔ انہوں نے بنیوں اور کتے ہوئے (سوت وغیرہ) گھوڑوں، زرہوں اور پھلوں کا چوتھا حصہ دینا منظور کر لیا۔ مقنا ایلہ کے جنوب میں واقع ہے۔ (۴۴)

حاکم دُوْمتہ الجندل

حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کی سرکردگی میں ۴۲۰ سواروں کا ایک دستہ اکیدر بن عبدالملک والی دومتہ الجندل کی طرف روانہ کیا۔ وہ بنی کندہ کا عرب تھا۔ لیکن دومتہ الجندل کا حکمراں بن کر نصرانی مذہب کا پیرو ہوگیا۔ ارشاد ہوا کہ وہ تمہیں نیل گائے کے شکار میں مصروف ملے گا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے چاندنی رات میں قلعہ کے باہر شکار کھیلتا پایا۔ انہوں نے اسے زندہ گرفتار کر لیا۔ اس کے بھائی حسان نے مزاحمت کی اور مارا گیا۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن اُمیہؓ ضمری فتح کی خوشخبری لے کر مدینہ گئے اس کا زرکار ریشمی چغہ بھی بطورِ نشانی روانہ کیا گیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اسے گرفتار کر کے مدینہ لائے۔ اس نے جزیہ پر صلح کر لی۔ دو ہزار اونٹ' آٹھ سو گھوڑے چار سو زرہیں اور چار سو نیزے ملے۔ اسے اس کے علاقہ پر حاکم برقرار رکھا گیا۔ (۴۵)

فتوح البلدان میں بَلاذری نے لکھا ہے کہ اکیدر مسلمان ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ذیل تحریری وثیقہ عطا فرمایا۔

"یہ تحریر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اکیدر کے لئے ہے جب کہ اس نے اسلام قبول کیا اور انداد و اصنام کو چھوڑ دیا۔ اور اہلِ دومہ کے لئے ہے۔ جوہڑوں کا وہ حصہ جو آبادی کے باہر ہے۔ بنجر زمین اور جنگل اور غیر آباد زمین اور ہتھیار اور بار برداری کے جانور اور گڑھی یہ سب چیزیں ہمارے لئے ہیں۔ اور تمہارے لئے وہ کھجور کے درخت ہیں جو گڑھی کے اندر ہیں اور بہتا ہوا پانی ہے۔ تمہارے چرنے والے جانور چراگاہوں سے نہیں پھیرے جائیں گے اور نصاب کی مقررہ تعداد سے جو مواشی زیادہ ہوں گے' زکوٰۃ کے تعین کے وقت ان کا شمار نہیں کیا جائے گا اور تمہارے پودے اگنے سے نہیں روکے جائیں گے۔"

عاجز مملکتیں

عرب اور رومی سلطنت کی سرحد پر ان حکمرانوں سے معاہدوں سے ایک طرح کی بفراسٹیٹس (Buffer States) (عاجز مملکتیں) وجود میں آگئیں۔ مسلمان رومیوں کے راست تاخت و تاراج سے محفوظ ہوگئے۔ پہلے غزوہ ابواء کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ضمرہ سے معاہدہ کیا تھا۔ وہ درمیان میں بفراسٹیٹس بن گئے.. اس وقت مشرکین مکہ کا خطرہ تھا۔ اب مشرکین مکہ اور یہود دونوں کا زور ٹوٹ چکا تھا۔ اسلامی مملکت دس لاکھ مربع میل پر قائم ہوچکی تھی۔ تقریبا تمام جزیرۂ عرب پر اسلامی پرچم لہرا رہا تھا۔ اب شمال میں کسرائے فارس اور قیصر روم کی سلطنتوں میں لاالہ الااللہ کا پیغام پہنچا تھا۔ آیندہ مسلمانوں کو ان دو طاقتوں سے ہی خطرہ تھا۔ رومیوں سے تصادم کے بعد اسلام کو بین الاقوامی سطح پر مکتوبات نبوی کے ذریعہ متعارف کرانے کا جو آغاز ہوا تھا اب اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کا وقت آگیا تھا۔

تبوک میں بیس دن قیام (۴۷) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباد رضی اللہ عنہ بن بشر کو پہرے پر مامور فرمایا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حفاظتی گشت کیا کرتے۔ یہ اس لئے بھی ضروری تھا کہ بہت سے منافق بھی لشکر میں شامل ہوگئے تھے۔ (۴۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدات کے ذریعے اسلامی مملکت کی شمالی سرحد کو محفوظ

فرما دیا۔ رومی اور نصرانی عرب مقابلہ کے لئے نہیں آئے۔ ہرقل حمص میں مقیم تھا اور اس نے اس جگہ سے حرکت نہیں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار سے مشورہ کیا کہ ان کی مملکت میں پیش قدمی کریں یا واپس ہو جائیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اگر آپ کو آگے بڑھنے کا حکم ہے تو ہم حاضر ہیں۔ فرمایا اگر ایسا ہوتا تو میں تم سے مشورہ نہ کرتا یہ سن کر عرض کیا کہ قیصر روم کے پاس عظیم لشکر ہے ہماری حالت آپ سے پوشیدہ نہیں قیصر اپنی حرکت پر پشیمان ہے اور اس پر مسلمانوں کا رعب چھایا ہوا ہے اس لئے واپسی زیادہ مناسب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رائے سے اتفاق فرمایا اور مدینہ واپسی کا اعلان فرمایا۔ (۴۹)

تبوک میں مدت قیام

تبوک میں قیام کی مدت میں مورخوں کا اختلاف ہے۔

دو مہینے	واقدی
ایک مہینہ	قاضی سلمان منصور پوری
بیس دن	ابن سعد، ابن خلدون
انیس دن	ابن اثیر، قسطلانی
بارہ دن	طبری
دس دن	ابن ہشام، مسعودی

خیال ہے کہ تبوک جانے میں پندرہ دن، واپسی میں پندرہ دن اور ۲۰ دن قیام۔ جملہ ۵۰ دن لگے۔ یہی مدت حضرت کعبؓ بن مالک کی توبہ کی قبولیت کی ہے۔

منافق۔ خون کے پیاسے

مغازیٔ رسولؐ میں حضرت عروہؓ نے لکھا ہے (۵۰) کہ جو منافق ساتھ تھے وہ آپؐ کے مدینہ لوٹنے سے خوش نہ تھے۔ انہوں نے سازش یوں کی کہ کسی پہاڑ کی چوٹی سے آپؐ کو گرا دیں (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بذریعہ وحی مطلع فرما دیا۔

زادالمعاد میں ہے (۵۱) کہ ایک اندھیری رات میں آپؐ حضرت حذیفہؓ ابن یمان اور حضرت عمار ابن یاسرؓ کے ہمراہ تنگ راستے سے جو کسی پہاڑ سے ہو کر گزرتا تھا، جا رہے تھے جب کہ لشکر دوسرے راستے سے جا رہا تھا۔ جب آپ چوٹی پر پہنچ گئے تو کچھ لوگوں کے آنے کی آواز آئی۔ آپؐ نے حضرت حذیفہؓ کو حکم دیا کہ انہیں ہٹا دیں۔ انہوں نے ان کی سواریوں کو تیر دان سے ضربیں لگائیں۔ وہ لوگ منہ پر نقاب ڈالے ہوئے تھے انہوں نے حضرت حذیفہؓ کو دیکھا تو سمجھا کہ ان کا مکر ظاہر ہو گیا ہے۔ وہ تیزی سے پلٹ کر لوگوں میں مل گئے۔ حضرت حذیفہؓ لوٹ کر آئے اور حضورؐ جلدی سے چوٹی کے راستے لشکر میں جا ملے۔ حضورؐ نے پوچھا حذیفہ تم ان میں سے کسی کو جانتے ہو؟ کہا فلاں فلاں کی سواری پہچان گیا لیکن

RekhtaDownload.com

نقاب اور اندھیرے کی وجہ سے سوار کو شناخت نہ کرسکا۔ حضورؐ نے پوچھا کیا تمہیں پتہ ہے کہ وہ کس قصد سے آئے تھے؟ عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ کچھ نہیں جانتا۔ فرمایا۔ وہ ساتھ چل کر چوٹی سے مجھے گرانا چاہتے تھے۔ عرض کیا۔ آپ مجھے حکم دیتے میں ان کی گردنیں اڑا دیتا۔ فرمایا۔ میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ لوگ کہیں محمدؐ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔ پھر آپؐ نے ان تمام منافقین کے نام بتائے اور تاکید فرمائی کہ ان کے نام کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ یہ بارہ افراد تھے اسی لئے حضرت حذیفہؓ کو صاحب سرِ رسول (راز داں) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ جس پر منافق ہونے کا شبہ ہوتا اگر وہ مرجاتا تو اس کی نماز جنازہ ایسی صورت میں پڑھتے جب کہ حضرت حذیفہؓ شریک ہوں ورنہ سمجھ لیتے کہ وہ منافق تھا۔

بہائے دیدہ و دل

ثنیۃ الوداع پر اہل مدینہ نے

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَىٰ لِلّٰهِ دَاعِ

پڑھ کر آپ کا استقبال کیا۔ (۵۲) مدینہ کے قریب ہوئے تو فرمایا۔ یہ طابہ ہے۔ یہ جبل احد ہے۔ یہ ہم کو محبوب رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ اس موقع پر یہ بھی ارشاد ہوا کہ مدینہ میں ایسے لوگ ہیں کہ

جب تم سفر کرتے ہو یا کسی وادی کو پار کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا "باوجود اس کے کہ وہ مدینہ میں ہوتے ہیں۔" ارشاد ہوا۔ "ہاں باوجود اس کے کہ وہ مدینہ میں ہوتے ہیں۔ کسی نہ کسی عذر کی وجہ سے انہیں رکنا پڑتا ہے۔" (۵۴)

جب مدینہ منورہ کی آبادی نظر آئی تو زبانِ وحیؐ ترجمان سے نکلا کہ انصار کے بہترین خاندان بنو نجار پھر بنو عبدالاشہل پھر بنو حارث پھر بنو ساعدہ ہیں۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ کا تعلق بنو ساعدہ سے تھا۔ حضورؐ سے ملاقات ہوئی تو عرض کیا۔ آپؐ نے انصار کے گھرانوں میں ہمیں سب سے آخر میں رکھا۔ فرمایا۔ "کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تم بہترین خاندانوں میں سے ہو۔"

شعبان کے بالکل آخر یا ابتدائے رمضان میں آپؐ واپس آئے۔ سب سے پہلے مسجد نبوی میں تشریف لے گئے نفل دوگانہ ادا فرمایا پھر کچھ دیر لوگوں سے ملاقات کے لئے بیٹھے رہے۔ جو لوگ اس جہاد میں ساتھ چلنے سے پیچھے رہ گئے تھے وہ آنحضرتؐ کے پاس آتے اور عذر بیان کرتے ان کی تعداد ۸۰ کے لگ بھگ تھی۔ آپؐ ان کے عذر کو قبول فرماتے اور ان کے دلوں کے حال کو اللہ پر چھوڑ دیتے۔

کبھی دوستوں پر نظرِ احتسابی

حضرت کعبؓ بن مالک کہتے ہیں جب میں نے بڑھ کر سلام کیا تو آپؐ

نے غضب آلود تبسم کے ساتھ جواب دیا۔ فرمایا۔ کعب تم کیوں پیچھے رہ گئے؟ عرض کیا۔ اگر آج میں جھوٹ بول کر آپؐ کو راضی کرلوں تو کل اللہ تعالیٰ آپؐ کو مجھ سے ناراض کردے گا سچ تو یہ ہے کہ کوئی عذر نہیں۔ شرکت کی ہر طرح کی قدرت کے باوجود پیچھے رہ گیا۔ ارشاد ہوا۔ تم نے سچ بات بیان کردی۔ (۵۴)

اب جاؤ اور اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کرو۔

حضرت کعبؓ کہتے ہیں جب میں وہاں سے اٹھ کر جانے لگا تو میرے خاندان کے لوگوں نے مجھے گھیر لیا اور کہنے لگے جب سے تم اسلام لائے ہو ہم نے تمہیں کوئی گناہ کرتے نہیں دیکھا۔ تم بھی کوئی بات بنا دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے مغفرت تمہارا دھبہ دھونے کے لئے کافی تھی۔ ان باتوں کو سن کر مجھے خیال آیا کہ پلٹ کر جاؤں اور اپنا بیان بدل دوں۔ میں نے پوچھا۔ کیا میرے سوا کوئی اور بھی ایسا ہے جسے مجھ جیسا حکم ہوا ہو۔ بتایا گیا کہ ہلالؓ بن اُمیہ واقفی اور مرارہؓ بن ربیع عمروی ہیں۔ میں نے کہا۔ یہ تو اصحاب بدر میں سے ہیں۔ ساتھ ہی میرے پلٹتے قدم رک گئے۔ میں نے خاموشی اختیار کرلی۔

اک ذرا سی بات پر برسوں کے یارانے گئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ کوئی ان تینوں سے بات چیت نہ کرے۔ حضرت کعبؓ کہتے ہیں جس مسلمان سے

میں گفتگو کی کوشش کرتا وہ اپنا رخ پھیر لیتا۔ اپنوں کی اس بے رخی کو دیکھ کر میرے دو ساتھیوں نے گھر سے باہر نکلنا چھوڑ دیا۔ میں جوان آدمی تھا مجھ سے گھر پر بیٹھا نہ گیا۔ نماز کے وقت برابر مسجد نبوی جاتا۔ حضورؐ کے قریب جا کر سلام کرتا اور یہ دیکھتا کہ جواب میں ہونٹ ہلتے ہیں یا نہیں اس طرح کئی دن گزر گئے۔ ہم اپنوں میں اجنبی ہو گئے۔ زمین و آسمان بدل گئے۔ لوگوں کی خاموشی سے گھبرا کر میں ایک دن اپنے چچا زاد بھائی ابو قتادہؓ کے باغ میں گیا۔ ہم دونوں میں بڑی محبت تھی۔ میں نے سلام کیا۔ اس نے جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا اے ابو قتادہ تم میرا خون ہو اور یہ خوب جانتے ہو کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہوں۔ یہ سن کر بھی ان کی زبان سے ایک لفظ نہ نکلا۔ تیسری بار میں نے انہیں اللہ کی قسم دی۔ تب انہوں نے کہا تو یہ کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ یہ سن کر آنسوؤں نے ضبط کا دامن چھوڑ دیا۔ خیال آیا اب تو میرے ایمان کی گواہی دینے والا بھی کوئی نہیں دل نے کہا اے کاش زمین پھٹ جائے اور میں اس میں سما جاؤں لیکن افسوس کہ زمین اپنی تمام وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گئی۔

قدرِ گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ ناقابل بیان کرب میں مبتلا میں باغ سے نکل کر بازار سے گزر رہا تھا کہ ملک شام کے ایک نصرانی کسان کو جو غلہ بیچنے

مدینہ آیا تھا لوگوں سے میرا پتہ پوچھتے سنا۔

کسی نے میری طرف اشارہ کر دیا اس نے مجھے ایک خط دیا جو ریشمی کپڑے میں لپٹا شاہ غسان کی طرف سے تھا۔ لکھا تھا۔ (۵۵)

"اے کعب بن مالک! میں نے سنا ہے کہ تمہارے آقا تم سے ناراض ہیں اور تم کو چھوڑ دیا ہے۔ ان کے صحابہؓ نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے۔ تم کو سزاوار نہیں کہ اب تم ایسی جگہ پر رہو جہاں تمہارے ساتھ ایسی بے اعتنائی روا رکھی گئی ہو اور نہ تم ایسے شخص ہو کہ تم کو اس طرح مردود و مطرود بنایا جائے۔ جیسے ہی تم کو یہ خط ملے فوراً میرے پاس چلے آؤ یہاں تمہارے لئے عزت و آبرو و سرفرازی موجود ہے۔"

خط پڑھ کر بے اختیار انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور دعا کی کہ اے اللہ مجھے اتنی بڑی آزمائش میں نہ ڈال۔ یہ روز بد بھی دیکھنا تھا کہ ایک کافر مجھے راہ حق چھوڑنے کا لالچ دے رہا ہے۔ قاصد نے پوچھا کیا جواب ہے؟ میں نے خط ساتھ کی دکان پر جلتے تنور میں ڈال دیا کہا یہی میرا جواب ہے۔ تیرے بادشاہ کے دربار کے اعزاز سے در رسول کی غلامی اچھی ہے۔ میرے آقا کی بے التفاتی و بے اعتنائی تیرے بادشاہ کے التفات بے پایاں سے بڑھ کر۔ ان سے جدائی دوسروں کی قربت سے بہتر۔

اصولاً خطاؤں پر تنبیہہ

گھر پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد خزیمہؓ بن ثابت

اس پیام کے ساتھ آئے کہ تم اپنی بیوی سے الگ رہو میں نے پوچھا کیا طلاق دے دوں؟ کہا نہیں بس علیحدہ رہو۔ ایسا ہی حکم ان دونوں کو بھی ملا۔ ہلال بہت ضعیف آدمی تھے ان کی بیوی بارگاہ رسالت میں گئیں اور عرض کیا جب سے یہ واقعہ ہوا ہے میرے شوہر کو رونے دھونے اور توبہ و استغفار کے سوا کوئی کام نہیں۔ اگر میں ان کی خدمت نہ کروں تو وہ مر جائیں گے۔ فرمایا تم ان کا کام کاج کر سکتی ہو لوگوں نے حضرت کعبؓ کو بھی یہی مشورہ دیا انہوں نے کہا نہیں معلوم نہیں آپ کیا فرمائیں اور فوراً بیوی کو ماں کے گھر بھیج دیا اسی حال میں دس راتیں اور گزر گئیں۔

مزاجاً ”خطاکار بندوں کا حامی

یہ عجیب روز و شب تھے دل غم کو کھا رہا تھا اور غم دل کو۔ جو خیال سب میں زیادہ روح فرسا تھا وہ یہ تھا کہ اگر اسی حال میں مجھے پیام اجل آ جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز میری نماز جنازہ نہیں پڑھیں گے اور خاکم بدہن خدانخواستہ حضورؐ کا وصال ہو گیا تو میں زندگی بھر بلکہ قیامت تک اہل ایمان کے پاس مردود ٹھہروں گا۔ دن بدن نہال دل سوکھ رہا تھا۔ مسجدِ نبوی جاتا تو بطور خاص وہاں نماز ادا کرتا جہاں حضورؐ تشریف فرما ہوتے دوران نماز گوشۂ چشم سے آپ کی طرف نظر کرتا دیکھتا کہ وہ مجسم رحمت ذات بڑی شفقت سے نظر فرما رہی ہے لیکن جوں ہی میری نگاہیں چار ہوتیں تو رخ انورؐ پھر جاتا۔

حضرت کعبؓ کہتے ہیں اس کڑی آزمائش کے دن تھے جب کہ زمین اپنی وسعتوں اور آسمان اپنی پہنائیوں کے باوجود مجھ پر تنگ تھے۔ پچاسویں دن گھر ہی پر فجر کی نماز پڑھ کر اندوہ وغم میں لپٹا امید وبیم کی چادر اوڑھے پڑا تھا کہ کوہ سَلع سے کسی پکارنے والے نے پکارا۔ اے کعب بشارت ہو! آواز سنتے ہی بے اختیار سجدے میں گر پڑا فرطِ مسرت سے ہمک ہمک کر رونے لگا۔ یقیناً نماز فجر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ کی قبولیت کا مژدہ سنایا ہو گا زبیرؓ ابن عوام گھوڑے کو بھگاتے آئے لیکن ان سے پہلے بنی سلمہ کے آدمی نے کوہ سُلع سے آواز دی۔ جو پہلے خوشخبری لایا۔ اپنے دونوں کپڑے اس کی نذر کئے ابو قتادہ سے کپڑے مانگ کر پہنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا۔ راستے میں لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو مجھے مبارک باد دینے کے لئے بے قرار تھا۔

نشاطِ جمال

مسجد نبوی میں داخل ہوا تو سب سے پہلے طلحہؓ بن عبید اللہ نے بڑھ کر گرم جوشی سے مصافحہ کیا۔ میں ان کا اخلاص کبھی نہ بھولوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑھ کر سلام کیا۔ آپ کا چہرۂ مبارک خوشی سے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ فرمایا۔

"کعب تیری زندگی میں ماں کے پیٹ سے جنم لینے کے بعد آج سے بہتر دن نہ آیا ہو گا۔"

عرض کیا یا رسول اللہ! یہ معافی آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے؟

فرمایا۔ میں نے نہیں اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی۔ جوش مسرت میں عرض کیا اس خوشی میں اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔

فرمایا تھوڑا کرو۔ کچھ اپنے لئے بھی رکھو۔

عرض کیا سچ بولنے کی وجہ سے میری نجات ہوئی اب میں زندگی بھر سچ کے سوا کچھ اور نہیں بولوں گا۔

سورۂ توبہ میں ان تین مخلص بندوں کا ذکر ہے۔

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُھُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

"اور ان تینوں پر بھی جن کا معاملہ ملتوی کیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب زمین باوجود فراخی کے ان پر تنگ ہو گئی اور ان کی جانیں بھی ان پر دوبھر ہو گئیں اور انہوں نے جان لیا کہ اللہ (کے ہاتھ) سے خود اس کے سوا کوئی پناہ نہیں۔ پھر اللہ نے ان پر مہربانی کی تاکہ توبہ کریں۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔"

غزوۂ تبوک کے سفر میں عام روایت کے مطابق ۱۵ دن جانے اور ۱۵ دن آنے میں لگے۔ وہاں قیام ۲۰ دن رہا اس طرح پورے پچاس دن

ہوئے۔ ان مخلص بندوں کو بھی پچاس دن ذہنی کرب اور امید و بیم سے گزار کر رحمت کی بدلیاں برسیں۔

غزوۂ تبوک کے اثرات اور نتائج

۱۔ تبوک کا عزم سفر دشمن کو حد درجہ مرعوب کر گیا۔ اس قدر اچانک اور غیر متوقع پیش قدمی نے اسے حیران کر دیا۔

۲۔ لاکھوں کی تعداد میں مسلح اور تربیت یافتہ فوج کا مقابلہ سے پہلو تہی کرنا مسلمانوں کی عسکری برتری کا موجب بنا۔

۳۔ سرحدی نیم آزاد عربی قبائل اسلام کی طرف متوجہ ہوئے۔ معاہدوں کے ذریعے باجگزار بن گئے۔ ان کی حیثیت رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان Buffer States عاجز مملکتوں کی سی ہو گئی۔

۴۔ خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر بصیرت نبوی نے فتح کے تمام فوائد حاصل کیے۔

۵۔ بنی ہوازن پر حنین میں آخری ضرب کے بعد جزیرۂ عرب میں دین حق پوری طرح نفوذ کر گیا۔ تبوک سے کامیاب واپسی نے تمام قبائل کو اسلام کی بالادستی قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔ دور دراز علاقوں سے وفود پر وفود آ آ کر حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے۔

۶۔ مجاہدوں کا حوصلہ (مورال) بلند ہوا انہیں نامساعد حالات میں بھی جہاد کے لئے وسیع پیمانے پر تربیت حاصل ہوئی۔

Rekhta Downloadu.com

۷۔ اسلام قبول نہ کرنے والے جزیہ دینے پر مجبور ہوئے۔

۸۔ بین الاقوامی سطح پر اسلام کی اشاعت کے دور کا آغاز ہوا۔ اس سلسلے میں روم اور ایران کی سلطنتوں سے مسلح تصادم ناگزیر تھا عہد نبوی ہی میں اس کی بنیاد رکھ دی گئی۔

قرآن مجید اور غزوۂ تبوک

سورۂ توبہ یا برأت کا آخری حصہ اس غزوہ سے متعلق ہے۔ ان آیات میں سے کچھ غزوۂ تبوک پر روانگی سے قبل کچھ دوران سفر اور کچھ مدینہ واپسی کے بعد نازل ہوئیں۔ ان میں بطور خاص منافقین کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔ غزوۂ تبوک اہل ایمان اور منافقین کے لئے ایک کسوٹی ثابت ہوا۔ مخلص نادار رونے والوں اور تین توبہ کرنے والوں کا ذکر بھی اس سورۃ میں ہے۔

بنی ثقیف کا وفد

طبری کا بیان (۵۶) ہے کہ رمضان کے مہینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے لوٹے اور اسی ماہ میں بنو ثقیف کا وفد حاضر ہوا۔ حاضری کی وجہ یہ ہوئی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کا محاصرہ اٹھا کر مدینہ واپس ہو رہے تھے تو راستے میں عروہ ابن مسعود ثقفی آملے اور ایمان لائے۔ عروہ ابن مسعود وہی ہیں جو صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کی طرف سے گفتگو کے لئے آئے تھے۔ محاصرہ کے وقت طائف میں موجود نہیں تھے

بلکہ جرش میں منجنیق بنانے کا فن سیکھنے گئے تھے اللہ نے ان کا دل پھیر دیا تو مسلمانوں کے پیچھے ہی نکل پڑے۔

جن پہ تکیہ تھا ----

ایمان لانے کے بعد اپنی قوم میں جا کر اسلام کی تبلیغ کی اجازت مانگی حضور نے فرمایا تمہاری قوم تکبر میں مبتلا ہے وہ تمہیں قتل کر دے گی عرض کیا نہیں وہ مجھے اپنی جوان لڑکیوں کی طرح عزیز رکھتے ہیں میں انہیں ان کی آنکھوں سے زیادہ محبوب ہوں وہ میری بات مانتے ہیں غرض اجازت لے کر حضرت عروہؓ بنی ثقیف میں لوٹے قوم کو جمع کیا اور بالا خانے پر نمودار ہو کر انہیں اسلام کی دعوت دی اپنے مسلمان ہونے کا برملا اعلان کیا۔ یہ سنتے ہی چاروں طرف سے ان پر تیر برسے اور وہ شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کے پورے آٹھ ماہ بعد چھ ارکان پر مشتمل وفد عبد یالیل کی قیادت میں آیا۔ ان میں دو احلاف اور تین بنی مالک کے افراد تھے۔ ان کا خیمہ مسجد نبوی میں لگوایا گیا تاکہ وہ مسلمانوں کی عبادات کو دیکھیں۔ قرآن کو سنیں۔

حضرت خالدؓ بن سعید بن العاص ثقفیوں اور مسلمانوں کے درمیان واسطہ بنے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے لئے کھانا بھجواتے تو وہ طعام کو اس وقت تک نہ ہاتھ لگاتے جب تک حضرت خالد بن سعید نوش نہ کرتے بنی ثقیف کے حسب ذیل مطالبات تھے۔

۱۔ ان کے بت لات کو منہدم نہ کیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنتے ہی رد فرمایا۔ انہوں نے بڑا اصرار کیا تین سال کی مدت گھٹاتے گھٹاتے ایک ماہ پر اصرار کیا تاکہ قوم کے ناسمجھ افراد ان سے وہ سلوک نہ کریں جو حضرت عروہؓ سے ہوا لیکن یہ بات مانی نہ گئی۔ البتہ ثقیف کی بجائے لات کے انہدام کا کام حضرت ابو سفیانؓ بن حرب اور حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کے سپرد ہوا۔

۲۔ نماز معاف کردی جائے۔

فرمایا اس دین میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہیں۔ یہ تو کسی صورت ممکن ہی نہیں۔

"لات" کا انہدام

آخر وہ ایمان لے آئے اور حضرت ابوبکرؓ کی سفارش پر ایک نوجوان عثمانؓ بن ابی العاص کو ان کا امیر مقرر کیا گیا۔ وجہ یہ تھی کہ اس تمام جماعت میں حضرت عثمانؓ سب سے زیادہ قرآن سیکھنے اور احکام اسلام معلوم کرنے کے لئے کوشاں تھے۔ اسی وفد کے ساتھ لات کو توڑنے کے لئے حضرت ابو سفیانؓ اور حضرت مغیرہؓ بھی گئے۔ طائف پہنچے تو مغیرہ نے ابو سفیان سے کہا آپ پہلے چلے جائیں۔ انہوں نے انکار کیا آخر وہ کدال لے کر توڑنے گئے۔ بنی ثقیف میں ان کے خاندان والے ان کی حفاظت کرتے رہے تاکہ حضرت عروہؓ کی طرح کوئی واقعہ نہ ہو۔ عورتیں برہنہ سر لات کی بربادی پر آہ وبکا کرنے لگیں۔

"ہم اپنے محافظوں پر روتے ہیں کہ جنہوں نے لات کی حفاظت میں داد مردانگی نہیں دی۔" (۵۷)

مدینہ سے پہلا امیر الحج

۹ ہجری میں حج فرض ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قعدہ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو حج کے لئے امیر مقرر فرمایا اور آپ کے ساتھ تین سو مسلمانوں کو روانہ فرمایا۔ ان کے ساتھ قربانی کے بیس اونٹ حضرت ناجیہؓ بن جندب اسلمی کی نگرانی میں روانہ فرمائے۔ اپنے ہاتھ سے حضورؐ نے ان کا شعار کیا۔ (برچھی کوہان میں مار کر خون نکالا تاکہ معلوم ہو بُدنہ (قربانی) کے ہیں) حضرت ابو بکرؓ نے اپنے پانچ اونٹ ان میں شامل کیے۔

ذوالحلیفہ میں قافلہ حج نے احرام باندھا۔ اونٹوں کے گلوں میں قلادہ ڈالا۔ سفر کرتے ہوئے جب کوہ ضجیان کے قریب مقام عرج میں پڑاؤ ڈالا تو فجر کے وقت قصواء (جدعاء) کے بلبلانے کی آواز آئی۔ اس پر حضرت علیؓ آئے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پوچھا کیا امیر ہو کر آئے ہو یا مامور۔ جواب دیا مامور ہوں اور فقط سورۃ براءت کی آیات سنانے آیا ہوں۔ عرب کے دستور کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ عہد اور نقض عہد کا اعلان ایسے شخص کی زبان سے ہو جو عہد کرنے والے کے خاندان اور اہل بیت سے ہو۔

حضرت علیؓ نے یوم جمرہ عقبہ جمرہ کے قریب سورۂ توبہ کی آیات لوگوں کو سنائیں۔ سورۂ برات کی چالیس آیات جو نقض عہد کے بارے میں ہیں ان کا اعلان کیا گیا جن میں کہا گیا ہے۔

۱۔ کوئی مشرک اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ جائے۔

۲۔ کوئی شخص برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عہد کیا ہے وہ اس کی مدت تک پورا کر دیا جائے گا۔

۴۔ جن لوگوں کے ساتھ کوئی عہد نہیں ان کو "یوم نحر" (قربانی کے دن) سے چار مہینوں کی مہلت ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے چند آدمی حضرت علیؓ کے ساتھ کر دیئے کہ بار بار منادی کریں۔ حضرت ابوہریرہؓ وغیرہ نے چیخ چیخ کر زور زور سے اس کا اعلان کیا یہاں تک کہ گلا بیٹھ گیا۔

اس اعلان کے بعد آئندہ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج فرمایا جسے حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ (۵۸)

ماخذ و حواشی

کعب بن زہیر کا قبول اسلام

۱۔ اردو دائرۂ معارف اسلامیہ جلد ۱۷ صفحہ ۳۱۷
۲۔ سیرت المصطفیٰ: محمد ادریس کاندھلوی حصہ سوم ۲۴۸
۳۔ البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۷۷۰
۴۔ سیرت رسول کریم: ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۴۵۱
۵۔ سیرت النبی کامل: ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۶۱۹
۶۔ سیرت المصطفیٰ: محمد ادریس کاندھلوی حصہ سوم ۲۵۱

غزوۂ تبوک

۱۔ جوامع السیرہ ابن حزم صفحہ ۲۷۲
۲۔ رسالت مآب: ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم ۱۳۶
۳۔ سیرت المصطفیٰ: محمد ادریس کاندھلوی حصہ سوم ۲۵۱
۴۔ تاریخ اسلام: اکبر شاہ خاں نجیب آبادی صفحہ ۱۱۱
۵۔ سیرۃ النبی: شبلی نعمانی حصہ اول ۵۸۱ مطبوعہ ناشران قرآن لمیٹڈ۔ لاہور
۶۔ مواہب لدنیہ: قسطلانی حصہ اول صفحہ ۳۸۴
۷۔ مدارج النبوت: شیخ عبدالحق صفحہ ۵۰۱
۸۔ تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۴۳۶
۹۔ سیرت النبی کامل: ابن ہشام جلد دوئم صفحہ ۶۲۲

RekhtaDownload.com

۱۰۔ زاد المعاد: ابن قیم حصہ سوم صفحہ ۲۵۱

۱۱۔ مغازی الرسولؐ: واقدی صفحہ ۳۴۵

۱۲۔ مدارج النبوت: شیخ عبدالحق صفحہ ۵۰۴

۱۳۔ سیرت المصطفیٰؐ: محمد ادریس کاندھلوی حصہ سوم صفحہ ۲۵۱

۱۴۔ ایضاً" صفحہ ۲۵۲

۱۵۔ قاضی ابو یوسف کی "کتاب الخراج" کے اردو ترجمہ "اسلام کا نظام محاصل" ضمیمہ ۲ صفحہ ۹۹ پر سکے 'اوزان اور پیمانے' کے بارے میں تفصیل ہے۔ صاع، وسق، رطل اور مد ناپنے کے پیمانے تھے۔

۱۔ صاع اس کا حجم ۲۶۷۵۱ لیٹر کے برابر ہوتا ہے جب غلہ ناپا جاتا ہے گیہوں تو وزن میں ایک صاع = ۲۹۰۳۷۲۱ گرام = ۲ سیر ۳۶ تولہ ۳ ماشہ ۱۶۷ رتی یا برابر ۱/۳ ۵ رطل

۲۔ وسق = ۶۰ صاع یا ۱۶۵ لٹر غلہ ناپنے کی صورت میں
ایک وسق = ۳ من ۱۹ سیر ۵۹ تولہ ۵ ماشہ ۲ رتی
دوسری تحقیق کے مطابق
ایک وسق = ۳ من ۷ سیر ۵ تولہ

۳۔ رطل برابر ۱۶/ ۳ صاع = ۸۰۳۴۷۴۰ مکعب سینٹی میٹر۔ اس حجم کے پیمانہ میں گیہوں کی مقدار برابر ہے۔ ایک رطل = ۳۴ تولہ ۱۱ ماشہ ۱۶۸ رتی

۴۔ مد ناپنے کا پیمانہ
ایک مد = ۴/۱ صاع = ۷۵۰۷۸۳ مکعب سینٹی میٹر
اس حجم کے پیمانے میں گیہوں بہ اعتبار وزن
ایک مد = ۴۶ تولہ ۶ ماشہ ۷۷۰۷ رتی

صحیح مسلم مع شرح نووی کی جلد ۲ صفحہ ۹ پر لکھا ہے کہ
نووی نے فرمایا ہے کہ وسق یعنی ٹوکر ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ ہر صاع
پانچ رطل اور ثلث رطل کا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صاع
بھی اتنا ہی ہوتا تھا۔

۱۶۔ عثمان ذوالنورین: سعید احمد اکبر آبادی صفحہ ۸

۱۷۔ سنن نسائی: احمد بن شعیب نسائی جلد دوم صفحہ ۳۳۲

۱۸۔ ازالتہ الخفا: شاہ ولی اللہ دہلوی جلد ۲ صفحہ ۲۹۹

۱۹۔ نقوش رسول نمبر جلد ۱۱ صفحہ ۴۷۵

۲۰۔ رسالت مابؐ: ترجمہ روضتہ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۱۲۹

۲۱۔ ایضاً صفحہ ۱۳۰

۲۲۔ (ا) صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۸۳ حدیث نمبر ۱۵۴۱

(ب) مدارج النبوت: شیخ عبدالحق دہلوی صفحہ ۵۰۶

۲۳۔ البدایہ والنہایہ: ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۳۳

۲۴۔ زادالمعاد: ابن قیم حصہ سوم، صفحہ ۳۴

۲۵۔ اصح السیر: عبدالرؤف داناپوری صفحہ ۳۶۳

۲۶۔ مواہب لدنیہ: قسطلانی جلد اول صفحہ ۴۸۹

۲۷۔ مدارج النبوت: شیخ عبدالحق ۵۰۹

۲۸۔ تنبیہہ والاشراف: مسعودی صفحہ ۱۰۱

۲۹۔ رسالت مآبؐ ترجمہ روضتہ الاحباب حصہ سوم ۱۳۲

۳۰۔ اصح السیر: عبدالرؤف داناپوری صفحہ ۳۶۶

۳۱۔ (ا) صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۸۴ حدیث نمبر ۱۵۴۶

(ب) زادالمعاد: ابن قیم جلد سوم صفحہ ۳۵

۳۲۔ ایضاً صفحہ ۳۸

۳۳۔ ایضاً" صفحہ ۳۵

۳۴۔ صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۸۶ حدیث نمبر ۱۵۴۴

۳۵۔ زادالمعاد: ابن قیم جلد سوم صفحہ ۴۸

۳۶۔ (ا) تاریخ الاسلام والمسلمین: مسعود احمد صفحہ ۵۲۵

(ب) صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۹۲ حدیث نمبر ۱۵۴۵

۳۷۔ اصح السیر: عبدالرؤف دانا پوری صفحہ ۳۶۸

۳۸۔ اسد الغابہ: ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۲۸

۳۹۔ زادالمعاد: ابن قیم حصہ سوم صفحہ ۴۶

۴۰۔(ا) خطبہ تبوک مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی مرتبہ محمد میاں صدیقی

(ب) البدایہ النہایہ: ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۴۵

۴۱۔ زادالمعاد: ابن قیم حصہ سوم صفحہ ۴۲

۴۲۔ طبقات ابن سعد: حصہ اول صفحہ ۴۵۷

۴۳۔ اسد الغابہ: ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۴۷

۴۳۔ (ا) فتوح البلدان: البلاذری صفحہ ۱۰۰

(ب) تاریخ ابن خلدون جلد صفحہ ۱۷۰

(ج) البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۵۲

۴۴۔ [illegible]

۴۵۔ (ا) تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۳۴۳

(ب) تاریخ ابن خلدون صفحہ ۱۷۸

۴۶۔ فتوح البلدان: البلاذری صفحہ ۱۰۳

۴۷۔ طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۵۷

۴۸۔ طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۵۶

۴۹۔ مدارج النبوت: شیخ عبدالحق صفحہ ۵۱۰

۵۰۔ مغازی رسول اللہؐ: عروہ ابن زبیر صفحہ ۲۲۸

۵۱۔ زاد المعاد: ابن قیم حصہ سوم صفحہ ۴۹

۵۲۔ مواہب لدنیہ: قسطلانی جلد اول صفحہ ۴۹۲

ترجمہ: ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا وہ چاند ثنیات وداع سے نکلا ہے۔ ہم پر اس چاند کے برکات کا شکر واجب ہے جب تک کوئی دعا مانگنے والا اللہ سے دعا مانگتا رہے گا۔

۵۳۔ صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۹۳ حدیث ۹۔۱۰۴۸

۵۴۔ (ا) ایضاً صفحہ ۶۸۵ حدیث نمبر ۱۵۴۴

(ب) زاد المعاد: ابن قیم حصہ سوم صفحہ ۵۴

۵۵۔ (ا) مدارج النبوت: شیخ عبدالحق صفحہ ۵۲۳

(ب) سیرت النبی کامل: ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۶۴۲

۵۶۔ تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۴۲۰ اور ۴۳۵

۵۷۔ زاد المعاد: ابن قیم حصہ سوم صفحہ ۹۰

۵۸۔ (ا) طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۵۷

(ب) رسالت مآب: ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۱۵۹

(ج) سیرت المصطفیٰ: محمد ادریس کاندھلوی حصہ سوم ۲۶۱

تکذیب سے تصدیق تک

پیام حق

مکی زندگی کے گیارہویں' بارہویں اور تیرہویں سال میں جب بھی عکاظ' مجنہ' ذوالمجاز اور عینہ کے میلے لگتے یا حج کا موسم آتا تو داعی حق صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک قبیلہ کے خیمہ پر تشریف لے جاتے اور انہیں اسلام کی دعوت دیتے۔ حق کی اس آواز پر کوئی کان نہ دھرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نقصان مایہ سے زیادہ شماتت ہمسایہ کے مصداق ہوتے۔ اجنبی ہی نہیں خود چچا جو اتفاق سے ہمسایہ بھی تھا پیش پیش ہوتا۔ حضرت طارق بن عبداللہ کا بیان ہے(ا) کہ میں سوق (بازار۔ میلہ) عکاظ میں کھڑا تھا کہ ایک ہستی نمودار ہوئی جس کے جسم پر جُبّہ تھا۔ آواز لگائی۔

لوگو! لا الٰہ الا اللہ کہہ دو فلاح کی راہ پا جاؤ گے۔

اتنے میں ایک آدمی ان کے پیچھے پیچھے پتھر پھینکتا آیا اور کہنے لگا۔

لوگو! اس کی تصدیق نہ کرنا یہ (نعوذ باللہ) جھوٹا ہے۔

میں نے لوگوں سے پوچھا۔ یہ دونوں کون ہیں؟

کہا گیا۔ جوان بنی ہاشم کا فرد ہے جو اپنے آپ کو اللہ کو رسول کہتا ہے۔ کہا وہ جو پتھر مار رہا ہے؟

بتایا گیا یہ ان کا چچا' بنی ہاشم کا سردار' عبد العزیٰ (ابولہب) ہے

میزانِ شعور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک قبیلہ کے سردار سے ملاقات فرماتے اور التجا کرتے کہ میری بات سنو۔ میری مدد کرو اور مجھے ٹھکانہ دو تاکہ میں سکون کے ساتھ تبلیغ کر سکوں۔

بنی کندہ' بنی کلب' بنی حنیفہ' بنی عامر بن صعصعہ' بنی عبس' بنی محارب' بنی حارث' بنی فزارہ' بنی البکاء' بنی عذرہ وغیرہ وغیرہ نہ جانے ایسے کتنے قبائل نے آوازِ حق ایک کان سے سنی اور دوسرے سے نکال دی۔ کسی نے دست گیری نہ کی لیکن داعی حق کو اس ذات پر پورا بھروسہ تھا جو بے سہاروں کا سہارا ہی نہیں بلکہ سب سے بڑا سہارا ہے۔

اس نے صاف کہہ دیا

هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۟ؕ

ترجمہ! وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین

Rekhta Download.com

حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے اور حق
ظاہر کرنے کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ (سورۂ فتح۔ آیت:۲۸)

گردشِ ایام

غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد وہ دن بھی آئے کہ ان بہرے کانوں کی سماعت لوٹ آئی، حق ناآشنا نظر حق بیں بن گئی۔ یہی لوگ دور دراز ٹھکانوں سے دبلی پتلی سواریوں، تیز اور سبک سانڈنیوں پر سوار ہو کر داعیٔ حق کے آستانے پر پہنچنے لگے۔ عکاظ کے میلے میں چچا نے (نعوذباللہ) کاذب ہونے کا الزام لگایا تھا اور ربذہ سے مدینہ جانے والے قافلہ کی ایک کجاوہ نشیں خاتون نے صداقت کی مہر ثبت کی۔

"یہ چہرہ جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔"

بنی محارب کے وہی حضرت طارقؓ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ پہلے واقعہ کے کوئی دس بارہ سال بعد بنی محارب کے چند لوگ ربذہ سے کھجوریں خریدنے مدینہ جا رہے تھے۔(۲) نواحِ مدینہ کے ایک باغ میں اترے۔ لباس تبدیل کر رہے تھے کہ ایک شخص دو چادریں اوڑھے آیا۔ ہمیں سلام کر کے پوچھا کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ ہم نے کہا ربذہ سے کھجوریں خریدنے آئے ہیں۔ ہمارے ساتھ ایک سرخ اونٹ بھی ہے۔

پوچھا کیا تم اس اونٹ کو بیچنا پسند کرو گے؟

عرض کیا: اتنے صاع (۳) کھجوروں سے کم نہیں۔

RekhtaDownload.com

انہوں نے معاوضہ میں کوئی کمی نہیں کی قیمت منظور کرتے ہوئے سرخ اونٹ کی مہار پکڑی اور کھجوروں کے جھنڈ میں اوجھل ہو گئے۔ اب ہم نے ایک دوسرے سے کہا کہ ہم سے بہت بڑی بھول ہو گئی۔ اللہ کی قسم قیمتی اونٹ ایک ایسے شخص کے حوالے کر دیا جس سے جان پہچان نہیں تھی۔ جب ہماری پریشانی بہت بڑھ گئی تو قافلہ کی ایک ہودج نشیں ضعیف عورت نے کہا: ڈرو نہیں میں تمہاری ضامن ہوں۔ واللہ! میں نے اس شخص کے چہرے کو بغور دیکھا ہے وہ چودھویں کے چاند کی مانند روشن تھا۔ یقین جانو یہ چہرہ کسی کاذب کا نہیں ہو سکتا۔

کچھ دیر بعد ایک آدمی ڈھیر سی کھجوریں لئے آیا۔ کہا: ان میں سے سیر ہو کر کھاؤ باقی اپنے اونٹ کی قیمت میں وزن کر لو۔ سب نے جی بھر کر کھجوریں کھائیں اور بچی ہوئی مقدار اتنے صاع ہی پائی جتنا کہ مطالبہ کیا تھا۔

اگلے روز ہم مدینہ میں داخل ہوئے تو کوئی منبر پر خطبہ دے رہا تھا:

"لوگو! صدقہ و خیرات کرو' اونچا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ ماں' باپ' بہن' بھائی اور قریبی رشتہ داروں کا زیادہ خیال رکھو۔"

ہم نے خطیب کو غور سے دیکھا۔ یہ وہی سرخ اونٹ کے خریدار

تھے۔ چودھویں کے چاند سا روشن چہرہ' آبشار کی سی مترنم آواز' شہد کی سی شیریں گفتار۔

آنکھ کا تارا

مکہ مکرمہ عرب کا دل ہے۔ بیت اللہ کے وجود نے اسے معزز و محترم بنا دیا ہے۔ قریش کعبہ کے متولی ہونے کی وجہ سے اہلِ عرب کی توجہ کا مرکز تھے۔ حرم کے یہ پاسباں ایک طرح سے روحانی امام تھے۔ اسی لئے قبائل عرب کی نظریں ان پر لگی ہوئی تھیں۔

قریش کے نوجوان تو ابتداء ہی سے اسلام کی طرف مائل تھے لیکن قوم کے بڑے بوڑھے دامن بچائے ہوئے تھے۔ سنہ آٹھ ہجری میں مکہ فتح ہو گیا اور سدا کے بیری خون کے پیاسوں پر رحمتہ للعالمین کا سحابِ کرم کھُل کر برسا تو بوڑھوں نے بھی دل و جان سے اطاعت قبول کر لی۔ حضرت ابوبکرؓ کے والد ابو قحافہؓ جو سو سال کے تھے وہ اسی موقع پر ایمان لے آئے۔ قبائل عرب پر حق ظاہر ہو گیا۔ کعبہ سے بت پرستی کا نام و نشان مٹ گیا۔

مرکزِ توجہ

حضرت عمروؓ بن سلمہ بیان کرتے ہیں (۴) کہ ہم لوگ ایک ایسے چشمے پر آباد تھے جو قافلوں کی گزر گاہ تھا۔ میرے بزرگ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتے۔ وہ کہتے انہیں اور ان کی قوم کو ایک دوسرے کے لئے چھوڑ دو۔ اگر وہ اپنی قوم پر غالب آ گیا تو سچا نبی

ہے۔ یہ بات میرے سینے میں محفوظ ہو گئی۔

فتح مکہ فیصلہ کن مرحلہ ثابت ہوا۔ قریش کی اطاعت حق و باطل کی کسوٹی بن گئی۔ بنی ثقیف کا خود حاضر ہو کر دولت ایمان سمیٹنا سمندِ فکر کی لئے نیا تازیانہ ہوا۔ اس سے زیادہ حیران کن واقعہ تبوک میں رومیوں کا مقابلہ سے گریز تھا۔ سرحد سے فوجیں ہٹا کر پسپائی اختیار کی۔ یہی تو وہ طاقت تھی جس نے دولتِ ایران سے مقدس صلیب واپس لے کر بیت المقدس میں اصل مقام پر نصب کی تھی۔ ایران وہ سلطنت تھی جس کا باج گزار یمن جیسا وسیع ملک ہے۔ تبوک سے کامیاب مراجعت اسلام کے اثر و نفوذ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ قبائل عرب تذبذب کے خول سے نکل کر منبع رشد -- مدینہ -- پہنچنے لگے تاکہ از خود کوئی فیصلہ کریں۔ انہوں نے اچھی طرح محسوس کر لیا تھا کہ اب عرب کی کوئی قوت اسلام کے مقابلہ میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ ان کے سامنے صرف دو ہی راستے تھے۔ ایک قبولیتِ اسلام دوسرا مرکزِ اسلام سے مصالحت۔

شہرِ وفا

عرب کے دور دراز گوشوں سے اونٹوں پر سوار وفود، سفارتیں اور وکلاء اپنے قبائل کے معزز اور ذی اثر افراد کے ساتھ دار الاسلام میں وارد ہونے لگے۔ ان میں زیادہ تر قبائل معد اور قبائل یمن کے وفود تھے جو اپنی اپنی شاخوں کے نمائندے تھے۔ ان میں سے اکثر بارگاہِ نبوت میں پہنچ کر

دولتِ ایمان سے مالا مال ہوئے وہ اسلام لانے پر مجبور نہیں تھے۔ یہود کی مثال سامنے تھی کہ جزیہ ادا کریں یا پھر سابقہ حالت پر صلح کی کوشش کریں۔ جو لوگ مسلمان ہو جاتے وہ اپنی قوم اور قبیلہ کو راہ راست پر لانے کا وعدہ کرتے۔ سنہ ۹ھ کے موقع پر امیرِ حج حضرت ابو بکرؓ کی موجودگی میں حضرت علیؓ نے سورۂ توبہ کی آیت ۲۸ کے مطابق اعلانِ عام کیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد حرام کے قریب نہیں جا سکے گا۔ جن لوگوں کے ساتھ کوئی عہد نہیں انہیں اپنے بارے میں فیصلہ کرنے کے لئے چار ماہ کی مہلت دی گئی۔ اس لئے بھی وفود کی آمد کا تانتا بندھ گیا۔

وفد کی تعریف

وافد کی جمع وفد ہے اور وفد کی جمع الجمع وفود ہے۔ وفد کے معنی ہیں آدمیوں کی ایسی جماعت جو مشترکہ مقصد کی لئے بھیجی جائے۔(۵) امام نووی کے حوالے سے "مواہب لدنیہ" کے مصنف قسطلانی نے وفد کی تعریف یوں کی ہے۔(۶)

"وہ مختار جماعت جو عظماء کی ملاقات کے واسطے آگے کی جائے۔"

دوسرے الفاظ میں وہ معزز افراد جو کسی مشترکہ غرض کو سربراہ مملکت یا حاکم کے سامنے پیش کرنے کے لئے اکٹھے کسی شہر میں جائیں"

عام طور پر وفد کے ارکان فصیح اور شائستہ لوگ ہوتے تھے۔ قبائل کے ذی اثر افراد اور سردار اس میں شامل ہوتے۔ یہ وفد ملک کے ہر حصے

سے آتے اور مدینہ سے نور ایمان لے کر اپنے ٹھکانوں پر واپس جاتے۔ اثنائے سفر میں ہر پڑاؤ اور ہر منزل پر مختلف قبیلوں اور قوموں سے ملتے تو ان تک اسلام کا پیام، ہادی برحق کا کلام پہنچاتے۔ یوں قدم قدم پر شمع حق کا اجالا پھیلنے لگا۔ اور چٹیل میدانوں میں ایمان کے چشمے ابلنے لگے۔

عام الوفود

سنہ ۸ ہجری کے اواخر سے ۱۰ ہجری تک مدینہ میں وفود کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ غزوۂ تبوک سے واپسی پر تو ان کا ایک تانتا تھا کہ بندھ گیا۔ ابن ہشام (۷) نے سنہ نو اور طبری (۸) نے سنہ ۱۰ ہجری کو "عام الوفود" "سنۃ الوفود" کا نام دیا ہے۔ عربی میں عام کے معنی سال کے ہیں۔

وفود کی تعداد

ان وفود کی تعداد کے بارے میں سیرت نگاروں کا اختلاف ہے۔ ابن اسحاق کے پاس ۱۵ وفود کا تذکرہ ہے۔ "زادالمعاد" میں حافظ ابن قیم اور "مواہب لدنیہ" میں قسطلانی نے ۳۴ وفود کا حال لکھا ہے۔ "طبقات" میں ابن سعد نے ۷۰ وفود کا حال بیان کیا ہے۔ دمیاطی، مغلطائی، ابن سید الناس، اور حافظ زین الدین عراقی بھی اتنی ہی تعداد بتاتے ہیں۔ (۹) زیادہ سے زیادہ تعداد سیرت شامی میں ۱۰۴ وفود کی ہے۔ شبلی نے "سیرۃ النبی" میں ۱۷ یا ۱۸، سلمان منصور پوری نے "رحمۃ للعالمین" میں ۲۶ اور

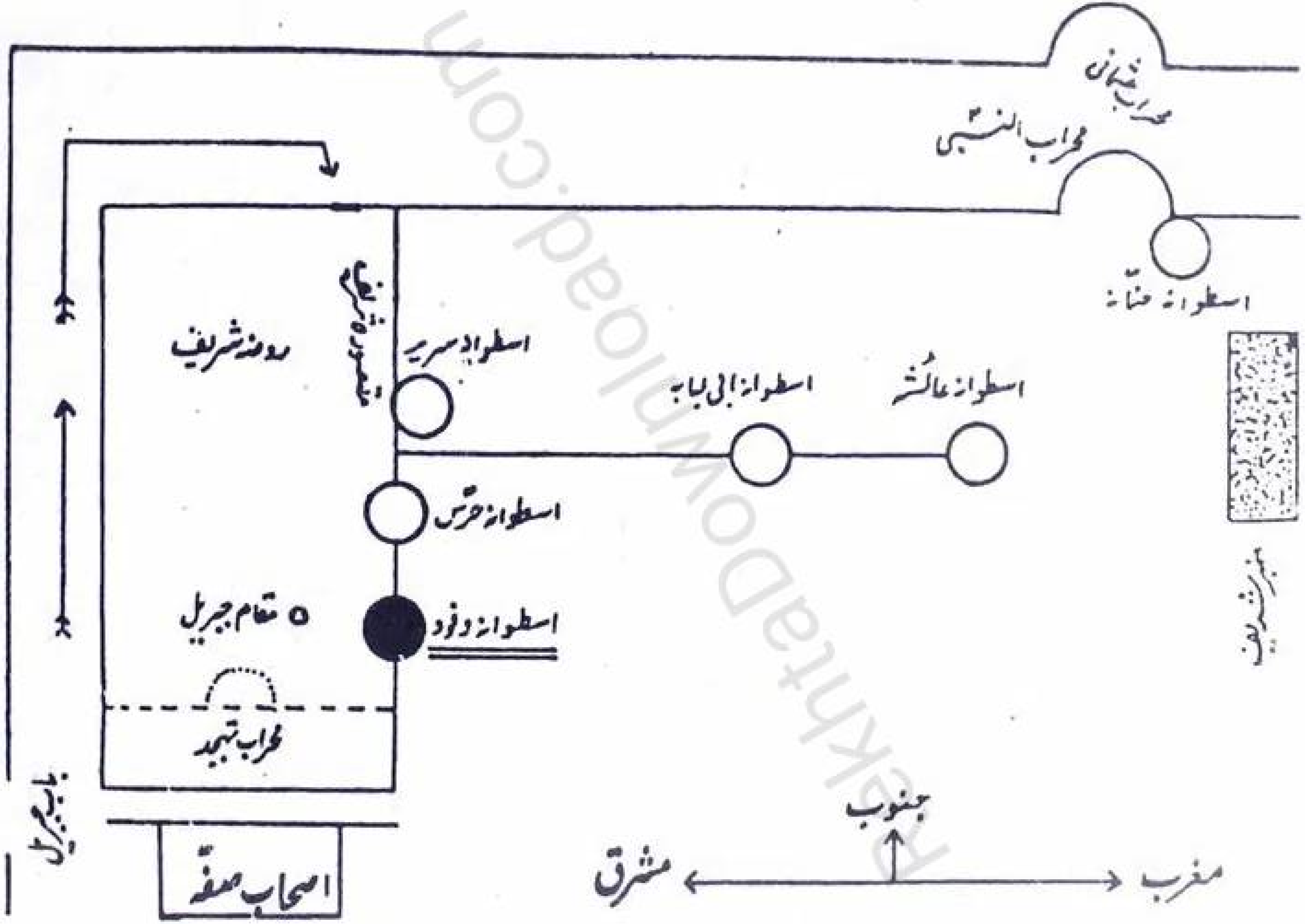
محراب عثمانی
محراب النبی
اسطوانہ حنانہ
منبر شریف
اسطوانہ عائشہ
اسطوانہ ابی لبابہ
اسطوانہ سریر
روضہ شریف
اسطوانہ حرس
اسطوانہ وفود
مقام جبریل
محراب تہجد
اصحاب صفہ
باب جبریل
جنوب
مشرق
مغرب

عبدالرؤف دانا پوری نے "اصح السیر" میں ۲۹ یا ۳۰ وفود کا مختصر حال لکھا ہے۔ خیال ہے کہ ان کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہو گی یا تو کوئی خاص بات نہ ہونے کی وجہ سے ان کا ذکر نہیں آیا۔ طالب ہاشمی نے "وفود عرب بارگاہ نبوی" میں ۱۰۹ وفود کے حالات جمع کئے ہیں اکثریوں ہوتا کہ مرکز اسلام سے داعی روانہ کئے جاتے وہ ان کے ٹھکانوں پر جاتے، انہیں دین کی تعلیم دیتے اس طرح بہت سے لوگ سفر کی صعوبت سے بچ جاتے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے محروم رہتے۔

جب کوئی وفد مدینہ طیبہ میں آتا تو اسے کسی اچھی جگہ ٹھہرایا جاتا بعض کو مسجد نبوی میں اتارا جاتا اور صحن میں ان کے لئے خیمے لگائے جاتے تاکہ وہ مسلمانوں کی عبادت دیکھیں۔(۱۰) قرآن مجید کی تلاوت سنیں۔ جس جگہ انہیں شرف ملاقات بخشا جاتا مسجد نبوی میں وہ مقام آج بھی "اسطوانہ الوفود" کے نام سے موجود ہے۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین لباس زیب تن فرماتے۔(۱۱) صحابہؓ کو بھی ایسا ہی حکم دیا جاتا۔ وفد کی ضیافت کی جاتی۔ بوقت رخصت ان کی حیثیت کے مطابق انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا جاتا۔(۱۲) تحفے تحائف دیئے جاتے۔ چند اہم وفود کا ذکر درج کیا جاتا ہے۔ جن سے اسلام یا سیرت طیبہ کے کسی گوشے پر روشنی پڑتی ہے وفود کے سوال و جواب سے ان قبائل کی مخصوص فکر اور طرز معاشرت بھی اجاگر ہوتی ہے۔

وفد مزنیہ ------۱

وفد کی آمد سنہ ۵ ہجری

تعداد ۴۰۰

قبیلۂ مضر کی شاخ مزینہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے والا سب سے پہلا اور بڑی تعداد والا وفد تھا۔ یہ بہت بڑا قبیلہ تھا جو خاندانی شجرہ میں مضر تک پہنچ کر قریش سے مل جاتا تھا۔

کثیر بن عبداللہ مزنی کہتے ہیں کہ چار سو افراد پر مشتمل یہ وفد رجب ۵ ہجری میں مدینہ حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ آنے کی بجائے اپنے ٹھکانوں پر رہنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ارشاد ہوا کہ تم جہاں کہیں بھی رہو مہاجر ہو اور تمہیں ہجرت کا اجر و ثواب ملتا رہے گا۔ اپنے علاقہ، مال اور مویشی کی حفاظت کرتے رہو۔ اس حکم کے بعد وہ لوٹنے کی تیاری کرنے لگے۔(۱۳)

معجزہ

حضرت نعمانؓ بن مقرن روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے واپسی کا ارادہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ انہیں زادِ راہ فراہم کرو۔ عرض کیا۔ میرے پاس تھوڑی سی کھجوریں ہیں جو اس کثیر جماعت کی ضرورت کے لئے ناکافی ہیں۔ ارشاد ہوا۔ جاؤ اور انہیں زادِ راہ

دے دو۔ حضرت عمرؓ انہیں لے کر اپنے گھر گئے۔ دیکھا کہ اونٹ برابر اونچا کھجوروں کا انبار ہے۔ ہر شخص نے حسب ضرورت کھجوریں اٹھالیں۔ حضرت نعمانؓ کہتے ہیں میں سب کے آخر میں گیا اور دیکھا کہ کھجوروں کا ڈھیر جوں کا توں ہے۔ یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں شمار ہوتا ہے۔(۱۴)

دارالایمان

حضرت نعمانؓ بن مقرن فتح مکہ کے موقع پر اپنے قبیلہ کے علم بردار تھے۔ دورِ فاروقی کے بہترین جرنیلوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ اصفہان جسے نصف جہاں کہا جاتا تھا ان ہی کے ہاتھوں فتح ہوا۔ حضرت نعمانؓ بن مقرن نے اپنے سات بھائیوں کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کی۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود کہا کرتے تھے کہ کچھ گھرانے نفاق کے اور کچھ ایمان کے ہوتے ہیں۔ آل مقرن کا گھرانہ ایمان کے گھرانوں میں سے ایک ہے۔ حضرت عبداللہ ذی البجادین کا تعلق بھی اسی قبیلۂ مزنیہ سے تھا۔

وفد بنی اسد بن خزیمہ ---۲

وفد کی آمد	۹ ہجری کی ابتداء میں
تعداد	دس افراد

جب یہ وفد آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہؓ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ حضرمی بن عامر نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپؐ کا کوئی نمائندہ

ہماری طرف نہیں آیا۔ ہم اللہ کی وحدانیت اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں۔ ہم از خود سخت خشک سالی کے موسم میں سفر کر کے حاضر ہوئے ہیں۔

اس پر سورۂ حجرات کی آیت نمبر ۱۷ نازل ہوئی۔ ترجمہ:۔

"یہ لوگ تم پر احسان رکھتے ہیں کہ مسلمان ہوگئے ہیں۔ کہہ دو کہ اپنے مسلمان ہونے کا مجھ پر احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کا رستہ دکھایا بشرطیکہ تم سچے ہو۔"

ان میں سے کسی نے سوال کیا کہ جانوروں کی بولیوں اور دیگر شگونوں سے فال لینا کیسا ہے؟ جواب میں انہیں ان سب سے منع فرمایا۔ رمل (خط کشی) کے بارے میں استفسار پر فرمایا کہ اسے ایک نبی نے لوگوں کو سکھایا تھا اگر صحیح طریقہ سے مل گیا تو بے شک وہ علم ہے۔(۱۵)

اس وفد میں طلیحہ بن خویلد بھی شامل تھا جس نے عہد صدیقی میں نبوت کا دعویٰ کیا۔

وفد بنی تمیم ---- ۳

ابن سعد نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خزاعہ کی شاخ بنی کعب سے صدقات وصول کرنے کے لئے حضرت بشرؓ بن سفیان (نحام عدوی) کو بھیجا۔ زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت سے خزاعہ نے اپنے مویشی

جمع کئے۔ بنی تمیم کو یہ بُرا لگا اور انہوں نے مزاحمت کے لئے تلواریں بے نیام کرلیں۔

حضرت بشرؓ نے مدینہ آکر تفصیل بتائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر حضرت عینیہؓ بن بدر فزاری سرکوبی کے لئے پچاس سواروں کے ساتھ (جن میں کوئی بھی مہاجر یا انصار نہ تھا) گئے۔ مہم کی کامیابی پر گیارہ مرد، گیارہ عورتیں اور تیس بچے گرفتار ہوئے۔ انہیں لے کر وہ مدینہ آئے۔

اس واقعہ کے بعد بنی تمیم کا ایک وفد مدینہ آیا جو اسی (۸۰) یا نوے (۹۰) افراد پر مشتمل تھا۔ شرکاء میں عطارد بن حاجب، زبرقان بن بدر، قیس بن عاصم، قیس بن حارث، نعیم بن سعد، اقرع بن حابس، رباح بن حارث اور عمرہ بن الاتہم بھی شامل تھے۔ عینیہ بن حصن فزاری جو مدینہ کی سرحد تک غارت ڈالتا تھا وہ بھی ساتھ آیا تھا۔ ان میں اقرع اور عینیہ دونوں فتح مکہ، غزوۂ حنین وطائف میں اسلامی لشکر میں موجود تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا اور فیاضی سے نوازے جاچکے تھے۔

فخر ومباہات

یہ لوگ ظہر کے وقت مسجد نبوی میں آئے۔ حضرت بلالؓ اذان کہہ چکے تھے۔ انہوں نے حجرہ نبوی پر عقب سے آواز دی۔ (۱۶) محمد صلی اللہ علیہ وسلم باہر آؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا یہ طرزِ تخاطب ناگوار

خاطر ہوا تو انہوں نے کہا کہ ہم مفاخرہ کرنے آئے ہیں۔ یہ عہدِ جاہلیت کا طریقہ تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت مرحمت فرمائی۔ ان کا خطیب عطارد بن حاجب (جس نے نوشیرواں کے دربار سے خوش بیانی پر خلعت فاخرہ حاصل کی تھی) یوں مخاطب ہوا۔

چڑھتا دریا

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو فضیلت دی۔۔ جس نے ہمیں بادشاہ بنایا۔ مال و دولت دی۔ جس سے ہم بھلائی کے کام رتے ہیں۔ ہمیں تمام اہلِ مشرق میں باعزت اور صاحبِ شوکت بنایا۔ عددی اکثریت دی۔ لوگوں میں ہم جیسا کون ہے؟ کیا ہم لوگوں کے سردار اور ان میں سب سے زیادہ فضیلت والے نہیں؟ پس ہم سے فخر میں جو مقابلہ کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ ہم جیسے مفاخر اور مناقب گنائے۔ ہم چاہتے تو مفاخر کے تذکرے کو طول دے سکتے تھے لیکن اللہ نے ہمیں جو کچھ دیا ہے اس کی فراوانی کے بیان پر شرم آتی ہے۔ اسی حیا سے ہم پہچانے جاتے ہیں۔ میں نے یہ اس لئے کہا کہ اگر کوئی اس کے مثل یا بہتر لا سکے تو لائے۔

اس زوردار تقریر کے بعد عطارد بن حاجب بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو حارث بن خزرج کے حضرت ثابتؓ بن قیس بن شماس کو حکم دیا کہ اس تقریر کا جواب دو۔ خطیبِ نبوی نے کھڑے ہو کر

کہا۔(۱۷)

منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ ان میں اپنا حکم جاری فرمایا۔ اس کا علم تمام کائنات کو محیط کئے ہوئے ہے۔ کوئی چیز اس کے فضل کے بغیر نہیں ہوتی۔ اس نے اپنی قدرت سے ہمیں فرمانروا بنایا۔ اپنی بہترین مخلوق میں سے رسول کا انتخاب کیا جو نسب کے اعتبار سے سب سے زیادہ شریف بات کے لحاظ سے سب سے زیادہ سچے اور اخلاق کی حیثیت میں سب سے زیادہ افضل ہیں۔ اس نے ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی کتاب نازل فرمائی انہیں اپنی مخلوق پر امین بنایا۔ اس لئے وہ تمام عالم میں اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں۔ انہوں نے تمام انسانوں کو اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی قوم اور ان کے اقرباء 'مہاجرین ایمان لائے جو اخلاق میں سب سے زیادہ افضل ہیں۔ چہروں کے لحاظ سے تمام لوگوں میں اچھے ہیں۔ عمل و کردار کے اعتبار سے تمام لوگوں میں اعلیٰ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت جس پر لبیک کہنے میں انہیں ساری مخلوق پر اولیت حاصل ہے۔ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق کو اللہ کی طرف دعوت دی تو ان کی آواز پر ہم نے بھی لبیک کہا۔ پس ہم اللہ کے

انصار اور اس کے رسولؐ کے وزیر ہیں۔ ہم لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرتے رہیں گے جب تک وہ اللہ پر ایمان نہ لے آئیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آتا ہے وہ اپنی جان و مال کو ہم سے محفوظ کرلیتا ہے اور جو کفر کرتا ہے ہم اس سے ہمیشہ جہاد کرتے ہیں۔ اس کا قتل ہمارے لئے حلال ہوتا ہے۔ یہ ہے جو مجھے کہنا تھا۔ اللہ سے اپنے لئے اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔

اس پُر اثر خطبہ نے حاضرین پر سکتہ کی سی کیفیت طاری کردی۔ اہل وفد نے عرض کیا کہ اب ہمارے شاعر کو اپنا کمال آزمانے کا موقع دیجئے اس موقع پر دربارِ نبوی کے شاعر حضرت حسانؓ بن ثابت موجود نہ تھے۔ ان کی طلبی میں قاصد روانہ ہوا۔ اجازت پر زبرقان بن بدر قصیدہ سنانے لگا۔ اس کے چند اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

کون ہوتا ہے حریف مئے مرد افگنِ عشق؟

۱۔ ہم اشراف ہیں کوئی قبیلہ ہماری ہمسری نہیں کر سکتا۔ بادشاہ ہمارے اندر سے ہی ہوتے ہیں اور ہمارے یہاں بیعت کی جاتی ہے۔

۲۔ جنگ اور غارت گری کے وقت ہم نے تمام انسانوں کو مغلوب کرلیا ہے۔ ہم وہ ہیں جن کی فضیلت مآب عزت کا اتباع کیا جاتا ہے۔

۳۔ ایسے قحط میں جب کہیں چولہا ہی نہیں جلتا، ہم اپنے سائل کی بھنے ہوئے گوشت سے ضیافت کرتے ہیں۔

۴۔ ہم لوگوں کے مطالبات کا انکار کرتے ہیں، کسی کی مجال نہیں کہ ہماری بات کا انکار کرے۔ ہم اسی طرح اظہار فخر کے موقع پر بلند ہوتے ہیں۔

۵۔ پس جو شخص اپنی فوقیت کا اظہار کرکے ہم سے اس معاملے میں فخر کررہا ہے ہم اسے خوب جانتے ہیں کیونکہ لوگ واپس جاتے ہیں اور خبریں سننے میں آجاتی ہیں۔

برسوں لگی رہی ہیں یاں مہرومہ کی آنکھیں

حضرت حسانؓ بن ثابت جب مسجد نبوی میں پہنچے تو بنی تمیم کا شاعر فخر و تعلّی کے دریا میں غوطے لگا رہا تھا۔ حضرت حسانؓ بن ثابت نے اسی کی زمین میں فی البدیہہ جواب دیا۔ ان کے اشعار کا ترجمہ:-

ا۔ فہراور اس کے معاصر قبیلوں کے چوٹی کے سرداروں نے ہی شرف و کرم کی راہیں عربوں کے لئے بنائی ہیں۔ ان ہی راہوں کی عرب میں پیروی کی جاتی ہے۔

۲۔ یہ پاک دامن لوگ ہیں ان کی عفت کا حال قرآن میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ گندگیوں سے آلودہ نہیں اور نہ انہیں لالچ ہلاک کرتا ہے۔

۳۔ وہ قوم جس کی جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت ہے اس وقت کتنی صاحب مجد و شرف معلوم ہوتی ہے جب جماعتوں اور ان کی خواہشوں اور خیالوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو میری حمد و ثناء کا یہ تحفہ پیش کیا ہے مدح کے اس ہدیہ میں میرے قلب کی وہ زبان پوری پوری موافق ہے جو اس دل کی بہترین اور فصیح ترجمانی کر رہی ہے۔

۵۔ ہر حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم والے جملہ قبائل عرب سے افضل ہیں۔ چاہے حقائق کی بات چیت ہو یا خوش مذاقی کی۔

تمیذ الرحمٰن حضرت حسانؓ نے اپنا قصیدہ ختم کیا تو اقرع بن حابس بول اٹھا۔ مجھے قسم ہے اپنے باپ کی بے شک یہ شخص نبی برحق ہے۔ توفیق الٰہی ان کے ساتھ ہے۔ ان کا خطیب ہمارے خطیب سے زیادہ فصیح و بلیغ اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے زیادہ بلند فکر اور نکتہ رس ہے۔ ان کے الفاظ ہم سے زیادہ شیریں اور ان کا آہنگ ہم سے زیادہ اثر انگیز ہے۔

اس کے بعد سب کے سب ایمان لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے پڑوس میں ٹھہرایا۔ حضرت بلالؓ نے ساڑھے بارہ اوقیہ (۱۸) چاندی ہر فرد کو تحفہ میں دی۔ ان کے قیدیوں کو واپس کردیا گیا۔ ان کے بارے میں سورۂ حجرات کی آیات نمبر ۴ اور ۵ نازل ہوئیں۔

> ترجمہ:۔ "جو لوگ تم کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کئے رہتے یہاں تک کہ تم خود نکل کر ان کے پاس آتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

صحیح بخاری میں ہے کہ جب ان کا وفد خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا

تو آپؐ نے فرمایا۔ اے بنو تمیم بشارت قبول کرو۔ انہوں نے جواب دیا۔ یا رسول اللہؐ! آپ نے بشارت تو دے دی کچھ عطا بھی فرمایئے۔ یہ سن کر ایک ناگوار اثر چہرۂ مبارک پر ظاہر ہوا۔(۱۹)

وفد بنی عبس---۴

تعداد ۹ افراد

سب کے سب اسلام لائے۔ حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کو ان سے عُشر وصول کرنے والا مقرر کیا گیا۔ وفد کے لوگوں کو آپؐ نے ایک سریہ کے مجاہدوں کے ساتھ بھی روانہ فرمایا۔ انہیں جھنڈا بھی عطا ہوا اور "یا عُشرہ" ان کا شعار مقرر کیا گیا۔

ان میں سے تین افراد دوبارہ حاضر ہوئے اور پوچھا آپؐ کے قاری (معلم) نے خبر دی ہے کہ جو ہجرت نہ کرے اس کا اسلام مکمل نہیں ہوتا۔ زمین اور مواشی ہمارا ذریعۂ معاش ہیں اگر ایسی بات ہو تو ہم انہیں بیچ کر ہجرت کریں۔ جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جہاں کہیں بھی رہو اللہ سے ڈرتے رہو وہ تمہارے اعمال کے اجر میں کمی نہیں فرمائے گا۔(۲۰)

وفد بنی سُلَیْم---۵

بنو سُلَیْم نجد میں آباد تھے۔ ان کا ایک فرد قیس بن نسیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسلام لے آیا۔ چند امور

دریافت کیے جتنا کلام اللہ سنا اس کو حفظ کر لیا۔

بجھے تمام دیئے ایک یہ دیا نہ بجھا

اپنی قوم میں واپس ہوا تو لوگوں سے کہا میں نے اہلِ روم کی کتاب' فارس والوں کا کلام' شعرائے عرب کے قصائد' کاہنوں کی پیشین گوئیاں اور قبیلۂ حمیر کے خطیبوں کے خطبے سنے ہیں' لیکن "کلام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) چیزے دیگر است" میں ان پر ایمان لے آیا ہوں' تم بھی اپنا حصہ حاصل کرو۔(۲۱)

غادی نامی شخص بنی سلیم کے بت خانہ کا مجاور تھا اس نے ایک دن دیکھا کہ دو لومڑیاں بت پر پیشاب کر رہی ہیں بے اختیار ایک شعر موزوں ہو گیا "کیا وہ رب ہو سکتا ہے جس کے سر پر لومڑیاں موتتی ہوں؟ بے شک وہ بڑا ذلیل ہے۔" بت کو پاش پاش کیا اور خدمت اقدسؐ میں حاضر ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا! کون ہو؟ کیا نام ہے؟ عرض کیا --بنی سُلَیمٗ کا مجاور -- غادی بن عبدالعزیٰ۔

فرمایا -- نہیں تم تو راشد بن عبد ربہٗ ہو۔

(غادی کے معنی گمراہ اور راشد کے ہدایت یافتہ کے ہیں)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک رہاط (مقام) عطا فرمایا جس میں ایک چشمہ تھا اس کا نام عین الرسول تھا۔

اسی قبیلہ کے ایک معزز شخص قدر بن عمّار نے بھی مدینہ حاضر ہو کر اسلام پر بیعت کی۔ عہد کیا کہ اپنی قوم کے ایک ہزار شہسواروں کو لاؤں گا بیعت کے موقع پر شعر کہا۔ ترجمہ ہے۔

"میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے داہنے ہاتھ کو ایک بہترین ہاتھ سے وابستہ کیا۔"

قوم کو واپس آکر اسلام کی دعوت دی سو آدمی قبیلہ میں چھوڑ کر نو سو شہسواروں کے ساتھ مدینہ چلے راستے میں پیام اجل آگیا وقت آخر تین ساتھیوں کو مدینہ جانے کی وصیت کی اور تین سو شہسواروں پر امیر بنایا۔

فتح مکہ کے موقع پر پورے ایک ہزار شہسوار مقام قدید پر آکر اسلامی لشکر میں شامل ہوئے۔

عرض کیا -- ہمیں مقدمہ الجیش میں رکھئے اور ہمیں سرخ جھنڈا عطا فرمایئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات منظور فرمالی۔ حضرت راشد بن عبد ربہ کو علم بردار اور حضرت عباس بن مرداس کو امیرِ لشکر مقرر فرمایا "مقدم" ان کا شعار مقرر ہوا۔ یہ لوگ طائف اور حنین کے غزوات میں بھی اسلامی لشکر کے ساتھ رہے۔

وفد صداء -- ۶

حنین سے واپسی اور قیام جعرانہ (سنہ ۸ ہجری) میں رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے حسب ذیل سرایا روانہ فرمائے۔

۱۔ صنعاء کی طرف حضرت مہاجرؓ بن ابی امیہ کو۔

۲۔ حضرموت کی جانب حضرت زیادؓ بن لبید کو۔

۳۔ قناۃ کی طرف حضرت قیسؓ بن سعد بن عبادہ کو۔

حضرت قیسؓ کے ہمراہ چار سو سواروں کو روانہ کرتے ہوئے حکم دیا کہ یمن کے علاقہ صداء پر ضرور جائیں۔ انہیں ایک سفید جھنڈا بھی عطا ہوا۔

خرام وفا

زیاد بن حارث صدائی کو جب اس کا علم ہوا تو خدمت اقدسؐ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا --- یا رسولؐ اللہ! میں اپنی قوم کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ آپؐ اپنے لشکر کو بلا لیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قیسؓ بن سعد کو واپس بلا لیا۔

چند دن بعد بنی صداء کے پندرہ افراد کا وفد مدینہ آیا تو حضرت سعدؓ بن عبادہ نے انہیں اپنے پاس ٹھہرایا۔ ان کی خوب مہمانی کی سب نے اسلام قبول کیا اور اپنی قوم میں اسلام کی اشاعت کا وعدہ بھی کیا۔ (۲۴)

آپؐ نے حضرت زیادؓ سے فرمایا --- تیری قوم تیری بہت اطاعت گزار ہے۔ عرض کیا --- یہ سب اللہ اور اس کے رسولؐ کا کرم ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر ان کے ایک سو افراد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

حضرت زیادؓ بن حارث ایک سفر میں حضورؐ کے ہمرکاب تھے کہ نماز کا وقت آگیا آپؐ نے انہیں اذاں دینے کا حکم دیا۔ انہوں نے اونٹ پر بیٹھے بیٹھے ہی اذان دی۔ اگلی منزل پر سب نماز کے لئے اترے۔ حضرت بلالؓ نے اقامت پڑھنی چاہی تو حکم ہوا جس نے اذان دی ہو وہی اقامت بھی کہے۔

یہ اعجاز ہے ایک صحرانشیں کا

حضرت زیادؓ نے عرض کیا۔۔۔ یارسولؐ اللہ! ہمارا ایک کنواں ہے جو گرمیوں میں سوکھ جاتا ہے اس لئے ہمیں منتشر ہونا پڑتا ہے۔ اللہ سے دعا فرمایئے کہ کنواں خشک نہ ہو۔

فرمایا۔۔۔ سات کنکریاں اٹھالاؤ جب وہ کنکریاں لے آئے تو انہیں دست مبارک سے خوب ملا۔ انہیں عطا کرتے ہوئے ارشاد ہوا کہ اللہ کا نام لے کر ایک ایک کنکری کنویں میں ڈال دو۔ (۲۳)

حضرت زیادؓ کہتے ہیں کہ میں نے اسی طرح کیا۔ اللہ نے ایسی برکت عطا فرمائی کہ آج تک نہ وہ کنواں خشک ہوا اور نہ ہی اس کی گہرائی کا پتہ چل سکا۔

وفد ہمدان۔۔۔ ۷

آمد۔ تبوک سے واپسی پر سنہ ۹ ہجری۔

یہ یمن کے قبیلۂ ہمدان کا وفد تھا۔ حسن بن یعقوب ہمدانی نے اس

Rekhta Download.com

وفد کی تعداد ۱۲۰ لکھی ہے۔(۲۴)

یہ لوگ باوقار انداز میں خزمی چادر اوڑھے اور عدنی عمامے باندھے ہوئے تھے۔ وفد کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت مالک بن نمط نے کھڑے ہو کر کہا۔

"یارسولؐ اللہ! ہمدان کے شہروں اور دیہاتوں میں سے قبیلۂ خارف، قبیلۂ یام اور شاکر کے منتخب افراد نوعمر اور تیز رو سانڈنیوں پر بیٹھ کر اسلام کی رسی میں بندھنے کے لئے حاضر ہیں۔ پیغمبرِ برحق کی دعوت پر ہم نے لبیک کہا ہے معبودانِ باطل کی نفی کی ہے۔ جب تک پہاڑ قائم اور صلع کے ہرن دوڑتے رہیں ہمارا عہد ٹوٹنے نہ پائے۔

انہوں نے جو بھی درخواست کی حضورؐ نے اسے منظور کر لیا۔ انہیں ایک تحریری فرمان بھی عطا فرمایا جس میں لکھا تھا کہ ہمدان کے خلاف یام اور شاکر کے علاقہ اہل البھضب و حقاف الرمل مسلمانوں کے لئے ہیں۔ حضرت مالکؓ بن نمط کو ان پر امیر مقرر فرمایا۔(۲۵)

نشاطِ جمال

فتح مکہ کے بعد طائف سے واپسی پر حضرت خالد بن ولید کو قبیلۂ ہمدان میں دعوت اسلام دینے کے لئے بھیجا وہ چھ ماہ تک تبلیغ کرتے رہے لیکن خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا حضورؐ نے انہیں واپس بلا لیا اور حضرت علیؓ کو نامۂ مبارک کے ساتھ روانہ فرمایا۔

انہوں نے سب کو جمع کر کے خط پڑھا ایک ہی دن میں سارا قبیلہ اسلام لے آیا۔ قاصد اطلاع لے کر خدمت اقدسؐ میں آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدۂ شکر ادا کیا فرمایا ہمدان پر سلامتی ہو۔ ہمدان پر سلامتی ہو۔

وفد بنی منتفق--۸

بنی منتفق سے لقیطؓ بن عامر اور نہیکؓ بن عامر ایک وفد کی صورت میں مدینہ آئے نماز فجر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے۔

لمحۂ آئندہ

فرمایا--اے لوگو! چار دن سے تم نے میری آواز نہیں سنی آج جو کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے۔ جو کسی قوم کی طرف سے بصورتِ وفد آیا ہو؟ تاکہ جو کچھ میں کہوں ان تک پہنچا دیا جائے جو ان میں پیچھے رہ گئے ہوں۔ مجھ سے بھی پوچھا جائے گا کہ کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا یا نہیں؟

ارشاد ہوا--سب بیٹھ جاؤ لقیط اور ان کے ساتھی کھڑے رہے۔

لقیط نے پوچھا--یا رسولؐ اللہ! کیا آپؐ کو علم غیب نہیں ہے؟

فرمایا--غیب کی پانچ باتیں ایسی ہیں جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

غیب کی باتیں

حضرت لقیطؓ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کون سی؟ ارشاد ہوا۔

۱۔ موت کا علم کہ کون کب اور کہاں مرے گا؟

۲۔ رحم مادر میں کیا ہے؟ نر یا مادہ؟

۳۔ کل کیا واقع ہو گا؟

۴۔ بارش کا وقت کہ کب ہو گی؟

۵۔ قیامت کے دن کا علم

شرحِ زندگی

اے اللہ کے رسولؐ! ہمارے جسم جو آفات' درندوں اور ہواؤں سے ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتے ہیں کس طرح جمع کیے جائیں گے؟

فرمایا -- میں تمہیں اللہ کی نشانیوں سے سمجھاتا ہوں۔ زمین کو دیکھو سرسبز و شاداب ہے پھر مردہ اور بنجر ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بارش سے اسے دوبارہ نئی زندگی عطا فرماتا ہے۔ اللہ کی قسم وہ تمہارے منتشر اجزاء کو جمع کرنے پر بھی ویسے ہی قادر ہے۔ تم اپنی قبروں سے نکلو گے اور اللہ کے سامنے حاضر ہو گے وہ تمہیں دیکھے گا اور تم اسے دیکھو گے۔

عرض کیا -- یہ کیسے ہو گا؟ ہماری تعداد سے زمین بھری ہو گی۔

فرمایا -- سورج اور چاند کو ساری دنیا دیکھتی ہے وہ سب کو ایک ساتھ دیکھتے ہیں۔ بس اسی مثال سے سمجھو۔

عرض کیا۔۔ ہم جب اپنے رب کے سامنے ہوں گے تو وہ کیا سلوک کرے گا؟ جواب میں روز حشر کی کیفیت' اعمال کا طریقہ' پل صراط کا گزر' حوض کوثر کا ذکر' مومن اور کافر کا حال اور اللہ تعالیٰ کے جلال کی کیفیت بیان فرمائی۔

دُرِ مضموں

حضرت لقیطؓ نے پوچھا۔۔ نیکی اور برائی کا بدلہ کس طرح ملے گا؟

فرمایا۔۔ نیکی کا بدلہ دس گنا اور برائی کا صرف ایک۔ اللہ چاہے تو وہ بھی معاف فرمادے گا۔

عرض کیا۔۔ یارسولؐ اللہ! جنت اور دوزخ کیا ہیں؟

فرمایا۔۔ دوزخ کے سات دروازے ہیں ایک سے دوسرے تک سوار کے لئے ستر برس کا راستہ ہے۔

جنت کے آٹھ دروازے ہیں ایک سے دوسرے دروازے تک ان کا بھی فاصلہ اتنا ہی ہے۔ جنت میں صاف شہد کی نہریں ہیں۔ شراب کی ایسی نہریں جن سے نہ دردِ سر ہوگا اور نہ نشہ۔ دودھ اور پانی کی ایسی نہریں کہ جن کا مزہ تبدیل ہوگا اور نہ جو خراب ہوں گی۔ ہر قسم کا میوہ ہوگا میرے معبود کی قسم پاکباز بیبیاں ہوں گی مگران کے اولاد نہ ہوگی۔ وہاں ہر طرح کی بھلائیاں ہوں گی۔

عرض کیا۔۔ اے اللہ کے رسولؐ! ہم کس بات پر بیعت کریں؟

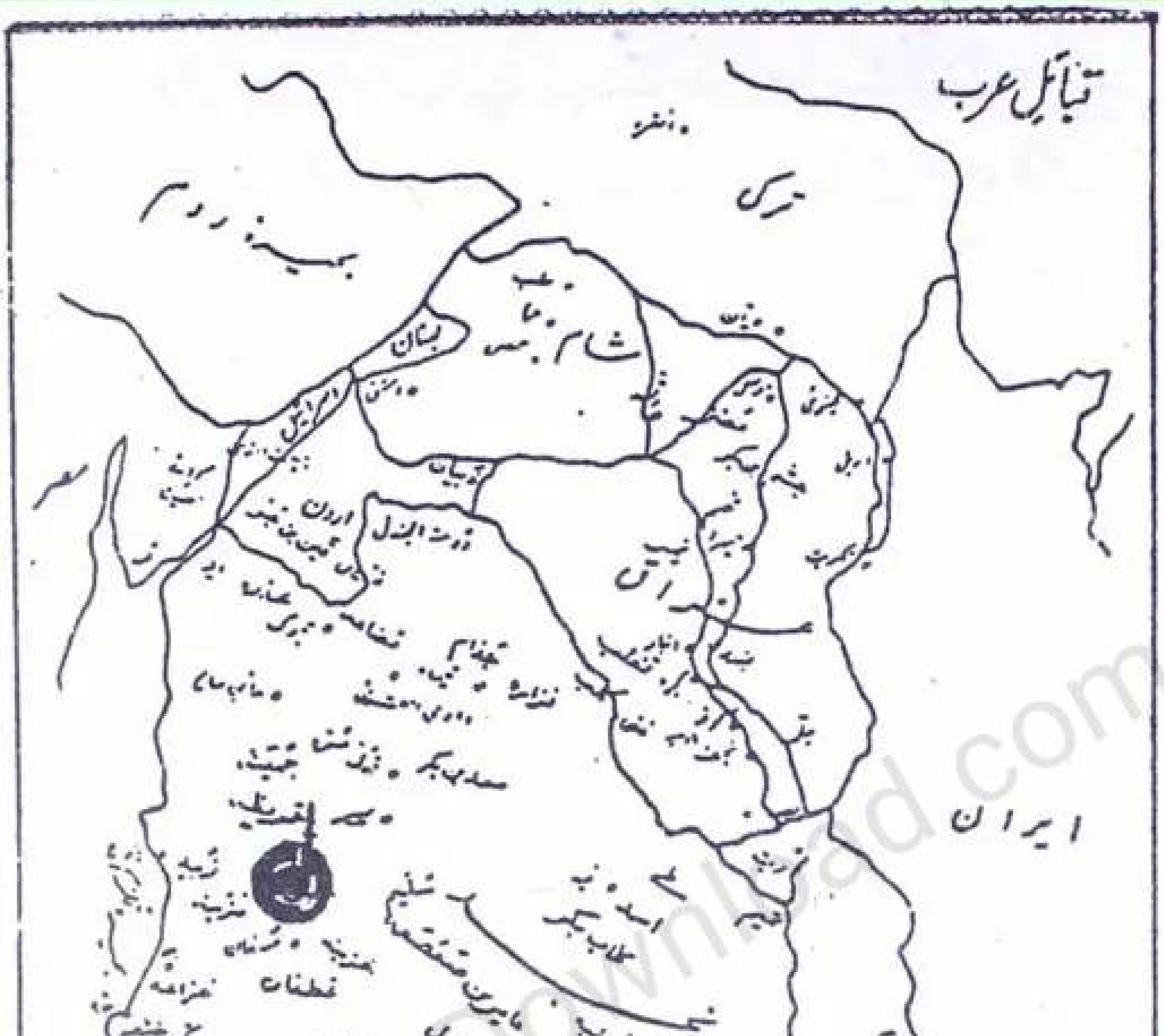

RekhtaDownload.com

فرمایا--- صلوۃ قائم کرنے' زکوۃ دینے' اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے پر۔ پھر آپ نے اپنا دست مبارک پھیلا دیا۔

عرض کیا--- کیا ہمارے لئے مشرق و مغرب کے درمیان کی ہر چیز ہو گی؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک کھینچ لیا۔ آپ نے خیال فرمایا شاید میں ایک ایسی شرط لگا رہا ہوں جو ممکن نہیں۔

عرض کیا--- میرا مطلب ہے کہ ہم اس دنیا میں جہاں چاہیں رہیں اور انسان کا بار صرف اسی پر ہو۔ آپ نے اپنا دست مبارک دوبارہ پھیلا دیا پھر فرمایا تجھے اس کی اجازت ہے۔

بیعت کر کے ہم واپس ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں یہ دونوں (دوبار فرمایا) اول و آخر تمام لوگوں سے زیادہ متقی ہیں کعبؓ بن جذاریہ نے عرض کیا--- وہ کون ہیں؟ فرمایا--- بنو منتفق' بنو منتفق۔

وفد نجران---۹

آمد سنہ ۹ ہجری

تعداد۔ ساٹھ سوار جن میں ۲۴ بڑے سردار تھے ان میں تین عاقب' سید اور ابو حارثہ صاحب الرائے' ذی اثر نصرانی عالم تھے۔ قاضی سلمان منصور پوری کا خیال ہے کہ یہ دوسرا وفد تھا۔(۳۶) نجران یمن کا

ایک ضلع تھا جو مکہ سے سات منزل کی مسافت پر تھا۔ کعبہ کی طرح یہاں عیسائیوں کا عظیم کلیسا تھا جو کعبۂ یمانیہ کہلاتا تھا جس میں ان کے بڑے بڑے پیشوا رہتے تھے۔ اس گرجے کے تحت تہتر گاؤں تھے جن میں آباد جنگجو افراد کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔ ان نصاریٰ کا ایک وفد مدینہ آیا یہ لوگ نماز عصر کے بعد مسجد نبوی میں داخل ہوئے اپنی عبادت کرنا چاہی تو صحابہ نے مزاحمت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔ مشرق کی طرف رخ کر کے عبادت کی۔

رسم و راہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت کا خط لکھا تو یہ لوگ دریافت حال کے لئے مدینہ آئے۔ پہلے سفر کے کپڑے تبدیل کئے۔ قیمتی جبے زیب تن کئے۔ ہاتھوں میں سونے کی انگوٹھیاں پہنیں۔ یمنی چادروں کو زمین پر گھسیٹتے نخوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ سلام کیا اور بات کرنے کی کوشش کی آپؑ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ (۲۷) خفگی محسوس کر کے وہ قیام گاہ پر چلے گئے حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو تلاش کیا جن سے ان کی پرانی واقفیت تھی۔ وہ ملے تو ساری کیفیت سنائی انہوں نے حضرت علیؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ ان سے کہو کہ زیب و آرائش کا سارا سامان اتار کر سفر کے معمولی کپڑے پہن لیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا آپؐ

نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا۔ پچھلی بار جب تم آئے تھے تو ابلیسی حلیہ تھا۔ انہوں نے مختلف سوالات کیے جس کے آپؐ نے وحی کی رو سے جوابات دیئے۔ علمائے نجران پر حق واضح ہو گیا لیکن انہوں نے دانستہ اتباع حق سے انکار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے کہا کہ ہم پہلے ہی مسلمان ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تمہارا اسلام درست نہیں تم اللہ کے لئے بیٹا تجویز کرتے ہو صلیب کی پرستش کرتے ہو اور خنزیر کھاتے ہو۔

جھوٹوں پر لعنت

انہوں نے پوچھا

آپؐ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

فرمایا -- آج میرے پاس اس بارے میں کوئی علم نہیں اللہ تعالیٰ جو وحی کرے گا وہ بتا دوں گا۔ اگلی صبح سورۃ آل عمران کی آیات ۵۹ تا ۶۱ کا نزول ہوا جس کا ترجمہ ہے۔

"عیسیٰ" کا حال اللہ کے نزدیک آدم" کا سا ہے کہ اللہ نے (پہلے) مٹی سے ان کا قالب بنایا پھر فرمایا کہ (انسان) ہو جا تو وہ ہو گئے (یہ بات) تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے تو تم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا پھر اگر یہ لوگ عیسیٰ کے بارے میں تم سے جھگڑا کریں اور تم کو حقیقت حال تو معلوم ہو چکی ہے تو ان

سے کہا کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلاؤ اور ہم خود بھی آئیں اور تم خود بھی آؤ پھر دونوں فریق (اللہ سے) دعاو التجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔"

اس حکم کے بعد آپؐ مباہلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ سمیت ایک چادر میں لپٹے تشریف لائے۔ حضرت فاطمہؓ اپنے والد گرامی کے پیچھے پیچھے چل رہی تھیں۔ بعض روایات میں حضرت علیؓ کی موجودگی کا بھی ذکر ہے۔

دستِ بہانہ جو

یہ دیکھ کر نجرانی وفد کے ایک شخص نے کہا "واللہ یہ وہ صورتیں ہیں کہ اگر وہ اللہ کو قسم دیں تو وہ پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دے گا۔" یہ کہہ کر مباہلہ سے گریز کیا۔ ان میں بنی ہمدان کا شرح بیل بن وداجہ وفد کا مشیر اور بڑی سوجھ بوجھ والا تھا۔ اس نے صلح پر آمادگی ظاہر کی۔ سیوطی کا بیان ہے کہ سید اور عاقب نے کہا کہ مباہلہ نہ کرو اگر وہ نبی ہوئے تو پھر تم فلاح نہیں پاسکو گے بلکہ اس کے بعد ہماری نسل ہی فنا ہو جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ آیت مباہلہ کے نزول کے بعد ان لوگوں نے تین دن کی مہلت مانگی۔ اس دوران یہود سے مشورہ کیا انہوں نے کہا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی صفات تورات اور انجیل میں

ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ تم صلح کر لو۔

میزانِ عدل

شرحبیل نے مشورہ دیا کہ معاملہ ان ؐ ہی کی رائے پر چھوڑ دو کیونکہ میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ شخص سخت مزاج نہیں ہے اور نہ ہی انصاف کی راہ سے ہٹنے والا۔ سب نے مل کر عرض کیا کہ ہم آپ ؐ ہی کو حکم تسلیم کرتے ہیں اور آپ ؐ کا ہر فیصلہ ہمارے لئے قابل قبول ہو گا۔

معاہدہ

دوسرے دن حسبِ ذیل عہد نامہ مرتب ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یہ وہ تحریر ہے جو محمد ؐ نے جو نبی اور اللہ کا رسول ؐ ہے اہل نجران کے لئے لکھی۔ یہ تحریر اس حق کی بنا پر ہے جو انہیں ان پر حکم کے طور پر حاصل ہے، اس کا اطلاق ہر کالے، سفید، سرخ، زرد، آزاد و غلام پر ہو گا اور وہی ان کے متعلق فیصلہ کریں گے۔

معاہدے کے مطابق دو ہزار حُلّے (حلّہ ایک لباس ہے جس سے سارا جسم ڈھپ جاتا ہے) جن میں سے ایک ہزار زنانہ ہوں گے ایک ہزار مردانہ دیتا ہوں گے۔ ہر حُلّہ ایک اوقیہ کا ہو گا۔ متعینہ خراج سے جو کمی بیشی ہو گی اس کی ذمہ داری متعلقہ جماعت پر ہو گی کہ وہ حساب کتاب کر

کے پورا کرے اور جو وہ سواریوں، گھوڑوں اور زرہوں کے متعلق فیصلہ کریں گے وہ بھی ان سے حساب کے مطابق لیا جائے گا۔

اہل نجران کے پاس میرے نمایندے بیس رات قیام کریں گے یا اس سے کچھ کم۔ اس دوران ان کے ذمہ تیس گھوڑے، تیس اونٹ، تیس زرہیں ہوں گی۔ یمن میں کسی قسم کا عذر ہوگا تو ان پر ذمہ داری ہوگی اور میرے نمایندے جو چیز عاریت کے طور پر لیں گے ان میں سے جو ان سے ضائع ہوگی اس کی ذمہ داری میرے نمایندوں پر ہوگی تاکہ وہ اس کی ادائیگی کا اہتمام کریں۔

نجران اور اس کے رہنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی پوری پوری ذمہ داری ہے۔ ان کے خون، ان کا مال، ان کی ملت، ان کے گرجے، ان کے مذہبی رہنما، ان کے پادری (اسقف) ان کے موجود و غائب سب کے حقوق کی ذمہ داری ہم پر ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی ہر چیز کی حفاظت کی ہم پر ذمہ داری ہوگی چاہے وہ تھوڑی مقدار میں ہو یا زیادہ مقدار میں۔ اسی طرح ہمیں یہ حق نہ ہوگا کہ ہم ان کے کسی پادری، بشپ یا مذہبی رہنما کو تبدیل کریں نہ ہی انہیں جنگی مہمات کے لئے جمع کیا جائے گا نہ ہی ان سے عشر لیا جائے گا، نہ ہی کسی قافلے کے ذریعے ان کی زمین کو پامال کیا جائے گا اور جس نے ان سے کچھ ایسا مطالبہ کیا تو اس میں سے نصف اہل نجران کا ہوگا بشرطیکہ اس میں سود کی آمیزش نہ ہو۔ جو سود

کھائے گا اس سے ہماری ذمہ داری ختم اور وہ خود ذمہ دار ہو گا۔ ان کے ذمے محنت و مشقت اور خیر خواہی ہو گی ان پر ظلم اور زیادتی کسی طرح کی نہ کی جائے گی۔"

اس معاہدے پر گواہ کے طور پر حضرت عثمانؓ ابن عفان اور معیقیب نے دستخط کیے۔

"زاد المعاد" اور "فتوح البلدان" میں گواہوں میں ابو سفیان بن حرب، غیلان بن عمرو، مالک بن عوف، یکے از بنی نصر، الاقرع بن حابس حنظلی، المغیرہ بن شعبہ کے نام ہیں نیز عبارت میں بھی تھوڑا اختلاف ہے یہ بھی درج ہے کہ دو ہزار حُلّہ صفر کے مہینے میں اور دو ہزار حُلّہ رجب کے مہینے میں دیا کریں گے جن کی قیمت فی حُلّہ ایک اوقیہ ہو گی اور ایک اوقیہ کا وزن چالیس درہم۔

امین الامت

رخصتی کے وقت وفد نے کسی امانت دار شخص کو ساتھ بھیجنے کی درخوست کی جسے جزیہ ادا کیا جائے ارشاد ہوا۔۔۔ میں تمہارے ساتھ ایک امین آدمی کو بھیجوں گا اور وہ واقعی امین ہے۔ تمام اصحاب منتظر تھے کہ قرعہ فال کس کے نام نکلے گا۔

ارشاد ہوا۔۔۔ اے ابو عبیدہ ابن جراحؓ کھڑے ہو جاؤ۔ جب وہ کھڑے ہو گئے تو فرمایا۔۔۔ یہ اس امت کے امین ہیں۔ (۲۸)

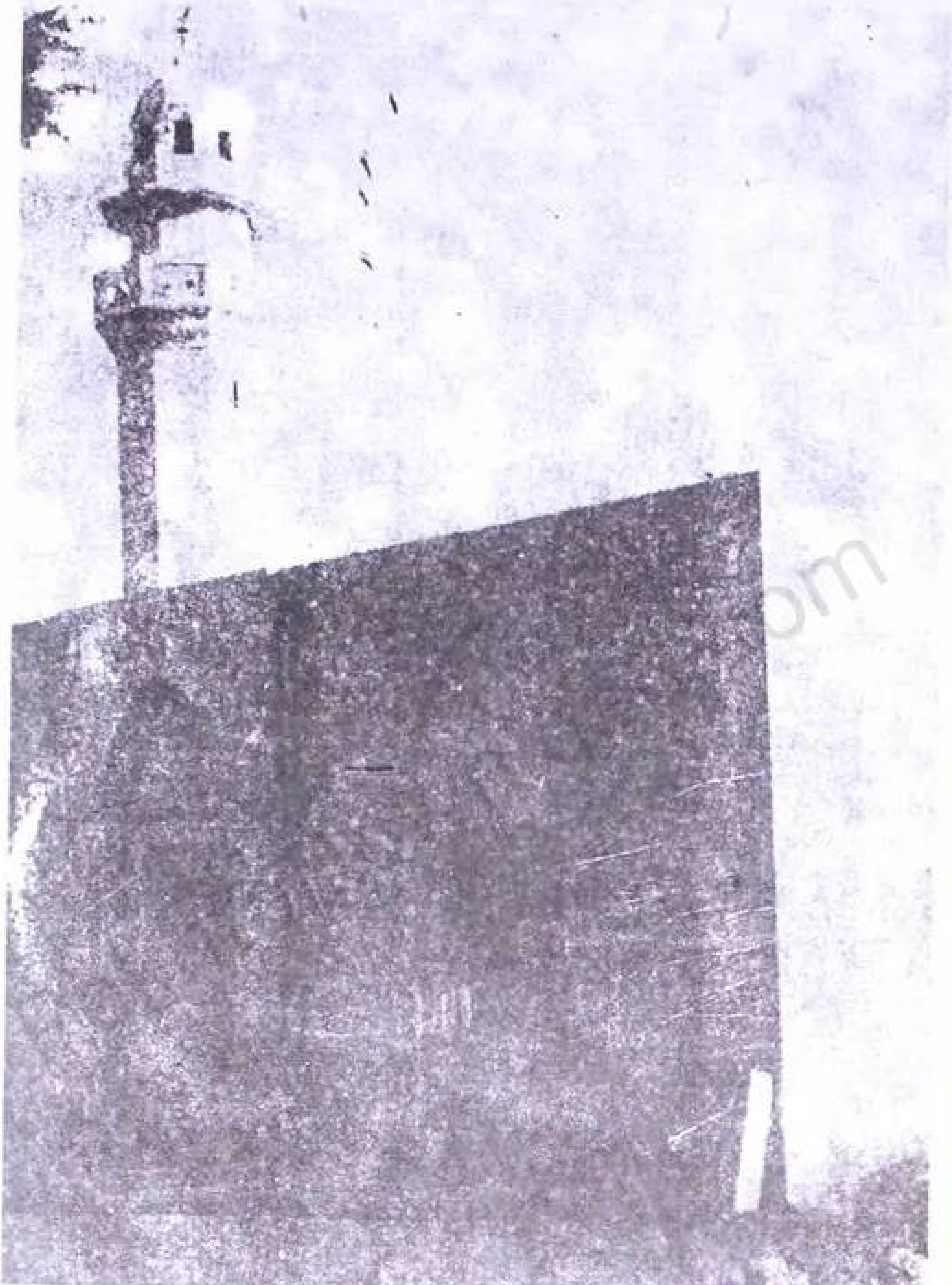

مسجد حضرت ابو عبیدہ بن جراح

جبینِ سعادت

معاہدہ کی دستاویز لے کر یہ وفد نجران واپس ہوا۔ نجران کے سربر آوردہ لوگوں نے لارڈ پادری (اسقفِ اعظم) کے ساتھ ایک منزل پہلے استقبال کیا۔ لارڈ پادری نے راستہ ہی میں دستاویز پڑھنا شروع کی اس کا چچا زاد بھائی بشر بن معاویہ (جس کی کنیت ابو علقمہ تھی) بھی برابر میں تھا۔ بشر کی اونٹنی نے ٹھوکر کھائی اور اسے گرا دیا گرتے ہی اس کی زبان سے نکلا خرابی ہو اس شخص کی جس نے ہمیں تکلیف میں مبتلا کیا۔ لارڈ پادری نے کہا۔۔ تو کس کے بارے میں کہہ رہا ہے واللہ وہ تو نبی مرسل ہے۔ بشر نے یہ سن کر اسی لمحہ اپنی اونٹنی کا رخ مدینہ کی طرف پھیرتے ہوئے کہا۔۔ اللہ کی قسم اب اپنی سانڈنی کا پالان ان کے پاس جا کر ہی اتاروں گا۔ وہ لاکھ روکتا اور چلاتا رہا لیکن بشر کے کانوں میں جرسِ ہدایت کی گونج تھی۔ خدمتِ اقدس میں پہنچ کر دامنِ نبوت سے ایسے وابستہ ہوئے کہ مدینہ ہی کے ہو رہے اور بعد میں مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔

جرسِ ہدایت

نجران میں واقع کلیسا کے برج میں ایک راہب سالہا سال سے مصروفِ عبادت تھا۔ اسے جب بشر کا واقعہ معلوم ہوا تو وہ بھی چند تحائف لے کر سوئے مدینہ روانہ ہوا۔ ایک پیالہ' ایک عصا اور ایک چادر بطور تحفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کی۔ مدینہ میں ٹھہر کر تعلیم حاصل

Rekhta Download.com

کرنے لگا پھر اجازت لے کر واپسی کے وعدہ کے ساتھ نجران چلا گیا لیکن حیات طیبہ میں واپس نہ آیا۔ کہتے ہیں کہ اس کی پیش کردہ چادر خلفائے عباسیہ کے عہد تک محفوظ رہی۔

وفد بنی باہلہ --۱۰

اس قبیلہ کی مختلف شاخوں کے مختلف وفود تین مختلف مواقع پر مدینہ آئے۔ سب سے پہلے حدری بن عجلان جن کی کنیت ابو امامہ تھی ٦ ہجری میں آئے۔

فتح مکہ کے بعد قوم باہلہ کی طرف سے مطرف بن الکاہن قاصد بن کر آئے۔ اسلام لائے اور اپنے لوگوں کے لئے امان طلب کی۔

ان کے بعد نہشل بن مالک بھی قوم کے نمائندے بن کر آئے اور اسلام کی دولت پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو تحریری فرمان دیئے جن میں صدقات اور شرائع اسلام درج تھے۔ دوسرے فرمان کے کاتب حضرت عثمانؓ ابن عفان تھے۔ (۲۹)

وفد ازد --۱۱

ان کی تعداد ابن سعد نے ۱۹ نفر، ابن قیم اور قسطلانی نے ۷ افراد لکھی ہے۔

امیر وفد حضرت صردؓ بن عبداللہ ازدی تھے۔ یمن کا یہ وفد حضرت قردہؓ بن عمرو کے پاس دس دن ٹھہرا۔ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم سے ملنے آئے تو آپؐ نے ان کے انداز تکلم، طرز سکوت دونوں کو پُر وقار اور پسندیدہ پایا۔ دریافت فرمایا تم لوگ مسلمان ہو یا کافر؟ عرض کیا ہم مومن ہیں حضورؐ نے یہ سن کر تبسم فرمایا۔ ارشاد ہوا ہر قول کی ایک بنیاد ہوتی ہے تمہارے ایمان کی علامت کیا ہے۔

مسِ خام کو جس نے کندن بنایا

عرض کیا۔۔۔ ہم میں پندرہ خصلتیں ہیں۔ پانچ وہ جن پر آپؐ کے معلموں نے ایمان لانے کا حکم دیا۔ پانچ وہ جن پر عمل کرنے کی انہوں نے تلقین کی ہے اور پانچ وہ جن پر ہم زمانہ جاہلیت سے ہی کاربند ہیں۔

ارشاد ہوا وہ پانچ کون سے امور ہیں جن کا معلموں نے حکم دیا؟

عرض کیا (۱) اللہ پر ایمان (۲) اس کے فرشتوں پر ایمان (۳) اس کی کتابوں پر ایمان (۴) اس کے رسولوں پر ایمان (۵) یوم آخرت اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر ایمان۔

فرمایا۔۔۔ اور وہ پانچ اعمال کیا ہیں جن کا امر کیا گیا؟

عرض کیا (۱) لاالہ الااللہ کہتے رہیں (۲) صلوٰۃ قائم کریں (۳) زکوٰۃ ادا کریں (۴) رمضان کے روزے رکھیں (۵) اور اگر استطاعت ہو تو حج کریں۔

پوچھا وہ پانچ کون سی خصلتیں ہیں جن کے تم عہد جاہلیت سے خوگر ہو؟

عرض کیا (۱) راحت میں شکر (۲) مصیبت میں صبر (۳) قضا پر راضی۔

(۴) مقابلہ میں ثابت قدمی (۵) دشمنوں کی مصیبت پر خوش نہ ہونا۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دانا ہو، عالم ہو، عقل سلیم کی وجہ سے مقام نبوت کو سمجھ سکتے ہو۔

پڑا رہے یہ سخن کان میں گُہر کی طرح

میں تمہیں مزید پانچ باتیں بتاتا ہوں تاکہ بیس خصائل مکمل ہو جائیں۔

۱۔ جس چیز کو کھانا نہ ہو اس کو جمع نہ کرو۔

۲۔ جس میں رہنا نہ ہو اس کی تعمیر نہ کرو۔

۳۔ جس چیز کو کل چھوڑ کر جانے والے ہو اس پر حسد نہ کرو۔

۴۔ اس اللہ سے ڈرو جس کی طرف لوٹ کر جانا اور جس کے سامنے پیش ہونا ہے۔

۵۔ اس چیز کی طرف رغبت کرو جس میں ہمیشہ رہنا (جنت) ہے۔

یہ لوگ رخصت ہوئے آپؐ نے حضرت صردؓ بن عبداللہ کو یمن کے قرب و جوار کے کافر قبائل سے جہاد کا حکم دیا "مبرور" لڑائی میں شعار مقرر فرمایا۔ انہوں نے واپس جا کر جرش میں مشرکوں کو اسلام کی دعوت دی انہوں نے انکار کیا اور قلعہ بند ہو گئے ایک مہینہ تک محاصرہ جاری رکھا طویل لڑائی کے بعد فتح حاصل کی۔ ان کے دو قاصد حاضر ہوئے تو رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحبا کے بعد فرمایا تم لوگ صورت کے اچھے ملاقات ے سچے گفتگو میں پاکیزہ اور امانت میں پکے ہو۔ تم میرے ہو اور میں تم . ا ہوں۔ (۳۰)

وفد بنی فزارہ --- ۱۲

آمد -- تبوک سے واپسی پر سنہ ۹ ہجری میں

ان کی تعداد ابن سعد نے ۱۹ اور ابن قیم نے دس اور ابن جوزی نے ۱۴ یا ۱۵ لکھی ہے۔

یہ وفد نحیف سواریوں پر اسلام کا اقرار کرتے ہوئے حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے علاقہ کا حال دریافت فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ خشک سالی کا دوردورہ ہے قحط سے نجات کے لئے دعا کی درخواست کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اے اللہ! اپنی رحمت پھیلا دے۔ ملک اور چوپایوں کو سیراب کردے۔ مردہ علاقوں کو زندہ کردے۔ اس دعا کے بعد اتنی بارش ہوئی کہ چھ دن تک آسمان نظر نہیں آیا پھر دعا فرمائی کہ بارش ہمارے اوپر نہ ہو ہمارے اطراف ہو اس کے بعد مدینہ سے بادل کپڑے کی طرح پھٹ گئے۔ (۳۱)

وفد بہراء --- ۱۳

تعداد ۱۳ افراد

اس وفد میں آنے والے یمن کے قضاعہ قبیلہ کی ایک شاخ سے تھے جب ان کی سواریاں بنی جدیلہ میں حضرت مقدادؓ بن عمرو کے دروازے تک پہنچیں تو انہوں نے نکل کر مرحبا کہا۔ اپنے پاس ٹھہرایا۔ ان کے لئے ایک بڑے لگن میں حیس (کھجور اور پنیر ملا کھانا) بنوایا سب نے سیر ہو کر کھایا جو حیس باقی رہ گیا اسے ایک چھوٹے لگن میں جمع کیا گیا۔

برکت ہی برکت

حضرت مقدادؓ نے حیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سدرہ نامی اپنی کنیز کے ذریعے روانہ کیا اس وقت آپؐ حضرت اُمّ سلمہؓ کے گھر مقیم تھے۔ گھر والوں نے پیٹ بھر کے کھایا حضورؐ نے سدرہ کو اپنی وہ لگن مہمانوں کے پاس دوبارہ لے جانے کا حکم دیا۔ حضرت مقدادؓ نے اہلِ وفد کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے تناول فرمایا ہے۔ آپؐ کی انگلیوں کی برکت اس میں شامل ہے وہ جب تک مقیم رہے اسی سے سیر ہو کر کھاتے رہے۔ اس طرح ان کا ایمان مستحکم ہو گیا اور انہوں نے رسالت کی گواہی دی۔ چند دن ٹھہر کر فرائض دین کا علم سیکھا۔ رخصت کے وقت انہیں انعام و اکرام سے نوازا گیا۔ (۳۲)

وفدِ نہد (تہامہ سے) --- ۱۴

اس وفد کی آمد کا ذکر صرف ابن جوزی نے (الوفا باحوال مصطفیٰ) میں حضرت علیؓ کے حوالے سے کیا ہے۔ یہ وفد تہامہ سے آیا تھا اس کے

امیر مخنف بن زہیر نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہم کو اونٹ اپنے وطن تہامہ کے نشیبی علاقہ سے نکال کر منزل بہ منزل یہاں لائے ہیں۔ ہم دور دراز علاقہ سے کٹھن راہوں کو طے کر کے حاضر ہوئے ہیں۔ ہمارا علاقہ سخت خشک سالی سے دوچار ہے تالابوں میں پانی سوکھ گیا ہے۔ ٹہنیاں تنوں کا ساتھ چھوڑ چکی ہیں۔ کھیتیاں ختم ہو گئی ہیں۔ جانوروں کے تھنوں میں دودھ سوکھ گیا ہے ہمارے لئے دعا فرمایئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اے اللہ! ان کے دودھ اور مکھن میں برکت عطا فرما۔ پھلوں کو درختوں پر پختگی تک باقی رکھ۔ ان کے تالابوں کو ابلتے چشموں میں تبدیل فرما ان کی اولاد میں برکت عطا فرما۔ (۳۳)

فرمان

انہیں ایک تحریری فرمان بھی عطا فرمایا جس کا مفہوم درج ذیل ہے۔

رسول اللہؐ کی طرف سے قبیلہ نہد کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم! جو نماز قائم کرے گا وہ مومن ہو گا اور جو شخص زکوٰۃ ادا کرے گا وہ صحیح مسلمان ہو گا جو شخص لا الہ الا اللہ کی شہادت دے گا وہ

RekhtaDownload.com

غافل نہیں لکھا جائے گا۔

شرعی طور پر مقرر کردہ مقدار زکوٰۃ میں بوڑھی بیمار' ادھیڑ عمر والی اور بچہ دینے والی بھیڑ بکریاں وغیرہ تمہارے لئے ہیں جب تک کہ تمہارے دلوں میں اسلام و ایمان سے اور اس کے فرائض و واجبات سے نفرت اور عجب و نخر پیدا نہ ہو اور طوق غلامی اور قلادہ تقلید کو کاٹ نہ ڈالو اور ربوا (سود) کھانے سے مجتنب رہو۔

افصح العرب والعجم

حضرت علیؓ نے اس موقع پر عرض کیا "یا رسول اللہ! میرے والدین آپؐ پر فدا ہوں ہم ایک جد کی اولاد ہیں ایک ہی مقام پر ہماری تربیت ہوئی آپؐ وفود عرب سے ایسی زبان میں کلام فرماتے ہیں جو ہم سے مختلف ہوتی ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا ہے اور میں نے بنی سعد میں پرورش پائی ہے۔ یہ خصوصیت تم میں موجود نہیں۔

وفد بنی سعد ہذیم --- ۱۵

یہ لوگ یمن کے رہنے والے بنو قضاعہ کی ایک شاخ تھے۔ ابن نعمان اس وفد کے رکن تھے۔ مدینہ پہنچ کر اس کے نواح میں ٹھہرے جب مسجد نبوی آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ کی نماز پڑھا رہے تھے یہ لوگ ایک طرف کھڑے ہو گئے حضورؐ نے پوچھا کیا تم لوگ

مسلمان نہیں ہو؟

عرض کیا--- بے شک ہم مسلمان ہیں۔

فرمایا--- تم نے نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھی؟

عرض کیا--- ہم نے سوچا جب تک بیعت نہ کرلیں یہ جائز نہیں۔

فرمایا-- جب بھی تم نے اسلام قبول کیا اسی وقت سے مسلمان ہو۔

حیاتِ نو

ان میں سے ایک نے عرض کیا کہ امراؤ القیس کے دو شعروں نے ہمیں حیاتِ نو عطا کی۔ (۳۴)

فرمایا-- کس طرح اور کون سے شعر؟

عرض کیا-- اثنائے سفر میں ہم فلاں جگہ پہنچے تو پانی کا کنواں بھول گئے۔ پیاس سے جان لبوں پر آئی۔ ہر شخص درختوں کے نیچے لیٹ کر موت کا انتظار کرنے لگا۔ رشتہ جاں ٹوٹنے والا ہی تھا کہ ایک سوار آتا دکھائی دیا اسے دیکھ کر ہم میں سے ایک نے امراء القیس کے دو شعر پڑھے۔

پہلے شعر کا مطلب ہے "جب جنگلی گدھوں نے خیال کیا کہ ان کا مقصود پانی ہے اور ندی پر پہنچنے کی صورت میں شکاریوں کے تیر انہیں زخمی کر کے خون آلود کرنے والے ہیں۔"

دوسرا شعر "تو پھر انہوں نے اس چشمے کا قصد کیا جو مقام ضارج کے پاس ہے جس پر پچھلے پہر سایہ لوٹ آتا ہے۔ اس پر عرمض کے لیے

درخت ہیں۔"

سوار نے دریافت کیا یہ شعر کس کے ہیں؟ ہم نے کہا امراؤ القیس کے۔ سوار نے کہا کہ چشمہ ضارج یہاں سے پچاس ہاتھ کے فاصلے پر ہے ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ اس پر عرمض کے درخت ہیں اور ان کا سایہ دوپہر کو ڈھل کر چشمہ پر پڑتا ہے۔

امام الشعراء امام النّار

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "امراؤ القیس دنیا میں مشہور و معروف ہے مگر آخرت میں بے نام و نشان۔ قیامت کے دن وہ شعراء کی قیادت کرتا ہوا اور ان کا علم اٹھائے ہوئے آگ میں داخل ہو جائے گا۔"

ہم نے بیعت کی۔(۳۵) آپؐ کے حکم سے ہم ایک مقام پر ٹھہرائے گئے۔ تین دن مقیم رہے ہماری مہمانداری کی گئی۔ حضرت بلالؓ نے چند اوقیہ چاندی تحفہ میں دی۔ ہمارے ساتھ ایک صغیر خادم تھا جسے خیمہ پر چھوڑا تھا۔ رخصت کے وقت ایک آدمی حضورؐ کی طرف سے آیا اور ہمیں آپؐ کے پاس لے گیا۔ ہم نے عرض کیا یہ ہم میں سب سے چھوٹا ہے اور ہمارا خادم ہے۔

فرمایا ---- قوم میں چھوٹا اس کا خادم ہوتا ہے۔ اللہ اس پر برکات نازل فرمائے۔ وہ ہم سب سے بہتر نکلا اور سب سے زیادہ قرآن پڑھا اسی کو

ہم پر امیر مقرر کیا گیا۔ ہماری ساری قوم اسلام کی نعمت سے سرفراز ہوئی۔

وفد دارم یا داریین ---۱۶

آمد --- یہ وفد تبوک سے واپسی پر آیا اور وصال تک مدینہ میں مقیم رہا۔

تعداد۔ وفد میں دس نفر تھے۔ حضرت ہانیؓ بن حبیب امیر وفد تھے۔ یہ وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تحائف لایا جن میں چند گھوڑے، سونے کے پترے آراستہ ایک ریشمی قبا اور شراب کی ایک مشک تھی۔ دو چیزیں تو قبول فرمالیں۔ مشک قبول نہیں کی۔ امیر وفد نے کہا کہ اسے فروخت کئے دیتا ہوں فرمایا اس کا بیچنا بھی حرام ہے۔

عطا ہی عطا

قبا آپؐ نے حضرت عباسؓ کو عطا فرمائی عرض کیا --- میں اس کا کیا کروں گا؟ (کیونکہ ریشمی چیز کا پہننا جائز نہیں)

فرمایا --- سونے سے عورتوں کے لئے زیور بنوالو اور قبا فروخت کر ڈالو۔ ایک یہودی نے اسے آٹھ ہزار درہم میں خرید لیا۔

ابن سعد کا بیان ہے (۳۶) کہ ان میں سے ایک تمیم بن اوس نے عرض کیا۔ ہمارے نواح میں رومیوں کے گاؤں جرئی اور بیت عیسون ہیں۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ ملک شام کا فاتح کرے تو یہ گاؤں مجھے عطا فرمائیں۔ فرمایا -- وہ تمہارے ہی ہوں گے۔ دور صدیقی میں حضرت ابوبکرؓ صدیق نے

ایک فرمان کے ذریعے یہ دو گاؤں انہیں عطا فرمائے حضورؐ نے ان لوگوں کے لئے ایک سو وسق (پیمانہ) غلہ کی وصیت بھی فرمائی۔

وفد بنی سعد ---۱۷

آمد سنہ ۹ ہجری

تعداد صرف ایک فرد

بنی سعد بن بکر نے حضرت ضمامؓ بن ثعلبہ کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ وہ بڑے جری شخص تھے۔ مسجد پر اونٹ باندھ کر سیدھے مجلس نبوی میں آئے اور پوچھا تم میں ابن عبدالمطلب کون ہے؟ حضورؐ نے جواب دیا۔ کہا میں کچھ سوال کروں گا ان کی درشتی سے دل میں میل نہ لانا۔

فرمایا --- میرا سینہ بے کینہ ہے جو چاہو پوچھو۔

نُطقِ اعرابی

ضمام نے کہا --- میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جو تمہارا، تمہارے خاندان، تم سے پہلے اور تمہارے بعد آنے والوں کا رب ہے۔ کیا واقعی اس نے تمہیں ہماری طرف رسول بنا کر مبعوث کیا ہے؟

فرمایا --- ہاں! اللہ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

پوچھا --- میں قسم دیتا ہوں اس معبود کی جو تمہارا، تمہارے، کنبے کا، پہلے اور بعد میں آنے والوں کا رب ہے۔ کیا اس نے تمہیں حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کریں؟ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں؟ ان

معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباو اجداد اس کے ساتھ ساتھ پرستش کرتے تھے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا --- ہاں! اللہ نے اس کا حکم دیا ہے۔

قسم کو اسی انداز میں ہر بار دہراتے ہوئے صلوٰۃ' روزہ' زکوٰۃ اور حج کے بارے میں پوچھا۔

پروانۂ جنت

سوالات کا اثبات میں جواب پا کر کلمۂ شہادت پڑھا اور اعلان کیا میں ان فرائض کو ادا کرتا رہوں گا جن چیزوں سے منع فرمایا ہے چھوڑ دوں گا۔ ان میں زیادتی کروں گا نہ کمی۔

یہ کہہ کر اونٹ پر سوار ہو کر چلے گئے۔ ارشاد ہوا اگر دو زلفوں والے نے صدق دل سے یہ بات کہی تو جنت میں داخل ہو گیا۔ اپنی قوم میں جا کر کہا کہ لات و عزیٰ بدتر معبود ہیں۔ ایک رسول مبعوث ہو گئے ہیں۔ ان پر کتاب نازل ہوئی ہے۔ میں اس کی گواہی دیتا ہوں شام ہونے تک قوم کے تمام مردوں اور عورتوں نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ وفود میں افضل بنی سعد کے وفد کو قرار دیتے ہیں۔ (۴۷)

وفد بلی ---- ۱۸

آمد ربیع الاول سنہ ۹ ہجری)

تعداد۔ معلوم نہیں۔ بلی یمن کا ایک قبیلہ ہے۔ امیر وفد حضرت ابوالضیاب تھے۔

حضرت رو یفع بن ثابت نے اپنی قوم بلی کے وفد کا استقبال کیا اور بنی جدیلہ کے محلے میں اپنے پاس ٹھہرایا انہیں لے کر خدمت اقدس ؐ میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا میرے قبیلے کے لوگ ہیں۔ ارشاد ہوا "تجھے اور تیری قوم کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں اللہ جس کے لئے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے اسلام کی ہدایت دیتا ہے۔"

وفد کے امیر ابوالضیابؓ نے عرض کیا کہ ہم نے بت پرستی سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا ہے جو کچھ آپ ؐ لائے ہیں ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

آدابِ مہمانی

فرمایا --- اللہ کا شکر ادا کرو غیر دین پر مرنے والا دوزخ میں جائے گا۔

پوچھا --- مہمان نوازی میری فطرت ہے کیا اس پر کوئی اجر ہے؟

فرمایا --- مسلمان غنی ہو یا فقیر اس کی ہر نیکی کا ثواب ہے۔

عرض کیا --- مہمانی کی مدت کیا ہے؟

فرمایا --- تین دن۔ اس کے بعد صدقہ ہے۔

مہمان کے لئے جائز نہیں کہ اتنا قیام کرے کہ میزبان مشکل میں مبتلا ہو جائے۔

انہوں نے کچھ اور بھی سوالات کیے۔ وفد قیام گاہ پر لوٹا تو حضرت رویفعؓ کہتے ہیں کہ میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود کھجوریں لئے میرے گھر کی طرف آرہے ہیں۔ فرمایا ان کھجوروں سے ان کی دعوت کرو۔ وہ تین دن ٹھہرے۔ حضورؐ نے انعام اور تحائف دے کر رخصت فرمایا۔ (۳۸)

وفد تجیب ۔۔۔۔۔ ۱۹

آمد سنہ ۹ ہجری میں

تعداد یہ وفد تیرہ (۱۳) نفر پر مشتمل تھا۔

یمن میں بنی کندہ کی سلطنت میں سکون نامی جگہ سے آئے تھے جو وسطِ حضرموت میں واقع تھا۔ اپنے ساتھ زکوٰۃ و صدقات کا بہت سا سامان لائے تھے۔ حکم ہوا اسے اپنی قوم کے حاجت مندوں میں تقسیم کرو۔ عرض کیا اس کے باوجود یہ بچ رہا ہے۔

ان کی آمد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد خوش ہوئے انہیں اچھی جگہ ٹھہرانے اور حضرت بلالؓ کو بہترین مہمان داری کرنے کے لئے حکم فرمایا۔

فصلِ شہرِ تمنا

یہ لوگ مدینہ میں بہت کم عرصے ٹھہرے لیکن کتابُ اللہ، فرائض اور سنن کے بارے میں برابر پوچھتے رہے۔ جب رخصت ہونے لگے تو

حضرت بلالؓ کو حکم ہوا کہ انہیں دوسرے وفود سے زیادہ انعامات اور تحائف دو۔ وداعی ملاقات کو آئے تو پوچھا تم میں سے کوئی باقی تو نہیں رہ گیا؟ عرض کیا ایک لڑکا ہے جو قیام گاہ پر جانوروں اور اسباب کی حفاظت پر مامور ہے۔ فرمایا اسے میرے پاس بھیج دو۔ یہ لڑکا حاضر ہوا اور کہا میں بھی بنی ابذی کا ایک فرد ہوں۔ میرے ساتھیوں کی حاجت تو آپؐ نے پوری فرما دی اب میں حاضر ہوں۔ فرمایا تمہاری کیا ضرورت ہے؟ عرض کیا اوروں سے بہت مختلف۔ میرے لئے اللہ سے مغفرت' رحم اور دل کے غنا کی دعا فرمایئے۔ آپؐ نے اس کے لئے ایسی ہی دعا فرمائی اور حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ مردوں کے برابر انہیں بھی حصہ دو۔

حصارِ ذات

سنہ ۱۰ ہجری میں حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں بنی ابذی کے کچھ لوگ ملے۔ حضورؐ نے اس لڑکے کے بارے میں دریافت فرمایا۔

عرض کیا ہم نے اس جیسا قانع اور دل کا غنی انسان نہیں دیکھا۔

فرمایا مجھے امید ہے کہ وہ اس دنیا سے مکمل طور پر رخصت ہو گا۔

عرض کیا --- اے اللہ کے رسولؐ! کیا ہر انسان مکمل طور پر نہیں مرتا؟

فرمایا --- انسان خواہشات کی وادیوں میں بھٹکتا پھرتا ہے اور ایسے میں موت اسے پکڑ لیتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد یمن میں جھوٹے نبی اور ارتداد کا فتنہ پیدا ہوا۔ اس لڑکے نے بنی ابذی کے لوگوں کو اس سے بچایا اور ان میں کوئی مرتد نہیں ہوا۔

حضرت ابو بکرؓ فرمایا کرتے تھے کہ وفد تجیب کے مثل کوئی وفد نہیں آیا۔(۳۹)

وفد اشعریین ---۲۰

اس زمانے میں یمن کا بہت بڑا اور معزز قبیلہ تھا جو اپنے جدِ امجد اشعر سے منسوب تھا۔ اشعر کے جسم پر بکثرت بال تھے۔ عربی میں شعر کے معنی بال کے ہیں۔

بارگاہِ نبوت میں اشعریین کے دو وفد آئے۔ پہلا سنہ ۷ ہجری میں جس میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بھی تھے۔۔ یہ ۵۳ لوگ یمن سے کشتی میں نکلے اور بادِ مخالف نے جدہ کی بجائے حبش پہنچا دیا۔ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کے ساتھ فتحِ خیبر کے بعد مدینہ آئے۔ (۴۰)

وہ ابر جس سے رگ گل ہے مثلِ تارِ نفس

دوسرا وفد ۹ ہجری میں سنتہ الوفود میں آیا غالباً" یہ وفد یمن کے حمیری خاندان کا تھا۔ حضرت جبیرؓ ابن مطعم بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ تمہارے پاس اہل یمن آتے ہیں۔ یہ لوگ مثل ابر ہیں۔ دنیا میں بسنے والوں میں سب سے بہتر

ہیں۔ انصار میں سے ایک نے عرض کیا اے اللہ کے رسول سوائے ہمارے۔ یہ سن کر آپؐ خاموش رہے۔ انہوں نے پھر دہرایا۔ اس دفعہ بھی آپؐ نے سکوت فرمایا۔ تیسری بار دہرانے پر دھیمی آواز میں ارشاد ہوا ہاں تمہارے سوا۔ ابن سعد کے الفاظ میں آپؐ نے فرمایا کہ اشعریین لوگوں میں ایسے ہیں جیسے تھیلی میں مشک ہو۔ (۴۱)

حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس ایک قوم آرہی ہے جو گداز قلب اور نرم دل ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ ایمان تو بس یمن ہی میں ہے، حکومت بھی یمن ہی میں ہے۔ وقار اور تواضع اہلِ غنم (بکریوں والوں یعنی اہل یمن میں ہے) فخر اور "خیلاء" (اپنے کو بڑا اور دوسرے کو حقیر سمجھنا) طلوعِ آفتاب سے قبل (اونٹوں والوں) بدویوں میں ہے اور مشرق کی جانب اشارہ فرمایا۔

طالبانِ بشارت

قبیلۂ اشعر کے لوگ آئے تو ان کی زبانوں پر ایک رجز تھا جس کے بول ہیں۔

"کل ہم دوستوں سے ملیں گے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت سے۔"

صحیح بخاری میں ہے (۴۲) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی تمیم کے افراد سے فرمایا کہ تم کو بشارت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بشارت کے ساتھ کچھ عطا بھی ہو۔ اس جواب سے چہرۂ اقدس متغیر ہو گیا اتنے میں اہلِ یمن آئے تو آپؐ نے فرمایا کہ تم بشارت قبول کرو بنی تمیم نے قبول نہیں کی۔

عرض کیا ---- یارسول اللہ! ہم نے قبول کی۔ ہم دین سیکھنے حاضر ہوئے ہیں انہوں نے پوچھا اس دین کی ابتدا کیونکر ہوئی ہے۔

فرمایا --- اللہ ہی سب سے پہلے تھا اس کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ اس کا عرش پانی پر تھا اس نے ہر چیز کتاب میں لکھ دی ہے۔

وفد بنی عذرہ -- ۲۱

آمد صفر سنہ ۹ ہجری

تعداد بارہ افراد۔ یہ وفد اہل یمن سے تھا۔ یہ لوگ حضرت رملہؓ بنت حارث نجاریہ کے گھر ٹھہرائے گئے تھے۔

غنچہ شگفتہ

بوقت آمد حمزہؓ بن نعمان کی زبان پر یہ شعر تھے۔

"میں نے دیار رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب اپنی سواری کا رخ پھیرا ہے۔ ناہموار اور دشوار گزار ریگستانوں کو طے کر کے میں اسے تکلیف دے رہا ہوں۔"

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز نہیں میں اس وقت تک اس دین پر رہوں گا جب تک میرا جوتا میرے قدم کو بھاری رکھے گا۔"

جب یہ وفد آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے عرض کیا آپؐ سے شرفِ ہم کلامی حاصل کرنے والے اجنبی نہیں ہیں۔ ہم قصی کے بھائی بنی عذرہ ہیں۔ ہم وہ ہیں جن کی مدد سے قصی نے خزاعہ اور بنی بکر کو مکہ سے نکال باہر کیا تھا۔ ہماری قصی سے رشتہ داریاں قائم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلاً" و سہلاً" (خوش آمدید) کہتے ہوئے فرمایا "تم اپنے گھر ہی آئے ہو تمہیں پہچانا نہیں تھا۔" (۴۳)

شعورِ نظر

دین کے بارے میں سوال کر کے اسلام قبول کر لیا۔ عرض کیا کہ ہم تجارت کی غرض سے ملک شام جاتے ہیں جہاں ہرقلؔ رہتا ہے۔ کیا اس کے بارے میں کوئی وحی نازل ہوئی ہے؟ فرمایا انشاء اللہ قریب میں شام فتح ہو جائے گا اور ہرقلؔ وہاں سے بھاگ جائے گا۔ انہوں نے کاہنوں سے قسمت کا حال پوچھنے اور ان کے ذبیحہ کے بارے میں دریافت کیا۔

آپؐ نے اس سے منع فرمایا۔ ذبیحہ صرف اللہ کے نام پر ہوگا۔ وہ لوگ چند دن مدینہ میں مقیم رہے۔ دین کو سیکھا۔ بوقت رخصت انہیں

انعام اور تحائف دیئے گئے۔ ان میں سے ایک کو حضور نے چادر اوڑھائی۔ حضرت زملؓ بن عمرو کو قوم کی سرداری کا جھنڈا عطا فرمایا۔ (۴۴)

وفد بنی عامر بن صعصعہ--- ۲۲

تعداد تیرہ افراد جن میں اکثر بدنہاد اور چند مخلص جیسے جبار بن سلمیٰ شامل تھے۔

آمد۔ غزوۂ تبوک سے واپسی پر ۹ ہجری میں۔

وفد میں عامر بن طفیل۔ بن معونہ میں ستر ۷۰ مسلمانوں کو دھوکے سے شہید کرنے والا کچھ اور بدنہاد رؤسا جیسے اربد بن ربیعہ کے ساتھ سازش کرکے آیا تھا۔ عامر نے اربد سے طے کیا تھا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو باتوں میں لگاؤں گا تم موقع پاکر (معاذاللہ) کام تمام کردینا۔ اس کا قبیلہ عرب کے مشہور قبیلے قیس بن عیلان کی شاخ تھا۔

عامر نے خوشامدانہ انداز میں "آپ ہمارے آقا ہیں" کہہ کر گفتگو کا آغاز کیا۔

آپؐ نے جواب دیا "آقا تو اللہ ہے۔"

عامر نے کہا کہ اگر میں مسلمان ہوجاؤں تو مجھے کیا ملے گا؟ فرمایا وہی حقوق جو تمام مسلمانوں کے ہیں۔

کہا ------ مجھے اپنا خلیفہ نامزد کردیجئے۔

فرمایا ------ تم اور تمہارا قبیلہ اس لائق نہیں۔

عرض کیا ---------- اہل بادیہ اور صحرا نشینوں پر آپؐ حکومت کریں اور شہروں پر مجھے حکومت دیں۔

آپؐ نے انکار فرمایا۔

اب اس نے دھمکی دی کہ آپ نے اگر میرا کہنا نہ مانا تو لشکر جرار سے حملہ کردوں گا۔ یہ ساری باتیں ہوتی رہیں لیکن اربد بن ربیعہ نے جنبش تک نہ کی۔ باہر نکل کر پوچھا تو نے کیوں قتل نہ کیا؟ کہا جب بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنا چاہا تمہیں درمیان میں حائل پایا کیا تمہیں قتل کردیتا؟ (۴۵)

یہ دونوں اسلام سے محروم رہے۔ ایک طاعون سے اور دوسرا آسمانی بجلی گرنے سے ہلاک ہوا۔ وفد کے دوسرے ارکان اسلام لائے۔

وفد بنی کلاب ---------- ۲۳

آمد سنہ ۹ ہجری

تعداد ۱۳ افراد جن میں لبید بن ربیعہ اور جبار بن سلمٰی بھی تھے۔

حضرت رملہ بنت حارثؓ کے مکان میں ٹھہرایا گیا۔

حضرت کعبؓ بن مالک کو وفد کلاب کی آمد کا علم ہوا تو ان کے پاس گئے۔ جبار بن سلمٰی سے ان کی دوستی تھی ان کی خاطر و مدارت کی اور تحائف دیئے۔ حضرت کعبؓ کے ساتھ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

RekhtaDownload.com

خدمت میں حاضر ہوئے اور اہل ایمان کی طرح سلام کیا۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت ضحاکؓ بن سفیان کی تبلیغ سے ہم کتاب اور سنت رسول اللہؐ سے واقف ہوئے۔ ہم نے اسے قبول کرلیا۔ انہوں نے ہمارے امراء سے زکوٰۃ وصول کی اور فقراء میں تقسیم کردی۔

شاعر سبعہ معلقات

بنو عامر بن صعصعہ کے ساتھ آنے والا اربد بن قیس عرب کے نامور شاعر لبید بن ربیعہ کا سوتیلا بھائی تھا۔ لبید نے اربد کے پرسوز مرثیے لکھے جنہیں ابن ہشام نے نقل کیا ہے۔

سنہ ۹ ہجری میں اس قبیلے نے بنو جعفر کے لوگوں پر مشتمل ایک اور وفد بھیجا جو دراصل کلاب کی شاخ بنو عامر سے تھے۔ اس میں سبعہ معلقات میں شامل یہ شاعر لبید بھی شریک تھا۔ اس موقع پر انہوں نے اسلام قبول کیا پھر کوفہ چلے گئے۔

لبید عرب کے مایہ ناز اور باکمال شاعروں میں سے تھے۔ ان کے ہم عصر نامور شعراء ان کا اتنا احترام کرتے تھے کہ لبید کے بعض شعر پر سجدہ میں گر جاتے۔ ان کا ایک شعر جس کا مطلب ہے

"نور کے سیلاب نے ٹیلوں کو اس طرح صاف کر دیا گویا کہ وہ ٹیلے کتاب کے صفحات ہیں جس کے متن کو قلم نے درست کیا ہو"

اس شعر کو سن کر نامور شاعر فرزدق سجدہ میں گر پڑا لوگوں نے وجہ

پوچھی تو بتایا کہ

"جس طرح اہل ایمان قرآن مجید کے مقام سجدہ کو پہچانتے ہیں میں شاعری کے مقام سجود کو پہچانتا ہوں۔" (۴۶)

سب سے سچی بات

بنی عامر کے اس شاعر کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لبید شاعر کی سب سے سچی بات اس کا یہ مصرعہ ہے ۔

الا کل شی ء ما خلا اللہ باطل

ترجمہ! سنو! اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے!

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عہد جاہلیت میں بھی ان کے کلام میں مذہبی تاثر تھا جب وہ اسلام لائے تو کہا۔

ترجمہ! اللہ کا شکر ہے کہ میری موت نہ آئی، جب تک کہ میں نے اسلام کا لباس نہ پہنا۔

کہا جاتا ہے کہ اسلام لانے کے بعد انہوں نے شعر کہنا چھوڑ دیا۔ صرف ایک شعر کہا جس کا ترجمہ ہے۔

"کریم آدمی اپنی جان کے برابر کسی کو تکلیف نہیں دیتا اور آدمی کو اچھا ہم نشیں صالح بنا دیتا ہے۔"

ترک شعرگوئی کا خیال قرین صحت نہیں ان کے دیوان میں بہت سے شعر ایسے ہیں جن سے قرآن مجید کا فیض ظاہر ہے۔

RekhtaDownload.com

حضرت عمرؓ نے ایک بار لبیدؓ عامری سے کہا کہ اپنے کچھ شعر سناؤ۔ لبیدؓ نے جواب دیا۔ جب سے اللہ نے مجھے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران سے روشناس کیا ہے میں نے کوئی تازہ شعر نہیں کہا۔ حضرت عمرؓ نے خوش ہو کر ان کے وظیفہ میں پانچ سو درہم کا اضافہ کر دیا۔ (۴۷) پہلے یہ وظیفہ دو ہزار تھا۔ حضرت معاویہؓ نے اپنے دور میں لبید سے کہا کہ یہ پانچ سو اضافہ کیوں ہوا؟ کہا اگر آپؓ اسے کم کریں گے تو میں مر جاؤں گا اور اصل معہ اضافہ آپ کے لئے بچ جائے گا۔ جواب پر ہنس کر انہوں نے وظیفہ بدستور برقرار رکھا۔

"اسد الغابہ" میں انہیں مولفہ القلوب یعنی فتح مکہ پر مسلمان ہونے والوں میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ ان کا اسلام بہت اچھا رہا۔ اسلام کے بعد ۲۰ سال تک زندہ رہے۔ ۱۴۰ سال کی عمر میں ۴۱ ہجری میں وفات پائی۔

وفدِ بنی عبدالقیس ۔ ۲۴

آمد ابن قیم کہتے ہیں یہ وفد سنہ ۹ ہجری میں آیا۔

تعداد ۔ ۱۴ سوار تھے عبداللہ بن عوف الاشج العصری رئیس وفد تھے۔ یہ لوگ بحرین کے رہنے والے تھے۔ اس سے پہلے سنہ ۵ ہجری میں بھی آئے تھے وفد کے دیگر افراد سواریوں سے اترتے ہی خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہو گئے البتہ رئیسِ وفد اشج نے بڑے وقار سے اونٹ کو باندھا۔

ہاتھ منہ دھوئے کپڑے تبدیل کئے پھر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے۔

پسندیدہ خصلتیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ تم میں اشج کون ہے؟ عبداللہ بن عوف نے اپنے کو پیش کیا۔

فرمایا ---- آدمی کو اپنی زبان اور دل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اے عبداللہ! تم میں دو پسندیدہ صفات ہیں ایک حلم دوسرا وقار۔ جسے اللہ پسند فرماتا ہے۔ بیعت کے وقت ان سے دریافت فرمایا کیا تم اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتے ہو؟ عرض کیا ہم اپنا ذمہ لیتے ہیں انہیں دعوت دیں گے نہ مانیں تو لڑیں گے۔ فرمایا درست ہے اس واقعہ سے رسول اکرمؐ کی نفسیات انسانی پر گہری نظر کا ثبوت ملتا ہے۔ ہر فرد کی حرکت پر آپؐ کی نظر تھی۔ عرض کیا ہمارا ملک بہت دور ہے درمیان میں مضر کی آبادیاں ہیں جو کافر ہیں۔ صرف حرام مہینوں یعنی رجب' ذی قعدہ' ذی الحجہ اور محرم میں جب کہ جنگ و جدال بند ہوتی ہے حاضر ہو سکتے ہیں۔ ہمیں جامع عمل بتا دیجئے جس پر کاربند رہ کر ہم جنت میں داخل ہو سکیں۔

جامع عمل

فرمایا چار چیزوں کا حکم ہے۔ (۴۷)

۱۔ اللہ پر ایمان ---- وحدانیت و رسالت

۲۔ صلوٰۃ کا قیام

۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا اور مال غنیمت میں سے خُمس نکالنا۔

۴۔ رمضان کے روزے رکھنا۔

چار چیزوں سے منع کرتا ہوں (۱) دباء (کدو کا تونبا)' (۲) حنتم (سبز لاکھی گھڑیا) (۳) نقیر (کھدی ہوئی لکڑی کا برتن) اور (۴) مزفت (روغنی برتن)

یہ چار برتنوں کی اقسام ہیں جن میں شراب بنائی جاتی تھی۔ اس طرح بنیاد ہی کو ختم کر دیا گیا۔

فرمایا یہ احکام ان تک پہنچا دو جو پیچھے رہ گئے ہیں۔ ان میں ایک شخص جارود بن علاء نصرانی تھے۔

پوچھا ----- میں دین حق پر ہوں کیا آپ میری ضمانت لیتے ہیں۔

فرمایا ---- جس کی طرف میں بلاتا ہوں یہ اس سے بہتر ہے جس پر تم ہو۔ میں ضامن ہوں۔ وہ مسلمان ہو گئے زمانہ ارتداد میں یہ قبیلہ بڑی استقامت سے اسلام پر قائم رہا۔

اس دفعہ یہ لوگ دس دن تک مدینہ میں مقیم رہے۔ رخصت کے وقت ہر شخص کو ۱۲ اور امیر کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی تحفہ میں دی گئی۔ (۴۸)

وفد بنی ذی مرہ ----- ۲۵

آمد۔ تبوک سے واپسی کے بعد سنہ ۹ ہجری

تعداد۔ ۱۳ افراد سردار وفد حارث بن عوف

اہل وفد نے عرض کیا کہ ہم آپؐ ہی کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ہمارا سلسلہ لوی بن غالب سے ملتا ہے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ پوچھا اپنے اہل کو کہاں چھوڑا؟ عرض کیا ۔۔۔۔ سلاح اور اس کے نواح میں۔ فرمایا۔ تمہاری بستیوں کا کیا حال ہے؟ عرض کیا قحط زدہ ہیں ہمارے لئے دعا فرمایئے۔ آپؐ نے دعا فرمائی۔

حضرت بلالؓ نے وقت رخصت ہر ایک کو دس اوقیہ اور سردار کو بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی (ایک اوقیہ کی قیمت ۴۰ درہم کے برابر ہوتی ہے) چند دن ٹھہر کر جب یہ لوگ اپنی بستیوں میں لوٹے تو علاقہ کو سرسبز و شاداب پایا جس دن دعا کی گئی تھی اسی دن بارش سے علاقہ سیراب ہوا تھا۔

وفدِ بنی البکاء ------- ۲۶

آمد سنہ ۹ ہجری

تعداد۔ تین افراد جن میں معاویہ بن ثور جن کی عمر سو سال تھی۔ بشر بن معاویہ اور فجیع بن عبداللہ شامل تھے۔

ان مہمانوں کو ٹھہرانے کا انتظام کیا گیا۔ بوڑھے معاویہ نے برکت کے لئے حضورؐ کو مس کیا۔ درخواست کی کہ میرے خدمت گزار بیٹے کے چہرے پر دست شفقت رکھ کر برکت کی دعا فرمائیں۔ حضورؐ نے بشر کے چہرے پر دست مبارک کو پھیرا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔

انہیں سفید رنگ کی بھیڑیں عطا ہوئیں۔ انعامات سے بھی سرفراز کئے گئے۔ فجیع بن عبداللہ کے لئے ایک فرمان تحریر کیا گیا اس میں لکھا تھا۔

"محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے فجیع اور ان کے تابعین کے لئے جو اسلام لائے نماز قائم کرے زکوٰۃ دے' اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرے۔ مال غنیمت سے اللہ کا خمس دے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحابؓ کی مدد کرے۔ اپنے اسلام پر گواہی دے اور مشرکین کو چھوڑ دے تو اللہ عزوجل اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امان میں ہے۔"

چوتھے رکن وفد عبد عمرو البکائی تھے۔ بہرے تھے اور اصمؐ کے لقب سے مشہور تھے۔ حضورؐ نے ان کا نام تبدیل کر کے عبدالرحمٰن رکھا۔ انہیں ایک چشمہ ذوالقصہ کے حقوق ملکیت عطا فرمائے۔ (۴۹)

وفدِ بنی کنانہ ---------- ۲۷

آمد۔ غزوۂ تبوک سے چند دن پہلے۔

تعدا ۔ صرف ایک فرد

حضرت واثلہؓ بن الاسقع اللیثی بطور وفد غزوہ تبوک کے موقع پر مدینہ حاضر ہوئے آپؐ کے ہمراہ فجر کی نماز پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کے وقت دریافت فرمایا۔ کیا تم ہر مہم میں خواہ پسند ہو یا نہ ہو شرکت کرو گے؟ عرض کیا۔ جی ہاں! بشرطِ استطاعت!

لوٹ کر اپنی بستی میں گئے۔ باپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ بہن نے اسلام قبول کر لیا وہ تیاری کر کے مدینہ آئے تو حضورؐ تبوک روانہ ہو چکے تھے۔ حضرت کعبؓ بن عجرہ نے مال غنیمت کے بدلے سوار کر لیا اور وہ تبوک میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے انہیں حضرت خالدؓ بن ولید کے ہمراہ دومتہ الجندل کی مہم پر بھیج دیا جس میں انہیں غنیمت میں چھ اونٹنیاں ملیں حسب وعدہ حضرت کعبؓ کو پیش کیں۔ کہا میں تجھے لالچ کیلئے نہیں لایا ثواب مقصود تھا۔(۵۰)

وفد بنی ہلال بن عامر ---------- ۲۸

تعداد تین سردار اور کچھ ساتھی

اس وفد کے ایک سردار قیسہ بن مخارق نے عرض کیا کہ ادائے قرض کے لئے میں نے اپنی قوم کی ضمانت دی ہے اس میں میری مدد فرمایئے ارشاد ہوا کہ جب صدقات آئیں گے ان سے تمہیں دیا جائے گا۔

سوال کون کر سکتا ہے؟

اس موقع پر فرمایا کہ سوال صرف تین صورتوں میں جائز ہے۔

۱۔ اس شخص کے لئے جو دیت ادا کرنے کے لئے قرض کا زیر بار ہو۔

۲۔ کسی حادثہ میں جس کا مال ضائع ہو گیا ہو۔ وہ ضروری حاجتوں اور اپنی حالت سنبھالنے کے لئے سوال کر سکتا ہے۔

۳۔ فاقہ میں مبتلا شخص۔ سوال کی مذمت میں فرمایا

"جو آدمی لوگوں سے مانگتا رہتا ہے قیامت کے دن وہ آئے گا تو اس کے چہرے پر گوشت نہیں ہو گا۔"

اس وفد میں زیاد بن عبداللہ، ام المومنین، حضرت میمونہؓ بنت حارث کے بھانجے بھی تھے جو مدینہ میں داخل ہوتے ہی اپنی خالہ کے گھر آ گئے۔ حضورؐ حضرت میمونہؓ کے حجرہ پر تشریف لائے تو انہیں دیکھ کر ناراضگی سے واپس ہونے لگے۔ حضرت میمونہؓ نے اپنی بہن غرہ بنت حارث کے حوالے سے تعارف کروایا۔ آپؐ ظہر کی نماز کے لئے مسجد میں گئے تو زیاد بن عبداللہ کو نزدیک کیا۔ ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ شفقت سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ برکت ایک نور کی صورت ان کے چہرے پر رہی۔ (۵۱)

وفد طے ------- ۲۹

آمد سنہ ۹ ہجری

تعداد پندرہ افراد حضرت زید الخیلؓ رئیس وفد تھے۔

طے یمن کا مشہور قبیلہ تھا۔ عہد رسالت میں ان میں دو سردار تھے جن کے حدود مملکت الگ الگ تھے۔ ان میں ایک زید الخیل اور دوسرے عدی بن حاتم ہیں۔ زید شاعر، خوش بیاں خطیب اور شجاع و کریم تھے۔ عدی مشہور سخی حاتم طائی کے صاحبزادے تھے۔

سنہ الوفود میں حضرت زید الخیل مدینہ آئے۔ ابن سعد نے ان کا

شجرہ زید (خیر) ابن مہلل (بنی نبہان) لکھا ہے جب کہ مولانا شبلی نے شہسواری میں مہارت کی وجہ سے خیل کے نام سے مشہور ہونا لکھا ہے۔

قسطلانی نے لکھا ہے کہ ان کے پاس پانچ گھوڑے تھے اس لئے یہ نام پڑ گیا۔ خیل کے لفظی معنی گھوڑے کے ہیں۔

نقد و نظر

ایک سوار اپنی سواری کو صحن مسجد میں بٹھا کر خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ عرض کیا نو دن کے سفر کی مشقت برداشت کی۔ راتوں کو جاگ کر سواری کو تھکاتا رہا۔ دنوں کو پیاس کی نذر کرتا رہا۔ صرف دو سوالوں کے جواب کی خاطر۔ فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ عرض کیا زید الخیل۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیل کو خیر سے بدل دیا پھر وہ زید الخیر کے نام سے پکارے جانے لگے۔ ارشاد ہوا۔ جو چاہو سو پوچھو۔ پوچھا۔ اللہ جسے محبوب رکھتا ہے اور جسے ناپسند کرتا ہے اس کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا۔ اس تعلق سے تمہارا کیا حال ہے؟ عرض کیا۔ میں خیر، عمل خیر اور اہل خیر کو محبوب رکھتا ہوں۔ اس پر ثواب کا امیدوار ہوں۔ اگر کوئی بھلائی کا موقع ہاتھ سے نکل جاتا ہے غمگین ہو جاتا ہوں۔ ارشاد ہوا یہی علامت ہے اس شخص کی جسے اللہ محبوب رکھتا ہے۔ جسے وہ ناپسند فرماتا ہے اس کی اسے پرواہ نہیں کہ کس وادی میں ہلاک ہوتا ہے۔

جب یہ وفد مدینہ آیا تو حضورؐ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ان لوگوں نے اپنی سواریوں کو میدان میں چھوڑا اور اندر گئے۔ حضورؐ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا سب ایمان لے آئے اور اچھے مسلمان ثابت ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے جس کسی کے فضل و کمال کا ذکر کیا گیا میں نے ملاقات پر اسے تعریف سے کم پایا بجز زید الخیل کے۔

حضرت زیدؓ نے عرض کیا کہ آپؐ کے وجود کے باعث ہمیں اسلام اور ایمان میسر آیا۔ آپؐ کی تعلیم اخلاق سے بہتر اخلاق ممکن ہی نہیں۔ مجھے اپنی عقل پر حیرت ہے کہ نہ جانے کس طرح پتھر کی پرستش کرتا رہا؟ بت گم ہو جاتا تو اسے ڈھونڈے بنا چین نہ آتا تھا۔

فرمایا ---- اللہ تعالیٰ تمہارے مقام اور علم میں ترقی فرمائے گا۔

فید کا مقام اور دو مزید زمینیں بطور جاگیر عطا فرمائیں۔ انہیں ایک فرمان بھی لکھ کر دیا۔ بوقت رخصت وفد کے ہر فرد کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی اور حضرت زیدؓ کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔

وہ اپنے وطن واپس لوٹ گئے تو ارشاد ہوا کہ اگر زیدؓ اس شہر کے بخار سے بچ گئے تو وہ بہت بولنے والا ہو گا۔ نجد کے چشمہ فردہ پر پہنچے تو بخار نے گھیر لیا۔ وہیں انتقال ہوا۔ ابن عبد البر کا بیان ہے کہ وہ عہد فاروقی کے

عہد نبوی میں
قبائلِ عرب کے علاقے (شمالی حصہ)

RekhtaDownload.com

آخر میں فوت ہوئے۔ ان کی بیوی نے فرمان مبارک پر قبضہ کر کے اسے تلف کر دیا۔ ان کے دو بیٹے مکتف اور حرث اسلام لائے اور حضرت خالدؓ بن ولید کے ساتھ جہاد میں حصہ لیا۔ اللہ نے شہادت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت عدیؓ بن حاتم کا ایمان لانا

ربیع الثانی سنہ ۹ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بنی طے کے "بت خانہ فلس" کو منہدم کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ فلس بنی طے کی ایک شاخ تھی۔ ۱۵۰ انصاری سو اونٹوں اور پچاس گھوڑوں پر سوار تھے۔ ابن سعد نے تعداد ۲۰۰ لکھی ہے۔ ان کے پاس ایک سفید اور ایک سیاہ جھنڈا تھا۔ سب نے مل کر شب خون مارا اور بت خانہ کو مسمار کر دیا۔ بت کی گردن میں دو تلواریں حمائل تھیں ایک کا نام الحخذم اور دوسرے کا رسوب تھا۔ ابن سعد (۵۱) نے تیسری تلوار کا نام الیمانی بتایا ہے۔ تین زرہیں بھی تھیں۔ یہ تلواریں حارث بن ابی شمر نے بت کی نذر کی تھیں ان تلواروں کو بطور صفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محفوظ کر دیا گیا۔ غنیمت میں تلواریں، اونٹ اور بکریاں حاصل ہوئیں۔ خمس نکال کر مال غنیمت تقسیم کر دیا گیا۔ چوپایوں اور غلاموں پر حضرت عبداللہؓ ابن عتیک کو نگہبان مقرر کیا گیا۔ آل حاتم میں بہت سے گرفتار ہوئے جن میں مشہور سخی حاتم کی بیٹی سفانہ (۵۲) بھی تھی جو بڑی خوش گفتار، دانا اور عدی سے چھوٹی تھی۔ قبیلہ کا سردار عدی بن حاتم شام کی

طرف بھاگ گیا۔ حضرت ابو قتادہؓ کو قیدیوں کا محافظ بنایا گیا جنہیں وہ مدینہ لے آئے۔

اسیر دام

ابن ہشام نے (۵۳) عدی بن حاتم کے ایمان لانے کا واقعہ تفصیل سے لکھا ہے۔ عدی کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت بغض اور آپؐ کے نام سے چڑ تھی۔ حالانکہ میں قبیلہ کا سرواز اور شریف نصرانی تھا۔ میں اپنی قوم کے ساتھ مرباع نامی مقام پر رہتا تھا۔ اپنے غلام چرواہے سے کہہ رہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا لشکر آئے تو اطلاع دینا اور تیز رو سانڈنیاں تیار رکھنا۔ آخر وہ دن آ ہی گیا۔ میں نے اپنے اہل خانہ کو سوار کیا اور اپنے دین والوں کے پاس شام روانہ ہو گیا۔ میری بہن پیچھے ہی رہ گئی اور گرفتار ہوئی۔ اسیروں کو مدینہ بھیج دیا گیا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھر سے گزر ہوا جہاں قیدی رکھے جاتے تھے۔ یہ حجرہ مسجد کے دروازے کے قریب تھا۔ سفانہ نے عرض کیا(۵۴) میں بڑے باپ کی بیٹی ہوں چھڑانے والا بھاگ گیا مجھ پر احسان فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ آپؐ پر احسان فرمائے گا۔

دریافت فرمایا ---- تمہارا چھڑانے والا کون ہے؟

عرض کیا ---- عدی بن حاتم

فرمایا ---- وہ جو اللہ اور رسولؐ سے بھاگنے والا ہے۔ وہ دو دن

تک یہی کہتی رہی۔ تیسرے دن مایوس بیٹھی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپؐ کے پیچھے سے حضرت علیؓ نے اشارہ کیا کہ کھڑی ہو کر بات کر۔ میں نے وہی گزارش کی۔ سن کر فرمایا میں نے احسان کیا (آزاد کر دیا) لیکن جانے میں جلدی نہ کر۔ تیری قوم کا کوئی آدمی جو قابل اعتبار ہو اس کے ساتھ چلی جانا۔ قبیلہ قضاء کا شام جانے والا ایک قافلہ مل گیا میں نے اپنے بھائی کے پاس جانے کا ارادہ کر لیا۔ آپؐ نے سواری' خرچ اور کپڑے عطا فرمائے۔ وہ عدی کے پاس پہنچی اور ملامت کی کہ تو قطع رحمی کرنے والا ظالم ہے۔ اپنے بال بچوں کو لے آیا اپنے باپ کی امانت چھوڑ آیا۔ عدی نے ندامت کا اظہار کیا۔ دل صاف ہو گئے تو بہن سے مشورہ طلب کیا کہ اب کیا کروں؟ کہا اگر بنی طے کی سلامتی چاہتا ہے تو خدمت اقدسؐ میں حاضر ہو جا۔ وہ بڑے کریم ہیں اگر نبی ہیں تو سبقت کی فضلیت حاصل ہو گی بادشاہ ہیں تو تجھے عزت ملے گی۔ (۵۵)

میں حرف حرف میں اترا ہوں روشنی کی طرح

حضرت عدی کہتے ہیں کہ بڑے غور و فکر کے بعد میں نے مدینہ کے سفر کا ارادہ کیا۔ مدینہ پہنچا تو آپؐ مسجد میں ملے۔ بڑھ کر سلام کیا۔ پوچھا کون ہو؟ عرض کیا عدی بن حاتم۔ آپؐ کھڑے ہو گئے اور مجھے اپنے گھر لے گئے۔ راستے میں ایک ضعیف عورت نے روک لیا بڑی دیر تک اپنا حال سناتی رہی۔ آپؐ سنتے رہے۔ میں نے دل میں کہا بخدا یہ بادشاہ نہیں۔

بوڑھی عورت نے فارغ کیا تو گھر تشریف لائے۔ مجھے بہ اصرار ایک چمڑے کے گدے پر بٹھایا جس میں خشک گھاس بھری تھی اور خود زمین پر بیٹھ گئے۔ میرے دل نے گواہی دی یہ عمل بادشاہوں جیسا نہیں۔

ارشاد ہوا عدی بن حاتم! اسلام قبول کر لو تمہیں سلامتی حاصل ہو گی۔ میں نے کہا میں ایک دین کا ماننے والا ہوں۔ فرمایا میں تمہارے دین کو تم سے بہتر جانتا ہوں۔ میں نے پوچھا وہ کس طرح؟

فرمایا ---- کیا تو اپنی قوم کا سردار نہیں اور کیا تو لوٹ کے اموال میں سے چوتھائی حصہ وصول نہیں کرتا؟

میں نے کہا ---- برابر لیتا ہوں۔

فرمایا ---- تمہارے دین میں یہ حلال نہیں۔

میں خاموش ہو گیا۔ دل ہی دل میں سوچا یہ بات نبی ہی جان سکتا ہے (۵۶)

اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

ارشاد ہوا ---- کیا تمہیں ہماری ناداری اسلام لانے سے روک رہی ہے؟ تم دیکھو گے کہ ایک قبیلہ کے بعد دوسرا قبیلہ ہماری اطاعت کرے گا۔ اے عدی! قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک قیصر و کسریٰ کے خزانے فتح نہ ہو جائیں۔

میں نے حیرانی سے پوچھا ---- کیا کسریٰ بن ہرمز کے؟ کیا کسریٰ بن

RekhtaDownload.com

ہرمز کے خزانے ؟ آپؐ نے دوبارہ فرمایا ہاں! کسریٰ بن ہرمز کے خزانے اور ہاں قیامت برپا نہ ہوگی جب تک کہ حیرہ سے ایک ہودج نشیں عورت تن تنہا سفر کر کے بیت اللہ کا طواف نہ کر لے۔ اسے سوائے اللہ کے کسی اور کا ڈر نہ ہوگا۔ اس وقت میں نے دل میں سوچا کہ قبیلہ طے کے رہزن (ڈاکو) کہاں جائیں گے۔

اے عدی! قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی یہاں تک کہ ایک شخص صدقہ کی رقم کی تھیلی اٹھائے اٹھائے پھرے گا اور کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا یہاں تک کہ تنگ آ کر وہ اسے زمین پر دے مارے گا۔ عدی نے اسلام قبول کرلیا مدینہ میں ایک انصاری کے گھر میں قیام کیا۔ دن میں دو بار آپؐ کی خدمت میں حاضری دیتے۔

حضرت عدیؓ بن حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک ہودج نشیں عورت حیرہ سے سفر پر نکلی اور تنہا کعبہ کا طواف کیا۔ میں خود اس لشکر میں شامل تھا جس نے مدائن پر حملہ کیا تھا اور مال غنیمت حاصل کیا۔ خدا کی قسم! دو پیشگوئیاں اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھ لیں تیسری بھی ضرور پوری ہوگی۔ امام بیہقی کہتے ہیں کہ تیسری بات حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ڈھائی سالہ عہد خلافت میں پوری ہوئی۔ لوگوں نے دیکھا کہ ایک شخص مال اٹھائے اٹھائے محتاجوں کو تلاش کر رہا تھا مگر اسے کوئی ضرورت مند نہیں ملتا تھا آخر وہ اسے لے کر واپس گھر آگیا۔ (۵۷)

عدیؓ بن حاتم نے ۶۸ ہجری میں ۱۲۰ سال کی طویل عمر پا کر انتقال کیا۔ زمانہ ارتداد میں ثابت قدم رہے اور اپنے قبیلہ کو بھی اس فتنے سے روکے رکھا۔

RekhtaDownload.com

مآخذ اور حواشی

ہجرت کا نواں سال

تکذیب سے تصدیق تک

۱۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ۵-۶ صفحہ ۱۲۶

۲۔ سیرۃ المصطفیٰ محمد ادریس کاندھلوی حصہ سوم صفحہ ۲۸۵

۳۔ صاع ناپنے کا پیمانہ تھا جس کا حجم ۲ء۷۵۱ لیٹر کے مساوی ہوتا تھا۔
اس حجم کے پیمانے میں پانی تقریباً ۲ سیر ۷۵ تولہ اور گیہوں تقریباً ۲ سیر ۲۶ تولہ آتا تھا یہ فرق گیہوں اور پانی کی ثقل کی باہمی نسبت ۷۹ اور ۱۰۰ کی وجہ سے ہے ملاحظہ ہو کتاب الخراج مصنف قاضی ابو یوسف ار... ترجمہ "اسلام کا نظام محاصل" ضمیمہ نمبر ۲ صفحہ ۹۷

۴۔ الرحیق المختوم صفی الرحمن مبارک پوری صفحہ ۱۰۷

۵۔ المنجد صفحہ ۱۰۹۶ (عربی اردو لغت)

۶۔ مواہب لدنیہ قسطلانی جلد دوم صفحہ ۳۰۰

۷۔ سیرت النبی کامل ابن ہشام جلد دوئم صفحہ ۶۸۵

۸۔ تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۳۶۱

۹۔ مواہب لدنیہ قسطلانی جلد دوم صفحہ ۳۰۱

۱۰۔ زاد المعاد جلد سوم حصہ صفحہ ۸۸

۱۱۔ مدارج النبوت شیخ عبدالحق صفحہ ۵۲۷

۱۲۔ رسالت مآب ترجمہ روضۃ الاحباب صفحہ ۱۵۰

۱۳۔ الوفا ابن جوزی صفحہ ۲۷۷

۱۴۔ زاد المعاد ابن قیم جلد سوم صفحہ ۱۱۴

۱۵۔ رحمۃ للعالمین سلمان منصور پوری جلد اول صفحہ ۱۷۷

۱۶۔ (ا) تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۳۵۰
(ب) سیرۃ النبی کامل ابن ہشام جلد صفحہ ۶۸۸
۱۷۔ سیرۃ النبی کامل: ابن ہشام جلد دوئم صفحہ ۶۸۸
۱۸۔ کتاب الخراج قاضی ابو یوسف اردو ترجمہ اسلام کا نظام محاصل کے ضمیمہ نمبر ۲ صفحہ نمبر ۹۸ پر ہے کہ اوقیہ ایک وزن تھا جو چالیس درہم کے مساوی ہوتا تھا۔ ایک اوقیہ = ۱۰ تولہ، ۲ ماشہ ۳،۴/۳ رتی یا ۱۱۹ گرام
۱۹۔ (ا) اخبار النبی طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۷۸
(ب) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۶۳ حدیث نمبر ۱۴۹۳
۲۰۔ سیرت المصطفیٰ محمد ادریس کاندھلوی جلد دوم صفحہ ۲۹۳
۲۱۔ طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۹۵
۲۲۔(ا) ایضاً جلد دوم صفحہ ۱۳۱
(ب) زاد المعاد ابن قیم جلد سوم صفحہ ۱۵۹
(ج) اصح السیر عبد الرؤف داناپوری صفحہ ۴۸۹
۲۳۔ زاد المعاد ابن قیم حصہ سوم صفحہ ۱۶۰
۲۴۔ سیرت المصطفیٰ حصہ سوم صفحہ ۳۷۷
۲۵۔ البدایہ والنہایہ جلد ۶-۵ صفحہ ۱۶۱
۲۶۔ رحمۃ للعالمین جلد اول صفحہ ۱۸۳
۲۷۔ البدایہ والنہایہ جلد ۶-۵ صفحہ ۱۱۵
۲۸۔ (ا) خصائص الکبریٰ سیوطی جلد ۲ صفحہ ۶۹
(ب) مغازی رسول اللہ عروہ ابن زبیر صفحہ ۲۳۳
(ج) فتوح البلدان البلاذری صفحہ ۱۰۶
(د) زاد المعاد ابن قیم جلد سوم صفحہ ۳۷
(د) صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۷۰ حدیث نمبر ۱۵۰۵
۲۹۔ (ا) طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۹۵

(ب) وفود عرب بارگاہ نبویؐ میں طالب ہاشمی صفحہ ۶۷

۳۰۔ (ا) زاد المعاد ابن قیم جلد سوم صفحہ ۱۰۸

(ب) طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۱۳۵

۳۱۔ طبقات ابن سعد حصہ دوم صفحہ ۸۳

۳۲۔ (ا) طبقات ابن سعد جلد دوم ۱۲۶

(ب) زاد المعاد ابن قیم جلد سوم صفحہ ۱۴۷

۳۳۔ الوفا ابن جوزی صفحہ ۷۷۸

۳۴۔ الوفا ابن جوزی صفحہ ۷۷۵

۳۵۔ طبقات ابن سعد حصہ دوم صفحہ ۱۲۶

۳۶۔ (ا) طبقات ابن سعد حصہ دوم صفحہ ۱۴۲

(ب) رسالت مآب ترجمہ روضۃ الاحباب جلد دوم صفحہ ۱۵۵

۳۷۔ (ا) سیرت النبی کامل، ابن ہشام صفحہ ۷۰۸

(ب) زاد المعاد ابن قیم حصہ سوم صفحہ ۱۴۴

(ج) مدارج النبوت شیخ عبد الحق صفحہ ۵۳۵

۳۸۔ (ا) زاد المعاد ابن قیم حصہ سوم صفحہ ۱۳۹

(ب) طبقات ابن سعد حصہ دوم ۱۲۶

(ج) مواہب لدنیہ قسطلانی جلد دوم صفحہ ۳۴۱

۳۹۔ (ا) زاد المعاد ابن قیم جلد سوم صفحہ ۱۴۰

(ب) مواہب لدنیہ قسطلانی جلد دوم صفحہ ۳۴۷

(ج) الوفا ابن جوزی صفحہ ۷۷۴، مطبوعہ ناشران قرآن لمیٹڈ، لاہور

۴۰۔ سیرۃ النبی شبلی نعمانی جلد دوم صفحہ ۵۷

۴۱۔ (ا) زاد المعاد ابن قیم جلد سوم صفحہ ۱۰۶

(ب) طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۱۳۹

۴۲۔ (ا) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۶۳ حدیث نمبر ۱۳۹۳

زاد المعاد ابن قیم جلد سو صفحہ ۱۰۷

۴۳۔ طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۱۳۸

۴۴۔ زاد المعاد ابن قیم جلد سوم صفحہ ۹۴

۴۵۔ (ا) طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۸۶

(ب) اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۱۸ صفحہ ۸۲

۴۶۔ اسد الغابہ ابن اثیر جلد ۶۔۷ صفحہ ۳۵۵

کتاب الخراج مصنفہ ابو یوسف کے اردو ترجمہ کے ضمیمہ نمبر ۲ میں لکھا ہے درہم چاندی کا ایک سکہ تھا۔ اوسط جو کے تقریباً ۵۰ دانوں کے برابر وزن ہوتا تھا جو ۲،۹۷۵ گرام کے برابر ہوتا تھا دینار سونے کا سکہ تھا جس کا وزن ایک مثقال ہوتا تھا ایک مثقال جو کے ۷۲ دانوں کے ہموزن ہوتا تھا یعنی ۲۵،۴ گرام

۴۷۔ (ا) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۶۴ حدیث نمبر ۱۳۹۶

(ب) رسول رحمت ابو الکلام آزاد مرتبہ غلام رسول مہر صفحہ ۵۶۳

۴۸۔ طبقات ابن سعد حصہ دوم صفحہ ۸۴

۴۹۔ وفود عرب بارگاہ نبوی میں طالب ہاشمی صفحہ ۲۴۰

۵۰۔ اسد الغابہ ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۳۶

۵۱۔ مدارج النبوت شیخ عبد الحق صفحہ ۵۳۰

۵۲۔ اسد الغابہ ابن اثیر جلد ۳، صفحہ ۴۷

۵۳۔ طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۱۱۵

۵۴۔ عہد نبوت کے ماہ و سال محمد ہاشم سندھی صفحہ ۳۵۵

۵۵۔ سیرت النبی کامل ابن ہشام جلد دوئم صفحہ ۷۱۲

۵۶۔ نقوش رسول نمبر جلد یازدہم سیرت ابن اسحٰق صفحہ ۲۰۳

۵۷۔ خصائص الکبریٰ سیوطی جلد ۲ صفحہ ۶۴

ایلاء، تخییر اور تحریم کے واقعات

ایلاء

ایلاء کے لغوی معنی قسم کھانے کے ہیں۔ فقہ کی اِصطلاح میں شوہر کا بیوی کے قریب نہ جانے کی قسم کھالینا۔ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے کہ ایلاء غضب کی حالت میں ہوتا ہے نہ کہ رضامندی کی حالت میں(ا) ایسا ہی ایک واقعہ سنہ ۹ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آیا اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی آیات ۲۲۶ اور ۲۲۷ میں فرمایا۔

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

"جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے کی قسم کھالیں ان کو چار مہینے انتظار کرنا چاہیے اگر (اس عرصے میں قسم سے) رجوع کرلیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر طلاق کا ارادہ کرلیں تو بھی اللہ

Rekhtadownload.com

سنتا (اور) جانتا ہے۔"

صحیح بخاری (۲) میں حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ حضورؐ نے اپنی ازواج سے ایلاء فرمایا۔ قسم کھائی کہ ایک ماہ تک ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔ اس بارے میں چار قول ہیں۔(۳)

۱۔ ازواج مطہرات نے نان و نفقہ اور لباس میں اضافہ کا مطالبہ کیا۔

۲۔ حضرت زینبؓ بنت جحش کے پاس زیادہ دیر تک قیام۔

۳۔ حضرت حفصہؓ کے گھر میں حضرت ماریہؓ قبطیہ سے صحبت۔

۴۔ حضرت زینبؓ بنت جحش کا گوشت کے ہدیہ کو لوٹانا

تخییر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زاہدانہ زندگی بسر فرماتے تھے۔ خیبر کی فتح کے بعد ازواج مطہرات کے لئے غلہ اور کھجوروں کی کچھ مقدار مقرر کر دی گئی تھی لیکن ان کی کشادہ دستی اور فیاضی سے یہ مقدار وقت سے بہت پہلے خرچ ہو جاتی تھی۔(۴) دو دو مہینے گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا۔ فقر و فاقہ پر گزر اوقات تھی حالانکہ سن ۹ ہجری میں حنین و اوطاس کا خمس، مالِ غنیمت، فدک کا مال، صدقہ و زکوٰۃ کی رقوم کثرت سے مدینہ میں پہنچ رہی تھیں۔ ان کی تقسیم سے عام مسلمانوں کی زندگی بھی آرام سے بسر ہو رہی تھی۔

۱۔ ازواج مطہرات دامنِ نبوت سے وابستہ ہو کر صبر و شکر کا پیکر بن گئی

تھیں لیکن پھر بھی زیب و زینت کے بشری تقاضے اور ضروریات زندگی میں کشادگی کی خواہش فطری بات تھی۔ ان میں وہ بھی تھیں جو ناز و نعیم کی گود میں پروان چڑھی تھیں۔ حضرت صفیہؓ کا باپ یہودیوں کا سردار اور خیبر کا رئیس تھا۔ حضرت جویریہؓ بنی مصطلق کے سردار کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ اور حضرت اُمِّ حبیبہؓ بھی قریش کے سرداروں کی بیٹیاں تھیں۔

ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ تمام ازواج آپؐ کو گھیری ہوئی ہیں اور توسیع نفقہ کا تقاضا کر رہی ہیں۔ ان دونوں نے اپنی بیٹیوں کو تنبیہہ کی کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کریں لیکن دیگر ازواج اپنے مطالبہ پر قائم رہیں۔(۵)

تحریم

۲۔ حضرت زینبؓ بنت جحش کے پاس کہیں سے شہد کا تحفہ آیا جب حضورؐ ان کے پاس آتے تو وہ اس کا شربت پیش کرتیں اس کی وجہ سے آپؐ ان کے گھر معمول سے زیادہ ٹھہرتے۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت حفصہؓ سے کہا کہ اب جب آپؐ ہمارے گھر آئیں تو ہر ایک کو کہنا چاہیے کہ آپؐ کے دہن مبارک سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ (مغافیر ایک قسم کا پھول ہے جس کی بو کسی قدر کرخت ہوتی ہے) یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ آئندہ شہد کا شربت نہیں نوش کروں گا۔ ویسے تو یہ بات بڑی معمولی سی

تھی لیکن چونکہ یہ شارع اعظم کا فعل تھا جس پر فقہ کا قانون مرتب ہو سکتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تنبیہہ میں سورۂ تحریم کی ابتدائی آیت نازل فرمائی۔ (۵)!

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

(ترجمہ) "اے نبیؐ جو چیز اللہ نے تمہارے لئے جائز کی ہے تم اس سے کنارہ کشی کیوں کرتے ہو؟ کیا (اس سے) اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہو اور اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔"

۳۔ حضرت حفصہؓ اجازت لے کر اپنے والد حضرت عمرؓ کے پاس گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہؓ قبطیہ کو طلب فرمایا۔ اتنے میں حضرت حفصہ آئیں اور دونوں کو دیکھ کر سخت غیرت میں آئیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی ہو جاؤ گی کہ میں ماریہ کو اپنے پر حرام کرلوں۔ حضرت حفصہؓ نے پوچھا یہ کیوں کر ممکن ہے؟ آپؐ نے اللہ کی قسم کھائی اور فرمایا کہ اس بات کو کسی پر ظاہر نہ کرنا۔(۶) حضرت حفصہؓ نے یہ راز حضرت عائشہؓ کو بتا دیا حضرت عائشہؓ نے اشارۃً حضورؐ سے اس کا ذکر کیا۔

سورۂ تحریم کی تیسری آیت نازل ہوئی۔

وَإِذْ أَسَرَّ
النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ
اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ
قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَٰذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ

(ترجمہ) "اور (یاد کرو) جب نبیؑ نے اپنی ایک بیوی سے ایک بھید کی بات کہی تو (اس نے دوسری کو بتا دی) جب اس نے اس کو افشا کیا تو اللہ نے اس (حال سے) نبی کو آگاہ کر دیا تو نبی نے (ان بیوی کو وہ بات) کچھ تو جتائی اور کچھ نہ بتائی تو جب انہوں نے ان کو جتائی تو پوچھنے لگیں کہ آپؐ کو یہ کس نے بتایا؟ انہوں نے کہا کہ مجھے اس نے بتایا کہ جو جاننے والا خبردار ہے۔"

۴۔ کہیں سے بکری کا گوشت ہدیہ آیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر زوجہ کو حصہ رسد روانہ فرمایا۔ حضرت زینبؓ بنت جحش اس سے راضی نہیں ہوئیں اور لوٹا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں مزید اضافہ کر کے روانہ فرمایا۔ انہون نے وہ بھی قبول نہیں کیا۔ اس موقع پر حضرت عائشہؓ نے کہا کہ ہدیہ قبول نہ کر کے انہوں نے آپؐ کی (نعوذ باللہ) توہین کی۔ یہ بات آپؐ پر بار خاطر ہوئی (۷) ان وجوہ کی بناء پر آپؐ نے ایک ماہ تک ازواج کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی۔

"روضۃ الاحباب" میں ہے کہ ان چار اقوال میں قصہ شہد اور واقعہ ماریہؓ تبلیہ سیاق آیت کے مطابق محسوس ہوتے ہیں۔ آیت نمبر ۴ میں فرمایا گیا۔

إِن تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۖ
وَإِن تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ
الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ ﴿٤﴾

(ترجمہ) "اگر تم دونوں اللہ کے آگے توبہ کرو (تو بہتر ہے کیونکہ) تمہارے دل کج ہو گئے ہیں اور اگر پیغمبرؐ (کی ایذا) پر باہم اعانت کرو گی تو اللہ اور جبرئیل اور نیک کردار مسلمان ان کے حامی اور ان کے علاوہ فرشتے بھی مددگار ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے موقع پا کر حضرت عمرؓ سے مندرجہ بالا آیت کی دو عورتوں کے بارے میں پوچھا --- فرمایا کہ اس سے عائشہؓ اور حفصہؓ مراد ہیں۔

حریفانِ چمن

مولانا شبلی نعمانی (۸) نے اس واقعہ پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مدینہ میں منافقوں کا گروہ چار سو سے زیادہ کی تعداد میں تھا۔ یہ بدنفس، خاندانِ نبوت میں پھوٹ ڈالنے کے مواقع تلاش کرتے رہتے تھے۔ واقعۂ افک اس کی ایک مثال ہے۔ ایک خاتون اُمِّ جلداح اکثر ازواجِ مطہرات کو

بھڑکایا کرتی تھیں۔ اس موقع پر چونکہ حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ پیش پیش تھیں لہٰذا منافقوں نے سمجھا کہ ان کے والدین کو توڑنا آسان ہو گا۔ یوں فتنہ پیدا ہو جائے گا اس لئے اللہ، جبرئیل، فرشتوں اور مخلص مسلمانوں کی اعانت کا ذکر دراصل منافقین کے لئے کیا گیا ہے۔

ایلاء (علیحدگی) کی قسم کے بعد آپؐ حضرت عائشہؓ کے حجرے سے ملے ہوئے بالا خانہ میں گوشہ نشیں ہو گئے۔ اسی زمانے میں گھوڑے پر سے گرنے سے آپؐ کے پہلو میں چوٹ سے تکلیف شروع ہو گئی تھی۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ (۹) کہتے ہیں کہ آپؐ نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں تشریف نہیں لائے جس سے ہمارے دلوں میں وسوسے پیدا ہونے لگے۔ ہم دروازے پر جمع ہو کر گفتگو کرنے لگے تاکہ آپؐ سن لیں۔ پھر بھی آپؐ تشریف نہیں لائے۔

حضرت عمرؓ اور ان کے انصاری بھائی عتبانؓ بن مالک نے آپس میں طے کر رکھا تھا کہ ایک دن ان میں سے ایک خدمتِ اقدسؐ میں رہے گا اور دوسرا اپنے کاروبار میں۔ دوسرے دن اس کے برعکس ہو گا۔ اس طرح جو کچھ حضورؐ فرمائیں گے اس سے ایک دوسرے کو باخبر رکھیں گے۔ ان دنوں شام کے شاہ غسان کے مدینہ پر حملہ کی تیاریوں کا ذکر زبان زدخاص و عام تھا۔ ایک رات انصاری ہمسایہ مسجد نبوی سے لوٹا تو حضرت عمرؓ کا دروازہ زور زور سے پیٹنے لگا۔ وہ گھبرا کر باہر نکلے اور پوچھا کیا بات

ہے؟ کہا غضب ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے بے اختیار کہا۔ کیا غسانی حملہ آور ہو گئے؟ کہا اس سے بھی بڑی بات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی۔(۱۰)

ذوقِ تجسس

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے وہ رات بڑی بے چینی سے گزاری اور نماز فجر مسجدِ نبوی میں پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر حضورؐ بالا خانے میں تنہا بیٹھ گئے۔ میں حفصہؓ کے پاس گیا تو اسے روتے ہوئے پایا۔ کہا کیا میں نے منع نہیں کیا تھا کہ عائشہؓ کی طرح الٹ کر جواب نہ دیا کرو؟ مسجد میں آیا تو لوگوں کو منبر کے گرد غم زدہ پایا۔ بالا خانے پر آپؐ کا حبشی غلام رباح پہرہ دے رہا تھا میں نے کہا کہ جا کر میرے لئے اذنِ باریابی طلب کرو۔ اس نے آ کر کہا کہ آپؐ سن کر خاموش ہو گئے۔ میں مسجد میں چلا آیا کچھ دیر بعد بے قرار ہو کر پھر حجرہ پر آیا اجازت طلب کی مگر کوئی جواب نہ آیا۔ کچھ دیر ٹھہر کر تیسری بار میں نے بلند آواز میں کہا اے رباح میں حفصہؓ کی سفارش کے لئے نہیں آیا ہوں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں تو اپنے ہاتھ سے اس کی گردن اڑا دوں۔ یہ سن کر مجھے طلب کر لیا گیا۔

بیاضِ غمِ ہستی

دیکھا کہ آپؐ ایک چٹائی پر تہہ بند باندھے مغموم پڑے ہیں جسم

اطہر پر بوریئے کے نشان ابھر آئے ہیں سراقدس کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ ہے جس میں کھجور کے درخت کے ریشے بھرے ہوئے ہیں۔ ایک طرف مٹی کا برتن ہے جس میں جو کے دانے ہیں اور پانی کی ایک مشک کھونٹی سے لٹکی ہوئی ہے۔(۱۱) یہ دیکھ کر بے اختیار آنسو امڈ آئے اور پھر گریہ نے ضبط کا دامن چھوڑ دیا۔

فرمایا---- خطاب کے بیٹے روتے کیوں ہو؟

عرض کیا---- یارسول اللہ! قیصر و کسریٰ اللہ کے دشمن ریشم و حریر کے بستروں پر سوتے ہیں۔ باغ و بہار کے مزے لوٹتے ہیں اور آپ دونوں جہاں کے سرور، اللہ کے حبیب اس حالت میں زندگی گزار رہے ہیں؟ آپ اللہ سے اپنے لئے اور امت کے لئے ان کی طرح کشادگی کی دعا فرمایئے۔

گنجِ گراں مایہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو ٹیک لگائے بیٹھے تھے سیدھے اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا---- ابن خطاب! کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ دنیا ان کے لئے ہو اور آخرت ہمارے لئے۔ قیصر و کسریٰ جہان ناپائیدار کے عیش لوٹیں اور ہم عقبیٰ کی ہمیشہ ہمیش کی نعمتیں۔ ایک ابدی مسرت کی لہر چہرۂ اقدس پر نمودار ہوئی۔(۱۲) یہ دیکھ کر میں نے پوچھا---- اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق

دے دی ہے؟ فرمایا ---- نہیں(۱۳) بلند آواز میں بے اختیار "اللہ اکبر" پکار اٹھے جس کی گونج مسجد میں بیٹھے لوگوں نے سن لی اور محسوس کرلیا کہ ضرور کوئی اچھی بات ہے۔

عرض کیا ---- مکہ میں ہم اپنی عورتوں پر غالب تھے مدینہ میں عورتیں مردوں پر غالب ہیں۔ آپؐ نے پھر تبسم فرمایا ایک دفعہ میری بیوی جمیلہ بنت ثابت نے ایک ایسی چیز کا مطالبہ کیا جس پر میں قادر نہ تھا میں نے اس کے طمانچہ رسید کیا۔ اس نے جواب دیا کہ آپؐ کی بیٹی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو ٹال دیتی ہے۔ یہ سن کر میں رات بھر سو نہ سکا۔ میں نے حفصہ سے پوچھا اس نے کہا ہاں۔ میں نے اسے سمجھایا کہ خبردار! اپنے آپ کو عائشہ پر قیاس نہ کرنا یہ سن کر حضورؐ پھر متبسم ہوئے۔(۱۴)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے جن کی حضرت اُمِّ سلمہؓ سے رشتہ داری تھی انہیں بھی جا کر نصیحت کی۔ انہوں نے جواب دیا۔ اب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج کے معاملات میں بھی دخل اندازی کرنے لگے؟ ایک بار پھر حضورؐ کے چہرے پر مسکراہٹ کھیلنے لگی۔ غرض ایسی ہی باتیں کرتا رہا تا آنکہ آثار ملال دور ہو گئے۔

متاعِ لوح و قلم

دن پر دن گزرتے رہے۔ ۲۹ ویں دن آپؐ بالا خانے سے اتر کر

حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا۔ اللہ کی قسم میں ایک ایک دن شمار کر رہی تھی آج تو ۲۹ دن ہوئے ہیں۔ فرمایا ----- مہینہ ۲۹ دن کا بھی تو ہوتا ہے اور وہ مہینہ واقعی ۲۹ دن ہی کا ہوا۔ (۱۵)

ارشاد ہوا اے عائشہؓ! میں تمہارے لئے ایک بات پیش کرنا چاہتا ہوں اپنے والدین سے اچھی طرح مشورہ کر کے جواب دینا۔ (۱۶)

فرمایا یہ تخییر (اختیار والی) آیات نازل ہوئی ہیں۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَٱلدَّارَ ٱلْءَاخِرَةَ فَإِنَّ ٱللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَٰتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

آیت ۲۸-۲۹ سورۂ احزاب

(ترجمہ) "اے نبیؐ! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت و آرائش کی خواست گار ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دوں اور اچھی طرح سے رخصت کردوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور عاقبت کے گھر (جنت) کی طلبگار ہو تو تم میں جو نیکو کاری کرنے والی ہیں ان کے لئے بھی اللہ نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔"

غرض کیا ---- یارسولؐ اللہ ! مجھے والدین کے مشورے کی ضرورت نہیں میں اللہ اور اس کے رسولؐ کو اختیار کرتی ہوں۔ یہ جواب سن کر آپؐ کا چہرہ مبارک خوشی سے دمک اٹھا۔

یہ بھی عرض کیا میرا جواب دوسری بیویوں پر ظاہر نہ کیجئے۔

ارشاد ہوا اللہ نے مجھے دھوکہ دینے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ اس نے مجھے معلم اور سہولت پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔(۱۷)

تمام ازواج مطہرات کا ایک سا جواب تھا اس وقت حضور کی نو ازواج تھیں اور آپؐ کے انتقال کے وقت یہ سب زندہ تھیں۔

ایک بی بی نے دنیا کو اختیار کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں احسن طریقہ پر رخصت کر دیا۔ برسہا برس بعد کسی نے ایک خاتون کو دیکھا کہ کھجوریں چن چن کر پیٹ بھر رہی ہیں۔ دیکھنے والے نے سوال کیا کہ تم کون ہو؟ اور اس حالت میں کیوں زندگی گزار رہی ہو؟(۱۸)

کہا ---- میں وہ بد نصیب ہوں جس نے دنیا کو اختیار کیا اصح السیر میں ابن اسحاق کے حوالے سے ان کا نام فاطمہ بنت ضحاک کلابیہ لکھا ہے۔(۱۹)

عُمّال کا تقرر

اسی سال محرم سنہ ۹ ہجری میں آپؐ نے زکوٰۃ و صدقات وصول کرنے کے لئے عُمّال کا تقرر فرمایا۔(۲۰)

نمبر	عامل کا نام	قبیلہ / مقام کا نام
۱۔	حضرت مہاجرؓ بن ابی امیہ بن مغیرہ	صنعاء
۲۔	حضرت زیادؓ بن لبید انصاری	حضرموت
۳۔	حضرت عدیؓ بن حاتم	بنی طے اور بنی اسد
۴۔	حضرت مالکؓ بن نویرہ	بنی حنظلہ
۵۔	حضرت علاءؓ بن حضرمی	بحرین
۶۔	حضرت علیؓ ابن ابی طالب	خمس کے متولی برائے یمن
۷۔	حضرت زبرقانؓ بن بدر	بنو سعد
۸۔	حضرت قیسؓ بن عاصم	بنو اسد
۹۔	عینیہؓ بن حصن	بنو تمیم
۱۰۔	حضرت کعبؓ بن مالک	بنی غفار
۱۱۔	حضرت عبادؓ بن بشر اشہلی	بنی سلیم اور بنی مزینہ
۱۲۔	حضرت رافعؓ بن کمیث	بنی جہنیہ
۱۳۔	حضرت عمروؓ بن العاص	بنو فزارہ
۱۴۔	حضرت ضحاکؓ بن سفیان	بنو کلاب
۱۵۔	حضرت بشیرؓ بن سفیان	بنو کعب
۱۶۔	حضرت عبداللہؓ بن اللتیہ ازدی	بنو ذبیان
۱۷۔	حضرت بریدہؓ بن حصیب	بنی اسلم

سیرۃ النبیؐ میں شبلی نے لکھا ہے کہ سلاطین عجم میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے باذانؓ بن ساسان ہیں۔ آپؐ نے انہیں یمن پر والی مقرر فرمایا۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے شہر بن باذان کو صنعاء (یمن) کا والی مقرر فرمایا۔ ان کے مارے جانے کے بعد حضرت خالدؓ بن سعید بن العاص کو صنعا کا عامل مقرر فرمایا۔ حضرت مہاجر بن امیہؓ کو کندہ و صدف کا والی بنایا مگر وہ وہاں روانہ ہونے سے پہلے انتقال کر گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمال کو ہدایت فرماتے کہ لوگوں کے بڑھیا مال لینے سے پرہیز کرو اور مسلمانوں سے فرماتے کہ جب عمال تمہارے پاس آئیں تو ان کو اور اپنے مال کو آزاد چھوڑ دو۔ اگر انہوں نے عدل سے کام لیا تو اپنے لئے اور اگر زیادتی کی تو ان پر وبال ہو گا۔

تپشِ دل

عبداللہ ابن اللتبیہ کو آزاد کر کے بنی ذبیان کا عامل مقرر فرمایا جب وہ لوٹ کر آئے تو مال زکوٰۃ علیحدہ رکھا اور کچھ حصہ اپنے لئے جدا رکھا اور عرض کیا یہ مجھے ہدیہ پیش کیا گیا ہے۔

یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔

"ایک شخص آیا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ ہدیہ میرے واسطے ہے۔ وہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھ رہا تاکہ معلوم ہو

جاتا کہ اس کو کون ہدیہ دیتا ہے۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو بھی اس مال زکوٰۃ میں سے کچھ لے گا تو وہ قیامت میں اس کو اٹھا کر لائے گا اگر وہ شتر ہو گا تو بلبلائے گا، گائے ہوگی تو آواز دے گی اور اگر بکری ہوگی تو ممیائے گی۔

اس ارشاد کے بعد دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا "الٰہی! میں تبلیغ کر چکا الٰہی میں تبلیغ کر چکا۔" (۲۱)

۹ ہجری کے متفرق واقعات

۱۔ عبداللہ بن ابی بن سلول کی موت

سلول عبداللہ کی دادی کا نام تھا۔ وہ بنو حبلی کا سردار اور یثرب کا ذی اثر آدمی تھا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف نہ لاتے تو یہ بادشاہ بن جاتا۔ (۲۲) یہ ایسا صدمہ تھا جو اس کے حق میں نفاق کا مرض بن گیا۔ بظاہر وہ مسلمان ہو گیا لیکن درپردہ سازشوں سے رسولؐ اللہ اور مسلمانوں کے درپے آزار رہتا تھا اسی لئے اسے راس المنافقین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس کا بیٹا جن کا نام بھی عبداللہ تھا سچے اور پُر خلوص مسلمان تھے۔ شوال ۹ ہجری کے آخر میں وہ بیس دن بیمار رہ کر مر گیا۔ اس کا دین دار بیٹا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اپنا کرتا عطا فرمائیں تاکہ میرے باپ کو اس میں کفنایا جاسکے۔ اس نے غزوۂ بدر کے موقع پر جب کہ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب گرفتار ہو کو آئے تھے (جو بڑے دراز قد تھے) ان کو اپنا کرتا دیا تھا۔ اس احسان کے بدلے حضورؐ نے اپنا کرتا دینا منظور فرمالیا۔(۲۳) حضرت عبداللہؓ نے التجا کی کہ وہ کرتا جس میں آپؐ کا پسینہ جذب ہے، عنایت فرمایئے اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھایئے۔ ازراہ رحمت آپؐ نے اس کی دونوں باتیں منظور فرمالیں۔

جب حضورؐ اس کی نماز پڑھانے کھڑے ہوئے تو حضرت عمرؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ کر منع کیا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے اس بارے میں اختیار دیا گیا ہے۔ جب آپؐ نماز پڑھ چکے تو وحی نازل ہوئی۔

"آپ کبھی بھی ان (منافقوں) پر نماز جنازہ نہ پڑھیں۔"(۲۴)

حضرت عمرؓ کی رائے کی موافقت میں وحی کے نازل ہونے والے پندرہ مقامات میں سے یہ بھی ایک ہے(۲۵) جس کی تفصیل بخاری شریف میں ہے۔

۲۔ لعان

اسی سال عورتوں پر لعان کا حکم آیا۔(۲۶) سورۂ نور میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ حضرت عویمرؓ بن حارث عجلانی اور حضرت خولہؓ بنت

قیس کے درمیان لعان واقع ہوا۔ حضرت عویمرؓ اپنے چچا زاد بھائی حضرت عاصمؓ بن عدی کے پاس گئے اور کہا کوئی آدمی اپنی بیوی کے پاس غیر مرد کو دیکھے تو کیا کرے؟ حیا کی وجہ سے حضرت عاصمؓ سے کہا کہ حضورؐ سے دریافت کریں۔ وہ گئے مگر شرم مانع ہوئی۔ آخر حضرت عویمرؓ نے خود پوچھا۔ اس پر سورۂ نور کی آیات ۶ تا ۹ نازل ہوئیں۔

وَالَّذِيْنَ
يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ
فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝
وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝
وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ
لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ
مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

(ترجمہ) ”جو لوگ اپنی بیویوں کو تہمت لگائیں اور بجز ان کی ذات کے کوئی گواہ نہ ہو تو پس ان کی گواہی چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دینا ہے۔ یہ کہہ دے کہ بے شک میں سچا ہوں اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں اور اس کے بعد اس عورت سے سزا (حد زنا) اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار بار قسم کھا کر کہے کہ بے شک یہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب ہو اگر یہ سچا ہو۔“

۳۔ جزیہ

اسی سال جزیہ کے بارے میں بھی احکامات نازل ہوئے۔(۲۷) جزیہ لفظ جزاء سے نکلا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ آزاد، عاقل اور بالغ مرد جو دعوت حق قبول نہیں کرتے ذلت کی حالت میں رہیں۔ اس سے کفر کی شوکت توڑنا اور اسلام کی برتری ظاہر کرنا مقصود ہے۔ جزیہ ادا کرنے والے کو ذمی کہتے ہیں۔ اس کی جان، آبرو اور مال کی حفاظت کی ذمہ داری مسلمانوں پر ہوتی ہے۔

۴۔ سود حرام کر دیا گیا

سود کی حرمت کا حکم اسی سال نازل ہوا جس کا حجۃ الوداع کے عظیم الشان مجمع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا۔(۲۸)

۵۔ وفاتِ نجاشیؓ

اسی سال شاہِ حبشہ نجاشی کی وفات ہوئی۔ اس کی اطلاع رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے دی اور فرمایا آج تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہو گیا۔ مدینہ سے باہر نکل کر سب نے چار تکبیروں سے حضورؐ کی امامت میں نجاشی کی نمازِ جنازہ پڑھی۔(۲۹)

۶۔ حضرت اُمِ کلثومؓ کی وفات

حضرت اُمِ کلثومؓ بنت رسولؐ اللہ جو حضرت عثمانؓ ابن عفان کی

زوجہ تھیں اسی سال اللہ کو پیاری ہوئیں۔ حضرت رقیہؓ کے غزوۂ بدر کے موقع پر انتقال کے بعد بحکمِ الٰہی ان سے ۳ہجری میں نکاح ہوا تھا۔ آپؓ کو حضرت اسماءؓ بنت عمیس، حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب اور اُمِّ عطیہؓ نے غسل دیا۔ حضورؐ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ قبر میں حضرت حضرت ابو طلحہؓ بہ روایت دیگر حضرت علیؓ، فضلؓ بن عباسؓ اور اُسامہؓ اترے۔ حضورؐ قبر کے کنارے پر بیٹھے تھے اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اسی موقع پر یہ بھی فرمایا کہ اگر میری چالیس لڑکیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے عثمانؓ بن عفان کے نکاح میں دیتے رہتا۔(۳۰)

۷۔ قبیلہ غامد کی ایک عورت نے بدکاری کا اقرار کیا۔ اسے بچے کی ولادت اور دودھ چھوڑنے کے بعد رجم کیا گیا۔

ماخذ اور حواشی

ایلاء

۱ زاد المعاد ابن قیم حصہ چہارم صفحہ ۲۴۵
۲ صحیح بخاری۔ جلد سوم صفحہ ۱۱۵ حدیث نمبر ۱۸۶
۳ رسالت ماب ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۱۲۰

تخییر

۴ سیرت عائشہؓ سید سلیمان ندوی صفحہ ۹۴
۵ سیر صحابیات سعید انصاری صفحہ ۲۳
۵۔ (ا) صحیح مسلم جلد ۶ صفحہ ۹۳

تحریم

۶ طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۲۶۶
۷ طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۲۶۶ صفحہ ۲۶۷
۸ سیرۃ النبی شبلی نعمانی جلد ا صفحہ ۵۷۶
۹ طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۲۵۴
۱۰ طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۲۷۰
۱۱ سیرت عائشہؓ سید سلیمان ندوی صفحہ ۹۵
۱۲ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ۴ صفحہ ۱۰۱
۱۳ صحیح بخاری جلد سوم صفحہ ۱۱۶ حدیث نمبر ۱۸۸
۱۴ رسالت مآب حصہ دوم ۱۲۴
۱۵ صحیح بخاری جلد سوم صفحہ ۱۱۵ حدیث نمبر ۶-۱۸۷
۱۶ صحیح مسلم جلد ۴ صفحہ ۹۵

۱۷ صحیح مسلم جلد ۴ صفحہ ۹۸
۱۸ مدارج النبوت شیخ عبدالحق صفحہ ۴۹۷
۱۹ اصح السیر عبدالرؤف داناپوری صفحہ ۶۵۰
۲۰(ا) طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۴۴۹
(ب) تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۴۷۹
(ج) سیرۃ النبی جلد دوم صفحہ ۸۸
(د) عہد نبوت کے ماہ و سال محمد ہاشم سندھی صفحہ ۳۰۴
۲۱ رسالت مآب ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۴۳

۹ھ کے متفرق واقعات

۲۲ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۱۲ صفحہ ۷۶۸
۲۳ رسالت مآب ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۱۵۶
۲۴ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ۶ صفحہ ۹۲
۲۵ (ا) تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی صفحہ ۱۴۴
(ب) عہد نبوت کے ماہ و سال محمد ہاشم سندھی ۳۱۶
۲۶ رسالت مآب ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۱۶۰
۲۷ سیرت المصطفیٰ محمد ادریس کاندھلوی حصہ سوم صفحہ ۲۶۳
۲۸ سیرت المصطفیٰ محمد ادریس کاندھلوی حصہ سوم صفحہ ۲۶۳
۲۹ جامع ترمذی جلد اول صفحہ ۵۳۴ باب ۷۰۷
۳۰ تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ ۱۸۱

ہجرت کا دسواں سال

RekhtaDownload.com

وفد سلامان ۔۔۔۳۰

آمد :۔ شوال سنہ ۱۰ ہجری

تعداد :۔ ۷ افراد

سلامان بنی قضاعہ کی ایک شاخ تھے۔ ان کا وفد جس وقت مسجد نبوی پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ایک جنازے میں شرکت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ انہوں نے بڑھ کر سلام عرض کیا۔

ارشاد ہوا ۔۔۔۔ کون لوگ ہو؟

عرض کیا ۔۔۔۔ سلامان کے لوگ۔ اسلام کی بیعت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ثوبانؓ سے فرمایا' انہیں بھی وہیں اتارو جہاں وفود ٹھہرائے جاتے ہیں۔(۱)

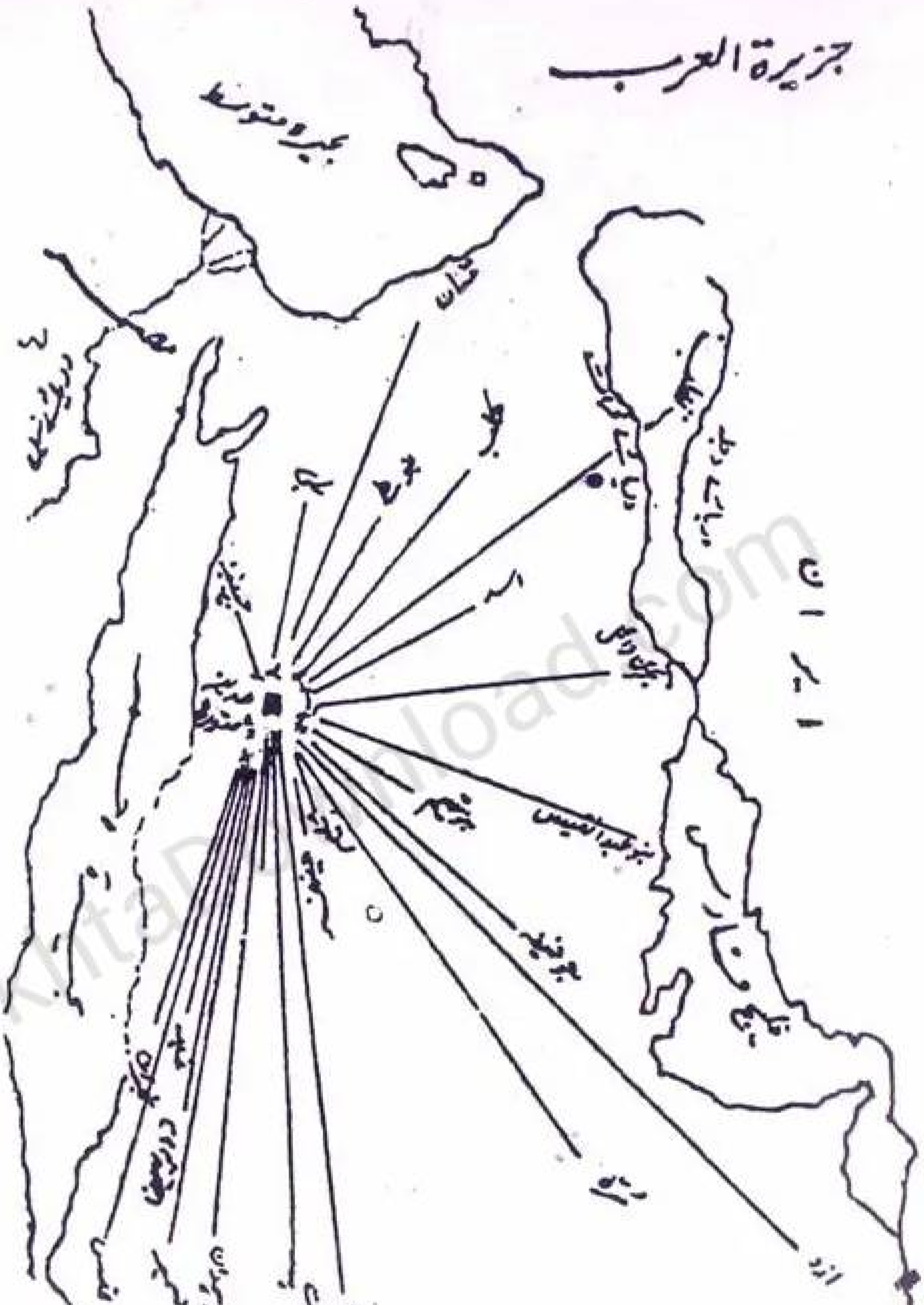

وفود جو سنہ ۹ھ میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے

بہتر عمل

صلوٰۃ ظہر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرے اور منبر کے درمیان تشریف فرما ہوئے۔ ان میں سے حضرت حبیبؓ بن عمرو نے دریافت کیا---یا رسولؐ اللہ! سب سے بہتر عمل کون سا ہے؟

فرمایا---وقت پر نماز پڑھنا

عرض کیا---ہمارا علاقہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط زدہ ہے۔ ہمارے لئے دعا فرمایئے۔ آپؐ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے' عرض کیا انہیں اور بلند فرمایئے۔ یہ سن کر آپؐ مسکرائے۔ دعا کی۔ اے اللہ! ان کے گھروں پر مینہ برسا۔

وفد نے تین دن قیام کیا۔ ان کی ضیافت حضرت بلالؓ نے کی۔ رخصت کے وقت مال نہ ہونے کی معذرت کے ساتھ ہر فرد کو صرف پانچ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔

جب وہ لوگ وطن لوٹے تو اپنی زمینوں کو سرسبز پایا۔ معلوم ہوا جس دن حضورؐ نے دعا فرمائی تھی اسی گھڑی بارش ہوئی۔(۲)

وفد بجیلہ---۳۱

آمد:- ہجرت کے دسویں سال

تعداد:- ایک سو پچاس افراد

حضرت جریرؓ بن عبداللہ رئیس وفد تھے۔ انہیں حضرت فردہؓ بن

RekhtaDownload.com

عمرو بیاضی کے گھر ٹھہرایا گیا۔ (۳)

نظر نواز۔۔۔یوسف امت

ارشاد ہوا۔۔۔۔ابھی کچھ دیر میں اس راہ سے اہل یمن سے ایک افضل ترین شخص رونما ہوگا جس کے چہرے پر "مسحۂ ملک" کا نشان ہے یعنی فرشتوں نے ان کے چہرے پر اپنے ہاتھوں کو ملا ہے۔

تھوڑی دیر بعد یمن سے آنے والی راہ سے گرد و غبار سا اٹھا اور اس میں سے ایک کارواں نمودار ہوا۔ جس کے آگے آگے حضرت جریرؓ بن عبداللہ تھے جن کے چہرے سے ملکوتی انوار ہویدا تھے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جریرؓ سا حسین نہیں دیکھا۔ انہیں "یوسف امت" کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔۔۔اے جریر کس لئے آئے ہو؟ عرض کیا۔ آپؐ کے دست حق پرست پر ایمان لانے کے لئے۔ یہ سن کر آپؐ نے اپنی ردائے مبارک ان کو اوڑھائی۔ صحابہؓ سے فرمایا: جب تمہارے پاس کسی قوم کا شریف آدمی آئے تو اس کی عزت کرو۔ اس کے بعد جب بھی مجھے آپؐ دیکھتے تو چہرے پر مسکراہٹ ہوتی۔ (۴)

ولایتِ ادراک

بیعت کے وقت فرمایا:

۱) گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میںؐ اس کا رسولؐ ہوں۔

۲) نماز قائم کرو۔

۳) زکوٰۃ ادا کرو۔

۴) رمضان کے روزے رکھو۔

۵) مسلمانوں کی خیر خواہی کرو۔

۶) والی اور حاکم کی اطاعت کرو اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو!

آپؐ نے ان کے لوگوں اور علاقوں کے بارے میں دریافت فرمایا۔

عرض کیا۔۔ اللہ نے وہاں اسلام کو غالب فرمادیا ہے۔ فضا اذان کی آواز سے گونجتی رہتی ہے۔

شاخِ نہالِ غم

پوچھا ذوالخلصہ (بت) کا استھان گرا دیا گیا ہے یا نہیں؟ عرض کیا۔۔ ہنوز باقی ہے۔ یہ بت خانہ کعبہ یمانیہ کہلاتا تھا۔ اس بت کو بجیلہ اور خثعم کے قبائل پوجتے تھے۔

فرمایا۔۔۔ اسے منہدم کردو پھر اپنے دست اقدسؐ سے حضرت جریرؓ کو علم عطا فرمایا۔

عرض کیا۔۔۔ یارسولؐ اللہ! میں گھوڑے کی پشت پر زیادہ دیر جم کر نہیں بیٹھ سکتا؟

حضورؐ نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی۔ اے اللہ! اسے ثابت قدم رکھ' ہدایت یافتہ بھی بنا اور ہادی و رہنما بھی۔

RekhtaDownload.com

بجیلہ کے شتر سوار انعام و اکرام کے ساتھ رخصت کئے گئے۔ زیادہ مدت نہیں گزری کہ واپس آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا --- ذوالخلصہ کا کیا ہوا؟

عرض کیا --- اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہم نے بت خانہ کو منہدم کر دیا اور ذوالخلصہ کو آگ میں بھسم کر ڈالا۔

رعنائی خیال

یہ سن کر جریر کی قوم قبیلہ احمس کے پیادوں اور سواروں کے حق میں پانچ بار دعا فرمائی۔ زمانہ جاہلیت میں یہ لوگ "احمس اللہ (اللہ کے بہادر) کہلاتے تھے۔ ارشاد ہوا آج سے تم احمسُ اللہ (اللہ کے لئے بہادر) ہو۔(۵)

وفد محارب ---- ۳۲

آمد:- یہ وفد ۱۰ ہجری میں حاضر ہوا۔

تعداد:- وفد دس افراد پر مشتمل تھا۔ جن میں سواء بن حارث اور ان کے بیٹے خزیمہ بھی تھے۔

وفد کو رملہؓ بنت حارث کے مکان میں ٹھہرایا گیا جہاں حضرت بلالؓ ان کے لئے صبح و شام طعام لے جایا کرتے تھے۔(٦)

اچھے اچھوں کا بھرم ٹوٹتے دیکھا ہم نے

ہجرت سے پہلے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کو مختلف قبائل پر پیش فرمایا تو قبیلہ محارب کے لوگ سب سے زیادہ بدخلق، زبان دراز اور سخت دل ثابت ہوئے۔(۷) ان ہی میں سے ایک سخت گیر جفا جو اس وفد میں شامل تھا۔ حضورؐ اسے غور سے دیکھنے لگے۔ فرمایا --میں نے تمہیں کہیں دیکھا ہے؟

عرض کیا-- حمد وثناء اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھے آج کے دن کے لئے زندہ رکھا جب تکذیب کی آج تصدیق کر رہا ہوں۔ آپ عکاظ کے میلے میں مجھ سے مل چکے ہیں۔ میں نے بدترین طریقے پر اس وقت آپ کے پیغام حق وصداقت کو رد کیا تھا۔ فرمایا -- ہاں مجھے یاد آگیا۔ انسانوں کے قلوب اللہ کے دست قدرت میں ہیں وہ ان کو جب چاہتا ہے اور جدھر چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔

محاربی نے عرض کیا-- اے اللہ کے رسولؐ! اب میں آپؐ کے قدموں میں ہوں۔ میری بخشش کی دعا فرمائیے۔ ارشاد ہوا-- اسلام پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔(۸)

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

ابن حجر نے "اصابہ" میں لکھا ہے کہ اس وفد میں حضرت عظیمؓ بن

حارث، ان کے بھائی سواءؓ بن حارث اور خزیمہؓ بن سواء بھی شامل تھے۔ حضرت عظیمؓ نے تحفہ میں سواری کا گھوڑا "مرتجز" پیش کیا۔ آپؐ نے "فرعاء" اونٹنی انہیں تحفہ دی۔ حضورؐ نے ایک تحریری فرمان کے ذریعے انہیں "فج" نامی جگہ بطور جاگیر عطا فرمائی۔ ان کے بھائی سواء بہت پہلے گھوڑا بیچنے مدینہ آئے تھے۔ حضورؐ کو پہچانتے نہ تھے۔ سودا کیا بعد میں زیادہ قیمت آفر ہوئی تو مکر گئے اور گواہ طلب کیا۔ حضرت خزیمہؓ بن ثابت انصاری نے موقع پر موجود نہ ہونے کے باوجود گواہی دی۔ حضورؐ نے پوچھا تم تو سودے کے وقت نہیں تھے؟ عرض کیا ہم نے تو اس سے بڑی بات یعنی رسالت کی گواہی دی ہے بھلا دنیوی چیز کے لئے آپؐ (نعوذ باللہ) غلط بیانی سے کام لیں گے؟ حضورؐ نے خوش ہو کر انہیں "ذوالشہادتین" (دو شہادتوں والا) کا خطاب دیا۔ حضرت سواء بن حارث ایمان لائے۔ اپنے بیٹے کو پیش کیا۔ حضورؐ نے شفقت سے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا جو نورانی ہو گیا۔(۹)

وفد خولان۔۔۔۳۴

آمد:۔ شعبان سنہ ۱۰ ہجری

تعداد:۔ دس افراد

یہ وفد حضرت رملہ بنت حارث کے مکان میں ٹھہرایا گیا، جہاں ان کی مہمانداری کی گئی۔

پائے طلب

خولان یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے جس کے جد امجد کا نام عمر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں ایمان کے ساتھ حاضر ہوئے۔

عرض کیا -- طول طویل سخت و نرم زمینوں کی مسافت طے کر کے آرہے ہیں، یہ مشقت صرف اللہ کے واسطے اور اس کے رسولؐ کی زیارت کے لئے اٹھائی ہے۔

دامنِ کرم

ارشاد ہوا راہ طلب میں تمہارے اونٹ کے اٹھے ہوئے ہر قدم پر ایک نیکی لکھی گئی۔ رہی دوسری بات تو جس نے مدینہ میں حاضر ہو کر میری زیارت کی تو قیامت کے دن وہ میرے جوار میں ہو گا۔

آپؐ نے بنی خولان کے بت "عم انس" کے بارے میں دریافت فرمایا -- عرض کیا -- جب سے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ذریعے ہدایت کا راستہ بتایا ہم نے اس کی طرف پلٹ کر بھی نہیں دیکھا البتہ ایک بوڑھا مرد اور ایک عورت اس سے چمٹے ہوئے ہیں۔ ہم یہاں سے لوٹ کر اسے منہدم کردیں گے۔

اہل وفد نے فرائض کے بعد دیگر امور کے بارے میں دریافت کیا۔

ارشاد ہوا -- ۱۔ وعدہ ایفا کرو۔ ۲۔ امانت ادا کرو۔ ۳۔ پڑوسی کے ساتھ

اچھا برتاؤ کرو۔ ۴۔ کسی پر ظلم نہ کرو۔ یاد رکھو ظلم قیامت کے اندھیروں میں سے ایک ہے۔ رخصت کے وقت ان میں سے ہر ایک کو بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔

وفد غامد --- ۳۴

آمد:۔ رمضان ۱۰ ہجری

تعداد:۔ دس افراد

یہ وفد بقیع غرقد میں اترا۔ اچھے کپڑے پہن کر خدمت اقدسؐ میں حاضر ہوا۔ سواری اور اسباب کی نگرانی پر ایک لڑکے کو چھوڑا۔

حضورؐ نے پوچھا -- اپنے پیچھے کسے چھوڑ آئے ہو؟

عرض کیا -- ایک لڑکا ہے۔ فرمایا -- وہ سو گیا اور تمہارا تھیلا چوری ہو گیا۔ ایک شخص نے کہا وہ تو میرا تھا۔

فرمایا -- گھبراؤ نہیں وہ مل گیا۔

وہ لوگ اپنی قیام گاہ پر پہنچے تو لڑکے نے بتایا کہ جب میں سو گیا تو چور تھیلا لے گیا۔ تلاش میں نکلا تو دور ایک شخص نظر آیا۔ میں ادھر بڑھا تو وہ شخص بھاگ کھڑا ہوا۔ وہاں زمین کھدی ہوئی تھی۔ مٹی ہٹائی تو تھیلا برآمد ہوا۔

یہ تفصیل سن کر وہ کہہ اٹھے کہ بے شک آپؐ رسول برحق ہیں۔ ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

حضرت ابیؓ بن کعب انہیں قرآن مجید سکھانے پر مامور کئے گئے۔ فرائض دین کی تعلیم کے بعد جب وہ رخصت ہونے لگے تو انہیں بھی زاد راہ اور تحائف دیئے گئے۔(۱۰)

سَرِیّہ حضرت خالدؓ بن ولید بجانب نجران

وفد بنی حارث بن کعب کی آمد---۳۵

ماہ ربیع الثانی یا جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت خالدؓ بن ولید کو بنی حارث بن کعب کی جانب یمن روانہ فرمایا۔ ان کے ساتھ چار سو مجاہد تھے۔ قسطلانی نے لکھا ہے کہ وہ بنی عبدالمدان کی طرف گئے جو نجران میں آباد ایک قبیلہ تھا۔ نجران یمن اور ہجر کے درمیان ایک ناحیہ (کنارہ) ہے۔ انہیں حکم دیا کہ حملہ سے پہلے تین دن تک اسلام کی دعوت دینا اگر وہ قبول کرلیں تو رک جانا ورنہ اس مدت کے بعد قتال کرنا۔(۱۱)

وہاں پہنچ کر حضرت خالدؓ نے دو سو شتر سواروں کو ان کے قبیلہ میں ہر طرف ہر آدمی کے پاس بھیجا جو کہتے پھرتے تھے اے لوگو! اسلام لاؤ سلامتی پاؤ گے۔ وہ سب مسلمان ہوگئے اور حضرت خالدؓ بن ولید نے حسب ذیل خط حضرت بلالؓ بن حارث مزنی کے ذریعہ مدینہ ارسال کیا۔(۱۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط محمد النبی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب خالدؓ بن ولید کی طرف سے۔

اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ پر اللہ کی سلامتی' اس کی رحمت اور برکت نازل ہو۔ میں آپؐ کے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں تعریف کرتا ہوں۔ امابعد!

یا رسولؐ اللہ! صلی اللہ علیک' آپؐ نے مجھے بنی حارث بن کعب کے پاس بھیجا تھا اور حکم دیا تھا کہ یہاں پہنچ کر میں تین دن تک ان سے نہ لڑوں اور اس مدت میں ان کو اسلام کی دعوت دوں--- وہ اسلام لے آئے ہیں۔ اب میں آپؐ کے حکم کے آنے تک ان لوگوں میں مقیم ہوں۔ ان کو ارکان اسلام' کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اللہ کی تعلیم دے رہا ہوں۔ آیندہ جیسے ارشاد ہو۔ والسلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا:

"مجھے معلوم ہوا کہ تم نے اسلام کی جو دعوت ان کو دی ہے اسے انہوں نے قبول کیا-- اللہ ان کو اپنی ہدایت کے قبول کرنے کی توفیق دی۔ تم ان کو جنت کی بشارت دو۔ دوزخ سے ڈراؤ اور پھر چلے آؤ اور اپنے ساتھ ان کا ایک وفد بھی لیتے آؤ۔"

بنی حارث کے ذی اثر افراد کا ایک وفد مدینہ آیا۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے انہیں اپنے پاس ٹھہرایا۔ ان کی خوب خاطر مدارات کی۔ ان کو اپنے ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں پہنچے تو آپؐ نے فرمایا-- یہ کون لوگ ہیں جو ہندوستان کے آدمیوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں؟ عرض کیا-- یہ بنی حارث بن کعب ہیں۔ (۱۳)

نطق ولب کی بخیہ گری

ان لوگوں نے آپؐ کو سلام کیا اور کلمہ شہادت پڑھا۔ فرمایا-- تم وہ لوگ ہو جنہیں للکارا جاتا تو جرأت کے ساتھ پیش قدمی کا مقابلہ کیا کرتے۔ یہ سن کر سب خاموش رہے۔ آپؐ نے چار بار یہی جملہ ارشاد فرمایا۔ چوتھی بار ان میں سے یزید بن عبدالمدان نے جواب دیا۔ ہاں رسولؐ اللہ ہم وہی ہیں۔

ارشاد ہوا-- اگر خالدؓ نے مجھے تمہارے اسلام کی خبر نہ دی ہوتی اور یہ کہ تم نے قتال نہیں کیا ورنہ تمہارے سر تمہارے قدموں کے نیچے بچھا دیتا۔

یزید نے عرض کیا-- نہ ہم نے آپؐ کی ثناء کی نہ خالد کی۔

فرمایا-- پھر کس کی ثناء کی؟

عرض کیا-- اللہ عزّ و جلّ کی جس نے ہمیں آپؐ کے ذریعہ ہدایت دی۔

فرمایا۔۔ تم نے سچ کہا۔

دریافت فرمایا۔۔ جاہلیت میں جو لوگ تم سے جنگ کرتے تھے تم ان پر کیوں کر غلبہ حاصل کر لیا کرتے تھے؟

عرض کیا۔۔ ہم متحد ہو کر جاتے' آپس میں تفرقہ نہ ہوتا اور ہم کسی پر ظلم کرنے میں پہل نہیں کرتے تھے۔

فرمایا۔۔ تم نے سچ کہا۔

شوال میں یہ لوگ واپس ہوئے تو حضورؐ نے حضرت قیسؓ بن حصین کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ ہر ایک کو دس اوقیہ چاندی اور امیر کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔ (ان کی واپسی کو چار ماہ گزرے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دار فانی سے سفر آخرت فرمایا۔) (۱۴)

اس وفد کے جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمروؓ بن حزم انصاری کو بنو حارث بن کعب کو دین کی تعلیم دینے اور صدقات وصول کرنے پر مامور فرمایا۔ انہیں ایک طویل تحریری فرمان بھی عطا فرمایا۔

وفد غسان۔۔۔۔۳۶

آمد:۔ رمضان ۱۰ ہجری

تعداد:۔ تین افراد۔ ابن سعد نے تیرہ آدمی لکھے ہیں جو حضرت رملہؓ بنت حارث کے گھر ٹھہرائے گئے۔

عہدِ نبویؐ میں قبائلِ عرب کے علاقے (جنوبی حصہ)

اہل غسان عربی النسل تھے، لیکن نصرانی ہو گئے تھے۔ قیصر روم کے نائب کی حیثیت سے عرب کے شمالی علاقہ پر حکمراں تھے۔ ان کا قبیلہ تعداد میں بڑا اور طاقتور تھے۔ ان میں سے صرف تین افراد حاضر ہو کر اسلام لائے۔(۱۵)

حق شناس

عرض کیا۔۔ تمام اہل عرب آپؐ کی تصدیق کر رہے ہیں۔ ہم نے سوچا کہ اہل بصیرت اس پر تاسف کریں گے کہ تمام قبائل میں ہم ہی برے ہیں۔ اپنی قوم کے بارے میں کہا کہ قیصر کے تقرب اور حکمرانی کے لالچ کی وجہ سے ان کے اسلام لانے کی توقع کم ہے۔ یہ لوگ اپنے قبیلہ میں لوٹ گئے۔ رخصت کے وقت انہیں زاد راہ اور تحائف دیئے گئے۔ دو افراد کی موت اسلام پر ہوئی۔ تیسرے نے دور فاروقی میں یرموک کے جہاد میں حصہ لینے کی خاطر حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح امیر لشکر پر اپنے اسلام کو ظاہر کیا۔ وہ ان کی بڑی قدر کرتے تھے۔(۱۶)

وفد کندہ۔۔۔۔۳۷

آمد:۔ سنہ ۱۰ ہجری

تعداد:۔ ۶۰ یا ۸۰ سوار۔ حضرت اشعثؓ بن قیس رئیس وفد تھے جو اسلام قبول کر چکے تھے۔

یمن کے شہر حضر موت میں کندی خاندان کی حکومت تھی۔ حاکم اشعث

تھے۔ وفد کے افراد کی کاکلیں بڑھی ہوئی اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا تھا۔ بڑی شان سے آئے۔ ریشمی عبائیں جن پر سونے کا پتر چڑھا ہوا تھا زیب تن تھے۔ سنجاف و حریر کی چادریں کاندھے پر پڑی تھیں۔ سب کے سب ہتھیار سے آراستہ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو فرمایا:

"کیا تم نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا؟"

عرض کیا۔۔ ہم مسلمان ہیں۔

فرمایا۔۔ پھر یہ ریشم کیسا پہن رکھا ہے؟

زبان نبوت سے یہ سنا تو فوراً ریشمی لباس پھاڑ پھینکا۔

حضورؐ نے رخصت کے وقت ہر ایک کو دس اوقیہ اور اشعث کو بارہ اوقیہ چاندی تحفہ میں عطا فرمائی۔(۱۷)

وفد حضرموت۔۔۔۔ ۳۸

ابن سعد نے اس وفد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ وفد کندہ کے ہمراہ خدمت اقدسؐ میں حاضر ہوا۔ اس میں حضرموت کے شاہی خاندان بنی ولیعہ کے لوگ تھے۔ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ان کی آمد سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس ایک شخص بادشاہوں کی اولاد میں سے آئے گا۔ جب وائل بن حجر آئے تو آپؐ نے ان کو خوش آمدید کہا۔ ان کے لئے اپنی چادر مبارک بچھائی اور اپنے

شاہ حضرموت وائل بن حجر نے عرض کیا کہ حب اسلام اور شوق ہجرت میں حضرموت سے آیا ہوں۔ آپؐ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا میں فرمایا۔۔۔ اے اللہ! وائل' اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت عطا فرما۔ پھر حکم ہوا کہ "الصلوٰۃ جامعۃ" کی صدا لگائی جائے تاکہ لوگ جمع ہو جائیں۔ یہ شاہ حضرموت کی آمد پر خوشی کا اظہار تھا۔ پھر سب کے سامنے فرمایا۔۔۔ اے لوگو! یہ وائل بن حجر ہیں جو اسلام کی خاطر حضرموت سے آئے ہیں۔

آبگینہ کوہ پر عرضِ گراں جانی کرے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کو حکم دیا کہ انہیں لے جاؤ اور حرۃ میں کسی مکان میں ٹھہراؤ۔ وائل اونٹ پر سوار تھے اور حضرت معاویہؓ پاپیادہ تھے۔ شدت کی گرمی تھی جس سے پاؤں جھلس رہے تھے۔ حضرت معاویہؓ نے کہا مجھے اپنے اونٹ پر بٹھالو۔ جواب دیا۔۔۔ تم بادشاہوں کے ہم نشینوں میں سے نہیں ہو۔ کہا۔۔۔ اچھا اپنے جوتے دے دیجئے تاکہ پہن کر پیروں کو جلن سے بچالوں۔ جواب دیا۔۔۔ نہیں' تمہارے پہننے کے بعد میں یہ جوتے نہیں پہن سکتا۔ البتہ اپنی اونٹنی کی تیزی کم کرتا ہوں تاکہ تم اس کے سائے میں چلو۔ تمہارے شرف کے لئے یہی کافی ہے۔ حضرت معاویہؓ نے یہ تفصیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو

سنائی۔ فرمایا۔۔۔ بے شک ابھی ان میں جاہلیت باقی ہے۔ جب حضرت امیر معاویہؓ امیر المومنین بنے تو یہی وائل ان کے پاس گئے۔ انہوں نے وائل کو پہچان لیا۔ انہیں اپنے سے قریب ترکیا اور وہ بات یاد دلائی۔ انہیں اپنی طرف سے قیمتی عطیہ دینا چاہا' لیکن وائل نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔

جب یہ وفد لوٹنے لگا تو آپؐ نے انہیں ایک تحریر عطا فرمائی۔

"یہ فرمان محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے وائل بن حجر شاہ حضرموت کے لئے ہے کہ تم اسلام میں داخل ہوئے اور ایمان لائے۔ جو زمین اور قلعے تمہارے قبضے میں ہیں وہ میں نے تمہارے لئے کردیئے۔ تم سے دس میں سے ایک حصہ لیا جائے گا جس پر صاحب عدل غور کرے گا۔ میں نے تمہارے لئے یہ شرط کی ہے کہ تم اس میں کمی نہ کرنا جب تک دین قائم ہے اور نبیؐ و مومنین اس کے مددگار ہیں۔" (۱۸)

وفد بنی حنیفہ۔۔۔۳۹

آمد:۔ سنہ ۱۰ ہجری

یہ وفد جو دس بارہ افراد پر مشتمل تھا اس میں مسیلمہ بن حبیب الحنفی الکذاب بھی شامل تھا۔ سلمٰی بن حنظلہ امیر وفد تھے۔

اس وفد کو بنو نجار کی ایک خاتون رملہؓ بن حارث کے گھر میں ٹھہرایا گیا تھا۔ ابن کثیر کا بیان ہے کہ بنت حارث کا نام مسیلمہ تھا۔ اس وفد کی ضیافت میں روٹی' دودھ' گھی' کھجور اور گوشت صبح و شام بھیجا جاتا تھا۔

حضرت ثمامہؓ بن اثال کی کوشش سے بنی حنیفہ میں اسلام پھیلا۔ وفد کے ارکان اسلام لے آئے۔ مسیلمہ بہت سے کپڑے اوڑھے حاضر ہوا۔ اپنی جماعت کے ساتھ اسلام قبول کرلیا لیکن یمامہ لوٹ کر مرتد ہوگیا اور نبوت میں شرکت کا دعویٰ کر بیٹھا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بنی حنیفہ کا وفد جب ملنے آیا تو مسیلمہ کو قیام گاہ پر سامان کی حفاظت کی خاطر چھوڑ آیا۔ وفد نے اسلام قبول کرلیا اور کہا ہم اپنے ایک ساتھی کو خیموں پر چھوڑ آئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔۔ وہ تم سے مقام و منزلت کے لحاظ سے برا نہیں۔ سب کی طرح اسے بھی پانچ اوقیہ چاندی دینے کا حکم دیا۔(۱۹)

کہنے لگا آپؐ جانتے تھے کہ میں نبوت میں شریک کیا جا رہا ہوں۔ آپؐ کی نبوت کی صداقت کی گواہی بھی دیتا ہوں۔ قرآن مجید کے جواب میں سجع گوئی شروع کردی اور کہنے لگا کہ مجھ پر بھی وحی آتی ہے۔(۲۰)

حریمِ ہوس

اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسب ذیل خط لکھا:

مسیلمہ کی طرف سے محمد رسول اللہؐ کی طرف امّابعد! مجھے امر نبوت میں آپؐ کے ساتھ شریک کردیا گیا ہے۔ نصف زمین ہمارے لئے اور نصف قریش کے لئے ہے، لیکن قریش ایسی قوم ہے کہ عدل سے کام نہیں لیتی۔"

ٹکا سا جواب

اس کے جواب میں یہ خط بھیجا گیا۔

"محمد رسول اللہؐ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کے نام۔"

سلام اس پر جس نے ہدایت کا اتباع کیا۔ حمد و ثناء کے بعد۔ بات یہ ہے کہ زمین ساری اللہ کی ہے۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور اچھا انجام متقی کا ہوتا ہے۔

مسیلمہ بن حبیب کو کذاب کا لقب حضورؐ نے دیا۔(۲۱)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مغرور مسیلمہ ملنے نہیں آیا۔ حضورؐ خود حضرت ثابتؓ بن قیس بن شماس کے ہمراہ اس کے پاس گئے۔ اس نے کہا اپنے بعد آپؐ مجھے قائم مقام نامزد فرمائیں۔ آپؐ کے دست مبارک میں ایک کھجور کی چھڑی تھی۔ فرمایا۔۔ اگر تو یہ بھی مانگے تو نہیں دوں گا۔ اللہ نے تیرے لئے جو مقدر فرمایا ہے اس سے تو سر مو تجاوز نہیں کرے گا۔

حضرت ابو ہریرۃؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک خواب میں دیکھا کہ ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن ہیں۔ یہ دیکھ کر گھبراہٹ ہوئی۔ کہا گیا پھونک مارو۔ پھونک سے کنگن اڑ گئے۔ اس خواب کی تعبیر دو جھوٹے دعویدار نبوت تھے۔ ایک یہی مسیلمہ صاحب یمامہ اور دوسرا یمن کا اسود عنسی۔ دور صدیقی میں مسیلمہ حضرت وحشیؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔(۲۲) اسود عنسی کو عہد نبوت ہی میں کیفر کردار کو پہنچا دیا گیا۔

عجمی نقشِ اوّلیں

سنہ ٦ ہجری کے واقعات میں کسرائے فارس خسرو پرویز کی گستاخی کے سلسلے میں یمن کے ایرانی گورنر باذان بن ساسان کے مسلمان ہونے کا ذکر ہو چکا ہے۔ ایران سے ناتا توڑنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امارت پر برقرار رکھا۔ یہ یمن میں اسلام کے پہلے گورنر تھے اور امرائے عجم میں سے پہلے ایمان لانے والے۔(۲۳)

یمن کا نظم و نسق

سنہ ۱۰ ہجری میں ان کے انتقال پر رسول اللہؐ نے ملکِ یمن کو انتظامی سہولت کے پیش نظر پانچ صوبوں میں تقسیم کردیا۔ کچھ حصہ ان کے بیٹے شہر بن باذان اور کچھ عامر بن شہر کے زیرِ حکومت رہنے دیا۔ ایک حصہ پر حضرت یعلیٰؓ بن اُمیہ، ایک حصہ پر حضرت ابو موسیٰؓ اشعری اور ایک حصہ کا حضرت معاذؓ ابن جبل کو حاکم مقرر فرمایا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابتدائی زمانہ اسلام میں یمن کے تین حصے یعنی صنعاء، الجند اور حضرموت (ظفار) تین عاملوں کے تحت تھے۔(۲۴) فتوح البلدان میں بلاذری نے یہ تفصیل دی ہے۔(۲۵)

حضرت خالدؓ بن سعید کو صنعاء کا امیر بحوالہ واقدی، بروایت دیگر حضرت مہاجرؓ بن امیہ بن مغیرہ کو صنعاء کا والی مقرر فرمایا۔ حضورؐ کے انتقال کے وقت بھی وہی حاکم تھے۔

بعض مورخ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت مہاجرؓ کو صنعاء کا والی اور حضرت خالدؓ بن سعید کو یمن کے بالائی حصہ کا والی بنایا تھا۔

ایک اور روایت یہ ہے کہ حضورؐ نے المہاجرؓ کو کندہ اور صدق کا والی مقرر فرمایا۔ آپؐ کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت زیادؓ بن لبید بیاضی (انصاری) کو یہاں کا والی بنایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیادؓ بن لبید کو حضرموت کا والی مقرر فرمایا تھا۔

حضرت معاذؓ بن جبل کو الجند کا والی مقرر فرمایا نیز یمن کی فصل خصومات اور تحصیل صدقات کا کام بھی ان کے سپرد فرمایا۔ انہیں مصدق بنایا یعنی وہ شخص جو اہل نصاب سے صدقات وصول کر کے بیت المال بھیجے۔ حضرت عمروؓ بن حزم انصاری کو نجران کا والی مقرر فرمایا اور ان کے بعد حضرت ابو سفیانؓ بن حرب کو مقرر فرمایا۔

شاہان یمن دامن اسلام میں

ملوک حمیر (یمن) کے قاصد زرعہ بن ذی یزن نے بھی اہل یمن کے اسلام قبول کرنے کی اطلاع مدینہ پہنچائی۔ اس لئے بھی یہاں نئے انتظامات کی ضرورت تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملوک حمیر کے نام یہ نامہ ارسال فرمایا:

RekhtaDownload.com

حضرت معاذؓ بن جبل کا مزار و مسجد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"محمد النبی رسول اللہؐ کی طرف سے الحارث بن عبد کلال و نعیم بن عبد کلال و شرح بن عبد کلال اور نعمان امیرذی رعین و معافرو ہمدان کے نام۔

امابعد۔۔ اگر تم نیکی پر قائم رہو' اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ نماز قائم رکھو' زکوۃ دیتے رہو' غنیمتوں میں سے اللہ کا پانچواں حصہ اور اس کے رسولؐ کا خالص حق ادا کرتے رہو تو اللہ اپنی ہدایت سے تمہاری رہنمائی کرے گا۔ اللہ کے مومنین کی املاک پر جو صدقہ مقرر کیا وہ نہری اور بارانی زمینوں میں عشر اور چاہی (کنویں کے ڈول سے سیراب ہونے والی) زمینوں میں نصف عشر کے حساب سے ہے۔"

تبوک سے واپسی پر قبیلہ اشعری کے دو بزرگ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو لے کر خدمت اقدسؐ میں حاضر ہوئے۔ بزرگوں نے کسی عہدے پر مامور کئے جانے کی خواہش ظاہر کی۔ حضورؐ کی زبان مبارک سے "ابوموسیٰ' ابوموسیٰ" کے الفاظ نکلے۔ انہوں نے عرض کیا۔۔ یا رسول اللہؐ! قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ آپؐ کو مبعوث فرمایا۔ میں یہاں آتے ہوئے ان بزرگوں کے منشاء سے واقف نہ تھا۔ ارشاد ہوا۔۔ جو کوئی خود سے کسی منصب کی خواہش کرے اسے ہرگز اس پر مامور

نہیں کروں گا۔(۲۶) ابو موسیٰ تم کو میں نے یمن کا عامل (گورنر) مقرر کیا۔(۲۷)

صحیح بخاری میں ہے کہ حجۃ الوداع سے پہلے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت معاذؓ بن جبل کو یمن روانہ فرمایا۔ ہر ایک کو الگ الگ حصہ پر حاکم (گورنر) بنایا۔ جغرافیائی حیثیت سے یمن دو حصوں میں منقسم ہے۔ بالائی اور زیریں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو یمن کے زیریں حصہ پر مقرر فرمایا جو ان کی قوم کا وطن تھا۔ انہوں نے اپنی خدمات نہایت کامیابی سے انجام دیں۔

حضرت معاذؓ ابن جبل کو یمن میں بالائی حصہ (جو عدن کی طرف ہے) کا حاکم بنایا گیا۔ حضرت معاذؓ کا قیام جند شہر میں تھا جہاں ان سے منسوب ایک مسجد اب بھی مشہور ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دو حضرات کو تلقین فرمائی کہ نرمی سے کام لینا۔ سختی نہ کرنا' لوگوں کو خوش رکھنا' رنجیدہ نہ کرنا' آخرت کے عذاب سے ڈرانا اور خیر پر خوشخبری سنانا۔ باہم میل جول سے رہنا۔

زباں سخن کو سخن بانکپن کو ترسے گا

امارت یمن پر روانگی سے پہلے حضرت معاذؓ بن جبل رخصتی سلام کے لئے حاضر ہوئے۔ تاجدارِ مدینہ نے کچھ دور تک ان کی مشایعت کی۔ حضرت معاذؓ اونٹ پر سوار تھے اور سرورِ کونینؐ پاپیادہ ساتھ چل رہے تھے۔

سواری سے اترنا چاہا تو منع فرما دیا۔

فرمایا -- معاذؓ! اب تمہیں گوناگوں اور پیچیدہ مسائل کا سامنا ہوگا' بتاؤ فیصلہ کس طرح کرو گے؟

عرض کیا -- کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کروں گا۔

فرمایا -- فرض کرو اگر کتاب اللہ میں کوئی واضح حکم نہ ملے تو!

عرض کیا -- سنت رسول اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔

فرمایا -- اور اگر وہ قضیہ ان میں سے نہ ہو جس کا رسولؐ نے فیصلہ کیا ہو؟

عرض کیا -- ایسی صورت میں قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ اس میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔

اس جواب کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر اپنا دست مبارک ان کے سینہ پر پھیر کر فرمایا:

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جس نے رسولؐ کے نمائندے کو اس چیز کی توفیق دی جس سے اللہ اور اس کا رسولؐ راضی ہے۔(۲۸)

حرف کی اک اک کرن روشنیٔ رہ گزار

وداع کے وقت فرمایا تم اہلِ کتاب میں سے جس قوم میں پہنچو پہلے اس سے کہنا کہ اللہ نے تجھ پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور

جب وہ یہ بات مان لیں تو پھر کہنا کہ اللہ نے تم پر سال بھر میں ماہ رمضان کے روزے فرض کئے ہیں اور جب وہ یہ مان لیں تو کہنا کہ اہل استطاعت پر بیت اللہ کا حج فرض کیا ہے' یہ بھی مان لیں تو بتانا کہ اللہ نے تمہارے اموال پر صدقہ فرض کیا ہے جو تمہارے امراء سے لے کر تمہارے غرباء کو دیا جائے گا اور جب یہ بات بھی مان لیں تو پھر اس قوم کی قیمتی جائیدادوں کی حفاظت اور اس کے مظلوموں کی دادرسی تم پر فرض ہے۔ مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا کیونکہ پھر اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب اور پردہ نہیں ہو گا۔(۲۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری بات جو فرمائی وہ یہ تھی کہ اب شاید تم سے ملاقات نہ ہو۔ جب تم لوٹ کر مدینہ آؤ گے تو میرے بجائے میری قبر ملے گی۔ یہ سننا تھا کہ پروانۂ شمعِ نبوت بے اختیار رونے لگا۔ ہمہ تن چشم بنے رخ انور کو دیکھنے لگے۔

فرمایا -- روؤ نہیں۔ رونا شیطانی حرکت ہے۔

جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں ہر آفت سے محفوظ رکھے۔ حضرت معاذؓ بہ حسرت و یاس کبھی تاجدار مدینہ کو دیکھتے اور کبھی شہر دلبر کو۔

اہل یمن کو ایک فرمان میں لکھا:

"میں اپنے لوگوں میں سے بہترین شخص کو تمہارے لئے بھیجتا ہوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زرعہ بن ذی یزن کو تحریر فرمایا:

امابعد۔۔

"جب تمہارے پاس میرے پیامبر معاذؓ بن جبل اور ان کے ساتھی پہنچیں تو جتنا صدقہ اور جزیہ تمہارے ذمہ واجب ہو انہیں دے دینا۔ معاذؓ میرے فرستادوں کے امیر ہیں اور اپنے پیشروؤں میں زیادہ صالح ہیں۔ اس لئے تمہیں ان کے ساتھ نیک سلوک کا حکم دیتا ہوں۔ والسلام۔" (۳۰)

حضرت علیؓ یمن کی طرف

سنہ ۱۰ ہجری کے ماہ رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو دوسری مرتبہ سو سواروں کے ساتھ یمن کی طرف روانہ فرمایا۔ ابن اثیر کے بیان کے مطابق نجران کی طرف بھیجا گیا تاکہ لوگوں سے صدقات اور جزیہ وصول کرکے واپس آئیں۔ بوقت رخصت اپنے دست مبارک سے ان کے سر پر عمامہ باندھا اور انہیں لوا (جھنڈا) بھی عطا فرمایا۔ "مدارج النبوت" میں لکھا ہے کہ اپنی دستار مبارک انہیں عطا فرمائی جو تین پیچ والی تھی۔ (۳۱)

کلکِ گہر۔۔۔ کوکب بخت

حضرت علیؓ نے عرض کیا۔۔ یارسول اللہؐ! آپؐ مجھ نوعمر کو سن رسیدہ اہل کتاب میں قاضی بنا کر روانہ فرما رہے ہیں حالانکہ فصل خصومت تک نہیں جانتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست

مبارک حضرت علیؓ کے سینہ پر رکھ کر دعا مانگی:

"اے اللہ! اس کی زبان کو ثبات اور قلب کو ہدایت عطا فرما۔"

فرمایا۔۔ "اے علیؓ! جب کبھی دو جھگڑنے والے تمہارے پاس آئیں تو اس وقت تک حکم نہ دینا جب تک دوسرے کی بات بھی پوری طرح نہ سن لو۔"

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس نے زمین کو پھاڑ کر دانے سے کونپل کو نکالا وہ دن اور زندگی کے آخری لمحہ تک مجھے کسی قضیہ کے فیصلہ میں تام کو شک نہ ہوا۔ اس درجہ مہارت حاصل کر لی کہ زبان نبوت سے سند عطا ہوئی۔

"اس طرح قضا کرو جیسی علیؓ میں ہے۔" (۳۲)

داغِ فراق

رخصت کے وقت ارشاد ہوا۔۔ اے علیؓ! میں تمہیں روانہ کر رہا ہوں، لیکن تمہاری جدائی مجھ پر شاق ہے۔ کُفّار سے اس وقت تک نہ لڑنا جب تک ان کو اسلام کی دعوت نہ دو۔ اگر وہ ایمان قبول کریں تو انہیں اقامت صلوٰۃ کا حکم دو۔ قوم کے غرباء میں صدقات کی تاکید کرو۔ اگر وہ یہ احکام مان لیں تو پھر ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کرنا۔

بادِ مراد

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ

بن ولید کی جگہ حضرت علیؓ کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ خالدؓ کے ہمراہیوں میں سے جو تمہارے ساتھ (جہاد میں) جانا چاہے شریک ہو جائے اور جو واپس آنا چاہے آجائے۔(۳۳) حضرت علیؓ نے یمن پہنچ کر مقام قناۃ پر قیام کیا اور اطراف و جوانب میں اپنے اصحاب کو بھیج دیا۔ قبیلہ ہمدان کے لوگوں میں حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا مکتوب گرامی پڑھ کر سنایا۔ اسے سن کر سب کے سب ایک ہی دن میں مسلمان ہو گئے۔ اس کی اطلاع حضرت علیؓ نے بھجوائی تو حضورؐ فرط مسرت سے سجدہ میں گر گئے۔(۳۴)

سر اٹھایا تو دعا میں تین بار فرمایا-- سلامتی ہو اہل ہمدان پر ' سلامتی ہو اہل ہمدان پر ' سلامتی ہو اہل ہمدان پر۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے تمام یمن کے لوگ اسلام میں داخل ہوتے گئے۔

ایک جماعت نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا اور مجاہدوں پر تیراندازی کی۔ حضرت علیؓ نے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے بیس مردوں کو قتل کیا۔ اس کے بعد انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

قبیلہ مذحج کی جھڑپوں میں مال غنیمت میں اونٹ ' بکریاں اور بہت سے قیدی ملے اس میں سے خمس مدینہ روانہ کیا اور بقیہ مجاہدوں میں تقسیم فرمایا۔ ایک رنگے ہوئے چمڑے کے ٹکڑے میں کچھ سونا تھا جو مٹی سے جدا نہ ہوا تھا وہ بھی بھیجا جسے حضورؐ نے چار صحابہ حضرت عینیہؓ بن حصن

فزاری، حضرت اقرعؓ بن حابس، حضرت زید الخیلؓ اور علقمہؓ بن علاثہ میں تقسیم فرمایا۔

تلخئ ایام

قریش اور انصار کے چند افراد نے آپس میں کہا کہ ہمیں چھوڑ کر نجد کے سرداروں میں تقسیم ہو رہی ہے۔ آپؐ کو خبر ہوئی تو فرمایا کہ میں ان کی تالیف کر رہا ہوں۔ بنی تمیم کے ایک دراز قد شخص عبداللہ بن ذی خویصرہ نے اعتراض کیا اور کہا کہ انصاف کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا۔۔ اللہ سے ڈر۔ میں انصاف نہیں کروں گا تو پھر کون کرے گا؟ حضرت خالدؓ نے اس کی گردن اڑانے کی اجازت مانگی۔ فرمایا۔۔ نہیں! شاید کہ نماز پڑھتا ہو۔ حضرت خالدؓ نے کہا کہ کتنے ہی نمازی ایسے ہیں کہ ان کی زبان پر کچھ اور دل میں کچھ اور ہوتا ہے۔ فرمایا۔۔ مجھے دلوں کی کرید اور اندروں کی تحقیق کا حکم نہیں دیا گیا۔ پھر اس شخص کو دیکھ کر ارشاد ہوا:

"اس کی نسل سے وہ لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن مجید بلند آواز سے پڑھیں گے، لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ ایسے اسلام سے نکل جائیں گے جیسے کوئی تیر کمان سے جدا ہوتا ہے۔" (۳۵)

رنجشِ بے جا

ایک روایت "اسد الغابہ (۳۶)" اور "مدارج النبوت" (۳۷) میں یہ بھی ہے کہ حضرت علیؓ کو بھیجنے کی غرض وہ خمس لانا تھا جو حضرت خالدؓ

بن ولید نے حاصل کیا تھا۔ حضرت بریدہ اسلمیؓ کہتے ہیں کہ میں اس لشکر میں شامل تھا جو حضرت علیؓ سے کدورت رکھتا تھا۔ خمس میں کنیزیں بھی حضرت علیؓ کے حوالے کی گئیں۔ حضرت علیؓ نے ان میں سے ایک بہترین کنیز کو اپنے تصرف میں رکھا۔ یہ دیکھ کر حضرت بریدہؓ کی رنجش اور بڑھ گئی۔ انہوں نے حضرت خالدؓ سے اس کی شکایت کی۔ حضرت علیؓ سے بھی کہا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ یہ کنیز بھی مال خمس کا حصہ ہے؟ آپؓ نے تو ایسے تقسیم کرلیا جیسے آپؓ کو اجازت مل گئی ہو۔

حضرت بریدہؓ کہتے ہیں کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو معاملہ آپؐ کے سامنے رکھا۔

ارشاد ہوا۔۔ اے بریدہؓ! کیا تم علیؓ سے بغض رکھتے ہو؟ اور کیا تم نے اس میں مزید اضافہ کرلیا؟ علیؓ کو دوست رکھتے تو اس کی دوستی تمہیں مزید برقرار رکھتی۔ اے بریدہؓ! علیؓ کا خمس میں حصہ ایک کنیز سے بھی زیادہ ہے۔

حضرت بریدہؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میری نظر میں حضرت علیؓ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا۔(۳۸)

اشتیاقِ ملاقات

حضرت علیؓ ابھی یمن ہی میں تھے کہ اطلاع ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے مدینہ سے روانہ ہوگئے ہیں۔ حضرت علیؓ نے اپنی

جگہ ایک شخص کو نائب بنایا اور خود بہ عجلت ممکنہ مکہ مکرمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے چلے آئے۔ ان کے پیچھے نائب نے ہر مجاہد کو ایک حُلّہ (دو چادروں کا جوڑا) ان کپڑوں میں سے پہنایا جو حضرت علیؓ یمن سے ساتھ لانے کے لئے ان کے حوالے کر آئے تھے۔ جب یہ لوگ مکہ پہنچے تو حضرت علیؓ کے سامنے آئے تو آپؓ نے یہ حُلّے ان کے جسموں سے اتروادیئے۔ ان لوگوں نے اس کی شکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ آپؐ نے مجاہدوں کے سامنے خطبہ دیا:(۳۹)

"اے لوگو! علی کی شکایت نہ کرو۔ وہ اللہ کی راہ اور فرمانبرداری میں زیادہ سخت ہے۔"

RekhtaDownload.com

ماخذ اور حواشی

ہجرت کا دسواں سال

۱ مواہب لدنیہ قسطلانی جلد دوم صفحہ ۳۴۴

۲ طبقات ابن سعد حصہ دوم صفحہ ۱۲۸

۳ الوفا ابن جوزی صفحہ ۷۷۶

۴ (ا) صحیح مسلم جلد ۶ صفحہ ۱۵۱

(ب) البدایہ والنہایہ جلد ۶، ۵ صفحہ ۱۵۴

۵ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۵۸ حدیث نمبر ۸۵، ۱۴۸۳

۶ طبقات ابن سعد حصہ دوم صفحہ ۸۵

۷ مواہب لدنیہ قسطلانی جلد دوم صفحہ ۳۴۳

۸ زاد المعاد ابن قیم حصہ سوم صفحہ ۱۵۷

۹ وفود عرب بارگاہ نبوی میں طالب ہاشمی صفحہ ۲۱۴

۱۰ (ا) طبقات ابن سعد حصہ دوم صفحہ ۱۳۵

(ب) زاد المعاد ابن قیم جلد سوم صفحہ ۱۶۵

طباعت کی غلطی سے اس کا عنوان قدوم وفد غامہ دیا گیا ہے۔

غامہ نہیں غامد ہے کیونکہ تفصیل کا آخری حصہ ابن سعد کی تصدیق کرتا ہے۔

. مواہب لدنیہ قسطلانی جلد دوم صفحہ ۳۲۶

۱۲ (ا) تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۳۶۱

(ب) طبقات، ابن سعد حصہ دوم صفحہ ۱۳۷

۱۳ سیرت رسول کامل ابن ہشام جلد دوئم صفحہ ۱۳۷

۱۴ زاد المعاد ابن قیم حصہ سوم صفحہ ۱۱۱

۱۵ طبقات ابن سعد حصہ دوم صفحہ ۱۳۶

۱۶ سیرت المصطفیٰ محمد ادریس کاندھلوی حصہ سوم صفحہ ۲۹۲

۱۷ طبقات ابن سعد حصہ دوم صفحہ ۱۴۴

۱۸ (ا) طبقات ابن سعد حصہ دوم صفحہ ۱۵۰

(ب) البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ۶-۵ صفحہ ۱۵۷

۱۹ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ۶-۵ صفحہ ۱۱۳

۲۰ مختصر سیرت الرسول محمد بن عبد الوہاب ترجمہ خالد سیف صفحہ ۲۹۴

۲۱ زاد المعاد ابن قیم حصہ سوم صفحہ ۱۰۰

۲۲ اسد الغابہ ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۳۶

۲۳ اسد الغابہ ابن اثیر جلد ا صفحہ ۲۲۷

۲۴ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۲۳ صفحہ ۳۱۳

۲۵ فتوح البلدان البلاذری صفحہ ۱۱۴-۱۱۷

۲۶ صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۵۲ حدیث ۱۳۷۴-۱۳۷۲

۲۷ (ا) مہاجرین شاہ معین الدین حصہ اول صفحہ ۲۹۳

(ب) صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۵۴ حدیث نمبر ۱۴۷۵

۲۸ طبقات ابن سعد حصہ دوم صفحہ ۳۶۴

۲۹ صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۵۴ حدیث نمبر ۱۴۷۶

۳۰ فتوح البلدان بلاذری صفحہ ۱۱۵

۳۱ (ا) سیرت رسول کریمؐ ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۲۹۴

(ب) مدارج النبوت شیخ عبدالحق صفحہ ۵۶۹

۳۲ مواہب لدنیہ قسطلانی حصہ اول صفحہ ۵۰۲

۳۳ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۵۵ حدیث نمبر ۱۴۷۸

۳۴ سیرت رسول کریمؐ ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۲۹۳

۳۵ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۵۷ حدیث نمبر ۱۴۸۰

۳۶ اسد الغابہ ابن اثیر جلد ا صفحہ ۲۴۴

۳۷ مدارج النبوت شیخ عبدالحق صفحہ ۵۷۰

۳۸ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۵۶ حدیث نمبر ۱۴۷۹

۳۹ سیرت رسول کریمؐ ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۲۹۴

RekhtaDownload.com

حجۃ الوداع

مختلف نام

تاریخ نے اس یادگار حج کو چار ناموں سے موسوم کیا ہے۔ حجۃ البلاغ، حجۃ الاسلام، حجۃ الوداع اور حجۃ الاتمام والاکمال۔ اسے حجۃ الوداع کا نام اس لئے دیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف فرما دیا تھا۔

"مجھ سے مناسکِ حج سیکھ لو۔ میں آیندہ سال حج شاید نہ کرسکوں۔"

مکہ مکرمہ اور بیت اللہ کی آخری زیارت کی وجہ سے بھی حجۃ الوداع کہلاتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ آپؐ لوگوں سے رخصت ہوگئے یا آپ نے

RekhtaDownload.com

انہیں رخصت کر دیا۔

اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حج نہیں کیا۔ اس کے ۹۱ دن بعد سفر آخرت فرمایا۔ حجۃ البلاغ اس لئے کہا گیا کہ اس موقع کے خطاب میں قولاً" اور مناسک میں فعلاً" شریعت عوام الناس تک پہنچا دی گئی اور انہوں نے بہ یک زبان اس کی شہادت بھی دی۔ حجۃ الاسلام اس لئے کہ اسلام کے تمام دائمی قوانین کی تشریح فرما دی۔ نیز فرضیتِ حج کے بعد یہ پہلا اور آخری حج تھا۔ حجۃ الاتمام والاکمال اس لئے کہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مژدۂ تکمیل دین کی آیت نازل فرمائی۔ نعمتوں کے اتمام کے ساتھ اسلام کو دین کے طور پر پسند فرمایا۔ عبداللہ ابن عباسؓ اسے حجۃ الوداع کی بہ نسبت حجۃ الاسلام کہنا زیادہ پسند کرتے تھے۔

اعلانِ عام

سنہ ۱۰ ہجری کا ماہ ذی قعدہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا مصمم ارادہ فرمایا اور لوگوں میں اعلان کر دیا گیا۔(۱) آخری ہفتہ تک بے شمار لوگ امام الانبیاء خاتم النبیینؐ کی اقتدا میں اس عظیم فریضہ کا شرف حاصل کرنے مدینہ میں جمع ہو گئے۔ بعض مقامات پر چیچک کی وباء نے لوگوں کو شرکت سے محروم رکھا۔

کچھ قبائل راستے میں شامل ہو گئے۔ یمن کے لوگوں نے مکہ مکرمہ میں آکر شمولیت اختیار کی۔ جملہ شرکاء حج کی تعداد کے بارے میں روایات

میں اختلاف ہے۔ ۹۰ ہزار' ایک لاکھ چودہ ہزار اور بعض روایات میں ایک لاکھ چوبیس ہزار اور زرقانی کی شرح مواہب کے حوالے سے ایک لاکھ تیس ہزار کی تعداد بھی بتائی گئی ہے۔ بعض نے ایک لاکھ چوالیس ہزار کی تعداد لکھی ہے۔ ایک لاکھ چودہ ہزار تعداد پر زیادہ اتفاق ہے۔(۲)

مدینہ سے روانگی

ابن ہشام کے قول کے مطابق مدینہ میں حضرت ابودجانہ ساعدیؓ کو بروایت دیگر حضرت سباعؓ بن عرفطہ غفاری کو نائب مقرر فرمایا۔ ابن ہشام نے ابن اسحاق کے حوالے سے تاریخ روانگی ۲۵ر ذی قعدہ سنہ ۱۰ ہجری لکھی ہے۔(۳) ابن سعد نے تاریخ ۲۵ر ذی قعدہ اور دن شنبہ اور ذوالحلیفہ کے مقام پر نماز ظہر ۲ر رکعت قصر پڑھنا لکھا ہے۔(۴)

ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ ماہ ذی الحجّہ سے پانچ روز پیشتر بعزم حج روانہ ہوئے۔(۵)

ابن جریر طَبری نے لکھا ہے کہ ذی قعدہ کے ختم ہونے میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں۔ مسعودی کے بیان میں ہے کہ ذی قعدہ کے شروع ہونے میں پانچ شَبیں باقی تھیں کہ حج کو چلے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت بخاری میں ہے کہ ذی قعدہ میں پانچ دن باقی رہ گئے تھے کہ حج کے لئے نکلے۔

ابن حزم ظاہری کے قول کے مطابق ماہ ذی قعدہ کی ۲۵ر تاریخ بروز جمعرات بعد نماز ظہر روانہ ہوئے۔ ذوالحلیفہ میں رات گزاری اور حج و عمرہ

کا ایک ساتھ یعنی قران کا احرام باندھا۔ قربانی کے اونٹ ساتھ تھے۔(۶)

صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ذی قعدہ میں پانچ دن باقی رہ گئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کیلئے روانہ ہوئے۔(۷)

"زادالمعاد" میں ابن قیمؒ نے دن کے بارے میں ابن حزم سے اختلاف کرتے ہوئے جمعرات کے بجائے ہفتہ کا دن تحریر کیا ہے۔ مسجد نبوی میں ظہر کی نماز چار رکعت ادا فرمائی۔ پھر سفر کی تیاری فرمائی۔ بالوں میں تیل ڈالا۔ کپڑے بدلے' چادر اوڑھی اور ظہر و عصر کے مابین روانہ ہوئے۔(۸)

مدینہ سے چھ میل پر میقاتِ مدینہ ذوالحلیفہ میں قصر کر کے عصر کی نماز پڑھی اور شب گزاری۔ تمام ازواج کے پاس گئے اور صبح غسل جنابت فرمایا۔ ذوالحلیفہ میں عصر' مغرب' عشاء دوسرے دن فجر اور ظہر کی نمازیں ادا فرمائیں۔

کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

نماز ظہر کے بعد مصلے پر بیٹھے بیٹھے تہلیل کی۔ غسل کر کے لوگوں کو تعلیم دینے کیلئے اونٹنی "قصواء" پر چڑھ کر احرام باندھا۔ حضرت عائشہؓ نے عمدہ خوشبو لگائی' حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب اونٹنی پر سوار ہوئے اور وہ مسجد ذوالحلیفہ کے پاس کھڑی ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے باآواز بلند تلبیہ کہا۔(۹)

لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک

ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک

تمام صحابہ کرامؓ کو بھی زور زور سے تلبیہ کہنے کا حکم دیا۔ ساری فضا، دشت و جبل لبیک کی صدائے بازگشت سے گونج اٹھے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ احرام باندھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ قربانی کا جانور ساتھ لائے ہیں وہ حج اور عمرہ دونوں کی نیت کریں اور احرام اس وقت تک نہ کھولیں جب تک یہ دونوں کام انجام نہ دیں۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کے جانوروں کے قلاوے اپنے ہاتھ سے بانٹے(۱۰) بُدنہ (قربانی کا جانور) کے گلے میں نعل اور تلوار کے میانوں کے دوسروں کا ہار ڈالا۔ داہنی طرف سے کوہان چیرا یعنی شعار کیا۔ مسعودی نے اونٹوں کی تعداد ۶۰ لکھی ہے۔(۱۱) قربانی کے جانور حضرت ناجیہؓ بن جندب کے سپرد کیے گئے۔

اس سفر میں ازواج مطہرات میں نو بیویاں اور صاحبزادی بی بی فاطمہؓ ساتھ تھیں۔ اثنائے سفر میں حضرت ابوبکرؓ کی زوجہ اسماءؓ بنت عمیس کے ہاں ذوالحلیفہ میں لڑکا تولد ہوا جن کا نام محمد بن ابوبکر رکھا گیا۔(۱۲) حضرت

عائشہؓ مقام سرف پر پہنچیں (جو کہ مکہ سے ۶ تا ۱۲ میل ہے) تو حائضہ تھیں۔ روتے ہوئے پوچھا: "یارسولؐ اللہ! اب کیا کروں، عمرہ نہ کرسکوں گی؟" فرمایا: "یہ تو آدم کی تمام بیٹیوں پر لازم ہے۔ وہ سارے کام کرو جو ہر حاجی کرتا ہے بجز طواف کے۔ سر کھول کر بالوں میں کنگھی کرو اور عمرے کو رہنے دو۔ حج کی نیت سے احرام باندھ لو۔" جب حج سے فارغ ہو چکیں تو حضرت عائشہؓ کو ان کے بھائی عبدالرحمٰنؓ کے ساتھ تنعیم (مکہ کی میقات) پر عمرہ کا احرام باندھنے بھیجا۔ حضورؐ نے فرمایا یہ عمرہ اس کے بدلے میں ہے جو تم نے حیض کی وجہ سے ترک کیا تھا۔(۱۳)

احکام

حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے فرمایا کہ تم سب احرام اتار دو۔ عرض کیا --- اور آپؐ؟ فرمایا: میں نے قربانی کے جانور کے گلے میں قلادہ باندھا ہے جب تک ذبح نہ کرلوں احرام نہیں کھول سکتا اور اپنے بالوں کو گوند سے چپکا لیا ہے۔(۱۴)

ذوالحلیفہ سے مکہ کیلئے وہ راستہ اختیار فرمایا جس میں شجرہ نامی مقام آتا ہے۔ مسجد شجرہ میں نماز ادا فرمائی۔

فتح مکہ کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آتے جاتے جن جن مقامات پر نمازیں ادا فرمائی تھیں وہاں برکت کے لئے مساجد تعمیر کرلی گئی تھیں۔ اس سفر میں آپؐ نے وہاں نمازیں پڑھیں۔ حضرت جابرؓ

بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جدھر دیکھتا ہر طرف آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ پیادہ بھی سوار بھی۔

حضرت عقبہؓ بن عامر کی بہن نے پیدل حج کی نذر مانی تھی۔ پوچھنے پر ارشاد ہوا پیدل بھی چلو اور سوار بھی ہو جاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے کو دیکھا کہ دو بیٹوں کے درمیان سہارے سے چل رہا ہے۔ اس نے بھی پیدل حج پر جانے کی نذر مانی تھی۔ فرمایا -- اس سے کہو کہ سوار ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کی مشقت سے بے نیاز ہے۔

حدی خواں

اس سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے اونٹوں کا حدیٰ خواں حضرت براءؓ بن مالک کو (جو حضرت انسؓ بن مالک کے حقیقی بھائی تھے) مقرر فرمایا جو بڑے خوش آواز تھے اور اکثر سفروں میں حدیٰ (گیت) پڑھتے تھے۔ عورتوں کے کاروانِ شتر پر حضرت انجشہؓ جو ایک حبشی غلام تھے۔ حدی خواں بنائے گئے۔ بڑی خوش الحانی سے حدی (گیت) پڑھتے تھے جس سے اونٹ مست ہو کر تیز چلنے لگتے۔ جب اونٹ بہت تیز رو ہو جاتے تو حضورؐ فرماتے۔ انجشہ اونٹوں کو آہستہ چلاؤ۔ کمزور مخلوق (عورتوں) سے نرمی کرو۔ (۱۵)

زادِ راہ

راستہ پیدل آدمی کی سہولت کے پیش نظر ۹ دن میں طے ہوا۔

آپؐ کی اونٹنی پر ایک بوسیدہ پالان تھا۔ جس کے نیچے چادر تھی جس کی قیمت چار درہم سے زیادہ نہ تھی۔ یہ ایسا حج تھا جس میں ریا کا کوئی شائبہ تک نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کا سامان ایک ہی اونٹ پر تھا جو حضرت ابوبکرؓ کے غلام کے پاس تھا۔ مقامِ عرج پر اس کا انتظار کیا جا رہا تھا کہ غلام آیا اور کہا کہ اونٹ گم ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ اسے مارنے لگے حضورؐ نے مسکرا کر فرمایا۔

"اس محرم کو دیکھو یہ کیا کر رہا ہے؟" (۱۶)

قبیلہ بنی اسلم کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ زادِ راہ والا اونٹ گم ہو گیا ہے تو چھوارے اور روغن لائے۔ آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو یاد کیا اور فرمایا کہ اللہ نے طیّب غذا فراہم کر دی ہے۔ سب نے سیر ہو کر کھایا۔ حضرت صفوانؓ بن معطل جو کارواں کے مقدمہ پر مامور تھے۔ حاضر ہوئے اور پوچھا کیا آپ کی کوئی چیز گم ہو گئی ہے؟ فرمایا ہاں! سامان والا اونٹ۔ عرض کیا' وہ مل گیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جا کر دیکھا' تمام سامان موجود تھا بجز ایک پیالے کے۔ غلام نے کہا کہ وہ میرے پاس ہے۔

میزبانِ ثانی

حضرت سعدؓ بن عبادہ اپنے صاحبزادے کے ساتھ آئے اور عرض کیا۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کا اونٹ گم ہو گیا ہے۔ ہمارے ساتھ دو اونٹ ہیں ان میں سے ایک قبول فرمالیجیے۔ ارشاد ہوا۔۔ اللہ کا شکر ہے

کہ وہ اونٹ مع سامان کے مل گیا۔

عرض کیا -- پھر بھی اسے قبول کر لیجئے۔

ارشاد ہوا -- اللہ تمہیں برکت دے۔ جس دن سے ہم مدینہ آئے ہیں تمہارے ہی مہمان ہیں۔

حضرت سعدؓ نے کہا -- یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا احسان ہے۔ ہمارے مال میں سے جو آپؐ قبول فرمالیں وہ ہمیں زیادہ محبوب ہے۔

فرمایا -- اللہ تعالیٰ نے تمہیں اچھے اخلاق عطا فرمائے ہیں۔ یہ اس کی دین ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ حضرت سعدؓ کے صاجزادے نے عرض کیا -- زمانۂ جاہلیت میں بھی ہمارا قبیلہ میزبانی میں سب کا پیشوا تھا۔

فرمایا -- انسان سونے چاندی کے کان کی مانند ہے۔ زمانہ جاہیت کا شریف اسلام میں بھی شریف ہے بشرطیکہ صاحبِ عقل ہو۔ مقام ابوا میں حضرت صعبؓ بن جشامہ گور خر کے گوشت کا ہدیہ لائے۔ محرم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں فرمایا۔ راستہ میں ایک جگہ "لحی جمل" میں سرمبارک کے درمیان پچھنے بھی لگوائے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس کا سبب ایک بیماری بتاتے ہیں۔ (۱۷)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ یمن سے آکر مقام بطحاء میں حاضر خدمت ہوئے۔ دریافت فرمایا -- تم نے احرام کس نیت سے باندھا ہے؟ عرض کیا۔ جس چیز کا آپؐ نے باندھا ہے، اسی کی نیت کی ہے۔ فرمایا -- کیا

تمہارے ساتھ قربانی کا جانور ہے؟ عرض کیا۔۔ نہیں ارشاد ہوا۔ پھر تم عمرہ کر کے احرام کھول دو۔ حضرت معاذؓ بن جبل حجۃ الوداع میں شریک نہیں ہو سکے۔ وہ یمن ہی میں مقیم رہے۔

منزلیں

ابطح کے مقام پر چمڑے کے سرخ خیمہ میں آپؐ نے آرام فرمایا۔ حضرت بلالؓ آپؐ کے وضو کا بچا ہوا پانی لے کر باہر نکلے۔ لوگوں نے جھپٹ کر چہروں پر مل لیا۔ جسے نہ ملا اس نے ملنے والے کے ہاتھ کی تری ہی کو حاصل کر لیا۔ حضرت بلالؓ نے ایک جگہ نیزہ بطور سترہ گاڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے۔ تہہ بند اونچا تھا' پنڈلیاں نظر آ رہی تھیں۔ پہلے ظہر اور عصر کی قصر نماز پڑھائی۔ سترہ (نیزہ) کے سامنے سے لوگ گزر رہے تھے۔

مکہ میں داخلہ

ابطح سے روانہ ہو کر مکہ کے قریب ذی طویٰ میں زاہر کے چشموں کے پاس دو گھاٹیوں کے درمیان رات کو قیام فرمایا۔ صبح کی نماز کے بعد غسل کیا۔ ۵ ذی الحجہ کی تاریخ تھی کہ ثنیۃ العلیا یعنی بطحاء کی بلند گھاٹی سے جسے کدا اور حجون بھی کہتے ہیں۔ (۱۸) دن کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر باب بنی شیبہ پر پہنچے۔ فتح مکہ کے موقع پر بھی اسی راستہ سے داخل ہوئے تھے۔ بنی عبدالمطلب کے بچے استقبال کے لئے دوڑے آئے۔ آپؐ

اونٹ پر ایک بچے کو آگے اور ایک بچے کو پیچھے بٹھالیا۔ جب آپؐ کی نظر بیت اللہ پر پڑی تو دونوں ہاتھ بلند کر کے فرمایا:

"اے اللہ! اس گھر کی تشریف و تعظیم و تکریم و ہیبت میں اضافہ فرما جو شخص اس گھر کو شرف و عظمت دے اور اس کا حج و عمرہ کرے تو اس کی تشریف، تکریم، تعظیم اور نیکی میں اضافہ فرما۔"

مسجد الحرام میں داخل ہونے کے بعد تحیۃ المسجد کی دو رکعات کا حکم نہیں ہے کیونکہ بیت اللہ کا تحیہ طواف ہے۔

اعلان کیا گیا کہ جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور ھدی (قربانی) کا جانور نہ لایا ہو اسے چاہئے کہ عمرہ کر کے احرام کھول دے۔ جس کے ساتھ ھدی ہو وہ جانور کے ذبح ہونے تک احرام نہ کھولے۔ جس نے صرف حج کا احرام باندھا ہو وہ اس کو عمرہ میں تبدیل کر لے۔

قربانی کے سلسلہ میں حکم ہوا کہ اونٹ اور گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

عمرہ کا طریقہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا طریقہ بیان فرمایا کہ پہلے کعبہ کا طواف کرو۔ پھر صفا و مروہ میں سعی کرو۔ جن لوگوں کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے۔ وہ بال منڈوائیں یا کتروائیں اور احرام کھول دیں۔ اب وہ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہیں۔ ۸ر ذی الحجہ یوم ترویہ کو حج تمتع کا

احرام باندھیں جن کے ساتھ ھَدی (قربانی کا جانور) ہے وہ احرام نہ کھولیں ان پر پابندیاں برقرار ہیں۔

طواف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرما کر احرام کی چادر کو بغل سے نکالا۔ حجر اسود کو بوسہ دیا۔ طواف شروع کیا تو تین چکر دوڑ (تیزی) کے ساتھ، چار چکر معمولی رفتار سے مکمل فرمائے۔ ہر چکر میں حجر اسود کا استلام (بوسہ دینا) کیا اور رکن یمانی کو چھوا۔ ارشاد ہوا۔ رکن یمانی پر ستر فرشتے ہیں جو اس دعا پر آمین کہتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

حجر اسود کے استلام کے سلسلے میں یہ بھی روایت ہے کہ جب آپؐ حجر اسود کے سامنے آتے تو مِحجن (ایک عصا جس کا سر ٹیڑھا تھا) سے اشارہ فرماتے اور مِحجن کے سر کو بوسہ دیتے۔ کبھی ہاتھ سے چھو کر ہاتھ کو بوسہ دیتے۔ کبھی لب مبارک کو سنگ اسود پر رکھ کر بوسہ دیتے۔

اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ بیماری کی وجہ سے طواف کے قابل نہ تھیں حکم ہوا کہ تم سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے طواف کر لو۔ طواف کے دوران آپؐ نے ایک شخص کو دیکھا کہ رسّی سے اپنا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ سے باندھ رکھا ہے۔ آپؐ نے رسّی کاٹ دی اور فرمایا اپنے ہاتھ سے اسے

پکڑلو۔ طواف مکمل کر کے آپ

مقام ابراہیم پر تشریف لائے تو یہ آیت پڑھی۔

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى

(بقرہ آیت نمبر: ۱۲۵)

ترجمہ! مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ۔

یہاں دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ پہلی رکعت میں سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ احد کی تلاوت فرمائی۔ نماز کے بعد حجر اسود کو بوسہ دیا۔ صفا پہاڑی کی جانب واقع دروازے باب بنی مخزوم سے باہر تشریف لے گئے اور پہاڑی کے قریب پہنچ کر آیت تلاوت فرمائی۔

سعی

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ

(بقرہ آیت: ۱۵۸)

ترجمہ! "بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔"

ارشاد ہوا ــــ ہم طواف اسی پہاڑی سے شروع کرتے ہیں۔ کوہ صفا پر چڑھ کر بیت اللہ کی طرف رخ کیا اور توحید و کبریائی بیان فرمائی۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

قَدِيْرٌ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، اَنْجَزَ وَعْدَهٗ

وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

ترجمہ! "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اسی کی ہے۔ سب تعریف اسی کیلئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور اس اکیلے نے تمام لشکروں کو شکست دے دی۔"

پھر دعا مانگی۔ یہ عمل تین بار دہرایا۔ صفا سے مروہ کی طرف سعی شروع کی۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ سعی سواری پر کی۔ قسطلانی کا بیان ہے کہ پہلے پیدل سعی فرمائی جب ہجوم بڑھ گیا تو اونٹنی پر سوار ہو گئے۔(۱۹) بطن وادی میں تیز اور چڑھائی پر آہستہ چلے۔ مروہ کی پہاڑی پر پہنچ کر بھی وہی عمل کیا جو صفاء پر کیا تھا۔ ساتویں چکر پر مروہ پر پہنچ کر فرمایا:

"اگر مجھے پہلے معلوم ہو جاتا جو بعد میں معلوم ہوا تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اور اس احرام کو عمرہ میں تبدیل کر دیتا۔"

ارشاد ہوا۔۔ جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو اب وہ احرام کھول دے۔

حضرت سراقہؓ بن جعشم نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔

یہ (حج تمتع) ہمیشہ کیلئے ہے یا اسی سال کیلئے۔ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرتے ہوئے دو مرتبہ فرمایا۔ قیامت تک کیلئے عمرہ ایام حج میں داخل ہو گیا۔ حج تمتع کرنے والوں میں جن کو

قربانی کا جانور میسر نہ ہو ہدایت فرمائی کہ وہ ایام حج میں تین روزے رکھیں اور باقی سات روزے اپنے گھروں پر پہنچ کر رکھیں۔(۲۰)

ایامِ جاہلیت میں حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا گناہ سمجھا جاتا تھا ذی الحجہ کے مہینے میں عمرہ کرنے کا حکم دیا تو بہت سوں کو یہ بات عجیب معلوم ہوئی۔

سعی کے اختتام پر مروہ سے اتر کر آپؐ نے مکہ کے باہر چار دن یعنی اتوار، پیر، منگل اور بدھ قیام فرمایا۔ اس دوران نمازیں قصر کرکے ادا فرمائیں۔(۲۱)

یمن کے لوگ حج کے لئے آتے ہوئے زادِ راہ نہیں لاتے تھے اور اسے توکل قرار دیتے تھے۔ مکہ میں پہنچ کر لوگوں کے آگے دستِ سوال پھیلاتے تھے۔ اللہ نے منع فرمایا اور سورۂ بقرہ کی آیت ۱۹۷ نازل ہوئی:

وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ

ترجمہ! زادِ راہ لے لیا کرو کیونکہ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔
(سوال کرنا تقویٰ کے منافی ہے۔)

تجارت

قدیم زمانے سے موسم حج میں مکہ کے قریب عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز میں بازار لگا کرتے اور خوب تجارت ہوتی۔ صحابہ کرامؓ نے ان دنوں تجارت کو گناہ سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے اس غلط فہمی کو دور فرمایا:

لَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّکُمۡ

(سورۂ بقرہ آیت (۱۹۸)

ترجمہ! (اگر موسم حج میں) اپنے رب کا فضل تلاش کرو (یعنی تجارت) تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔

حضرت علیؓ کی یمن سے آمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ ادا کر چکے اور دوسرے لوگ جو ھدی ساتھ نہیں لائے تھے احرام کھول چکے تو اس وقت حضرت علیؓ یمن سے مکہ معظمہ پہنچے۔ انہوں نے حضرت فاطمہؓ کو دیکھا کہ سرمہ لگائے رنگین کپڑوں میں ملبوس ہیں تو حضرت علیؓ نے اسے اچھا نہیں سمجھا۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کیا ہے۔ حضرت علیؓ دریافت حال کے لئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے فرمایا -- فاطمہؓ نے "سچ کہا۔ سچ کہا۔"

پوچھا--- تم نے کس نیت سے احرام باندھا ہے؟

عرض کیا -- میں نے تو یہ کہا کہ اے اللہ جس چیز کا احرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے میں بھی اسی نیت سے احرام باندھتا ہوں۔

فرمایا -- میرے ساتھ قربانی کا جانور ہے (اور تمہارے ساتھ بھی)

لہٰذا تم احرام نہ کھولو۔ مدینہ اور یمن سے لائے ہوئے قربانی کے اونٹوں کی جملہ تعداد ایک سو تھی جن میں حضورؐ کے مدینہ سے لائے ساٹھ ۶۰ اونٹ بھی شامل تھے۔(۲۲)

ایامِ حج

بروز اتوار ۸ر ذی الحجہ سنہ ۱۰ ہجری یوم ترویہ کو سب نے مقام ابطح میں احرام باندھا۔ تلبیہ لبیک اللھم لبیک کہتے ہوئے مکہ مکرمہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ مکہ میں مدت قیام چار دن تھی۔ منیٰ میں اپنے اپنے وقت پر ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں۔

۹ر ذی الحجہ سنہ ۱۰ ہجری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی رات منیٰ میں بسر فرمائی۔
۹ر تاریخ کو نمازِ فجر وہیں ادا کی۔ سورج نکل آیا تو عرفات روانہ ہوئے۔

قریش کا معمول تھا کہ بجائے عرفات کے مشعرِ حرام (جو مزدلفہ میں واقع تھا) میں ٹھہرتے کیونکہ وہ حرم کی حدود میں تھا۔ کسی اور جگہ ٹھہرنا وہ اپنی شان کے منافی سمجھتے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ آپؐ یہیں پر ٹھہریں گے۔ لیکن آپؐ نے میدانِ عرفات میں مقام نمرہ پر نصب شدہ کمبل کے خیمہ میں قیام فرمایا۔ زوال کے بعد اونٹنی قصواء کو تیار کرنے کا حکم دیا۔ اس پر سوار ہو کر عرفات کے مقام بطن وادی میں تشریف لائے اور لوگوں سے خطاب فرمایا:(۲۳)

ترجمہ

اللہ کی حمد و ثناء کے بعد۔۔

لوگو! میری بات غور سے سنو' میرا خیال ہے کہ اس سال کے بعد اس جگہ پر تم سے نہ مل سکوں اور نہ شاید اس سال کے بعد آئندہ حج کر سکوں۔

وجہ فضیلت

لوگو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے بہت سے خاندان اور قبیلے بنا دیئے ہیں تاکہ پہچانے جاسکو۔"

یعنی باہم ایک دوسرے کو شناخت کر سکو' اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔ عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی برتری نہیں ہے اور نہ کسی کالے کو گورے پر' اور نہ گورے کو کالے پر' فضیلت اور برتری صرف پرہیزگاری کی بناء پر ہے۔

سب لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔

تمام دعوے باطل

خبردار! خون یا مال کا ہر وہ دعویٰ جس کے لوگ مدعی ہیں وہ میرے

قدموں تلے ہے (میں اسے باطل قرار دیتا ہوں) مگر بیت اللہ کی نگرانی اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت حسب دستور رہے گی۔

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا -- اے گروہ قریش!

قیامت کے روز ایسا نہ ہو کہ تم دنیا کے بوجھ اپنی گردنوں پر اٹھائے ہوئے آؤ اور لوگ آخرت کا سامان لے کر آئیں (یاد رکھو) اگر ایسا ہوا تو میں تمہیں اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکوں گا۔

خبردار! زمانۂ جاہلیت (قبل از اسلام) کی تمام رسمیں میرے قدموں کے نیچے روند دی گئی ہیں۔ زمانۂ جاہلیت کے تمام خون (خواہ وہ کسی کے بھی ہوں) سب معاف ہیں (اب طرفین میں کوئی اس کا بدلہ نہیں لے گا)

خون اور سود معاف

میں اس سلسلہ میں سب سے پہلے اپنے ہی خاندان کا ایک خون جو کہ ربیعہ بن الحارث کے بیٹے کا ہے' معاف کرتا ہوں۔ واقعہ یہ تھا کہ عامر بن ربیعہ نے بنی سعد سے کسی دودھ پلانے والی کو طلب کیا تھا جسے ہذیل نے قتل کر ڈالا تھا' دورِ جاہلیت کا ہر سود معاف ہے (اس قانون کی ابتداء بھی اپنی طرف سے کرتا ہوں) اور اپنے عم محترم عباس بن عبدالمطلب کا سود معاف کرتا ہوں' ان کا سود سب کا سب معاف اور کالعدم ہے۔

لوگو! تمہارے خون (جانیں) تمہارے اموال اور تمہاری عزت و آبرو قیامت تک ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ جس طرح تمہارے اس دن'

اس مہینہ اور اس شہر کی حرمت واجب ہے اور تم سب عنقریب اپنے پروردگار سے جاملو گے جہاں تم سے تمہارے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔

عورتوں کے حقوق

اے لوگو! تمہاری عورتوں پر تمہارے کچھ حقوق ہیں اور اسی طرح تم پر تمہاری عورتوں کے حقوق ہیں۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ کسی ایسے آدمی کو تمہارے بستر پر نہ بیٹھنے دیں جسے تم پسند نہ کرتے ہو نیز ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ کھلی بے حیائی کا کوئی کام نہ کریں لیکن اگر وہ کریں تو تمہارے رب نے تمہیں اجازت دی ہے کہ ان کے سونے کی جگہ اپنے سے الگ کردو' (اگر اس سے بھی باز نہ آئیں تو) پھر تمہیں اجازت ہے کہ انہیں ایسی ہلکی مار مارو جس سے بدن پر نشان نہ پڑیں اور اگر وہ اپنی نازیبا حرکتوں سے باز آجائیں تو حسب دستور ان کا کھانا اور کپڑا تمہارے ذمے ہے۔

خبردار! کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ دے۔ عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کے ہمیشہ پابند رہو کیوں کہ وہ تمہاری زیر نگرانی ہیں اور اس حیثیت میں نہیں کہ اپنے معاملات خود چلا سکیں' عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے اور اللہ کے کلمات کے ذریعے ان کو اپنے لئے جائز و حلال کیا ہے۔

دیگر حقوق

لوگو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے (میراث کا قانون نافذ کرکے) ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے' اس لئے اب کسی وارث کے حق میں کوئی وصیت جائز ونافذ نہیں۔

بچے کا نسب اسی مرد سے ثابت ہوگا جس کی وہ بیوی ہے جس نے بدکاری کی اس کے لئے سزا ہے (بچہ اس کا نہیں کہلائے گا) اور ان کا حساب کتاب اللہ کے ذمے ہے۔

جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کی یا کسی غلام نے اپنے کسی دوسرے مالک کی طرف منسوب کیا اس پر خدا کی لعنت ہے۔

قرض ادا کیا جائے گا' عاریت واپس کی جائے گی' ضامن تاوان کا ذمہ دار ہے۔

خبردار جرم کرنے والا خود اپنے جرم کا ذمہ دار ہے۔ باپ کے جرم کا ذمہ دار بیٹا نہیں' اور بیٹے کے جرم کا ذمہ دار باپ نہیں۔

اخوت اسلامی

لوگو! (خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ) ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔

تمہارے غلام' تمہارے غلام ہیں۔ تم خود جو کچھ کھاتے ہو' ان کو بھی

کھلاؤ اور جو خود پہنو وہی انہیں بھی پہناؤ۔

خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو، جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو اس پر لازم ہے کہ وہ امانت والے کو ٹھیک طریقہ سے لوٹا دے۔

اگر کوئی نکٹا، اور سیاہ فام حبشی غلام بھی تمہارا امیر بنا دیا جائے اور وہ کتاب اللہ (قرآن مجید) کے مطابق تمہاری قیادت کرے تو تم پر اس کی اطاعت لازم ہے۔

اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے بعد اب کوئی نئی امت نہیں ہے۔

لازوال نعمت

میں تم میں دو نعمتیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم مضبوطی سے اسے تھامے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ نعمت اللہ کی کتاب قرآن مجید اور میری سنت ہے۔

لوگو! مذہب میں غلو اور مبالغہ سے بچو، کیوں کہ تم سے پہلی بہت سی قومیں مذہب میں غلو کے سبب برباد ہو گئیں۔

اے لوگو! اب شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ اس سرزمین پر اس کی پرستش کی جائے گی۔ لیکن عبادات کے سوا دوسرے معاملات میں اپنے پست افعال کے ذریعے اس کی فرمانبرداری کی گئی تو وہ

RekhtaDownload.com

اس پر بھی راضی رہے گا تم اپنے دین کو اس (کے شر) سے بچا کر رکھنا۔

خبردار! اپنے رب کی عبادت کرتے رہو' پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کرو' ماہ رمضان کے روزے رکھو' اپنے اموال کی خوش دلی کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرتے رہو' اپنے رب کے گھر (بیت اللہ) کا طواف کرو' اپنے امراء کے حکم کی پیروی کرو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

زمانہ وقت تخلیق پر

اے لوگو! نسی کفر کی زیادتی کا سبب ہے' اس کے ذریعے کفار گمراہ ہوتے ہیں' وہ ایک سال حرام مہینوں کو حلال کر لیتے اور دوسرے سال انہی کو حرام قرار دے لیتے تھے تاکہ اس طرح حرام مہینوں کی گنتی پوری کریں۔ لیکن اب زمانہ اپنی اس ابتدائی حالت پر لوٹ آیا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا تھا اللہ کے نزدیک سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں' جن میں چار مہینے حرمت والے ہیں۔ تین مہینے مسلسل ہیں (ذی قعدہ' ذی الحجہ' محرم) اور ایک ماہ رجب ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان واقع ہے۔

خطبہ ختم ہوا۔ آپؐ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ اذان دیں۔ اقامت کے بعد دو رکعت نمازِ ظہر ادا فرمائی۔ قرات آہستہ پڑھی حالانکہ وہ جمعہ کا دن تھا۔ مسافر ہونے کی وجہ سے جمعہ نہیں پڑھا۔ دوسری اقامت پر عصر بھی قصر کر کے پڑھی۔ یہ "جمع تقدیم" کہلاتی ہے۔

تین باتیں

پھر آپؐ نے "اے معاشر المسلمین" کہہ کر فرمایا کہ تین باتیں سینہ کو پاک رکھتی ہیں۔ ایک اعمال میں اخلاص' دوسرے مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی' تیسری بات جماعت المسلمین کا اتحاد۔

کچھ لوگ لبیک اور کچھ اللہ اکبر کہتے رہے۔ عرفہ کا دن تکبیر اور تلبیہ میں تمام ہوا۔

وہ اچھے رہے بے زبانی کے باعث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا -- لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہٰذا حج کرو۔ کسی نے پوچھا۔ کیا ہر سال حج کریں؟ آپؐ نے خاموشی اختیار کی۔ اس شخص نے تین بار یہی سوال دہرایا۔ کچھ دیر توقف کر کے فرمایا اگر میں "ہاں" کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا اور تم ادا نہ کر پاتے۔ میں جب تمہیں چھوڑے رکھوں تو تم بھی مجھے چھوڑ دیا کرو۔ تم سے پہلے والے اسی لئے ہلاک ہوگئے کہ انہوں نے انبیاء سے کثرت سے سوال کئے اور پھر ان سے اختلاف کیا۔

ایک شخص نے پوچھا -- محرم کون سے کپڑے پہنے۔

فرمایا --- محرم قمیص پہنے نہ عمامہ باندھے' نہ ٹوپی پہنے نہ موزے۔ جوتیاں میسر نہ ہوں تو موزے کاٹ کر ٹخنوں کے نیچے کرلے۔ تہہ بند نہ ہو تو پائجامہ پہن سکتا ہے۔ زعفران یا ورس سے رنگا کپڑا نہ پہنے۔

قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نے پوچھا -- میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن فوت ہو گئی۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ فرمایا -- ہاں! اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا نہ کرتیں؟ اللہ اپنے حق کی ادائیگی کا زیادہ حق دار ہے۔

عرفہ کے دن حضرت میمونہؓ اور اُمّ الفضلؓ نے دودھ کا ایک پیالہ بھیجا، آپؐ نے اونٹ پر بیٹھے بیٹھے پی لیا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ روزے سے نہیں ہیں۔(۲۴) فرمایا -- میں نے یہاں وقوف کیا ہے لیکن عرفات سارا جائے وقوف ہے سوائے بطنِ عرنہ کے۔ عرفات میں ایک شخص اونٹ سے گرا اور اونٹ نے کچل کر ہلاک کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا اسے بیری کے پتوں میں ابلے پانی سے غسل دو، احرام ہی کا کفن دو، نہ خوشبو لگاؤ، نہ سر ڈھانپو، بے شک اللہ اس کو قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھائے گا۔(۲۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم قصواء پر سوار ہو کر عرفات تشریف لے گئے۔ اونٹنی کا پیٹ صخرات (چٹانوں) کی طرف کیا۔ پیدل چلنے والوں کا راستہ اپنے سامنے رکھا۔ جبل المشاۃ کے سامنے قبلہ رو ہو کر کھڑے رہے۔ عرفہ کے دن زیادہ تر دعائیں مانگیں۔ امت کی مغفرت کی دعا کے جواب میں فرمایا گیا کہ سوائے ظالم کے جس سے مظلوم کا انتقام لیا جائے گا۔ عرض کیا -- اے اللہ! تو مالک ہے تو چاہے تو مظلوم کا جنت میں درجہ بلند کر دے اور ظالم کو معاف فرما دے۔ یہ دعا اس وقت قبول نہیں ہوئی یہاں تک کہ

آفتاب غروب ہو گیا۔(۲۶) اس کی زردی دور ہو گئی اور وہ ٹکیہ بن کر نظروں سے او جھل ہو گیا۔

نجد والوں کے استفسار پر منادی کرادی گئی کہ حج عرفات کے قیام کا نام ہے۔ جو شخص طلوع فجر سے قبل مزدلفہ پہنچ گیا وہ حج پا گیا۔ حضرت اسامہؓ کو اپنے پیچھے سوار کرلیا اور مزدلفہ کی راہ پر گامزن ہوئے۔ قصواء کی مہار اتنی کھینچی کہ اس کا سر کجاوے تک آپہنچا۔ دائیں ہاتھ سے لوگوں کو اشارہ فرماتے کہ آرام سے اور سکون سے چلو۔ ایک گھاٹی میں سواری سے اتر کر پیشاب کیا۔ پھر وضو کیا۔ حضرت اُسامہؓ نے عرض کیا -- نماز پڑھ لیجئے۔ فرمایا -- آگے جاکر پڑھیں گے۔ کوئی ٹیلہ آتا تو قصواء کی مہار ڈھیلی چھوڑ دیتے مزدلفہ پہنچ کر پھر وضو کیا اور ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے عشاء کے وقت ادا فرمائی۔ یہ "جمع تاخیر" کہلاتی ہے۔ دونوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی گئی۔ البتہ برابر لبیک کہتے رہے۔ رات بھر آرام فرمایا۔ حتیٰ کہ معمول کی تہجد کے لئے بھی بیدار نہیں ہوئے۔ فجر کی سفیدی پھیلنے کے بعد نماز فجر ادا فرمائی۔

فرمایا -- پورا مزدلفہ وقوف کا مقام ہے۔ سوائے بطنِ محسر کے۔ ۱۰ ذی الحجہ کی رات مزدلفہ میں گزاری۔ صبح کی نماز کے بعد مظلوم و ظالم کے بارے میں اپنی دعا دہرائی۔ کچھ دیر بعد چہرے پر تبسم کے آثار نمودار ہوئے۔ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ نے پوچھا -- یا رسولؐ اللہ! اللہ آپؐ کو ہمیشہ

مسکراتا رکھے۔ اس تبسم کا سبب کیا ہے؟ فرمایا -- ابلیس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمالی ہے تو وہ روتے ہوئے اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا۔ اس کی یہ کیفیت دیکھ کر مجھے ہنسی آئی۔(۲۷) حضرت سودہؓ اور اہلِ بیت کے کمزور افراد کو رات ہی میں منیٰ جانے کی اجازت دے دی۔ ان ہی میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی تھے۔

نمازِ فجر کے بعد قصواء پر سوار ہوکر مشعر حرام آئے جو مزدلفہ میں ایک ٹیلہ ہے۔ یہاں خوب روشنی پھیلنے تک قبلہ رو ہوکر تسبیح، تہلیل، تکبیر اور دعاؤں میں مشغول رہے۔

طلوعِ آفتاب کے بعد مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہوئے۔ حضرت عائشہؓ ہمراہ تھیں۔ فضل بن عباسؓ کو بھی بٹھا لیا۔ ان کا بیان ہے کہ آپ جمرہ عقبہ پر پہنچنے تک برابر تلبیہ کہتے رہے۔ اس قدر ہجوم تھا کہ حضرت عائشہؓ نے کہا -- کاش حضرت سودہؓ کی طرح میں بھی اجازت لے کر منیٰ چلی جاتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو تلقین فرمارہے تھے کہ سکون سے چلو۔ کبھی کوڑے سے اشارہ فرماتے ہوئے کہتے اے لوگو! اطمینان اختیار کرو۔ اونٹوں کو دوڑانا کوئی اچھی بات نہیں۔

قبیلہ خثعم کی ایک خوبصورت عورت نے قریب آکر پوچھا کہ حج ایسے موقع پر فرض ہوا کہ میرا باپ ضعیف ہے -- کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟

فرمایا -- ہاں! حضرت فضل ابن عباسؓ اس عورت کو اور وہ انہیں دیکھنے لگی۔ حضورؐ نے فضل کا منہ دوسری طرف پھیر دیا۔(۲۸) حضرت اُسامہؓ کہتے ہیں کہ میں عرفات سے مزدلفہ تک اور فضل بن عباسؓ مزدلفہ سے منیٰ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اونٹنی پر بیٹھے رہے۔

بطن محسر کو چھوڑ آئے تو رمی جمار کے لئے چنے سے بڑے اور چھوٹے بیر سے کسی قدر کم کنکریاں جمع کرنے کا حکم ہوا۔ لوگوں نے تعمیل کی۔ وادی محسر میں جو اصحاب فیل پر اللہ کے غضب کی جگہ ہے۔ اونٹنی کو تیزی سے دوڑایا۔ حضرت فضل بن عباسؓ نے آپؐ کیلئے سات کنکریاں چنیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی کو دوڑاتے درمیانی راستے سے جمرۂ کبریٰ کی طرف چلے۔ اسے جمرۂ عقبہ اور جمرہ اولیٰ بھی کہتے ہیں۔ قریب پہنچ کر ایک درخت کے نیچے رک گئے۔ اس وقت آپؐ وادی کے نشیب میں تھے۔ آپؐ کی بائیں جانب منیٰ داہنی طرف مکہ (بیت اللہ) تھا۔ آپؐ نے قصواء پر ہی سے ہر بار اللہ اکبر کہہ کر سات کنکریاں جمرہ کبریٰ پر ماریں۔ یہ رمی جمار آپؐ نے آفتاب کے طلوع ہو جانے کے بعد فرمائی اور تلبیہ موقوف کیا۔

چاشت کا وقت تھا۔ اونٹنی پر بیٹھ کر فرمایا -- مجھ سے مناسکِ حج سیکھ لو۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس حج کے بعد دوسرا حج کرسکوں گا کہ نہیں۔ یہاں سے منیٰ کیلئے روانہ ہوئے۔ حضرت اُسامہؓ ساتھ بیٹھے دھوپ سے

بچنے کیلئے چادر تانے ہوئے تھے۔ حضرت بلالؓ قصواء کی مہار تھامے ہوئے تھے۔

۱۰ ذی الحجہ کا خطبہ

قصواء پر سوار ہو کر افصح العرب والعجم نے خطبہ دیا۔ حضرت ربیعہؓ بن اُمیّہ بن خلف بلند آواز سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ دہراتے تھے۔(۲۹) آپؐ ہر جملہ کے بعد توقف فرماتے۔(۳۰) مختلف اصحاب بطور مکبرؓ چاروں طرف ایک ایک جملہ کو دہراتے جاتے۔ اس طرح آپؐ کے خطبے کا ایک ایک لفظ اجتماع میں موجود ہر شخص کے کانوں تک پہنچتا تھا۔(۳۱)

ارشاد ہوا (۳۲) زمانہ گھوم پھر کر آج پھر اسی نقطہ پر آگیا ہے جیسا کہ اس دن تھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق فرمائی۔ سن لو! سال میں ۱۲ مہینے ہیں جن میں چار حرمت والے ہیں۔ تین تو متواتر مہینے ہیں۔ ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم اور چوتھا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔

اوجِ خطابت

فرمایا۔۔۔ اے لوگو! تمہیں کچھ معلوم ہے کہ آج کون سا دن ہے؟

عرض کیا۔۔۔ اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ کچھ دیر کے لئے آپؐ نے بھی سکوت اختیار فرمایا۔ صحابۂ کرامؓ نے خیال کیا کہ شاید آج کے

RekhtaDownload.com

دن کا نام تبدیل کر دیا جائے گا۔

فرمایا۔۔ کیا آج یوم النحر نہیں ہے؟

ہر طرف سے آواز آئی بے شک آج یوم النحر ہے۔

سوال ہوا۔۔۔ یہ کون سا مہینہ ہے؟

عرض کیا۔۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کو زیادہ علم ہے۔ آپؐ پھر کچھ دیر خاموش رہے لوگوں کو گمان گزرا کہ شاید آپؐ مہینے کا نام کچھ اور رکھیں گے۔

ارشاد ہوا۔۔ کیا یہ مہینہ ذی الحجہ کا نہیں ہے؟

بہ یک زبان سب نے کہا جی ہاں! یہ ذی الحجہ ہی ہے۔

دریافت فرمایا۔۔ لوگو! یہ کون سا شہر ہے؟

کہا۔۔ اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔

یہ سن کر کچھ دیر توقف فرمایا۔ ہم نے سمجھا کہ اس شہر کا نام بدل دیں گے۔ دفعتہ" آپؐ کی آواز گونجی' کیا یہ بلد الحرام نہیں؟

سب یک آواز ہو کر کہہ اٹھے۔ بے شک' یہ بلد الحرام (حرمت والا شہر) ہے۔

رشتہ و پیوند

جب اس دن' اس مہینہ اور اس شہر کی اہمیت' عظمت اور حرمت ہر ذہن میں بیٹھ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

بے شک تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری آبرو ایک دوسرے پر تاقیامت اسی طرح محترم ہیں جس طرح کہ یہ دن، یہ مہینہ اور یہ شہر۔

اس بات کو بار بار دہرایا تاکہ اچھی طرح ذہن نشیں ہو جائے۔ سنو! عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے۔ وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں بازپرس فرمائے گا۔

برتراز وہم و گُماں

تم سے اللہ کے ہاں میری نسبت پوچھا جائے گا تو تم کیا کہو گے؟ ہر طرف سے صدا آئی۔ آپؐ نے اپنا فرض پورا کر دیا اور پیغامِ حق پہنچا دیا۔

سوال ہوا۔۔۔ کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟

جواب آیا۔۔ بے شک! بے شک آپؐ نے اللہ کا پیغام ہم تک پہنچا دیا۔ شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور لوگوں کی طرف جھکا کر تین بار فرمایا۔

اے اللہ تو بھی گواہ رہیو، گواہ رہیو، گواہ رہیو۔ یہی لمحہ زمانۂ تخلیق کائنات تھا۔ خالق و مخلوق کا ربطِ باہمی، مہبطِ وحی کے ذریعہ قائم ہو چکا تھا کہ عین اسی وقت امین وحی جبرئیل علیہ السلام مژدۂ تکمیلِ دین کے ساتھ نازل ہوئے۔ سورۃ مائدہ آیت نمبر ۳

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ

عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

آج کے دن ' اس مہینہ اور اس شہر میں دین اسلام کا کمال ' نعمت کا اِتمام اور اسلام کا دَوام پسند حق ہو گیا۔ (۳۳)

اس آیت کو سن کر حضرت عمرؓ بے اختیار رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا۔۔ آپؓ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا۔۔ اس لئے کہ کمال کے بعد زوال ہی ہوتا ہے۔

یہ بھی مورخین نے لکھا ہے کہ تکمیل دین اور اتمام نعمت کی آیت کو سن کر رونے والے حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ اس لئے کہ یار غار کی فراست نے بھانپ لیا تھا کہ اب خاتم الانبیاء کے دنیا سے رخصت ہونے کے دن قریب ہیں۔

ایک یہودی نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپ کی کتاب میں ایک آیت ایسی ہے کہ جسے تم پڑھتے ہو اگر وہ آیت ہم پر اتری ہوتی تو ہم اس دن عید کا جشن مناتے۔

پوچھا۔۔۔ وہ کون سی آیت ہے؟

یہودی نے مندرجہ بالا تکمیل دین والی آیت کو دہرایا۔

فرمایا۔۔ وہ آیت جس دن ' جس وقت ' جس مقام اور جس موقع پر نازل ہوئی میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ آیت جمعہ کے دن دوپہر بعد ' عرفات کے میدان میں حجۃ الوداع کے موقع پر اتری۔

مطلب یہ تھا کہ یہودی تو ایک عید منانے کا خواہاں تھا اور حضرت

Rekhta Download.com

عمرؓ نے اس پر ثابت کردیا کہ مسلمان اس دن دو عیدیں مناتے ہیں۔ ایک جمعہ' دوسرا وقوف عرفات کا اجتماع۔(۳۴)

مسلمانوں کی پہلی عید' عیدالفطر نزول قرآن کا سالانہ جشن ہے اور دوسری عید' عیدالاضحیٰ تکمیلِ دین اور اتمام نعمت کے شکرانے کا سالانہ جشن ہے۔

پیمانِ وفا

ایک لاکھ چوبیس ہزار شہادت حق دینے والوں سے ارشاد ہوا۔۔۔ حاضر کو چاہئے کہ غائب کو یہ بات پہنچادے۔ اس لئے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ پہنچانے والا کسی ایسے شخص کو پہنچا دیتا ہے جو اس سے زیادہ اس کو محفوظ کرنے والا ہوتا ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین اور بروایت امام شافعیؒ چار خطبے ارشاد فرمائے' ۹ ذی الحجہ کو عرفہ کے دن' منیٰ میں' قربانی کے اگلے دن۔ امام شافعیؒ یوم نحر میں خطبہ کا ذکر کرتے ہیں جس میں آپ ؐ نے مناسک حج بیان فرمائے۔

خطبہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ نحر (قربانی) رمی جمار (کنکریاں مارنے)' حلق (بال منڈوانے) میں تقدیم و تاخیر ہوجائے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا۔۔۔لاحرج 'لاحرج' کوئی مضائقہ نہیں۔

سنتِ ابراہیمی

یہاں سے آپؐ بازار منیٰ کے مقام نحر تشریف لے گئے۔ اب اسے منحرالنبیؐ کہتے ہیں۔ ۱۰ ذی الحج کو یہاں ایک سو اونٹ نحر کے لئے موجود تھے۔ صحیحین (بخاری و مسلم) میں حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے سات بُدنے نحر کئے۔(۳۵) (فربہ جانور کو بُدنہ کہا جاتا ہے۔ اونٹ کی گردن میں اس کے لبّے کے مقام پر برچھی مار کر خون بہانے کو نحر کہتے ہیں۔)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ ۶۳ بُدنے نحر فرمائے۔ بظاہر ان میں تضاد معلوم ہوتا ہے؛ لیکن حضرت عروہؓ بن حارث کندی کے بیان سے بات صاف ہوجاتی ہے کہ آپ نے تنہا سات اونٹ نحر فرمائے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ بھی شامل ہوگئے۔ اوپر سے حضورؐ حربہ چلاتے اور نیچے سے حضرت علیؓ۔ دونوں نے مل کر ۵۶ اونٹ نحر کئے۔ اس طرح ۶۳ اونٹ نحر کرنے کی عام روایات درست ہیں۔ اس میں ایک لطیف اشارہ آپؐ کی عمر سے اونٹوں کی مطابقت ہے یعنی ہر سال کے بدلہ ایک اونٹ باقی ۳۷ اونٹ حضرت علیؓ نے نحر کئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضورؐ نے تنہا سات، حضرت علیؓ کے ساتھ مل کر ۶۳ اور باقی ۳۰ حضرت علیؓ نے تنہا نحر کئے۔(۳۶) ارشاد ہوا کہ میں نے اس جگہ نحر کیا ہے لیکن تمام منیٰ منحر یعنی قربان گاہ ہے۔ یہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے قربان گاہ

چلی آتی ہے۔ ارشاد فرمایا --- ہر اونٹ سے ایک گوشت کا پارچہ لے کر شوربا پکایا جائے۔ پکنے کے بعد اسے حضرت علیؓ کے ساتھ تناول فرمایا۔(۳۷) حکم ہوا --- کھالیں اور گوشت لوگوں میں تقسیم کردیا جائے ان میں سے قصاب کو مزدوری میں کچھ نہ دیا جائے۔ صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ ازواج مطہرات کی جانب سے ایک گائے ذبح فرمائی۔ ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ کی جانب سے ایک اونٹ یا بھیڑ کی قربانی کا ذکر ملتا ہے۔ ابن سعد نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپؐ نے چتکبرے اور سینگ والے دو مینڈھوں کی قربانی کی۔ کچھ بکریاں قربانی کیلئے اصحاب میں تقسیم فرمائیں۔

۹ ہجری میں قحط کی وجہ سے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ ذخیرہ کرنے کی ممانعت تھی تاکہ محتاجوں کو ملے۔ اس سال فرمایا --- "کھاؤ، کھلاؤ، اور ذخیرہ کرو۔"

وفا پیشہ

حلق کرنے والے حجام کو بلوایا۔ حضرت معمرؓ بن عبداللہ عدوی(۳۸) (جو قدیم الاسلام اور حبشہ کی ہجرتِ ثانیہ میں شریک تھے) استرا لے کر حاضر ہوئے۔ فرمایا --- اے معمر! اللہ کے رسولؐ نے تمہیں استرے کے ساتھ کان کی بناگوش (نرمہ) پر قادر کردیا۔

عرض کیا --- اس مقام پر سر کے بال مونڈھنے کی خدمت ایک بڑی

نعمت اور اللہ کا بڑا احسان ہے۔

فرمایا -- حلق کی ابتدا سیدھی طرف سے کرو۔ فارغ ہوئے تو تمام موہائے مبارک ایک ایک دو دو حاضرین میں تقسیم کر دیئے گئے۔ بائیں جانب کے تمام بال حضرت ابو طلحہ انصاریؓ (حضرت اُمّ سُلَیمؓ کے شوہر) کو عطا ہوئے۔ اس کے برعکس بھی کہا گیا ہے۔ ناخن ترشوائے تو وہ بھی صحابہ میں تقسیم ہو گئے۔ آپؐ نے سر منڈانے والوں کے لئے تین بار اور بال ترشوانے والوں کے لئے ایک بار دعا فرمائی۔

حضرت انسؓ بن مالک کا بیان ہے کہ میں نے آپؐ کو اس حال میں دیکھا کہ نائی سر مونڈھ رہا تھا اور صحابہ گھیرا کئے ہوئے ایک ایک بال اٹھا رہے تھے یہ بھی کہا گیا کہ حضرت ابو طلحہؓ نے اپنے ہاتھ سے ایک ایک دو دو بال ان میں تقسیم کئے۔ (۳۹)

طوافِ افاضہ

زوال آفتاب سے پہلے طوافِ افاضہ کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ قصواء ہی پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف فرمایا۔ حضرت اسامہؓ آپؐ کے پیچھے اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حجرِ اسود کو اپنے ہاتھ سے چھوتے اور اس کا بوسہ دیتے۔ طواف کے بعد آپؐ سبیل پر تشریف لائے۔ حضرت عباسؓ نے اپنے بیٹے فضل سے کہا کہ اپنی والدہ سے پانی مانگ لاؤ۔ حضورؐ نے فرمایا اسی میں سے پلا دو۔ عرض کیا -- اس میں لوگ ہاتھ ڈالتے ہیں۔

فرمایا-- اسی میں سے پلا دو۔

پانی پلانے کے بعد حضرت عباسؓ نے کھجور کا شربت پیش کیا۔ آپؐ نے نوش فرمایا اور کچھ بچا کر اُسامہؓ کو عطا فرمایا۔

کچھ دیر بعد چاہِ زم زم پر تشریف لائے۔ دیکھا حضرت عباسؓ ڈول سے پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہے ہیں فرمایا-- یہ کام کئے جاؤ تم اچھا کام کر رہے ہو۔ اگر مجھے ڈول کھینچتا دیکھ کر لوگ ہجوم کی کوشش نہ کرتے تو میں خود ڈول سے پانی کھینچتا۔ انہوں نے ایک ڈول پیش کیا آپؐ نے کھڑے کھڑے قبلہ رو ہو کر اس میں سے پانی نوش کیا۔

حضرت عباسؓ نے سقایہ کی خدمت کی خاطر ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذی الحجہ کی راتوں میں منیٰ کی بجائے مکہ میں رہنے کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے اجازت دے دی۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ واپس تشریف لے گئے۔ یہاں نماز ظہر پڑھائی۔ ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کو تینوں جمروں پر کنکریاں ماریں۔ جمرہ اولیٰ پر ہر کنکری مارتے ہوئے اللہ اکبر کہا۔ آگے بڑھ کر قبلہ رو ہو کر ہاتھ اٹھا کر بڑی دیر تک دعا مانگی اتنی دیر کہ ایک آدمی اس میں سورۂ بقرہ پڑھ لے۔ جمرۂ وسطیٰ پر بھی ایسا ہی کیا۔ جمرۂ عقبہ پر کنکریاں ماریں لیکن ٹھہرے نہیں واپس چلے آئے۔

سورۂ نصر کا نزول

ان ہی ایامِ تشریق کے وسط میں سورۂ نصر (جسے سورۂ فتح بھی کہا گیا ہے) کا نزول ہوا۔ (۴۰) ایامِ تشریق یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذی الحجہ میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ یہ کھانے پینے اور ذکر کے دن ہیں۔

آخری دن زوال کے وقت رمی فرمائی اور منیٰ سے محصب روانہ ہوئے۔ مکہ کے باہر ایک مکان میں جہاں سنگریزے بہت ہیں قیام فرمایا۔ مکہ کا نام ابطح اور بطحا اسی لئے ہے کہ یہاں سنگ ریزے بہت تھے۔

مسعودی نے التنبیہ والا شراف میں لکھا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر خانۂ کعبہ پر دھاری دار کپڑے کا غلاف چڑھایا گیا۔

مقاماتِ دعا

حجۃ الوداع کے موقع پر چھ مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقوف کر کے دعا مانگی۔ یہ مقامات ہیں۔

۱۔ صفا کی پہاڑی ۲۔ مروہ کی پہاڑی

۳۔ عرفہ ۴۔ مزدلفہ

۵۔ جمرۂ اولیٰ اور ۶۔ جمرۂ وسطیٰ

آپؐ کا ارشاد تھا ۔۔ حج یومِ عرفہ ہے اور بہترین دعا یومِ عرفہ کی دعا ہے۔ (۴۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔۔ انشاء اللہ کل ہی ہم

خیف بنی کنانہ میں منزل کریں گے۔ محصب اور ابطح بھی اسی کے نام ہیں۔ یہ وہی گھاٹی تھی جو شعب بنی ہاشم یا شعب ابی طالب کے نام سے مشہور تھی اور جہاں تین سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم مع خاندان محصور رہے تھے۔ یہاں حضورؐ کے غلام ابو رافع نے پہلے ہی سے خیمے نصب کردیئے تھے۔ اس منزل میں رات کو کچھ دیر آرام فرمایا۔

طوافِ وداع

سحری کے وقت بیدار ہو کر سواری پر طوافِ وداع کے لئے مسجد حرام میں تشریف لے گئے۔ طواف کے بعد ملتزم پر وقوف فرمایا۔ (ملتزم، حجراسود اور باب کعبہ کے درمیان ہے) یہاں سے چاہِ زم زم پر جاکر خود اپنے دست مبارک سے ڈول کھینچا۔ قبلہ رو ہو کر پانی نوش فرمایا اور بچا ہوا پانی کنویں میں ڈال دیا۔ زم زم کا چشمۂ بقا بن جانا اور ساری دنیا کے اہلِ ایمان کی پیاس بجھانا اسی عمل رسولؐ کا ثمرہ ہے۔ آپؐ نے دس دن مکہ میں قیام فرمایا۔ قصر نمازیں ادا کیں۔ سلام کے بعد ارشاد فرماتے -- مکہ والو سنو! اپنی نماز پوری کرو، ہم تو مسافر ہیں۔

میں اپنے گھر میں آیا ہوں مگر انداز تو دیکھو
کہ اپنے آپ کو مانند مہماں لے کے آیا ہوں

پاسِ وفا

ان ہی دنوں حضرت سعدؓ بن خولہ کی وفات ہوئی جس پر حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے تاسف کیا کہ ان کا انتقال مکہ میں ہوا جہاں سے ہجرت کی تھی۔ اسی دوران حضرت سعدؓ ابن ابی وقاص سخت بیمار ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے گئے۔ عرض کیا ۔۔ کیا میں مکہ میں چھوڑ دیا جاؤں گا؟ دعا کیجئے کہ اپنے شہر نہ لوٹا دیا جاؤں۔ (یعنی مکہ میں موت نہ آئے) فرمایا ۔۔ اگر تم یہاں چھوڑ دیئے جاؤ گے تو جو نیک کام کرو گے اس سے تمہارا درجہ بلند ہوتا رہے گا۔ تمہاری عمر دراز ہوگی۔ یہاں تک کہ کچھ لوگوں کو تم سے فائدہ اور کچھ کو ضرر (نقصان) پہنچے گا۔ پھر دعا فرمائی ۔۔ اے اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت کامل کردے اور انہیں الٹے پیر واپس نہ لوٹا۔ (۴۲)

سفیرانِ حرم

بیت اللہ سے وداع ہوتے ہوئے آپؐ مغموم آب دیدہ اور حزن و ملال سے مغلوب تھے۔ مکہ سے واپسی کے وقت کدا (اسفل) والا راستہ اختیار فرمایا۔ یہ سمت اس راستے کے بالکل مخالف تھی جس سے مکہ میں داخل ہوئے تھے کہتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہی سنت تھی کہ بیت اللہ کی تعظیم کی خاطر علو (بلندی) کی طرف سے مکہ میں داخل ہوتے اور اسفل (نشیب) والے راستے سے باہر نکلتے۔ اسی پر عمل فرماتے ہوئے ابن حزم (۴۳) کے قول کے مطابق ۱۴ ذی الحجہ بروز بدھ سورج نکلنے سے پہلے آپؐ مع اصحاب مکہ سے روانہ ہوگئے۔ مقام ذی طویٰ میں جا کر پڑاؤ

ڈالا۔ رات وہیں گزاری صبح کو مدینہ منورہ کے راستہ پر گامزن ہوئے۔

یہیں سے ساکنانِ یمن و حضرموت، حجاجِ نجد اور زائرینِ تہامہ جدا ہوئے اور اپنے وطن کو جانے والے راستہ پر چل پڑے۔(۴۴)

تجدیدِ وفا

سفر میں ایک مقام خُم آیا جو حجفہ سے تین میل پر ہے یہاں ایک تالاب تھا۔ عربی میں تالاب کو غدیر کہتے ہیں۔ غدیرِ خُم میں ظہر کی نماز کے بعد صحابہ کرامؓ سے حمد و ثناء کے بعد ارشاد فرمایا(۴۵) کیا میں مومنین کے نزدیک ان کی جانوں سے بڑھ کر نہیں ہوں؟

یک زباں ہو کر سب نے عرض کیا۔۔۔ بے شک! یا رسولؐ اللہ۔

فرمایا۔۔۔ اے لوگو! میں بھی ایک بشر ہوں۔ کیا عجب کہ اللہ کا فرشتہ آجائے اور مجھے (موت) قبول کرنا پڑے۔ اجتماع کے ہر فردنے جب موقع کی نزاکت کا احساس کر لیا تو فرمایا: "میں تمہارے درمیان دو امرِ عظیم چھوڑے جاتا ہوں۔ قرآن مجید اور اہلِ بیت۔ ان کے حقوق کی رعایت رکھنا۔ یہ دونوں چیزیں تم سے جدا نہ ہوں تا آنکہ تم حوضِ کوثر پر مجھ سے آ ملو۔ اس کے بعد حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور ارشاد ہوا "میں جس کا محبوب ہوں علیؓ اس کے محبوب ہیں۔"

اس ارشاد کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو مبارکباد دی۔ قیامِ

یمن کے دوران حضرت بریدہؓ اسلمی کو حضرت علیؓ سے کچھ شکایت ہوگئی تھی جو حضرت بریدہؓ کا قصور فہم تھا۔ چونکہ یہ بات لوگوں میں پھیل گئی تھی اس لئے رسول اللہؐ نے بطور خاص حضرت علیؓ کا ذکر کرکے ان کے مقام رفیع اور خدمات جلیلہ کا تعین فرمایا۔

روحاء نامی مقام پر کچھ لوگ (سوار) حاضر ہوئے۔ جب معلوم ہوا کہ رسول اللہؐ موجود ہیں تو اس اطلاع پر ایک عورت اپنے بچے کو اٹھالائی۔ پوچھا۔۔۔۔ یا رسول اللہؐ! اس کا بھی حج ہو سکتا ہے؟ فرمایا۔ ہاں! تجھے اس کا اجر ملے گا۔

ایک شب آپؐ نے ذوالحلیفہ میں قیام فرمایا اور مدینہ منورہ میں داخل ہوئے ثنیہ یا مقام قدقد پر پہنچے تو زبان مبارک پر دعا تھی۔

سراپا حمد، سراپا شکر

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ○ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ۔

(ترجمہ) "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اس کی ہے۔ وہی ہر قسم کی تعریف کا مستحق ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم لوٹنے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے ہیں۔ عبادت کرنے والے ہیں۔ سجدہ کرنے والے ہیں۔ اپنے رب کی ثناء کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ پورا

کردیا۔ اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور اس نے تمام لشکروں
کو تنہا شکست دی۔"

محروم کو نوید

حضرت امّ سنان انصاریہؓ آپ ؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔
دریافت فرمایا۔۔۔۔ ہمارے ساتھ حج کرنے میں تمہیں کیا رکاوٹ تھی؟
عرض کیا۔۔ ہمارے پاس صرف دو اونٹ تھے ایک اونٹ پر میرے شوہر اور بیٹے نے حج کیا۔ دوسرا ہمارے پانی ڈھونے کے کام میں لگا رہا (مطلب یہ تھا کہ سواری نہیں تھی۔)
فرمایا ۔۔ جب رمضان آئے تو عمرہ کرلینا یہ تمہارے لئے حج سے کفایت کرے گا۔
دوسرا واقعہ امّ معقلؓ کا ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوداع کا ارادہ فرمایا تو صرف ایک اونٹ ہمارے پاس تھا۔ جسے ابو معقلؓ نے اللہ کی راہ میں آزاد کردیا تھا۔ اس کے بعد وہ بیماری میں فوت ہوگئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وہی سوال کیا تو انہوں نے تفصیل سنائی۔
فرمایا ۔۔۔ تم اسی اونٹ پر چلی آتیں آخر حج بھی تو اللہ کی راہ میں عبادت ہے۔ خیر ہمارے ساتھ یہ حج تو تمہیں نہ مل سکا اب رمضان میں عمرہ کرلینا کیونکہ وہ بھی یقیناً حج ہے۔(۳۶)

ماخذ اور حواشی

حجۃ الوداع

۱ طبقات ابن سعد: حصہ اول صفحہ ۳۶۰

۲ (ا) مواہب لدنیہ: قسطلانی جلد ۱ صفحہ ۵۰۴

(ب) عہد نبوت کے ماہ و سال: محمد ہاشم سندھی صفحہ ۳۴۰

۳ سیرت النبی کامل: ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۷۴۰

۴ طبقات ابن سعد: حصہ اول صفحہ ۳۶۰

۵ المعارف: ابن قتیبہ صفحہ ۱۵۶

۶ جوامع السیرہ ابن حزم اندلسی صفحہ ۲۸۵

۷ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۶۲۱ حدیث نمبر ۱۵۹۴

۸ زاد المعاد حصہ اول صفحہ ۳۴۲

۹ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ۱ صفحہ ۱۸۶

۱۰ صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۶۱۸ حدیث ۱۵۸۰

۱۱ التنبیہ والاشراف: مسعودی صفحہ ۱۰۹

۱۲ رسالت مآبؐ ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۱۷۰

۱۳ صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۷۶ حدیث نمبر ۱۵۲۰

۱۴ صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۷۷ حدیث نمبر ۱۵۲۳

۱۵ (ا) عہد نبوت کے ماہ و سال محمد ہاشم سندھی صفحہ ۳۴۱

(ب) اسد الغابہ ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۱۷۱

۱۶ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۲۱۱

۱۷ (ا) عہد نبوت کے ماہ و سال محمد ہاشم سندھی صفحہ ۳۴۱

(ب) صحیح مسلم جلد ۳ صفحہ ۳۰۵

(ج) سنن ابی داؤد جلد سوم صفحہ ۸۲ حدیث ۱۸۳۶

۱۸ انوار محمدیہ یوسف بن اسمٰعیل بنہانی صفحہ ۶۶۵

۱۹ (ا) سنن ابی داؤد جلد سوم صفحہ ۶۷

(ب) طبقاتِ ابن سعد حصہ اول صفحہ ۳۶۱

۲۰ صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۶۱۷ حدیث ۱۵۷۷

۲۱ اصح السیر عبدالروف داناپوری صفحہ ۵۲۵

۲۲ سنن ابی داؤد جلد سوم صفحہ ۱۳۶ حدیث ۱۹۰۵

۲۳ سنن ابی داؤد جلد سوم صفحہ ۱۳۷

۲۴ صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۶۰۸ حدیث نمبر ۱۵۵۲

۲۵ تاریخ الاسلام والمسلمین مسعود احمد صفحہ ۵۸۲

۲۶-۲۷ انوارِ محمدیہ یوسف بن اسمٰعیل بنہانی ۷۱-۶۷۰

۲۸ سنن ابی داؤد جلد سوم صفحہ ۱۳۸

۲۹ سیرتِ رسولِ کریمؐ ابن اثیر صفحہ ۴۹۵

۳۰ حیاتِ محمدؐ محمد حسین ہیکل صفحہ ۶۱۸

۳۱ حیاتِ رسالت مآبؐ راجہ محمد شریف صفحہ ۵۳۶

۳۲ (ا) خطبۂ حجۃ الوداع محمد میاں صدیقی مرتبہ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی

(ب) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۳۱-۶۲۹ حدیث نمبر ۱۶۲۳ حدیث نمبر ۱۶۲۵ اور ۱۶۲۶

(ج) صحیح مسلم نبیؐ کے حج کا بیان جلد ۳ صفحات ۶۶-۲۳۵

(د) طبقاتِ ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۰۷

(ہ) سیرت النبی کامل ابن ہشام حصہ دوئم صفحات ۵-۳۴۲

(و) زاد المعاد ابن قیم حصہ اول صفحہ ۴۲۰

۳۳ (ا) سیرۃ النبیؐ شبلی نعمانی جلد دوم صفحہ ۱۹۷

(ب) رحمت للعالمینؐ سلمان منصور پوری جلد ا صفحہ ۲۳۵

۳۴ (ا) تفسیر ابن کثیر جلد اول چھٹا پارہ صفحہ ۴۸

(ب) حیاتِ محمدؐ محمد حسین ہیکل صفحہ ۶۲۲

۳۵ صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۶۲۲ حدیث نمبر ۱۵۹۷

۳۶ اصح السیر عبدالرؤف داناپوری صفحہ ۵۳۲

۳۷ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۳۳۵

۳۸ (ا) اُسد الغابہ ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۰۷

(ب) مدارج النبوت شیخ عبدالحق صفحہ ۵۸۸

۳۹ (ا) البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۳۳۶

(ب) طبقاتِ ابن سعد حصہ اول صفحہ ۳۶۶

۴۰ زاد المعاد ابن قیم حصہ اول صفحہ ۳۶۲

۴۱ زاد المعاد ابن قیم حصہ اول صفحہ ۳۶۰

۴۲ تاریخ الاسلام والمسلمین مسعود احمد صفحہ ۵۸۸

۴۳ جوامع السیرہ ابن حزم صفحہ ۲۸۷

۴۴ (ا) سیرۃ النبی شبلی نعمانی جلد دوم صفحہ ۲۰۷

(ب) صحیح مسلم جلد ۶ صفحہ ۱۰۲

۴۵ (ا) سیرۃ النبی شبلی نعمانی جلد دوم صفحہ ۲۰۷

(ب) سیرۃ المصطفیٰ محمد ادریس کاندھلوی صفحہ ۲۰۲

۴۶ زاد المعاد ابن قیم حصہ اول صفحہ ۳۶۶

سنہ ۱۰ ہجری کے متفرق واقعات

وفاتِ حضرت ابراہیمؓ بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اسی سال جس دن سورج گرہن ہوا حضورؐ کے صاحبزادے جو حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے تھے انتقال کر گئے۔

ماہ ذی الحجہ سنہ ۸ ہجری میں پیدا ہوئے۔ حضورؐ نے گود میں لے کر پیار کیا۔ حضرت ابراہیمؑ کے نام پر نام رکھا۔ رات جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ "السلام علیک یا ابا ابراہیمؓ" کہہ کر سلام کیا۔(۱) ساتویں دن عقیقہ میں دو مینڈھے ذبح کیے گئے اور بال منڈوا کر ہم وزن چاندی صدقہ کی گئی۔ بال دفن کردیئے گئے اُمِ بردہ نے بچہ کو دودھ پلایا۔ پھر اُمِ سیف کے سپرد ہوئے اس خدمت کے عوض انہیں ایک نخلستان عطا فرمایا۔ پندرہ سولہ مہینے زندہ رہے۔ عرب میں عام عقیدہ تھا کہ کسی بڑے آدمی کے مرنے سے سورج گہنا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باطل

RekhtaDownload.com

عقیدہ کی تردید فرمائی۔ ارشاد ہوا کہ چاند اور سورج اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ کسی کے مرنے یا جینے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ایسے مواقع پر اللہ کا ذکر کرو۔ نماز پڑھو، صدقہ دو، غلام آزاد کرو۔ (۲)

گلِ ناشگفتہ

جب صاحبزادے کا وقتِ آخر آیا تو حضورؐ کو اطلاع دی گئی۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے ساتھ آپؐ آئے۔ بچے کو ماں کی گود سے اپنی آغوش میں لیا آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے عرض کیا۔ آپؐ نے تو رونے سے منع فرمایا ہے۔

فرمایا --- یہ رحمت اور قلب کی رقت ہے دو آوازیں منع ہیں ایک لہو و لعب اور گانے کی دوسری نوحہ کی۔

"انکھ روتی ہے، دل غمگین ہے، لیکن ہم وہی بات کہیں گے جو اللہ کو پسند ہے۔ ابراہیمؓ! ہم تیری جدائی سے رنجیدہ ہیں۔"

دایہ نے غسل دیا قبر میں حضرت فضلؓ بن عباسؓ اور اسامہؓ بن زیدؓ نے اتارا۔

قبر بنائی گئی اور اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پانی چھڑکا گیا۔ قبر پر پانی ڈالنے کا یہ پہلا واقعہ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اگر ابراہیمؓ زندہ رہتا تو اس کی ماں کے تمام عزیزوں کو آزاد کرا دیتا اور قبطیوں پر سے جزیہ ختم کرا دیتا۔ (۳)

۲۔ ذوالکلاع کو دعوتِ اسلام

ذوالکلاع طائف کے بادشاہوں کے خاندان میں سے تھا۔ "مدارج النبوت" میں صحاح جوہری کے حوالے سے اس کو یمن کے ملوک میں بتایا گیا ہے اس کا نام سمیفع تھا۔ فرعونیت سمائی تو ربوبیت کا دعویٰ کر بیٹھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جریرؓ بن عبداللہ کو دعوت اسلام کے نامۂ مبارک کے ساتھ اس کی طرف بھیجا۔ حضرت جریرؓ کی واپسی سے پہلے ہی حضورؐ کا وصال ہوگیا۔ ذوالکلاع اسی طرح بے دینی پر قائم رہا۔ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا۔ (۴)

آزمائشِ قلب و نظر

اس کے ساتھ ۱۸ ہزار غلام تھے۔ مسلمان ہوتے ہی چار ہزار غلام آزاد کردیئے۔ حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ بقیہ غلاموں کو میرے ہاتھ فروخت کردو۔ غور کرنے کی مہلت مانگی۔ قیام گاہ پر لوٹ کر سب کو آزاد کردیا۔ دوسرے دن امیرالمومنینؓ نے پوچھا۔۔ غلاموں کے بارے میں کیا سوچا؟ کہا۔۔ سب کو اللہ کی راہ میں آزاد کردیا ہے۔

عرض کیا۔۔ اے امیرالمومنینؓ! مجھ سے اتنے بڑے بڑے گناہ سرزد ہوئے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا۔

فرمایا۔۔ وہ کیا ہیں؟

کہا -- ایک بار میں اپنی قوم کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ بہت دن بعد محل سے جھانکا تو لوگ ہزاروں کی تعداد میں میرے سامنے سجدہ میں گر پڑے۔

فرمایا -- صدقِ دل سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا طلب گار ہو' وہ تو غفور رحیم ہے۔

بہ بیں تفاوت رہ' از کجاست تا بکجا

قبولِ اسلام کے بعد رب ہونے کا دعویٰ کرنے والے کی بندگی کا یہ حال تھا کہ خود جا کر بازار سے ایک درہم کا گوشت خرید تا' خود گھوڑے کو چارہ ڈالتا' زین باندھتا اور شعر پڑھتا۔

"ایک وقت میری یہ حالت تھی کہ جب دریافت کیا جاتا کہ سب سے زیادہ خوش حال کون ہے؟ تو کہا جاتا ذوالکلاع۔ اس دنیا نے عزت کے بعد مجھے ذلت اور مشقت میں ڈال دیا ہے' مگر اے خالق! تیری خاطر پیش آنے والی ذلت و مشقت میرے لئے مبارک ہے۔ صد مرحبا کہنے کے لائق ہے!"(۵)

۳- حدیث جبرئیلؑ

عجیب مانوس اجنبی تھا ہمیں تو حیران کر گیا وہ

حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کرام کے درمیان مسجدِ نبویؐ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت عمرؓ روایت

کرتے ہیں کہ اچانک ایک اجنبی حاضر ہوا۔ اس کے کپڑے نہایت سفید اور بال بے حد سیاہ تھے۔ لباس سے خوشبو کی مہک آرہی تھی۔ اجنبی ہونے کے باوجود اس پر سفر کے کچھ آثار نہ تھے۔ ہم میں سے کوئی اس نووارد کو جانتا بھی نہ تھا۔ وہ آپؐ کے قریب نہایت ادب سے دو زانو ہو کر بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنے حضورؐ کے گھٹنوں سے ملا دیئے۔

اس شخص نے دریافت کیا اے محمدؐ! اسلام کیا ہے؟

فرمایا -- اسلام یہ ہے کہ تم شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو۔ فرض زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور اگر حج بیت اللہ کی استطاعت ہے تو حج کرو۔

نووارد نے جواب سن کر کہا کہ آپؐ نے سچ کہا۔

اس نے پوچھا -- مجھے بتلایئے کہ ایمان کیا ہے؟

فرمایا -- ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور یومِ آخر یعنی قیامت کو حق جانو اور حق مانو اور ہر خیر و شر کی تقدیر کو بھی حق جانو اور حق مانو، یہ بھی سن کر اس نے کہا کہ آپؐ نے سچ کہا۔ (٦)

حدیث کے راوی حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اس پر مجھے بڑا تعجب ہوا کہ یہ شخص سوال بھی کرتا ہے اور خود ہی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ استفسار کیا احسان کس چیز کا نام ہے؟

فرمایا --- احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت ایسی دل لگا کر کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ خیال رہے کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اس نے سوال کیا --- قیامت کب آئے گی؟

فرمایا --- جس سے یہ بات پوچھی جا رہی ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ (ناواقفی میں دونوں برابر ہیں)

عرض کیا --- تو مجھے اس کی کچھ نشانیاں ہی بتلائیے؟

فرمایا --- میں تمہیں اس کی علامتیں بتائے دیتا ہوں۔

(۱) جب لونڈی اپنے آقا اور مالک کو جنے گی۔

(۲) تم دیکھو گے کہ جن کے پاؤں میں جوتا اور تن پر کپڑا نہیں جو تہی دست اور بکریاں چرانے والے ہیں، وہ بڑی بڑی عمارتیں بنائیں گے اور ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کریں گے۔

صحیح بخاری میں یہ بھی لکھا ہے کہ قیامت غیب کی ان پانچ باتوں میں سے ایک ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ لقمان کی آیت نمبر ۳۴ تلاوت فرمائی۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَ
یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا
وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ

(ترجمہ) "اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے اور وہی مینہ برساتا ہے
اور وہی (حاملہ کے) پیٹ کی چیزوں کو جانتا ہے۔ (نر ہے یا مادہ)
اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کام کرے گا؟ اور کوئی
متنفس نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں اسے موت آئے گی، بے
شک اللہ ہی جاننے والا ہے، خبردار ہے"

پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اس کو پھر لے آؤ۔ لوگ گئے دیکھا تو کسی کو نہ پایا۔

صحیح مسلم میں حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ اس واقعہ کو کچھ عرصہ بیت
گیا۔ ایک دن حضورؐ نے فرمایا --- اے عمرؓ! کیا تمہیں پتہ ہے کہ وہ شخص
جو سوالات کر رہا تھا کون تھا؟

عرض کیا --- اللہ اور اس کا رسولؐ ہی زیادہ جانتا ہے۔ فرمایا --- وہ
جبرئیل تھے۔ تمہاری مجلس میں اس لئے آئے تھے کہ تم لوگوں کو تمہارا
دین سکھادیں۔

یہ بڑی عظیم الشان حدیث ہے جو عام طور پر حدیث جبرئیل کے نام
سے مشہور ہے۔ اسے "اُمّ الاحادیث" بھی کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہ حیات
طیبہ کے ۲۳ سالہ جدوجہد کا نچوڑ ہے۔ اسی طرح جس طرح سورۂ فاتحہ "اُمّ

القرآن" ہے یہ واقعہ تکمیل دین کی آیت کے نزول کے بعد اس وقت ہوا جبکہ اس دنیا میں آپؐ کی عمر مبارک میں صرف تین ماہ باقی رہ گئے تھے۔(۷)

مہرِ تصدیق

اس سے دو نتیجے اور اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

(۱) حجۃ الوداع کے موقع پر مجمع عام نے حرم مکی کے قریب میدان عرفات میں پیام رسالتؐ کے پہنچانے کی تصدیق کی۔ یہ انسانوں کی طرف سے مہر تصدیق تھی۔

(۲) یہ چند صحابہؓ کرام کی مجلس خاص تھی۔ مقام حرم مدینہ میں، مسجد نبویؐ دین کے بنیادی امور کے بارے میں سوالات اور ہر سوال پر "آپ نے سچ کہا" کی تصدیق سید الملائک کر رہے تھے۔ یہ ملائکہ کی مہر تصدیق تھی۔

من اندازِ قدت را می شناسم

حضورؐ نے فرمایا میں جبرئیل کو ہر شکل میں پہچان لیتا ہوں لیکن اس دفعہ پہچان نہ سکا۔ کیونکہ وہ ایک بدو سائل کے بھیس میں آئے تھے۔ امینِ وحی کی حیثیت میں نہیں بلکہ ملائکہ کے نمائندے بن کر آئے تھے۔ میں نے انہیں افق مبین اور سدرۃ المنتہیٰ پر ہیئت اصلی میں بھی دیکھا۔ یہ موقع غیبی مخلوق کی نمائندگی کا تھا لہٰذا پردہ بعد میں اٹھا۔ دین مکمل ہوگیا۔ اب

قیامت تک اس میں نہ کوئی کمی ہو سکتی ہے اور نہ بیشی۔ زمین و آسمان کی مخلوق نے گواہی دی۔

۴۔ بحرین سے خراج

والیٔ بحرین حضرت علاء بن عبداللہ بن ضماء حضرمی نے بحرین کے علاقہ کی آمدنی کا حصہ رسدی جو اسی (۸۰) ہزار درہم تھا، مدینہ روانہ کیا۔ یہ پہلا مالِ خراج تھا جو مرکز اسلام میں موصول ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کا سب لوگوں میں تقسیم فرما دیا ایک درہم بھی بچا کر نہ رکھا۔(۸)

۵۔ اعتکاف رمضان سنہ ۱۰ ہجری

حضرت انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے لیکن ایک سال نہیں کیا پھر جب دوسرا سال آیا تو بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ آپؐ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سامنے قرآن پڑھتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ جس سال وفات ہوئی بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔ جبرئیلؑ ہر سال آپؐ کے سامنے ایک مرتبہ قرآن کا دور مکمل کرتے اور وفات والے سال کے رمضان میں دو مرتبہ قرآن مجید پڑھا۔(۹)

ماخذ اور حواشی

١٠ھ کے متفرق واقعات

١... حضرت ابراہیمؓ کی وفات

١ اسد الغابہ ابن اثیر جلد ا صفحہ ۴۹

٢ مدارج النبوت شیخ عبدالحق صفحہ ۵۹۸

٣ رسالت مآب ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۲۷۳

٢... ذوالکلاع کا ایمان

۴ (ا) اسد الغابہ ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۹۹

(ب) مدارج النبوت شیخ عبدالحق صفحہ ۵۹۷

۵ رسالت مآب ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۱۸۲

٣... حدیث جبریل

۶ صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۱۰۵ حدیث نمبر ۴۸

۷ فضل الباری شرح صحیح بخاری شبیر احمد عثمانی جلد اول صفحہ ۵۲۴

۸ التنبیہ والاشراف مسعودی صفحہ ۱۰۸

۹ مشکوۃ شریف شیخ ولی الدین صفحہ ۴۲۹

RekhtaDownload.com

ہجرت کا گیارہواں سال

وفد نخع.....۴۰

آمد: وسط محرم سنہ ۱۱ ہجری

تعداد: ۲۰۰ نفر تھے جو حضرت رملہؓ بنت حارث کے گھر میں ٹھہرائے گئے۔ حضرت رملہؓ حضرت ماذؓ بن عفراء کی زوجہ تھیں۔ یہ صحابیہ بنی نجار کی تھیں۔

ان لوگوں نے حضرت معاذؓ ابن جبل ۔۔ ہاتھ پر یمن ہی میں اسلام قبول کرلیا تھا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے والا آخری وفد تھا۔ یہ لوگ یمن کے مذحج قبیلہ کی شاخ تھے۔

اس وفد کے ایک شخص زرارہؓ بن عمرو نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے راستہ میں عجیب خواب دیکھے۔

RekhtaDownload.com

فرمایا.. بیان کرو

عرض کیا... میں نے قبیلہ میں ایک گدھی چھوڑ رکھی ہے۔ اس نے سیاہ اور سرخ رنگ کا بچہ جنا ہے۔

فرمایا.... کیا تمہاری کوئی لونڈی حاملہ تھی' کہا... ہاں!

ارشاد ہوا!.... اس نے لڑکا جنا ہے جو تیرا ہی ہے۔

عرض کیا.... اور اس کا رنگ ایسا کیوں ہے؟

فرمایا... قریب آجاؤ... آہستہ سے پوچھا۔ کیا تمہیں برص ہے جسے چھپاتے ہو؟

عرض کیا... اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اس کا کسی کو علم نہیں۔

فرمایا... اسی کا اثر ہے۔

ایک اور خواب کا ذکر کرتے ہوئے کہا.... میں نے زمین سے ایک آگ نکلتی دیکھی۔ پھر وہ آگ میرے اور میرے بیٹے عمرو کے درمیان حائل ہو گئی۔

تعبیر میں فرمایا.... یہ وہ فتنہ ہے جو آخر میں ظاہر ہو گا۔

پوچھا... فتنہ کیا ہے؟

ارشاد ہوا.... لوگ اپنے امام کو قتل کر دیں گے۔ آپس میں خون

ریزی ہو گی۔ خون پانی کی طرح ارزاں ہو جائے گا۔ اگر تم مر گئے تو تمہارا بیٹا اسے دیکھے گا اور اگر وہ مر گیا تو تم اس فتنہ کو دیکھو گے۔

عرض کیا... دعا فرمائیے کہ میں اس زمانہ کو نہ پاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ چند دنوں بعد ہی انتقال کر گئے۔ ان کا بیٹا زندہ رہا۔ امیرالمومنین حضرت عثمانؓ بن عفان کی شہادت کا فتنہ برپا ہوا تو حضرت زرارہؓ کا بیٹا بیعت توڑ کر باغیوں کے ساتھ تھا۔(۱)

RekhtaDownload.com

سفرِ آخرت

تکمیل دین کی آیت کا نزول اشارہ تھا کہ دنیا میں کار نبوت اختتام کو پہنچا۔ اسی احساس نے مزاج وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو مضطرب اور گریہ کناں کر دیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ سورۂ نصر مکمل نازل ہونے والی آخری سورۃ ہے۔ اس کے بعد چند دیگر آیات نازل ہوئیں جس طرح سورۂ فاتحہ مکمل نازل ہونے والی پہلی سورۃ تھی حالانکہ اس سے پہلے سورۂ اقراء اور سورۂ مدثر کی چند آیات نازل ہو چکی تھیں۔(۲)

آخری وحی

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ سورۂ نصر ایام تشریق کے وسط میں منیٰ کے مقام پر نازل ہوئی۔ اس کے بعد ہی اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مشہور خطبہ ارشاد فرمایا جس کے اختتام

پر لوگوں کی شہادت پر اللہ کو گواہ بنایا۔ اس پر سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۳ نازل ہوئی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ
عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

"آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں
تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔"

تکمیل دین کی آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں کل اکیاسی (۸۱) دن رہے۔

سورۂ نصر کا ایک نام سورۃ التودیع بھی ہے۔ (کسی کو رخصت کرنے کو تودیع کہا جاتا ہے) اس کے بعد آیت کلالہ (جو سورۂ نساء کی آخری آیت ہے) نازل ہوئی جب کہ اس دنیا میں قیام کے پچاس دن باقی رہ گئے تھے۔ (۳) بخاری و مسلم میں حضرت براءؓ بن عازب نے اسے سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت بیان کیا ہے۔ (۴)

عمر مبارک کے ۳۵ دن باقی تھے کہ سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۱۲۸۔۱۲۹ نازل ہوئی۔ حضرت ابیؓ بن کعب کی روایت یہ ہے کہ سورۂ توبہ کی یہ آیات سب سے آخر میں نازل ہوئیں۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ
رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ ۗ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝

ترجمہ! "لوگو!" تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف ان کو گراں گزرتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہش مند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے مہربان ہیں۔"

"پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں تو کہہ دو کہ اللہ مجھے کفایت کرتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔"

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے ایک دوسرے قول کے مطابق سورۂ بقرہ کی ۲۸۱ ویں آیت :۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ
إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ

(ترجمہ) "اور اس دن سے ڈرو جب کہ تم اللہ کے حضور لوٹ کر جاؤ گے۔" اور ہر شخص اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور کسی کو کچھ نقصان نہ ہو گا

قرآن میں نازل ہونے والی آخری آیت ہے۔ حضرت سعید بن جبیرؒ اس آیت کے نزول اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میں نو دن کا فصل بیان کرتے ہیں۔

کثرت استغفار

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ جب سورۂ نصر نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میری وفات کی خبر دے دی

گئی ہے۔ حضرت عائشہؓ صدیقہ فرماتی ہیں کہ اس سورہ کے نزول کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد دعا فرماتے۔

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ.

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ آخری زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے بیٹھتے سبحان اللہ وبحمدہ پڑھا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی روایت میں ذکر کے الفاظ ہیں۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ، سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ، اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ سورۂ نصر کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخرت کے لئے ریاضت میں حد درجہ مشغول ہوگئے۔ ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ عبادت میں اتنا مجاہدہ فرمایا کہ پاؤں متورم ہوگئے۔

پیمانۂ خیر و شر

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ وصال سے ایک ماہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چند خاص صحابہؓ کو حجرۂ عائشہؓ میں طلب فرمایا۔ جب ہم حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشک بار ہوئے۔ یہ دیکھ کر ہم پر گریہ کی کیفیت طاری ہوگئی۔ فرمایا۔(۳)

"میں تم کو تقویٰ اور اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ تم کو اللہ کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ میں نذیر مبین ہوں۔ تم کو ہرگز تکبر نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو امر فرمایا ہے کہ "یہ دار آخرت ہم انھیں کو دیں گے جو زمین میں نہ تکبر کرتے ہیں اور نہ فساد مچاتے ہیں اور انجام کار متقیوں کے لیے ہے اور دوزخ متکبرین کا ٹھکانہ ہے۔"

ہم نے عرض کیا... یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ کو بھی موت آئے گی؟

فرمایا... جدائی کا وقت قریب ہے۔

عرض کیا... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کون دے گا؟

فرمایا.... میرے اہل بیت کے مرد جو قریبی عزیز ہیں۔

عرض کیا... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کن کپڑوں میں کفنائیں؟

فرمایا... جو لباس میرے جسم پر ہو یا چاہو تو مصری یا یمنی حُلّہ یا سفید کپڑے میں۔

پوچھا... کیا ہم آپ صلی اللہ وسلم پر نماز پڑھیں؟

اس کے بعد سب پر گریہ طاری ہو گیا۔ فرمایا صبر کرو۔

اللہ تعالیٰ تم کو اپنے نبی کی جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے گا۔

ارشاد ہوا... کفن میں لپیٹ کر قبر کے کنارے رکھ دو۔ تھوڑی دیر کے لئے وہاں سے ہٹ جاؤ تاکہ سب سے پہلے جبریل علیہ السلام نماز پڑھیں' پھر میکائیل علیہ السلام' اسرافیل علیہ السلام پھر ملک الموت علیہ السلام تمام فرشتوں کے ساتھ۔ پھر تم لوگ 'گروہ در گروہ ابتداء میرے اہل بیت کریں۔ پھر اہلِ بیت کی عورتیں۔ اس کے بعد تمام اصحاب 'نوحہ و فریاد سے مجھے اذیت نہ دینا۔ میرا سلام ان لوگوں تک پہنچا دینا جو غائب ہیں۔ جو میرے دین کی پیروی کریں اور میری سنت کی اتباع کریں قیامت تک میرا ان پر سلام ہو۔"

عرض کیا... یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو قبر میں کون اتارے گا؟

فرمایا... میرے اہل بیت تمام فرشتوں کے ساتھ جنہیں تم دیکھ نہ سکو گے 'مگر وہ تمہیں دیکھتے ہوں گے۔

حضرت عائشہؓ صدیقہ کہتی ہیں۔(۵) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نبی دنیا سے رخصت ہی نہیں ہوتا جب تک جنت میں اپنا گھر نہ دیکھ لے۔ اس کے بعد اسے اختیار دیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا "میں نے رفیق اعلیٰ کو اختیار کیا۔" حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم اور صفر کے مہینے میں مدینہ ہی میں قیام فرمایا۔

Rekhta Download.com

یادِ رفتگاں

آٹھ سال بعد ایک دن شہدائے احد کے پاس تشریف لے گئے۔ ان پر نماز پڑھی اور اس طرح باتیں کیں جیسے رخصت ہونے والا کرتا ہے۔ آخر میں فرمایا اور ہم لوگ تم سے ملنے والے ہیں۔ واپس آئے تو منبر پر بیٹھے۔ فرمایا میں تم سے پہلے جاتا ہوں تاکہ حوض کوثر کا انتظام درست کروں۔ میں اس مقام سے اسے دیکھ رہا ہوں۔ مجھے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں پیش کی گئیں۔ مجھے یہ اندیشہ نہیں کہ میرے بعد تم شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے البتہ دنیا کی طرف راغب ہو جاؤ گے اور آپس میں لڑنے لگو گے۔

گورستانِ بقیع

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ صفر کے آخری دنوں میں ایک شب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چھپ کر نکلی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع کے قبرستان گئے۔ وہاں دیر تک مغفرت کی دعائیں کرتے رہے۔ اسی طرح کی روایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلاموں حضرت ابو رافع اور ابو مویہبہ سے بھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سن کر ہم نے تمنا کی کاش ہم بھی یہاں مدفون ہوتے۔ (۶)

سَریّہ اُسامہؓ

ابن سعد(۷) اور قسطلانی کا بیان ہے کہ ۲۶ صفر۱۱ہجری دو شنبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ کا آخری سَریّہ روانہ فرمایا۔ لوگوں کو جہاد روم کا حکم دیا۔ طبری اور ابن اثیر نے لکھا ہے کہ محرم۱۱ ہجری میں لشکر کشی کا حکم دیا۔ دوسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ کو طلب فرمایا اور شام کے مقام ابنیٰ کی طرف لشکر کشی کے لئے امیر مقرر کیا۔ فرمایا... اپنے باپ کے مقتل کی طرف جاؤ اور کُفّار کو کچل دو۔ فلسطینی علاقے کی سرحدوں بلقاء اور دارروم کو اپنے گھوڑوں سے روند دو۔ اپنے ساتھ راستہ بتانے والوں کو رکھو۔ اتنی عُجلت سے کام لو کہ انہیں خبر ہونے سے پہلے ان کے سروں پر پہنچ جاؤ۔(۸)

اس پر منافقین نے نکتہ چینی کی کہ ایک نو عمر غلام زادہ کو اکابر مہاجرین اور انصار پر سپہ سالار مقرر فرمایا ہے۔ اس وقت ان کی عمر صرف ۱۸سال تھی۔(۹) جب یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو ارشاد ہوا... تم نے ان کے باپ زیدؓ بن حارثہ پر بھی یہی اعتراض کیا تھا۔ اسامہؓ بھی امارت کے لائق ہے اور اس کا باپ بھی تھا۔ ”وہ (زیدؓ) ان لوگوں میں سے تھے جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے اور اسامہؓ بھی ان لوگوں میں سے ہے جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔(۱۰)“ ابھی لوگ جمع ہو رہے

تھے اور لشکر بن رہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر علالت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔

طوفانِ حوادث

اس رات نصف شب کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام ابو مویہبہ کو اٹھایا اور فرمایا کہ مجھے بقیع کے مدفونین کے لئے مغفرت کا حکم ہوا ہے۔ تم بھی ساتھ چلو۔ وہاں پہنچ کر فرمایا۔۔۔

> "اے اہل قبر تم پر سلامتی ہو۔ مبارک ہو تمہیں اپنی یہ حالت جو اس سے بہتر ہے جس میں کہ اب لوگ موجود ہیں۔ کاش تمہیں معلوم ہوتا کہ کس قدر عظیم فتنوں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں محفوظ کر دیا۔ اب فتنے ایک دوسرے کے پیچھے آرہے ہیں۔ دوسرا پہلے سے زیادہ مہیب اور خطرناک ہے۔"

ابو مویہبہ کی طرف پلٹ کر فرمایا۔۔۔ مجھے دنیا کے خزانے اور یہاں ہمیشہ رہنے کا اختیار اور پھر جنت کی چابیاں دی گئیں۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں بقائے دوام کے ساتھ لے لیجئے اور اس کی بعد جنت بھی لے لیجئے۔ فرمایا۔۔۔ میں نے اپنے رب کی ملاقات اور جنت کو اختیار کیا۔

دعائے مغفرت کر کے بقیع سے لوٹنے لگے، تو درد سر کا آغاز ہوا پھر بخار ہو گیا۔(۱۱)

آخری پرچم آخری مہم

دوسرے دن پنج شنبہ کو اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہؓ کے لئے جھنڈا باندھا اور حکم دیا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ وہ جھنڈا اٹھائے نکلے اور مقام جرف میں لشکر اکٹھا ہوا۔ حضرت اسامہؓ نے جھنڈا حضرت بریدہؓ بن خصیبؓ اسلمی کے حوالے کیا۔ یہ عجیب اتفاق تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قباء میں داخل ہوتے وقت بھی جھنڈا حضرت بریدہؓ اٹھائے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ آخری جھنڈا بھی ان کے سپرد ہوا۔ اکابر صحابہؓ جن میں حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ ابو عبیدہؓ ابن الجراح بھی شامل تھے جرف کی چھاؤنی میں مقیم ہو گئے۔

فریب خوردہ منزل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کی اطلاع پھیلنے لگی تو صحابہؓ کرام مضطرب ہو گئے۔ ان ہی دنوں حضرت عائشہؓ کے گھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بازوؤں میں سونے کے کنگن ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کراہت سے انہیں پھونک دیا وہ اڑ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی یہ تعبیر لی کہ یہ یمن اور یمامہ کے دو جھوٹے نبیوں کی طرف اشارہ ہے۔ (۱۲)

سر کا درد شدت اختیار کر رہا تھا۔ اسی کیفیت میں کہ سر پر پٹی بندھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرے سے برآمد ہوئے۔ خواب بیان فرمایا

اور جھوٹے نبیوں کے فتنہ سے لوگوں کو باخبر کیا۔ ساتھ ہی امارت اسامہؓ پر اعتراض کو رد فرمایا اور حکم دیا کہ اسامہؓ کی مہم میں جو لوگ شریک ہیں وہ ان کے ساتھ ضرور جائیں۔ اسی موقع پر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جنہوں نے اپنے انبیاءؑ کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

جھوٹے مدعیان نبوت

علالت کے دوران یہ اطلاع آئی کہ اسود عنسی نے یمن پر اور مسیلمہ نے یمامہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ بنی اسد کے طلیحہ بن خویلد نے بھی نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے اور "سمیراء" کو اپنا مستقر بنا لیا ہے۔ اس نے اپنے بھتیجے حبال بن خویلد کو اپنی طاقت سے مطلع کر کے سمجھوتہ کرنے مدینہ روانہ کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فتنوں سے نمٹنے کے لئے بجائے فوج کے قاصد روانہ فرمائے۔ اسود کا تعلق عنس سے تھا۔ اسے ذی الحمار بھی کہتے تھے ذی استعداد شخص تھا۔ اس کے خروج کی اطلاع حضرت فردہؓ بن مسیک نے مدینہ بھیجی۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ عامل شہر بن باذان کو قبیلہ مذحج کے تعاون سے شہید کر دیا اور صنعاء پر قابض ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل حضرت خالدؓ بن سعید بن عاص کو نکال باہر کیا۔ حضرت فردہؓ نے اطراف کے عاملوں حضرت معاذؓ بن جبل اور ابو موسیٰ اشعریؓ کو بلا کر حضرموت پر حملہ کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکھا کہ جس طرح ممکن ہو اسود کے

فتنہ کو دفع کرو۔ اسود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک دن پہلے قتل ہوا جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو خبر دی۔ طلیحہ اور مسیلمہ قاصدوں کی کاروائیوں کی مدافعت میں الجھ گئے۔ دور صدیقی میں یہ فتنے ختم ہوئے۔ (۱۳)

علالت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۹ صفر جنت البقیع میں ایک صحابی کے دفن سے فارغ ہو کر گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ کو دردِ سر کی شدت میں مبتلا پایا۔ وہ "وارا ساہ" "وارا ساہ" بار بار کہہ رہی تھیں مطلب تھا اس تکلیف سے موت آجاتی تو اچھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... اے عائشہ! میرا سر بھی درد سے پھٹا جا رہا ہے۔ پھر مزاحاً" فرمایا... اگر تم پہلے مر جاتیں تو میں تمہیں کفن پہناتا، نماز جنازہ پڑھتا اور اپنے ہاتھوں سے سپرد خاک کر کے دعائے مغفرت کرتا۔ اس پر حضرت عائشہ نے بھی مزاحاً" جواب دیا ...اور جب لوٹ کر آتے تو میرے گھر میں کسی اور بیوی کو لے آتے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا اٹھے۔ فرمایا... اے عائشہ! تمہارا دردِ سر تو جاتا رہے گا لیکن مجھے جو درد لاحق ہوا ہے اس سے شاید ہی خلاصی پاسکوں۔ (۱۴)

صحیح مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکرؓ اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ میں ان کے لئے ایک تحریر لکھ دوں۔ مجھے

اندیشہ ہے کوئی دوسرا شخص خواہش کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ اور مومنین ابو بکر کے سوا کسی اور کو اس مقام پر نہیں چاہتے۔(۱۵)

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ مرض الموت کی ابتداء درد سر سے حضرت عائشہؓ کے ہاں ہوئی۔ صحیحین کی جو روایت حضرت عبیداللہؓ بن عبداللہ سے مروی ہے اس میں بیماری کی ابتداء حضرت میمونہؓ کے گھر سے ہوئی۔ ان روایتوں کی تاویل یہ ہے کہ مرض میں شدت حضرت میمونہؓ کے ہاں سے ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری ماہ صفر کے آخر میں شروع ہوئی۔ یہ پیر کا دن تھا کسی مورخ نے بدھ اور سنیچر بھی لکھا ہے۔ بیماری کے ایام کی تعداد میں بھی اختلاف ہے دس، بارہ، تیرہ اور چودہ دن بتائے جاتے ہیں۔ مرض کے دوران بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم باری باری چادر اوڑھ کر ازواج مطہرات کے پاس قیام فرماتے۔

پہلے سات دن

جب اس مرض میں شدت پیدا ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہؓ کے گھر تھے۔ حاضرین نے بیماری کو "ذات الجنب" سمجھا اور دوا پلائی۔ اس سے افاقہ ہوا۔ پوچھا... کس نے دوا پلائی؟ فرمایا "ذات الجنب" کی تکلیف مجھے نہیں ہو گی۔ حکم دیا سوائے عباسؓ کے سب کو دوا پلاؤ۔ تعمیل کی گئی۔ اس عالم میں بار بار دریافت فرماتے کہ میں کل کس کے

پاس ہوں گا ازواج مطہرات سمجھ گئیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے گھر جانا چاہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے اجازت لی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہؓ کے پاس سے حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں تشریف لائے۔ اس قدر ضعف پیدا ہو گیا تھا کہ حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے سہارے پیروں کو زمین پر گھسیٹتے ہوئے آئے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں یہ پیر کا دن تھا اگلے پیر کو رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ (۱۶)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ صدیق نے عرض کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا.. اللہ تعالیٰ تمہیں نیت کا اجر دے گا لیکن میں اپنا علاج خود کروں گا۔ آمد و رفت کی قوت جب تک رہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں جا کر لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے۔ سب سے آخری نماز مغرب کی پڑھائی۔ (۱۷)

چھ دن پہلے

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر آئے تو درد سر اور بخار شدت پکڑ گیا۔ حضرت بشرؓ بن براء کی والدہ آئیں اور ہاتھ لگا کر کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیز بخار ہے۔ فرمایا... اے اُمِّ بشر! میری بیماری کے بارے میں لوگ کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا.... ذات الجنب (نمونیہ) خیال کرتے ہیں۔ فرمایا... اللہ تعالیٰ کسی نبی پر اس مرض کو

مسلط نہیں کرتا۔ یہ مرض وہ ہے جو میں نے تیرے بیٹے کے ساتھ خیبر میں گوشت کا ٹکڑا چکھ لیا تھا۔ آج اس زہر کی تکلیف سے رگ جاں پھٹی جاتی ہے۔(۱۸)

فرمایا.... مجھ پر سات ایسی مشکوں کا پانی ڈالو جن کے منہ نہ کھولے گئے ہوں تاکہ باہر جا کر لوگوں کو وصیت کر سکوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حفصہؓ کی پتھر کی بڑی لگن میں بٹھا کر مشکوں سے پانی ڈالا گیا۔(۱۹) دارمی کی روایت ہے کہ یہ سات مشکیں مدینہ کے سات مختلف کنوؤں سے بھری گئی تھیں۔ اس سے یک گونہ سکون ہوا۔ ظہر کے وقت حضرت عباسؓ اور علیؓ کے سہارے مسجد میں تشریف لائے۔ لوگوں کو نماز پڑھائی۔ بعد ازاں خطبہ بھی دیا۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ یہ خطبہ وفات سے پانچ شب یعنی چار روز پہلے کا تھا۔

بنانا نہ تُربت کو میری صنم تم

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ بیماری کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سیاہ چادر چہرے پر ڈال لیتے۔ سانس گھٹنے لگتا تو منہ کھول دیتے۔ جس مرض میں وفات ہوئی اس میں آپ کھنکھارتے تھے جس طرح انگور کھانے والا کھنکھارتا ہے۔ اسی حالت میں فرمایا کہ یہودیوں اور عیسائیوں پر اللہ کی لعنت ہو کہ اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ

گاہیں بنا دیا۔(۲۰)

پانچ دن پہلے

حضرت کعبؓ بن مالک کہتے ہیں انتقال سے پانچ دن پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ میں تین وصیتیں فرمائیں۔

۱۔ ہر نبی کے لئے اس کی امت میں ایک خلیل ہوتا ہے میرے خلیل ابوبکرؓ بن قحافہ ہیں اور تمہارا نبی اللہ کا خلیل ہے۔

۲۔ تم سے پہلی امتوں نے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔ تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔ اے اللہ گواہ رہ کہ میں نے انہیں تبلیغ کر دی۔ کمزوری کی وجہ سے غشی طاری ہوگئی۔ جب ہوش آیا تو فرمایا۔

۳۔ سنو! میں اللہ کے واسطے سے تمہیں ماتحتوں (غلاموں' لونڈیوں' بیویوں' نوکروں) کے بارے میں تاکید کرتا ہوں۔ ان پر ظلم نہ کرنا۔ انہیں پیٹ بھر کر کھانا دینا' تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا مہیا کرنا درشتی' بدخلقی کی بجائے نرمی اور دل جوئی کرنا۔(۲۱)

عرصۂ گویائی

بیماری کے دوران ایک دن حضرت فاطمہؓ کو طلب کیا۔ جب وہ آئیں تو اے بیٹی مرحبا کہہ کر ان کے کان میں کچھ کہا وہ رونے لگیں۔ اس کی بعد پھر کچھ سرگوشی کی تو وہ ہنس پڑیں۔ حضرت عائشہؓ نے اس کی وجہ دریافت کی تو کہا کہ یہ ایک راز ہے۔ وصال کے بعد پوچھا تو بتایا کہ پہلی بار

فرمایا جبرئیل ہر سال رمضان میں قرآن مجید کا ایک دور کیا کرتے تھے اس دفعہ دو دور مکمل کئے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ اس بیماری میں میری وفات ہو گی۔ یہ سن کر میں رونے لگی۔ دوسری بار فرمایا... میرے اہل بیت میں تم سب سے پہلے مجھ سے آملو گی اور اللہ نے تمہیں جنت کی عورتوں کا سردار بنایا ہے۔ یہ سن کر میں خوشی سے ہنسنے لگی۔ چنانچہ چھ ماہ بعد ہی حضرت فاطمہؓ بھی راہی ملک بقا ہوئیں۔ وصال کے قریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس غلام آزاد فرمائے۔(۲۲)

خود احتسابی

ایک دن حضرت علیؓ اور فضل بن عباسؓ کے سہارے ظہر کے وقت منبر پر تشریف فرما ہوئے سر پر زرد پٹی کس کر بندھی ہوئی تھی بخار چڑھ رہا تھا۔ اللہ کی حمد و ثناء کی۔ اصحابؓ احد کے لئے دعائے مغفرت فرمائی پھر ارشاد ہوا.... لوگو! اگر کسی کا حق میرے ذمہ ہو تو وہ مجھ سے لے لے۔ اگر میں نے کسی کی پیٹھ پر کوڑا مارا ہے تو میری پیٹھ حاضر ہے۔ وہ انتقام لے لے۔ کسی کی عزت و آبرو کے خلاف میں نے سخت الفاظ کہے ہوں تو وہ میری عزت لے لے۔ میں نے کسی کا مال لیا ہو تو وہ میرے مال سے اپنا حصہ لے لے۔ میرا سینہ بے کینہ ہے۔ میری طرف سے عداوت کا اندیشہ نہ کرے۔(۲۳)

خبردار رہو اور اچھی طرح سن لو جو شخص اپنا حق مجھ سے وصول کر

لے وہ مجھے زیادہ محبوب ہو گا۔ اپنا حق ہے تو حق لے لے یا پھر اپنا حق مجھ پر حلال کر دے۔ میں چاہتا ہوں کہ جب اپنے رب سے ملوں تو میرا نفس پاک ہو۔ (۲۴)

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے اور ظہر کی نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد پھر منبر پر بیٹھ کر ان ہی باتوں کو دہرایا۔ ایک شخص نے اٹھ کر کہا کہ میرے تین درہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے ہیں۔ کہا وہ کیسے؟ عرض کیا.... مجھ سے لے کر ایک مسکین کو دیئے تھے اور پھر لوٹانا بھول گئے۔ فضل سے کہا انہیں یہ رقم دے دو۔ لوگو! سن لو کہ دنیا کی رسوائیاں آخرت کی رسوائیوں سے بہتر ہیں۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا میرے ذمے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین درہم ہیں۔ فرمایا ...وہ کیسے؟ عرض کیا.... بہت ضرورت مند تھا مال غنیمت سے لے لئے۔ فرمایا.. فضل اس سے تین درہم وصول کر لو۔ جو شخص کچھ کہنا چاہتا ہو کہہ دے۔ (میری توہین کی پروا نہ کرے)۔ کسی میں کوئی بری عادت ہو تو بتلا دے تاکہ اس کے لئے دعا کی جائے۔ ایک نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ جھوٹ بولنے اور گالیاں دینے کی عادت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ دوسرے نے کہا... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ میں کنجوسی' بزدلی اور زیادہ سونے کی عادت ہے۔ دعا فرمایئے کہ یہ عادتیں دور ہو جائیں۔ تیسرا کھڑا ہوا عرض کیا.... میں منافق ہوں۔ کوئی

بدی ایسی نہیں جو مجھ میں نہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا... اے بندہ خدا! اپنے کو کیوں رسوا کرتا ہے؟ مسکرا کر فرمایا... "عمر میرے ساتھ ہے اور میں عمرؓ کے ساتھ ہوں۔ وہ جہاں ہوں گے حق ان کے ساتھ ہے۔" کچھ دیر انتظار فرمایا۔ جب کسی نے کچھ نہ کہا تو سب کے لئے دعائے رحمت و مغفرت فرمائی۔ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں اسی طرح عورتوں کے درمیان اعلان فرمایا۔ ایک خاتون حجرہ پر آئی اور عرض حال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصائے مبارک اس خاتون کے سر پر رکھا۔ وہ دیر تک سجدے کرتی رہی۔ فرمایا... سجدے طویل کرو کیونکہ بندہ حالت سجدہ میں اپنے معبود سے قریب تر ہوتا ہے۔

بندۂ عظیم کا اختیارِ عظیم

ارشاد ہوا.... اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ چاہے دنیا میں رہے چاہے اس چیز کو پسند کرے جو اللہ کے پاس ہے۔ اس بندے نے آخرت کی نعمتوں کو اختیار کرلیا۔ یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ بلک بلک کر رونے لگے۔ کہنے لگے میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔ حضرت ابو سعیدؓ خدری کہتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا یہ رونے کا کون سا مقام ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بندے کا ذکر فرما رہے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ابو بکرؓ کو ہم میں سب سے زیادہ علم تھا وہ سمجھ گئے کہ یہ بندہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

فرمایا... "اے ابو بکرؓ مت رو۔ ارشاد ہوا... مسجد میں جتنے دروازے کھلے ہوئے ہیں ان کو بند کر دیا جائے صرف ابو بکرؓ کا ایک دروازہ کھلا رہے۔ جان، مال، صحبت، رفاقت کے اعتبار سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابو بکرؓ کا ہے۔ میں نے ہر ایک کے احسان کا بدلہ چکا دیا ہے۔ بجز ابو بکرؓ کے۔ اس کا صلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ادا کرے گا۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا لیکن اسلامی اخوت کافی ہے۔"

تطہیر کردار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری اور انصار کا اضطراب بڑھتا جا رہا تھا۔ حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ اس حالت میں کہ سر پر پٹی بندھی تھی سہارے کے ساتھ مسجد میں آئے اور منبر کے آخری زینہ پر تشریف فرما ہوئے۔ ارشاد ہوا۔

اے مہاجرین! تم اس حالت میں ہو کر بڑھ رہے ہو اور انصار نہیں بڑھ رہے ہیں۔ انصار عہد کے حامل ہیں۔ میں نے ان کے پاس پناہ لی۔ انہوں نے تم سے پہلے مدینہ کو اپنا وطن بنایا۔ اپنے پر ایمان کو لازم کر لیا۔ انہوں نے اپنے پھلوں میں تمہیں شریک کیا۔ اپنے گھروں میں تمہارے لئے جگہ بنائی۔ شریف انصاریوں کی تعظیم اور تکریم کرو۔ جو ان میں کوتاہی کریں ان سے درگزر کرو۔ یاد رکھو کہ انہوں نے باوجود احتیاج کے اپنے نفس پر تم کو ترجیح دی۔ (۲۵)

صحابہؓ کرام کی ایک صدی

صحیح بخاری میں (۲۶) ہے کہ اپنی عمر کے آخری ایام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن عشاء کی نماز پڑھائی۔ سلام پھیر چکے تو کھڑے ہو کر فرمایا... آج کی رات سے سو برس کے آخر تک کوئی شخص زمین پر زندہ نہیں رہے گا۔

دوسری جگہ یہ حدیث (۲۷) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی زبانی یوں ہے کہ فرمایا... "تم اپنی اس رات کے حال کے متعلق مجھ سے سنو۔ جو شخص آج زمین پر ہے سو برس بعد ان میں کوئی باقی نہیں رہے گا۔" لوگوں نے خیال دوڑانا شروع کیا۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد قرن پوری ہونے سے تھی۔ نیز اس کا اشارہ صحابہؓ کرام کی طرف بھی تھا۔ چنانچہ معمر صحابہؓ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والی آخری خوش قسمت ہستی حضرت ابو طفیل عامر ابن واثلہؓ کی ہے جنہوں نے اس ارشاد کے پورے ایک سو سال بعد ۱۱۰ ہجری میں مکہ میں داعئ اجل کو لبیک کہا۔

حدیثِ قرطاس

بقول مولانا شبلی نعمانی کے وفات سے تین دن پہلے اور مولانا سلمان منصور پوری کے قول کے مطابق چار دن پہلے قرطاس کا واقعہ پیش آیا۔ صحیح بخاری میں (۲۸) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب نبی

ریاض الجنتہ کا ایمان افروز منظر (یہ حصہ ترک دور میں تعمیر کیا گیا)

مواجہ شریف

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس وقت گھر میں بہت سے لوگ جمع تھے جن میں حضرت عمرؓ ابن خطاب بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لکھنے کا سامان) لاؤ میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تکلیف کی شدت ہے اور ہم لوگوں کے پاس قرآن ہے اور ہمارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے۔ گھر والوں میں اختلاف ہوا اور لوگ جھگڑنے لگے۔ جب شور وغل اور اختلاف زیادہ ہونے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.... "میرے پاس سے اٹھ جاؤ" حضرت ابن عباسؓ کہا کرتے تھے کہ ساری مصیبت وہ چیز تھی جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھنے کے درمیان حائل ہوئی یعنی لوگوں کا جھگڑا کرنا، شور وغل۔ (۲۹)

یہ واقعہ جمعرات کے دن کا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کو انتقال فرمایا۔ اس کے بعد چار دن تک حیات رہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو پھر اس بات کا حکم دے سکتے تھے یہ بھی بیان کیا گیا کہ حاضرین نے وصیت کا لکھوانا یاد دلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے چھوڑ دو جس حالت میں اس وقت میں ہوں۔ وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین وصیتیں فرمائیں۔

۱۔ یہود کو عرب سے باہر نکال دیا جائے۔

۲۔ وفود کی مہمانی کرو اور انہیں زاد راہ دو۔

۳۔ تیسری بات راوی بھول گیا لیکن صحیح بخاری کی کتاب الوصایا میں حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفی نے کہا کہ قرآن کے متعلق وصیت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی وصیت فرمائی کہ "میرے وارث نہ دینار تقسیم کریں نہ درہم۔ ہم (انبیاء) اپنی بیویوں کے اخراجات اور اپنے عامل کی اجرت کے علاوہ جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔(۳۰)"

کچھ دینار سرخ کہیں سے آئے تھے۔ صدقہ کے بعد ۷ یا ۸ دینار حضرت عائشہؓ کے پاس تھے۔ بے ہوشی کے بعد جب ہوش آیا تو پوچھا... ان دیناروں کا کیا ہوا؟ عرض کیا.... رکھے ہیں۔ فرمایا صدقہ کردو۔ کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس اس حالت میں جائیں گے کہ یہ سب کچھ ہو۔ اس روز تک کی تمام نمازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھائیں۔ نماز مغرب میں سورۂ والمرسلات کی تلاوت فرمائی۔ یہ آخری نماز تھی جو صحابہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں ادا کی۔(۳۱)

انتخاب امام:

نماز عشاء کے وقت دریافت فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا... نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار ہے۔ یہ سن

کر غسل فرمایا۔ باہر نکلنے کھڑے ہوئے تو غش آگیا۔ افاقہ ہوا تو پھر نماز کے بارے میں دریافت فرمایا۔ کھڑے ہوئے تو پھر غشی طاری ہو گئی۔ فرمایا..... ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا.... وہ بڑے نرم دل ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ روئیں گے اور لوگ کچھ سن نہ سکیں گے۔ بہتر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمرؓ کو حکم دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی حکم دہرایا۔ حضرت عائشہؓ نے دوبارہ درخواست کی اور حضرت حفصہؓ سے بھی کہلوایا۔ صحیح بخاری (۳۲) میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میرے دل میں یہ بات آئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ اس شخص سے محبت نہیں کریں گے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑا ہو گا بلکہ اسے منحوس سمجھیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی حکم دیا اور فرمایا۔ ''تم یوسف علیہ السلام کے ساتھ والیاں ہو۔'' ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم آکر سنایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنا حق حضرت عمرؓ کو منتقل کیا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہؓ بن ربیعہ کو حکم دیا کہ باہر لوگوں سے کہہ دیں کہ نماز ادا کریں۔ وہ باہر نکلے تو حضرت عمرؓ سامنے تھے۔ ان سے کہہ دیا کہ آپؓ نماز پڑھا دیں۔ (۳۳) روضۃ الاحباب میں ہے (۳۴) کہ حضرت عمرؓ نے نماز شروع کر دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا.. کیا یہ عمرؓ کی آواز ہے؟

جواب ملا.....جی ہاں!

ارشاد ہوا.... اللہ اور مومنین اس کو پسند نہیں کریں گے۔ سر مبارک دریچہ سے باہر نکالا اور فرمایا... نہیں ،نہیں ابوبکرؓ کو چاہئے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عمرؓ مصلے سے پیچھے ہٹ گئے اور حضرت ابوبکرؓ نے پہلی نماز کی امامت فرمائی۔(۳۵)

آں کلیم اوّلِ سینائے ما

دوسرے دن مرض میں کچھ افاقہ ہوا تو ظہر کے وقت جب کہ حضرت ابوبکرؓ نے نماز شروع کر دی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے سہارے پاؤں گھسٹتے ہوئے مصلے تک پہنچے۔ حضرت ابوبکرؓ کے بائیں پہلو میں بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کر رہے تھے اور باقی لوگ حضرت ابوبکرؓ کی۔(۳۶) حضرت ابوبکرؓ بلند آواز سے تکبیر کہہ رہے تھے تاکہ لوگ سن لیں اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ ہی نماز پڑھاتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے (۱۷) نمازیں پڑھائیں۔(۳۷) اصح السیر میں ہے کہ ۲۱ نمازیں پڑھائیں۔(۳۸)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی امتی کے پیچھے نماز ادا نہیں کی۔ بجز ایک بار پوری نماز حضرت ابوبکرؓ کی اقتداء میں اور ایک دفعہ سفر تبوک میں ایک رکعت حضرت

عبدالرحمنؓ ابن عوف کے پیچھے۔ حضرت عبدالرحمن کے پیچھے ایک رکعت فوت شدہ ادا کرنے کے بعد فرمایا.... "کسی نبی نے ایسا نہیں کیا کہ اس نے اپنی امت کے ایک صالح فرد کے پیچھے نماز ادا کی ہو۔" (۳۹)

حضرت عباسؓ کا مشورہ

ایک دن حضرت علیؓ حجرہ سے باہر آئے تو لوگوں نے اشتیاق سے پوچھا کہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کیسی ہے؟ حضرت علیؓ نے بتایا کہ آج بڑا افاقہ ہے۔ اتنے میں حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا... اللہ کی قسم تین دن بعد تم دوسروں کے ماتحت ہو جاؤ گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب اس مرض میں وفات پا جائیں گے۔ میں بنو عبدالمطلب کے چہروں سے ان کی موت پہچان لیتا ہوں۔ چلو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں کہ خلافت کس کو ملے گی؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا..... اگر ہم نے سوال کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ کبھی ہمیں خلافت نہ دیں گے۔ اللہ کی قسم! میں سوال نہیں کروں گا!" (۴۰)

وصال سے ایک دن پہلے

اتوار کو مرض میں شدت ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کے باعث حضرت اسامہؓ کا لشکر جرف ہی میں ٹھہرا رہا تھا۔ حضرت

اسامہؓ آئے اور جھک کر پیشانی مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے پھر اسامہؓ پر رکھ دیئے۔ ایک دن قبل اپنے تمام غلاموں کو آزاد فرما دیا۔ ان کی تعداد چالیس بتائی جاتی ہے۔ کچھ دینار نقد موجود تھے انہیں صدقہ فرمانے کا حکم دیا۔ اپنے تمام اسلحہ جات مسلمانوں کو ہبہ فرمائے۔(۴۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زرہ ایک یہودی کے پاس (۳۰) صاع جو کے عوض رہن تھی۔ یہ اس ظلمت زار ارضی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری شب تھی۔ گھر کے چراغ میں تیل تک نہ تھا جو پڑوسن سے عاریتاً منگوایا گیا۔(۴۲)

بر مُصحفِ روئے او نظر کُن

پیر کا دن آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرۂ مبارک کا پردہ اٹھایا۔ دیکھا صحابہؓ کرام صف باندھے حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ صحابہؓ کرام کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر پڑی۔ یوں محسوس کیا جیسے قرآن کا ایک ورق سامنے کھلا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا ہم سمجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوں گے۔ فرطِ مسرت سے ہماری یہ حالت تھی کہ کہیں نماز نہ توڑ ڈالیں۔ حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹے کہ صف میں مل جائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی نماز پوری کریں۔(۴۳)

خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا ان کا

جمال نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آخری زیارت تھی جو صحابہؓ نے کی۔ اس کے بعد حجرے کے اندر ہو کر پردہ گرا دیا۔ چشم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو آخری بار اقامت الصلوٰۃ میں مجسم دیکھا۔ شمع نبوت کی یہ آخری جھلک تھی جو پروانوں کی آنکھیں روشن کر گئی۔ دلوں کے غنچے خوشی سے شگفتہ ہو گئے لیکن یہ آخری جلوۂ عام دراصل آفتاب لبِ بام تھا۔ حضرت ابو سعیدؓ خدری کی روایت ہے کہ علالت کے زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ فجر کی ایک رکعت پڑھی پھر دوسری پوری کی۔ اصحابؓ کے نزدیک اسی سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ (۴۴)

چراغِ سحر

حضرت ابوبکرؓ صدیق نماز ختم کر کے حجرہ عائشہؓ میں گئے۔ دیکھا پہلی جیسی بے چینی اور کرب نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پُر سکون تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بحال دیکھ کر اجازت لی اور اپنے گھر جو مدینہ سے ۲ میل پر سنخ میں تھا گئے۔ صحابہؓ کرام بھی خوش خوش اپنے گھروں کو چلے گئے۔ کچھ دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت بگڑ گئی۔ غرغرہ کی کیفیت میں حضرت انسؓ کہتے ہیں' آخری وصیت تھی۔ (۴۵)

"اللہ سے ڈرتے رہنا۔ نماز اور غلاموں کا خیال رکھنا۔"

حضرت عائشہؓ کی گود میں سر مبارک رکھ کر لیٹ گئے۔ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ آئے۔ ان کے ہاتھ میں تازہ مسواک تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھنے لگے۔ حضرت عائشہ منشائے مبارک سمجھ گئیں۔ مسواک چبا کر نرم کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اچھی طرح دانت صاف کیے۔ حضرت عائشہؓ اس پر فخر کرتی تھیں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ سے جا ملے ہیں تو دہن مبارک میں میرا آب دہن تھا۔ یہی نہیں بلکہ میرا حجرہ، میری نوبت کا دن اور میرے کندھے اور گردن کے درمیان سر اقدس(۴۶) تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کے لئے طشت منگوایا اور فراغت حاصل کی(۴۷) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پانی کا ایک پیالہ رکھا ہوا تھا۔ بار بار دونوں ہاتھ اس میں ڈبوتے اور چہرۂ اقدس پر ملتے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں مرض کی اتنی شدت میں نے نہیں دیکھی، جتنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں تھی۔ زبان پر لا الہ الا اللہ تھا۔ ارشاد ہوا "ان للموت سکرات" موت کی بڑی تکلیف ہے۔(۴۸)

حضرت فاطمہؓ اس حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر تڑپ اٹھیں۔ کہا کتنا کرب ہے۔ فرمایا... آج کے بعد تیرے باپ کو کوئی کرب نہ ہوگا۔ بے شک آج تیرے باپ پر وہ اٹل چیز اتری ہے (موت) جو قیامت

تک کبھی کسی سے ٹلنے والی نہیں۔(۴۹) پھر ان کو اپنے قریب بلایا اور چپکے سے کان میں کچھ کہا یہ سن کر رو پڑیں پھر کچھ فرمایا تو ہنسنے لگیں۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں مجھے محسوس ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم بھاری ہو رہا ہے۔ آنکھیں چڑھ رہی ہیں۔ اس کے بعد ہاتھ پھیلا دیئے۔ زبان مبارک پر تھا:

اے اللہ: میں رفیق اعلیٰ میں جانا چاہتا ہوں

روح مبارک عالم بالا کو پرواز کر گئی اور دست مبارک نیچے گر گئے۔ اس کے ساتھ ہی خوشبو کی ایک مہک پھیل گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک موٹا تہ بند باندھے ہوئے اور ایک موٹی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے سر مبارک تکیہ پر رکھ دیا اور ایک سفید چادر اڑھا دی۔(۵۰)

ہوش و حواس تاب و تواں داغ جا چکے

شدت غم سے حضرت عائشہؓ نڈھال دوسری عورتوں کے ساتھ بیٹھ گئیں۔ حزن و ملال کی ایک کیفیت سب پر طاری تھی۔ حضرت فاطمہؓ سب سے زیادہ ملول تھیں۔

تمام ازواج مطہرات تصویر غم بنی ہوئی تھیں۔ صحابہؓ کرام سخت پریشان و

سراسیمہ تھے۔ کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا کہ کیا ہو گیا۔ مسجد نبوی میں بیٹھے صحابہؓ کرام اس قدر رو رہے تھے کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ یقین نہیں آتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی موت طاری ہو سکتی ہے۔ اکثر اصحابؓ گم ھم اور سکتہ کی کیفیت میں مسجد کے کونوں میں سر جھکائے بیٹھے تھے۔ جلیل القدر صحابہؓ تک حواس کھو چکے تھے۔ عقلیں گم اور آواز بند تھی۔ حضرت عمرؓ ننگی تلوار لئے عالم اضطراب میں کہتے پھرتے تھے۔ خبردار! اس کا سر اڑا دوں گا جو کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ حضرت عثمانؓ پر سکتہ طاری تھا۔ حضرت علیؓ بے حس و حرکت تھے جیسے چپ لگی گئی ہو۔ حضرت عبداللہ بن انیسؓ کو اس درجہ صدمہ ہوا کہ حرکت قلب بند ہو گئی۔ حضرت عبداللہ بن زید انصاریؓ رو رو کر بینائی کھو بیٹھے۔ (۵۱)

حضرت عمرؓ اور مغیرہ ابن شعبہؓ اجازت لے کر حجرے میں آئے۔ مغیرہؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ فرمایا... تم جھوٹے ہو۔ غشی طاری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہیں مریں گے جب تک اللہ تعالیٰ منافقوں کو نیست و نابود نہ کر دے۔ (۵۲)

تسکین کو ہم نہ روئیں جو ذوقِ نظر ملے

حضرت ابو بکرؓ گھوڑے پر سوار ہو کر سنخ سے آئے۔ مسجد میں حضرت

سالم بن عبیدؓ اشجعی ملے۔ بے تاب ہو کر رونے لگے۔ پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا؟ کہا عمرؓ کہتے ہیں جو یہ کہے اسے قتل کر دوں گا۔ حضرت ابو بکرؓ خاموشی سے سیدھے حجرۂ عائشہؓ میں داخل ہوئے۔ چہرہ کی چادر ہٹائی چہرۂ مبارک پر جھکے اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ دونوں بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا...ہائے نبی ہائے صفی ہائے خلیل۔(۵۳) فرمایا.... میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان اللہ تعالیٰ دو موتیں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جمع نہیں کرے گا۔ آپؐ حیات اور موت دونوں حالتوں میں پاکیزہ رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے نبوت اور وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا جو کسی اور نبی کی وفات سے نہیں ہوا تھا۔(۵۴)

حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں خطیب بن کر کھڑے ہو گئے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا ہے جس طرح حضرت موسیٰ کو بلایا گیا تھا۔ وہ اپنی قوم سے چالیس راتیں غائب رہے تھے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئیں گے اور منافقوں کا قلع قمع کریں گے۔ حضرت ابو بکرؓ حجرے سے نکلے۔ حضرت عمرؓ سے کہا بیٹھ جاؤ۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ آپؓ لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے کہا۔ حمد و ثناء کے بعد... جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا تھا سن لے کہ وہ انتقال کر گئے۔ تم میں سے جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو سن لے کہ اللہ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔

سورۂ آل عمران کی آیت ۱۴۴ تلاوت کی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ
مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي
عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔـا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝

ترجمہ ! "اور محمد تو صرف رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے
رسول ہو گزرے ہیں۔ بھلا اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو تم
الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو اللہ کا کچھ
نقصان نہیں کر سکے گا اور اللہ شکر گزاروں کو ثواب دے گا"

اس آیت کو سن کر ہر شخص کی آنکھیں کھل گئیں۔ یوں لگا جیسے یہ
آیت ابھی ابھی اتری ہو۔ سب کی زبانوں پر یہی آیت جاری ہو گئی۔
حضرت ابوبکرؓ نے یہ آیت بھی تلاوت کی۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (سورۂ زمر آیت ــ ۳۰)

(ترجمہ) "آپ کو بھی موت آئے گی اور ان کو بھی" آپ سے
قبل ہم نے کسی انسان کے لئے دوام نہیں کیا۔ اگر آپ کی وفات
ہو گئی تو کیا وہ ہمیشہ رہیں گے۔(۵۵)

شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا......

اس کو سن کر حضرت عمرؓ نے جھرجھری لی اور ان کے ہوش ٹھکانے

ہوئے۔ ذہن کی گرہیں کھل گئیں' پیروں میں جسم کا بار اٹھانے کی تاب نہ رہی۔ وفات کے صدمے کے تصور سے زمین پر گر پڑے۔ حضرت اسماءؓ بنت عمیس کہتی ہیں کہ جب لوگوں میں مرنے یا نہ مرنے کا شک پیدا ہو گیا تو میں نے اپنا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ مہر نبوت کو نہ پایا تو کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور مہر اٹھالی گئی۔(۵۶) اصل بات یہ تھی کہ صحابہؓ کرام کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی اس نے ہوش و حواس گم کر دیئے۔ اس کے بعد حضرت بلالؓ جب اذان دیتے اور اشھد ان محمد رسول اللہ کہتے تو مسجد آہ بکا سے گونج اٹھتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے بعد انہوں نے اذان دینی بند کر دی۔ مدینہ میں رہنا ان کے لئے مشکل ہو گیا۔ چھوڑنا چاہا تو حضرت ابو بکرؓ نے اپنے بڑھاپے کا واسطہ دے کر انہیں روک لیا۔

دن' وقت اور تاریخ وفات

ابن سعد (۵۷) کے مطابق دو شنبہ کا دن ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری اور وقت آفتاب ڈھل چکا تھا۔

محمد بن عمرو اقدی (۵۸) لکھتے ہیں کہ روز وفات دو شنبہ تھا۔ دو شیں ماہ ربیع الاول کی گزری تھیں۔ اختتام سال دہم تھا۔

ابن ہشام (۵۹) نے لکھا کہ اس دن چاشت کا وقت خاصا ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

مواہب لدنیہ (۶۰) میں قسطلانی کا بیان ہے کہ جس وقت آفتاب مائل بہ زوال تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر گئی تھیں۔ یہ بھی لکھا ہے کہ وہ مسلمان جو لشکر اسامہؓ میں جرف میں ٹھہرے ہوئے تھے مدینہ منورہ آئے۔ حضرت بریدہؓ اسلمی حضرت اسامہؓ کے جھنڈے کو لے آئے اور اسے در اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر گاڑ دیا۔

ابن جوزی نے (۶۱) "الوفا" میں تحریر کیا ہے کہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ ہجرت کے گیارہویں سال سوموار دوپہر کے وقت دار آخر کی طرف سفر فرمایا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ جب سورج ضحیٰ اور چاشت کے وقت پر پہنچا اور اچھی طرح گرم ہوگیا۔

ابن جریر طبری (۶۲) نے ابو جعفر کے قول کے حوالے سے لکھا ہے کہ علمائے تاریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ وفات ربیع الاول میں دوشنبہ کو ہوئی مگر اس ماہ کے کس دوشنبہ کو اس میں اختلاف ہے۔ بعض فقہائے حجاز کے حوالے سے ارباب سیر نے ربیع الاول کی دوسری تاریخ دوشنبہ کے دن نصف النہار سے قبل وفات لکھی ہے۔

"المعارف (۶۳)" میں ابن قتیبہ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دن دوشنبہ تھا۔ مدینہ میں قیام کو پورے دس سال ہو چکے تھے۔ وفات کے وقت عمر شریف ۶۳ سال تھی۔

"جوامع السیر(۶۴) " میں ابن حزم کا بیان ہے کہ بروز پیر بوقت ضحیٰ یعنی قریب نصف النہار ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری میں وفات پائی۔

ابن اثیر نے (۶۵) "سیرت رسولؐ" میں لکھا ہے کہ وفات دوشنبہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزرنے کے بعد۔ ٹھیک دوپہر کے وقت ہوئی۔

مسعودی رقم طراز ہے۔(۶۶) "اس بات پر سب کا اجماع ہے کہ ماہ ربیع الاول میں دوشنبہ کے دن رحلت فرمائی، مگر اس امر میں اختلاف ہے کہ تاریخ رحلت کیا تھی" اکثر کا قول ہے کہ اس مہینہ کی بارہ شبیں گزر چکی تھیں۔ بعض کہتے ہیں کہ دو راتیں گزر چکی تھیں اور بعض نے نو شبوں کے گزرنے کا ذکر کیا ہے۔

"رحمۃ للعالمین" (۶۷) میں مولانا سلمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری یوم دوشنبہ وقت چاشت تھا کہ جسم اطہر سے روح انور نے پرواز کیا۔ اس وقت عمر مبارک ۶۳ سال قمری پر ۴ دن تھی۔

"سیرۃ النبیؐ (۶۸)" جلد دوم میں مولانا شبلی نعمانی نے حاشیہ میں تفصیلی بحث کی ہے۔ لکھا ہے کہ ابتدائے مرض کے دن، مدت علالت اور تاریخ وفات کے تعین میں روایات مختلف ہیں۔ جن امور پر تمام روایات کا اتفاق ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) سال وفات ۱۱ ہجری ہے۔

(۲) مہینہ ربیع الاول کا تھا۔

RekhtaDownload.com

(۳) یکم سے ۱۲ر تک کی کوئی تاریخ تھی۔

(۴) دوشنبہ (پیر) کا دن تھا۔

یومِ وفات دوشنبہ کو بنیاد بنا کر اور حجتہ الوداع میں وقوف عرفہ یومِ جمعہ سے حساب کر کے علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں "وفات نبویؐ کی صحیح تاریخ ہمارے نزدیک یکم ربیع الاول ۱۱ ہجری ہے۔"

"سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" (۶۹) میں مولانا محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں.... "تاریخ وفات میں شدید اختلاف ہے۔ مشہور قول کی بناء پر ۱۲ر ربیع الاول کو وفات ہوئی۔ موسیٰ بن عقبہ، لیث بن سعد اور خوارزمی نے یکم ربیع الاول کو تاریخ وفات بتایا ہے۔ کلبی اور ابو مخنف نے دوم ربیع الاول تاریخ وصال قرار دی ہے۔ علامہ سہیلی نے "روض الانف" میں اور حافظ عسقلانی نے شرح بخاری میں اسی قول کو مرجح قرار دیا ہے۔"

دوشنبہ ۱۲ر ربیع الاول

قصص القرآن (حصہ چہارم) (۷۰) میں مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی تاریخ ابن کثیر جلد ۵ کے حوالے سے لکھتے ہیں.... "یہ تسلیم کیا جائے کہ مکہ اور مدینہ میں رویت ہلال مختلف رہی ہے کیونکہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اہل مدینہ نے ذی الحجہ کا چاند جمعہ کو دیکھا اور مکہ میں جمعرات کو رویت ہوئی تو پھر اگر باقی تینوں مہینوں کو تیس تیس کا ہی تسلیم کیا جائے۔

RekhtaDownload.com

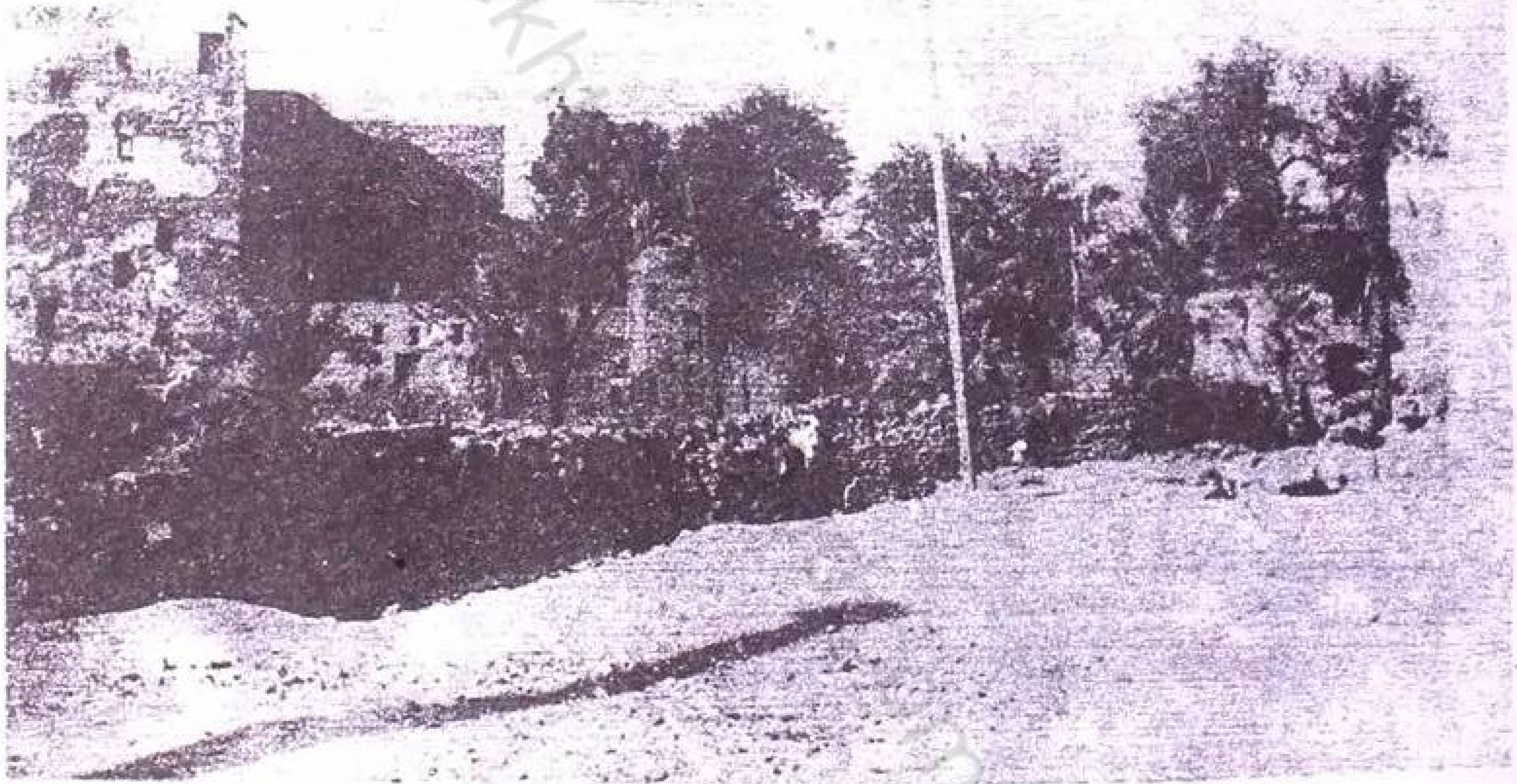

سقیفہ بنی ساعدہ جہاں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خلیفۃ الرسول منتخب کیا گیا۔

تب یہ کہا جا سکتا ہے کہ بلاشبہ دو شنبہ کو ۱۲ ربیع الاول تھی۔

تو کیا مدینہ میں ذی الحجہ کا چاند جمعہ کو دیکھا گیا؟ اس کی تصدیق و تائید حضرت عائشہؓ کی روایت سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لئے جب مدینہ سے نکلے تو ذی قعدہ کے ختم ہونے میں پانچ دن باقی تھے۔ حضرت انسؓ کے بیان کے مطابق حضور اکرمؐ ظہر کی چار رکعات پڑھ کر نکلے۔ ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعات پڑھیں۔ پس ان دو مستند روایات سے واضح ہوا کہ آپؐ کی مدینہ سے روانگی نہ جمعرات کو ہوئی نہ جمعہ کو بلکہ سنیچر کے دن ہوئی۔ اس صورت میں تسلیم کرنا پڑے گا کہ اہل مدینہ نے جمعہ کے دن ذی الحجہ کا چاند دیکھا۔ پس یہی ایک شکل بنتی ہے کہ جس سے تاریخ وفات ۱۲ ربیع الاول سے متعلق مشہور روایت تسلیم کی جا سکتی ہے۔"

فکر فردا

بنی ساعدہ کا سقیفہ (چوپال) انصار کی سرگرمیوں کا مرکز بن گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی اور خلافت کا مسئلہ پیر کی شام زیر بحث تھا۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ صدر نشیں تھے۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے گھر میں حضرت علیؓ، زبیر بن عوامؓ اور طلحہ ابن عبیداللہؓ باہم مشورہ کر رہے تھے۔ مہاجرین کی بڑی تعداد حضرت ابوبکرؓ کے پاس مجتمع تھی

جن میں گروہ انصار سے بنو عبد الاشہل کو لے کر حضرت اسیدؓ بن حضیر شامل ہو گئے۔ اطلاع آئی کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع انصار حضرت سعدؓ بن عبادہ کی بیعت پر مائل ہیں کیونکہ غزوات میں انصار کا علم اکثر ان ہی کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔

جب یہ اطلاع حضرات ابوبکرؓ اور عمرؓ کو ہوئی تو اس خوف سے کہ کہیں ملت میں افتراق پیدا نہ ہو جائے دونوں حضرت ابو عبیدہؓ ابن جراح کو لے کر سقیفہ بنی ساعدہ روانہ ہوئے۔ راستے میں دو شریف انصاری حضرت عدیمؓ بن ساعدہ اور حضرت معنؓ بن عدی ملے۔ انہوں نے بتایا کہ انصار ایک معاملہ میں متفق ہو چکے ہیں تم ان کے پاس نہ جاؤ بلکہ اپنے معاملات خود طے کر لو۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا نہیں ہم ان سے ضرور ملیں گے۔ (۱۷)

حضرت سعدؓ بن عبادہ بیمار تھے اور چادر اوڑھے سب کے درمیان بیٹھے تھے۔ ان کے خطیب نے حمد و ثناء کے بعد کہا کہ ہم اللہ کے انصار اور اسلام کا لشکر ہیں۔ مہاجرین ایک جماعت بن کر ہمارے پاس آئے۔ اب ان کا ارادہ ہماری جڑ کاٹ کر امارت غصب کرنے کا ہے۔

جواب کیلئے حضرت عمرؓ اٹھنا چاہتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے روک دیا۔ خود کھڑے ہوئے اور حمد و ثناء و صلوٰۃ کے بعد پہلے مہاجرین کے فضائل اور اسلام کیلئے ان کی غیر معمولی قربانیاں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت کا ذکر کیا۔ اس کے بعد فرمایا..... اے انصار تم اپنے متعلق جو

کچھ کہتے ہو بے شک تم ان فضائل کے حامل ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارا تعلق بھی گہرا ہے لیکن عرب اس معاملہ میں سوائے قریش کے کسی اور کی اطاعت قبول نہیں کریں گے۔

خضرِ راہ

انصار نے کہا (۷۲) کہ اچھا ہم میں سے ایک امیر ہو اور ایک تم میں سے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا.... نہیں بلکہ ہم میں سے امیر ہوں اور تم وزیر رہو۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا.... ان میں سے کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت کرلو۔ شور و شغب بڑھنے لگا۔ حضرت حبابؓ بن منذر نے اعتراض کیا تو حضرت عمرؓ نے بڑھ کر حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ہم میں آپؓ سب سے بہتر ہیں۔ ہم آپؓ کی بیعت کرتے ہیں۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے اس کی تائید کی اور انصار میں سے حضرت بشیرؓ بن سعد کو سب سے پہلے بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ پھر تمام مہاجرین و انصار نے بیعت کی۔

۲۳ سالہ کارِ نبوت کی حفاظت اور اسلام کی بقاء کا یہ نازک مرحلہ حضرت ابوبکرؓ کے ناخن تدبیر سے سلجھ گیا۔ اس سے فراغت پاکر سب کے سب تجہیز و تکفین میں مشغول ہو گئے۔

سرچشمۂ حق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجہیز و تکفین کے بارے میں اپنی

وفات سے ایک ماہ قبل ہی واضح احکامات دے دیئے تھے جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ اب مسئلہ درپیش یہ تھا کہ آپؐ کو کہاں سپردِ خاک کیا جائے۔ ایک تجویز یہ تھی کہ مسجدِ نبوی میں منبر یا مُصلّے کی جگہ دفن کیا جائے۔ دوسری آپؐ کے صحابہؓ کے ساتھ جنت البقیع میں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ ہر نبی اسی جگہ دفن ہوا جہاں اس کی روح قبض ہوتی ہے۔ مدینہ میں قبر کھودنے میں دو افراد ماہر تھے۔ ایک حضرت ابوعبیدہؓ ابن جراح جو مکی طرز پر شق (سیدھی قبر) کھودتے تھے۔ دوسرے ابو طلحہؓ زید بن سہل انصاری جو اہلِ مدینہ کے انداز کی لحد (بغلی قبر) تیار کرتے تھے۔ (۷۳) طے ہوا ان میں سے جو پہلے آئے وہ یہ کام انجام دے۔ حضرت عباسؓ نے دو آدمی روانہ کیے۔ حضرت ابو طلحہؓ پہلے آئے اور انہیں لحد تیار کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ قبر میں نو کچی اینٹیں بچھائی گئیں۔ یہ بھی لکھا ہے کہ کچی اینٹوں سے لحد کو بند کیا گیا۔ (۷۴)

غسل

غسل دینے کا ارادہ کیا تو سوال یہ اٹھا کہ کپڑے اتارے جائیں یا نہیں؟ ابھی گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک غنودگی طاری ہوئی اور غیبی آواز سنائی دی کہ اللہ کے رسولؐ کو برہنہ نہ کیا جائے۔ چنانچہ لباس کے ساتھ ہی غسل دیا گیا۔ حجرہ میں داخل ہونے والوں میں حضرت عباسؓ، حضرت علیؓ، حضرت فضلؓ اور حضرت قثمؓ (حضرت عباسؓ کے بیٹے) ہیں۔ ان کے علاوہ

اسامہؓ اور حضورؐ کے غلام شقران ہیں۔ پھر دروازہ بند کردیا گیا۔ ایک چادر تان دی گئی۔ انصار نے باہر سے آواز لگائی کہ اس شرف میں ہمارا آدمی بھی شریک کرلو چنانچہ حضرت علیؓ نے حضرت اوسؓ بن خولی کو اندر بلالیا۔ وہ حضرت سعدؓ بن خیثمہ کے کنویں سے پانی لاتے تھے۔ ابنِ ماجہ کے حوالے سے مدارج النبوت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ مجھے چاہِ غرس کے پانی کے سات مشکوں سے غسل دیا جائے۔ حضرت علیؓ حضورؐ کو اپنے سینے سے لگائے غسل دیتے رہے۔ جسم اطہر کو قمیص کے اوپر سے مل رہے تھے۔ حضرت علیؓ کے سوا سب نے آنکھوں پر پٹیاں باندھ لی تھیں تاکہ کھلے جسم پر نظر نہ پڑے۔ (۷۵)

ایک طرف حضرت عباسؓ چار زانو ہو کر بیٹھ گئے دوسری جانب حضرت علیؓ۔ آپؐ کا سر مبارک مشرق کی جانب اور پاؤں مغرب کی طرف تھے۔ حضرت علیؓ نے غسل کی ابتدا کی۔ حضرت اسامہؓ اور شقران پانی ڈال رہے تھے۔ حضرت عباسؓ اور ان کے دونوں صاحبزادے کروٹ بدلنے میں مدد دے رہے تھے۔ تین مرتبہ خالص پانی سے اور پھر بیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے غسل دیا گیا۔

کفن

غسل کے بعد جسم کا پیراہن اتار لیا گیا اور سحول کے بنے ہوئے تین

کپڑوں کا کفن دیا گیا۔ ان میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔ تین کپڑوں میں دو صحاری بقول بعض سحولی اور ایک دھاری دار چادر تھی جس میں آپؐ کو کئی مرتبہ لپیٹا گیا۔ صحار علاقہ عمان کا ایک مشہور مقام ہے۔ یمن میں سحولا مقام کے سفید رنگ کے کپڑے مشہور تھے۔ اسی نسبت سے صحاری اور سحولی کہتے ہیں۔ مشک نافہ سے کپڑوں کو خوشبودار کیا گیا۔ (۷۶)

نمازِ جنازہ

حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ کی سنن ابن ماجہ میں روایت ہے کہ منگل کے دن تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی تو جنازہ مبارک قبر کے کنارے ایک تخت پر رکھ دیا گیا۔ کچھ دیر حسب وصیت وہاں کوئی نہیں رہا۔ حضرت جبرئیل، میکائل، اسرافیل، ملک الموت اور فرشتوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا حضورؐ زندگی میں بھی تمہارے امام تھے اور اب بھی وہی ہیں لہٰذا تنہا نماز پڑھو۔ سب سے پہلے اہل بیت نے نماز جنازہ پڑھی۔ کوئی امام نہیں تھا۔ پہلے مہاجرین کے گروہ در گروہ پھر انصار غول در غول انصار آنسوؤں کی جھڑی میں درود کے ساتھ نماز پڑھتے رہے۔ حضرت عبداللہؓ ابن مسعود سے لوگوں نے پوچھا نماز میں کیا پڑھیں؟ انہوں نے کہا کہ حضرت علیؓ سے پوچھو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ان اللہ و ملائکتہ آیت' درود اور لبیک اللھم ربنا و سعدیک الخ پڑھو۔ (۷۷) تدفین میں تاخیر کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ سہ شنبہ (منگل) کا تمام دن لوگ نماز جنازہ پڑھتے

رہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ صحابہ کرامؓ نے ۷۲ مرتبہ (۷۸) نماز ادا کی۔ مرد فارغ ہوئے تو عورتوں نے، اس کے بعد بچوں نے آخر میں غلاموں نے نماز جنازہ علیحدہ علیحدہ پڑھی۔ ابن وحیہ کا بیان ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے کی ۳۰ ہزار افراد نے سعادت حاصل کی۔

تدفین

چہار شنبہ (بدھ) کی آدھی رات یا سحر کے قریب جنازے کو قبر کے کنارے رکھا گیا۔ قبر میں وہ سرخ چادر بچھائی گئی جو خیبر والوں نے پیش کی تھی۔ یہ آپؐ اکثر اوڑھا کرتے تھے۔ اسے حضرت شقران نے قبر میں بچھایا کیونکہ زمین انبیاءؑ کے اجسام کو نہیں چھوتی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آخر وقت میں اس چادر کو نکال لیا گیا۔(۷۹) قبر میں اترنے والوں میں حضرت عباسؓ، حضرت علیؓ، حضرت فضلؓ اور حضرت قثمؓ کے نام ہیں۔ دوسری روایت میں حضرت عقیلؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ ابن عوف، حضرت اسامہؓ، اوسؓ بن خولی اور حضرت شقرانؓ کے نام بھی ملتے ہیں (۸۰)۔ انہوں نے ہی میت کو قبر میں اتارا۔ حضرت قثمؓ کہتے ہیں میں وہ آخری شخص تھا جس نے روئے مبارک کو قبر میں دیکھا اور اس سے باہر نکلا۔ زمین میں قبر کی گہرائی تین گز تھی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بدھ کی پچھلی شب پھاوڑوں کی آواز سن کر دفن کے وقت کا علم ہوا۔ (منگل اور بدھ کی درمیانی شب) کچی اینٹوں سے قبر بنائی گئی۔ ایک یا چار بالشت مٹی ڈال کر

کوہان کی شکل کی تربت تیار کی گئی۔ حضرت بلالؓ نے ایک مشک (۸۱)
پانی چھڑکا۔ سرہانے سے ابتدا کی۔ یہ بھی لکھا ہے کہ مزار مبارک پر میدان
کے سرخ و سفید سنگ ریزے چن دیئے گئے۔

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نے اپنی انگوٹھی قبر میں گرادی۔ اس کو
نکالنے کیلئے سب سے آخر میں اترے۔ دوسری روایت میں اس کی تردید
ہے کہ حضرت علیؓ نے اجازت نہیں دی۔ خود اترے اور انگوٹھی نکال کر
انہیں دی۔ قبر مبارک میں زمین کی گہرائی تین گز تھی۔ (۸۲)

عمر بوقت وفات

عمر کے بارے میں ۶۰ سال، ۶۳ سال اور ۶۵ سال کی روایات ہیں
لیکن زیادہ صحابہؓ کا اتفاق ۶۳ سال پر ہے۔

از دل خیزد بر دل ریزد

صحابہ کرامؓ مٹی دے کر لوٹنے لگے۔ ان ہی میں حضورؐ کے خادم
خاص حضرت انسؓ بن مالک بھی تھے۔ حجرۂ بی بی فاطمہؓ کے پاس سے گزرے
تو قدم خود بخود رک گئے۔ آہٹ پا کر حضرت فاطمہؓ نے پوچھا.... کون ہے؟

عرض کیا.... آپ کے برگزیدہ پدرِ عرش نشیں کا خادمِ دیرینہ انسِؓ
سوگوار۔

سیدۃ النساءؓ نے بحالت گریہ و بہ صدائے نمناک پوچھا :۔

اے انسؓ! تم لوگوں کے دلوں نے کس طرح گوارا کرلیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منوں مٹی ڈال دو اور انہیں تنہا چھوڑ کر چلے آؤ؟ یہ ہزار مرثیوں کا ایک مرثیہ سن کر انسؓ کا وجود بے حس و حرکت نقش بہ دیوار ہو گیا۔ چشم تصور انسؓ دیکھ رہی تھی۔

"کہ انبیاء انؐ کے خیر مقدم کو
صف بہ صف ایستادہ ہوں گے
اور ان کے لب پر درود ہو گا
سلام ہو گا
سلام ان پر
درود ان پر
فدا ہمارا وجود ان پر (۸۳)۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

RekhtaDownload.com

مدینہ منورہ کی قدیم بستی جس کے پس منظر میں روضہ نبوی دیکھا جا سکتا ہے۔

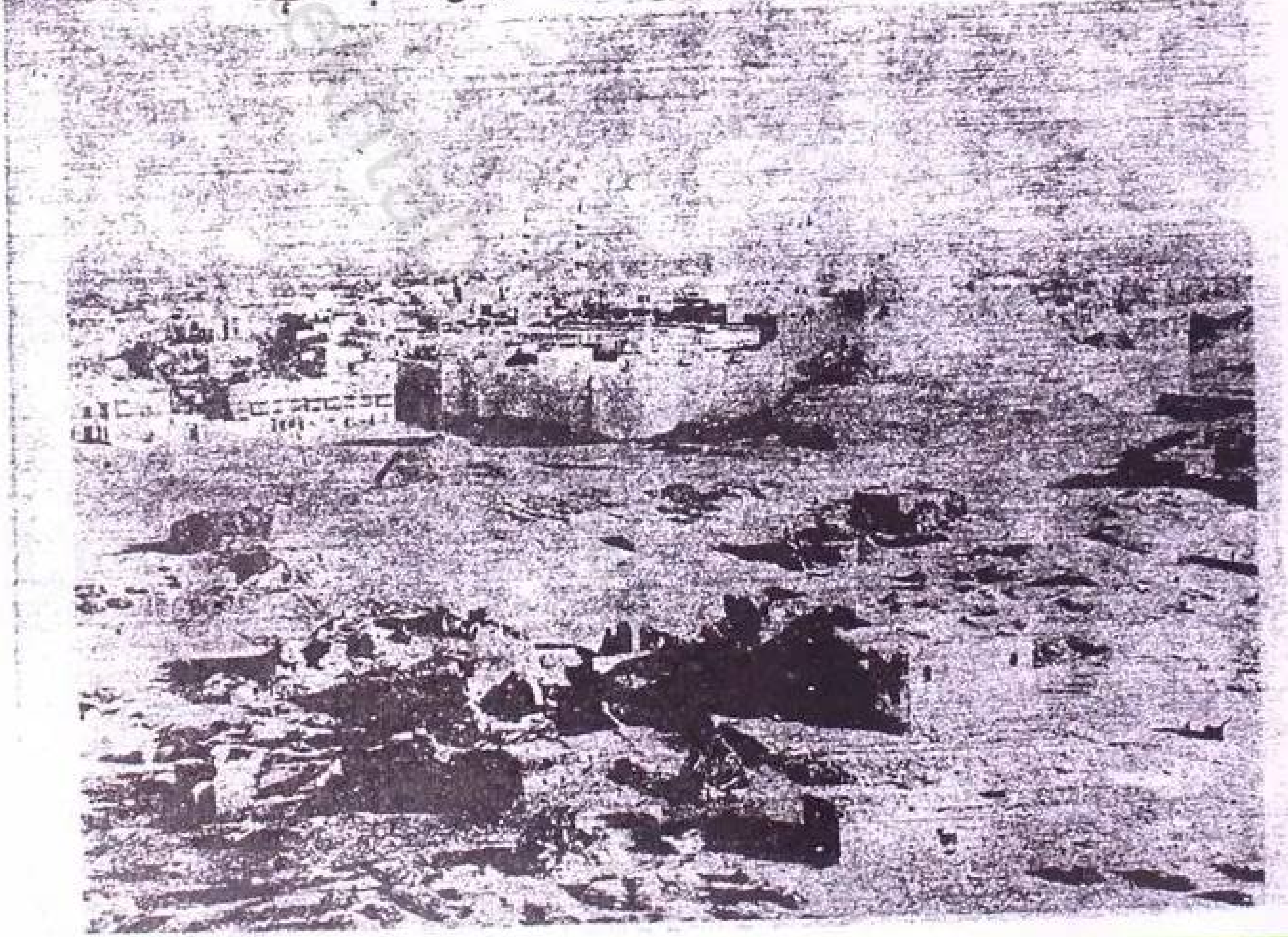

ماخذ اور حواشی

ہجرت کا گیارھواں سال

وفد نخع

۱۔ (ا) طبقات ابن سعد حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۴۷

(ب) زاد المعاد ابن قیم حصہ سوم صفحہ ۱۷۶

(ج) مواہب لدنیہ قسطلانی صفحہ ۳۴۹

سفر آخرت

۲۔ (ا) تفہیم القرآن مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی جلد ۶ صفحہ ۵۱۲

(ب) معارف القرآن مفتی محمد شفیع جلد ۸ صفحہ ۸۳۵

(ج) تفسیر ابن کثیر۔ جلد اول چھٹا پارہ صفحہ ۴۸

۳۔ صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۹۷ باب ۶۵۸ حدیث نمبر ۱۷۱۸

۴۔ رسالت مآب ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۱۹۳

۵۔ (ا) موطا امام مالک صفحہ ۲۰۲۔ باب ۲۱ حدیث نمبر ۴۷

(ب) مغازی الرسول عروہ ابن زبیرؓ صفحہ ۲۲۹

۶۔ اصح السیر عبدالرؤف داناپوری صفحہ ۵۵۳

۷۔ طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۷۳

۸۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۳۸۹

۹۔ التنبیہ والاشراف مسعودی صفحہ ۱۱۳

۱۰۔ (ا) طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۷۴

(ب) صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۷۰۷

۱۱۔ (ا) الوفا ابن جوزی صفحہ ۷۸۲

RekhtaDownload.com

(ب) البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۳۹۱

۱۲۔ تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۵۱۵

۱۳۔ فتوح البلدان البلاذری صفحہ ۱۶۲

۱۴۔ مدارج النبوت شیخ عبدالحق صفحہ ۶۱۶

۱۵۔ صحیح مسلم جلد ۶ صفحہ ۸۴ باب فضائل ابوبکرؓ

۱۶۔ (ا) طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۷۳

(ب) رسول رحمت ابوالکلام آزاد صفحہ ۶۵۰

۱۷۔ سیرۃ النبی شبلی نعمانی جلد ۲ صفحہ ۲۱۵

۱۸۔ (ا) رسالت مآب روضۃ الاحباب بحوالہ بخاری شریف حصہ دوم صفحہ ۱۹۸

(ب) صحیح بخاری جلد دوم حدیث نمبر ۱۵۵۴ صفحہ ۶۹۵

۱۹۔ (ا) سید الکونین محمدؐ صادق سیالکوٹی صفحہ ۴۰۴

(ب) صحیح بخاری جلد سوم صفحہ ۶۹۹

۲۰۔ (ا) سید الکونین محمدؐ صادق سیالکوٹی بحوالہ بخاری شریف صفحہ ۶۹۹ جلد سوم

(ب) جوامع السیرہ صفحہ ۲۹۱

۲۱۔ سید الکونین بحوالہ طبری صفحہ ۴۰۸

۲۲۔ (ا) صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۹۷۔ حدیث نمبر ۱۵۵۹

(ب) الوفا ابن جوزی صفحہ ۸۰۳

۲۳۔ سیرت رسول کریمؐ ابن اثیر صفحہ ۵۲۰

۲۴۔ الوفا ابن جوزی صفحہ ۷۹۴

۲۵۔ (ا) صحیح مسلم جلد ۶ صفحہ ۸۳، ۱۷۶

(ب) رسالت مآب ترجمہ روضۃ الاحباب صفحہ ۲۰۵

(ج) اصح السیر عبدالرؤف داناپوری صفحہ ۵۵۶

۲۶۔ صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۳۵

۲۷۔ صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۸۳ حدیث نمبر ۵۷۰ اور صحیح مسلم جلد ۶ صفحہ ۱۸۶
۲۸۔ صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۸۴۲ حدیث نمبر ۲۲۲۱
۲۹۔ (ا) صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۳۴ حدیث نمبر ۱۱۴
(ب) تاریخ الاسلام والمسلمین صفحہ ۵۲۶۔۵۹۶
۳۰۔ رحمۃ للعالمین سلیمان منصور پوری جلد ۱ صفحہ ۲۷۸
(ب) صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۱۳۰، ۱۵۵۷
(ج) موطا: امام مالک صفحہ ۶۹۴
۳۱۔ رحمۃ للعالمین سلمان منصور پوری جلد ۱ صفحہ ۲۴۸
۳۲۔ صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۷۰۰ کتاب المغازی باب مرض النبی حدیث نمبر ۵۶۷
۳۳۔ مدارج النبوت شیخ عبدالحق صفحہ ۶۲۵
۳۴۔ رسالت مآب ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۲۰۷
۳۵۔ ایضاً
۳۶۔ (ا) تاریخ الاسلام والمسلمین بحوالہ مسلم و بخاری صفحہ ۵۹۵
(ب) تاریخ طبری صفحہ ۵۲۵
۳۷۔ سیرت رسول کریم ابن اثیر صفحہ ۵۲۶
۳۸۔ اصح السیر عبدالرؤف داناپوری صفحہ ۵۷۷
۳۹۔ (ا) اسد الغابہ: جلد ۶ صفحہ ۵۷۷
(ب) مدارج النبوت: شیخ عبدالحق صفحہ ۶۲۸
۴۰۔ صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۷۰۰ حدیث نمبر ۱۵۶۹
۴۱۔ (ا) طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۴۷۴
(ب) رحمۃ للعالمین سلمان منصور پوری جلد ۱ صفحہ ۲۴۹
۴۲۔ شمائل ترمذی صفحہ ۲۸۳
۴۳۔ (ا) شمائل ترمذی صفحہ ۳۵۵

(ب) صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۰۷ حدیث ۱۵۷۰

۴۴۔ مدارج النبوت صفحہ ۶۲۷

۴۵۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۲۱۶

۴۷۔ شمائل ترمذی صفحہ ۳۵۶

۴۸۔ سید الکونین محمد صادق سیالکوٹی صفحہ ۳۱۰ بحوالہ ترمذی

۴۹۔ شمائل ترمذی صفحہ ۳۷۱

۵۰۔ مدارج النبوت شیخ عبدالحق صفحہ ۶۴۲

۵۱۔ اصح السیر صفحہ ۵۸۱

۵۲۔ ایضاً" صفحہ ۵۸۲

۵۳۔ شمائل ترمذی صفحہ ۳۵۹

۵۴۔ سیرت المصطفیٰ محمد ادریس کاندھلوی حصہ سوم صفحہ ۳۲۶

۵۵۔ سیرت رسول کریمؐ ابن اثیر صفحہ ۵۲۹

۵۶۔ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۲۱۴

۵۷۔ طبقات ابن سعد حصہ اول صفحہ ۲۷۴

۵۸۔ مغازی الرسول واقدی صفحہ ۳۵۵

۵۹۔ سیرت النبی کاملؐ جلد دوم صفحہ ۸۳

۶۰۔ مواہب لدنیہ قسطلانی جلد ۱ صفحہ ۵۰۷

۶۱۔ الوفا ابن جوزی صفحہ ۸۱۴

۶۲۔ تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۵۲۷ اور صفحہ ۵۴۴

۶۳۔ المعارف ابن قتیبہ صفحہ ۱۵۶

۶۴۔ جوامع السیرہ ابن حزم اندلسی صفحہ ۲۹۰

۶۵۔ سیرت رسول کریم ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۵۲۸

۶۶۔ التنبیہ والاشراف مسعودی صفحہ ۱۱۷

۶۷۔ رحمۃ للعالمین سلمان منصور پوری جلد ۱ صفحہ ۲۵۱

RekhtaDownload.com

۶۸۔ سیرۃ النبی شبلی نعمانی جلد دوم صفحہ ۲۲۱ مطبوعہ ناشران قرآنی لمیٹڈ کتابی سائز

۶۹۔ سیرۃ المصطفیٰ محمد ادریس کاندھلوی حصہ سوم صفحہ ۳۲۱

۷۰۔ قصص القرآن حفیظ الرحمٰن سیوہاروی جلد ۴ صفحہ ۵۷۳

۷۱۔ (ا) تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۵۳۱

(ب) سیرت النبی کامل ابن ہشام صفحہ ۸۱۰

(ج) سیرت المصطفیٰ محمد ادریس کاندھلوی صفحہ ۳۳۱

۷۲۔ تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۵۲۹

۷۳۔ طبقات ابن سعد حصہ دوم صفحہ ۳۹۷

۷۴۔ الوفا ابن جوزی صفحہ ۸۲۳

۷۵۔ (ا) سیرت النبی کامل ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۸۱۵

(ب) رسالت مآب ترجمہ روضۃ الاحباب حصہ دوم صفحہ ۲۱۷

۷۶۔ التنبیہ والاشراف مسعودی صفحہ ۱۱۸

۷۷۔ (ا) سید الکونین محمد صادق سیالکوٹی صفحہ ۳۱۳

(ب) اصح السیر عبدالرؤف داناپوری صفحہ ۵۸۶

(ج) سیرت المصطفیٰ محمد ادریس کاندھلوی حصہ سوم صفحہ ۳۳۴

۷۸۔ تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۵۴۱

۷۹۔ مدارج النبوت شیخ عبدالحق دہلوی صفحہ ۶۵۹

۸۰۔ جوامع السیرۃ صفحہ ۲۹۱

۸۱۔ سید الکونین محمد صادق سیالکوٹی صفحہ ۳۱۲

۸۲۔ (ا) طبقات ابن سعد حصہ دوم صفحہ ۳۰۴ اور ۳۰۶

(ب) تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۵۴۲

۸۳۔ دواوین میں نعت معرا سرشار صدیقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چند اہم محدثوں، سیرت نگاروں اور مورخوں کے مختصر سوانح

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

نمبر مشہور نام	صفحہ	نمبر مشہور نام	صفحہ نمبر
۱۔ ابن اثیرؒ	۷۵۵	۹۔ ابن عبد البرؒ	۷۶۲
۲۔ ابن جوزیؒ	۷۵۵	۱۰۔ ابن عساکرؒ	۷۶۳
۳۔ ابن اسحٰقؒ	۷۵۶	۱۱۔ ابن قتیبہؒ	۷۶۴
۴۔ ابن حجر عسقلانیؒ	۷۵۸	۱۲۔ ابن قیمؒ	۷۶۵
۵۔ ابن حزمؒ	۷۵۹	۱۳۔ ابن کثیرؒ	۷۶۶
۶۔ ابن حنبلؒ	۷۶۰	۱۴۔ ابن ماجہ	۷۶۷
۷۔ ابن خلدونؒ	۷۶۰	۱۵۔ ابن ہشامؒ	۷۶۸
۸۔ ابن سعدؒ	۷۶۱	۱۶۔ ابوداودؒ	۷۶۹

نمبر مشہور نام	صفحہ	نمبر مشہور نام	صفحہ
۱۷۔ ابو حنیفہؒ	۷۷۱	۲۹۔ سیوطیؒ	۷۸۵
۱۸۔ ابو یوسفؒ	۷۷۲	۳۰۔ شبلی نعمانیؒ	۷۸۶
۱۹۔ ادریس کاندھلویؒ	۷۷۳	۳۱۔ طبریؒ	۷۸۷
۲۰۔ اشرف علی تھانویؒ	۷۷۴	۳۲۔ عبدالحقؒ محدث دہلوی	۷۸۸
۲۱۔ بخاریؒ	۷۷۵	۳۳۔ عبدالرؤف داناپوری	۷۸۹
۲۲۔ بلاذریؒ	۷۷۷	۳۴۔ عروہ ابن زبیرؒ	۷۹۰
۲۳۔ ترمذیؒ	۷۷۸	۳۵۔ قسطلانیؒ	۷۹۱
۲۴۔ جمال حسینیؒ	۷۸۰	۳۶۔ مالکؒ	۷۹۲
۲۵۔ حمیداللہ	۷۸۱	۳۷۔ مسعودیؒ	۷۹۳
۲۶۔ سلمان منصورپوری	۷۸۲	۳۸۔ مسلمؒ	۷۹۴
۲۷۔ سلیمان ندویؒ	۷۸۳	۳۹۔ نسائیؒ	۷۹۶
۲۸۔ سمہودیؒ	۷۸۴	۴۰۔ واقدیؒ	۷۹۷

ابن اثیر ـــــــــ ۱

نام اور کنیت عزالدین ابوالحسن علی بن محمد المعروف ابن اثیر الجزری

ولادت جزیرہ ابن عمر۔ ۴ جمادی اولیٰ ۵۵۵ھ م ۲ مئی ۱۱۶۰ء

وفات موصل۔ ۶۳۰ھ م ۱۲۳۳ء۔ عمر ۷۵ سال

دو کتابیں بہت مشہور ہیں۔ ایک الکامل فی التاریخ جو ۱۲ جلدوں میں ہے جس کے اردو میں دو تین لوگوں نے ترجمے کئے۔ سیرت رسول کریمؐ کا ترجمہ مقصود علی خیر آبادی اور جلد سوم کا ترجمہ رشید احمد ارشد نے کیا ہے جسے دائرہ معین المعارف نے کراچی سے ۱۹۶۶ء میں شائع کیا ہے۔ پروفیسر براؤن (مستشرق) اسے تاریخوں میں سب سے ممتاز قرار دیتا ہے۔ یہ ۶۲۸ھ تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔

دوسری کتاب اُسد الغابہ ہے جو ساڑھے سات ہزار صحابہ کرام کا بہ ترتیب حروف حجی تذکرہ ہے۔ اس کے سات حصوں کا اردو ترجمہ عبدالشکور لکھنوی نے کیا جو ۱۳۲۲ھ میں لکھنؤ میں طبع ہوا۔ مکتبہ نبویہ لاہور نے ۱۴۰۷ھ میں اسے دوبارہ طبع کیا جو نو جلدوں میں ہے۔ آخری دو جلدیں غلام ربانی عزیز کی ترجمہ کی ہوئی ہیں۔

بچپن جزیرہ ابن عمر میں گزرا پھر والد کے ساتھ موصل آئے۔ یہیں تعلیم ہوئی بغداد میں بھی بعض علماء کے آگے زانوئے ادب طے کیا طلب علم میں شام کا بھی سفر کیا۔ موصل میں تصنیف و تالیف کا کام کیا۔ حدیث اور تاریخ کے بڑے عالم تھے۔

ابن جوزی ـــــــــ ۲

نام ابن جوزی عبدالرحمن بن علی بن محمد بن علی ابن عبداللہ بن حمادی بن محمد بن محمد

بن جعفر الجوزی، کنیت ابو الفرج (ابو الفضائل) اور لقب ابن جوزی ہے۔

ولادت بغداد۔ ۵۱۰ھ م ۱۱۱۶ء

وفات ۱۰ محرم ۵۹۷ھ م ۱۲۰۰ء۔ عمر ۸۷ سال

الجوزی کی نسبت کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ بصرہ کا ایک محلّہ جوزہ تھا جہاں جعفران کے ایک بزرگ رہتے تھے اس لئے ابن جوزی کہلائے۔

تین سال کے تھے کہ والد کے سایہ سے محروم ہو گئے۔ پھوپھی نے پرورش کی تھوڑے عرصے میں حفظِ قرآن علوم قرأت اور تحصیلِ حدیث کی منزلیں طے کرلیں۔ بہت تیز فہم تھے فصاحت و بلاغت اور علم کی بدولت خطابت میں نام پیدا کیا۔ ان کے وعظوں نے ہزاروں گم کردہ راہ لوگوں کو صراطِ مُستقیم دکھائی۔ علم حدیث اور فن خطابت کے علاوہ تمام علوم میں منفرد مقام حاصل تھا۔ حنبلی مسلک کے پیرو تھے۔

تصنیف و تالیف سے گہرا شغف تھا۔ جس روانی سے تقریر کرتے تھے اسی روانی سے لکھتے بھی تھے۔ تین سو چالیس سے زیادہ کتابیں لکھیں۔ اتنی کسی نے نہیں لکھیں۔ اس زمانے میں موجود کتابوں کی تعداد سو ہے۔

سیرت طیبہ پر مشہور کتاب "الوفا باحوالِ المصطفیٰ" ہے اس کتاب کے چار حصے ہیں اول حالاتِ ولادت سے وصال تک۔ دوم شمائلِ رسولؐ، اخلاقِ حسنہ، اوصافِ حیات وغیرہ۔ سوم دلائلِ نبوت چہارم خصائصِ نبی اکرمؐ۔ اس کا ترجمہ اردو میں محمد اشرف سیالوی نے کیا ہے۔ فرید بک اسٹال لاہور نے طبع کیا ہے۔

ابن اسحٰق ــــــ ۳

نام ابو عبداللہ محمد بن اسحاق

ولادت مدینہ منورہ ۸۵ھ م ۷۰۴ء

وفات بغداد ۱۵۰ھ م ۷۶۷ء۔ عمر ۶۵ سال

وہ یسار کے پوتے تھے۔ عراق سے گرفتار کر کے مدینہ لائے گئے جہاں وہ عبداللہ بن قیس کے قبیلہ میں غلام بنا دیئے گئے۔ ابن اسحٰق کا شمار اولین سیرت نگاروں میں ہوتا ہے ان کی کتاب "المغازی" ایک زمانے تک دستیاب نہیں تھی تاہم الماوردی کے زمانے تک موجود تھی چونکہ احکام سلطانیہ میں کتاب المغازی کی وہ روایات دی ہیں جو ابن ہشام کے پاس مختصر ہیں۔ مورخ طبری نے بھی ابن اسحٰق کی کتاب کے جامع اقتباسات دے کر اسے ایک طرح سے محفوظ کر دیا۔ پروفیسر گی یوم نے مختلف کتابوں سے اقتباسات جمع کر کے ایک نامکمل نسخہ تیار کیا ہے ڈاکٹر حمید اللہ کی کوششوں سے بھی ایسا ہی ایک کام ہوا ہے جو محمد طفیل مرحوم نے نقوش کے رسول نمبر کے سلسلہ کی جلد یازدہم میں محفوظ کر دیا ہے۔

ابن اسحٰق نے رسول اللہؐ کی حیات طیبہ کے بارے میں قصص و روایات کی جانب توجہ دی۔ ان کی جمع کردہ روایات کو محدثین نے پسند نہیں کیا خصوصاً امام مالک بن انسؒ نے حالانکہ علم حدیث میں وہ سند تھے اور امام بخاری سے قبل انہیں "امیر المومنین فی الحدیث" کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اسی مخالفت کی بنا پر انہیں مدینہ چھوڑ کر ہجرت کرنی پڑی پھر وہاں سے وہ عراق پہنچے۔

انہوں نے سیرت کا مواد دو جلدوں میں جمع کیا تھا پہلی کتاب "المبتداء یا مبتداء الخلق یا کتاب المبداء و قصص الانبیاء" میں ہجرت تک کے حالات تھے۔ کتاب المغازی غزوات کے بارے میں ہے۔

امام شافعی کا قول ہے کہ جو غزوات کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنا چاہے

RekhtaDownload.com

وہ ابن اسحٰق سے رجوع کرے۔

اس طرح ابن اسحٰق کو قابل اعتماد تاریخ کے ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے لکھا ہے کہ مستشرقین سیرت ابن اسحٰق اور اس کے مولف کے بڑے مداح ہیں۔

۴ـــــــــ ابن حجر عسقلانی

نام: ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی العسقلانی

ولادت: مصر العتیق ۱۲ شعبان ۷۷۳ھ ۱۸ فروری ۱۳۷۲ء

وفات: قاہرہ ہفتہ ۱۸ ذی الحجہ ۸۵۲۔ ۱۳ فروری ۱۳۹۹ء۔ عمر ۷۹ سال

دنیائے علم میں ابن حجر عسقلانی کے نام سے شہرت پائی۔ بچپن میں ماں باپ کے سایہ سے محروم ہو گئے۔ نو سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ اپنے عہد کے ممتاز اساتذہ سے فقہ، حدیث، تفسیر اور ادب کی تعلیم پائی۔ نظم اور نثر پر کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ اپنے آپ کو حدیث کے لئے وقف کر دیا اسی غرض سے مصر، شام، حجاز اور یمن کے کئی سفر کئے۔ ۲۱ برس تک قاضی پھر قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کے عہدے پر فائز رہے اس کے علاوہ مسجدوں اور مدرسوں میں تفسیر قرآن، حدیث اور فقہ پر درس دیتے رہے۔ تصانیف کی تعداد ۱۵۰ بتائی جاتی ہے۔

ان کی بہترین تصنیف "کتاب فتح الباری فی شرح بخاری" ہے "اصابہ فی تمیز الصحابہ" صحابہ کرام کے بارے میں ہے۔ "تہذیب التہذیب" بھی قابل قدر کتاب ہے۔

ابن حزم ـــــ ۵

نام ابو محمد علی بن احمد بن سعید ابن حزم ظاہری

ولادت قرطبہ (اندلس) ۳۰ رمضان ۳۸۴ھ م ۷ نومبر ۹۹۴ء

وفات ۲۸ شعبان ۴۵۶ھ م ۱۵ اگست ۱۰۶۴ء۔ عمر ۷۲ سال

ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ ابن حزم کے نام سے شہرت پائی۔ ان کے پردادا نے عیسائیت چھوڑ کر اسلام قبول کیا۔ یہ اندلس کا معزز خاندان تھا۔ ان کے والد وزارت کے عہدے پر فائز تھے اس لئے بہترین تعلیم و تربیت پائی۔ قدرت نے بہترین حافظہ عطا کیا تھا اس لئے تمام علوم و فنون میں مہارت پیدا کرلی۔ وہ بڑے محدث، فقیہ، مورخ، فلسفی اور ادیب تھے۔ لسانیات، بلاغت، شعروادب، سیرواخبار میں مہارت رکھتے تھے۔ حق کہنے میں بے باک اور نڈر تھے۔ مزاج میں حدت اور شدت تھی۔

اموی دور میں وزارت کے عہدے پر فائز ہوئے اس کے بعد خانہ جنگی میں قیدوبند کی صعوبتیں بھی اٹھائیں۔ سیاست سے کنارہ کش ہو کر پوری طرح تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہو گئے ان کا شمار ممتاز عالموں میں ہوا۔ ۴۰۰ تصانیف کا قابل قدر ذخیرہ یادگار چھوڑا جن میں المحلی، الملل والنحل، الجمہرۃ فی الانساب، شرح موطا، تاریخ الخلفاء، الکتاب الجامع فی الحدیث اور سیرۃ النبویہ (جوامع سیرہ) مشہور ہیں۔ الملل والنحل کا اردو ترجمہ جامعہ عثمانیہ کے دارالترجمہ میں ہوا۔ جوامع السیرہ سیرت نبوی پر مختصر، جامع اور محققانہ کتاب ہے اس کا اردو میں ترجمہ محمد سردار احمد نے کیا ہے جو مکتبہ علمیہ کراچی سے ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا ہے۔

ابن حنبلؒ ——— ۶

نام: احمد بن محمد بن حنبلؒ

ولادت: بغداد۔ ربیع الثانی ۱۶۴ھ م ۷۸۰ء

وفات: بغداد۔ ربیع الاول ۲۴۱ھ م جولائی ۸۵۵ء۔ عمر ۷۷ سال

آپ عرب نسل سے تھے۔ تعلیم بغداد میں ہوئی۔ تحصیل علم کے لئے مکہ، مدینہ منورہ، کوفہ، بصرہ، شام، یمن اور جزیرہ کا سفر کیا۔ زیادہ قیام بصرہ میں رہا۔ درس و تدریس کے لئے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ خلیفہ مامون الرشید کے عہد میں جبرا درس اور فتویٰ دینے سے روک دیا گیا۔

۲۱۲ھ میں مامون الرشید نے خلق قرآن کا عقیدہ پھیلانا شروع کیا امام حنبلؒ نے اس کا انکار کیا تو قید کرکے بغداد بھیج دیا گیا ابھی راستے ہی میں تھے کہ مامون کا انتقال ہو گیا اس کا بھائی معتصم باللہ تخت نشین ہوا۔ وہ بھی ان ہی عقائد کا حامل تھا۔ اس نے امام کو کوڑوں پر کوڑے لگوائے لیکن وہ اپنے عقیدہ پر مستحکم رہے

آپ کی سب میں عظیم تصنیف "مسند حنبل" ہے جو ۱۸ مسندوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں چالیس ہزار احادیث اور مکررات کو نکال دیا جائے تو تعداد تیس ہزار رہتی ہے۔ انہیں دس لاکھ احادیث سے منتخب کیا ہے۔ حافظ الحدیث ایسے تھے کہ دس لاکھ احادیث یاد تھیں۔ ابن تیمیہ آپ کے مسلک کے تھے آپ نے فقہ حنبلی کی بنیاد رکھی۔

ابنِ خلدون ——— ۷

نام: عبدالرحمٰن (ابو زید) ولی الدین

ولادت: تیونس۔ یکم رمضان ۷۳۲ھ م ۲۷ مارچ ۱۳۳۲ء

وفات قاہرہ۔ ۱۵ رمضان ۸۰۸ھ م ۱۶ مارچ ۱۴۰۶ء۔ عمر ۷۶ سال

سب سے پہلے قرآن مجید کو حفظ کروایا گیا اپنے والد اور تونس کے استادوں سے نحو، لغت، فقہ، حدیث اور ادب کی تعلیم حاصل کی۔ منطق، فلسفہ، کلام اور قانون شریعت میں مرینی دربار کے مغربی علماء سے استفادہ کیا۔ تونس کے بادشاہ کے کاتب مقرر ہوئے۔ بعد میں جامعہ ازہر میں استاد ہو گئے۔ قاہرہ کے قاضی کے فرائض بھی انجام دیئے۔

۴۲ سال کی عمر میں اپنی مشہور تاریخ تو غزوت میں لکھنا شروع کی جہاں ابن خلدون ۱۳۷۸ء تک رہے۔ تاریخ نویسی کے لئے کتابوں کی تلاش میں تونس پھر قاہرہ پہنچے۔ تاریخ کا عربی نام کتاب العبر ہے جو سات جلدوں میں ہے۔ تاریخ ابن خلدون کا لاجواب مقدمہ ۷۷۹ھ م ۱۳۷۷ء میں ختم کیا چار سال میں تاریخ لکھنے کا کام مکمل کیا۔ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کو تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا ہے پہلا حصہ مقدمہ ہے جس میں ابن خلدون نے اپنے عمرانی اور فلسفیانہ خیالات کی وضاحت کی ہے۔ دوسرا حصہ تاریخ عرب قبل از اسلام سے بنی عباس تک کے تاریخی واقعات پر مشتمل ہے۔ تیسرا حصہ بربروں اور اپنے زمانہ کی تاریخ پر مبنی ہے۔ ابن خلدون نے اپنی کتاب کو ان گنت نئے نئے علوم و فنون کا انمول خزانہ بنا دیا ہے۔ کتاب ساری انسانی تاریخ کا احاطہ کرتی ہے۔

۱۹۰۱ء میں تاریخ ابن خلدون کو حکیم احمد حسین الہ آبادی نے اردو میں منتقل کیا۔ اسے نفیس اکیڈمی نے ۱۹۶۱ء میں چھاپا۔ مقدمہ کا اردو ترجمہ سعد حسن خان نے کیا ہے۔

ابن سعد ــــــ 8

نام ابن سعد محمد بن سعد بن منیع الزہری

ولادت بصرہ ۱۶۸ھ م ۸۵-۷۸۴ء ۷۶۴

۷۶۱

RekhtaDownload.com

وفات بغداد ۴ جمادی الثانی ۲۳۰ھ م فروری ۸۴۵ء۔ عمر ۶۲ سال

ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی قبیلہ بنی یربوع سے تعلق تھا۔ ابتدائی عمر غلامی میں گزری آزاد ہوئے تو بصرے میں تعلیم حاصل کی پھر بغداد آ گئے۔ ان کی کتاب طبقات کبیر یا طبقات ابن سعد سیرت طیبہ اور سیرت صحابہ کرامؓ اور تابعین پر مستند ماخذ سمجھا جاتا ہے۔ واقدی کے مقابلے میں ان کی روایات پر زیادہ بھروسہ کیا جاتا ہے۔ انہوں نے علم حدیث دیگر علماء کے علاوہ واقدی سے بھی پڑھا۔ وہ کاتب واقدی (سیکریٹری) کے نام سے مشہور تھے۔ محدثین واقدی کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے لیکن ابن سعد کو ثقہ راوی مانتے ہیں۔

سب سے پہلے دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ سے طبقات ابن سعد میں سے سیرت نبوی پر اخبار النبیؐ حصہ اول و دوم اور تذکرہ صحابہ کرام پر تین حصے عبداللہ العمادی نے اردو میں منتقل کیے۔ حصہ ششم کا ترجمہ نذیر الحق میرٹھی اور حصہ ہفتم اور ہشتم کا راغب رحمانی نے کیا۔ کراچی سے نفیس اکیڈمی نے ۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۲ء میں یہ کتابیں شائع کیں۔

مشہور مستشرق زخاؤ (ساؤ Sachau) نے لائڈن سے ۱۹۰۴ء تا ۱۹۱۷ء آٹھ جلدیں شائع کیں نویں جلد جو اشاریہ پر مشتمل ہے۔ ۱۹۲۱ء میں جز و اول اور ۱۹۲۸ء میں جز و ثانی طبع کیں۔

ابن عبدالبر ——— ۹

نام محمد یوسف بن عبدالبر کنیت ابو عمر تھی

ولادت جمعہ ۲۵ ربیع الآخر ۳۶۸ھ نومبر ۹۷۸ء

وفات شاطبہ جمعہ ۲۹ ربیع الآخر ۴۶۳ھ م ۱۰۷۰ء۔ عمر ۹۴ سال

قرطبہ کے رہنے والے تھے۔ احادیث جمع کرنے کی خاطر اندلس کے چپہ چپہ کی سیاحت کی۔ صدق، دیانت، حسن اعتقاد اور اتباع سنت میں اندلس کے علماء میں سب سے آگے ہیں۔ فقہ حدیث میں ان کی تالیف کتاب "التمہید" نادر روزگار ہے۔ اندلس کے علماء میں اس فقہ کی مہارت میں کوئی ان کا ثانی نہیں تھا۔ کئی تصانیف ہیں جن میں مشہور و معروف کتاب "الاستیعاب" فی معرفۃ الاصحاب" صحابہ کرام کے بارے میں گراں قدر تصنیف ہے۔ کتاب الدور فی اختصار المغازی والسیر کتاب عمرہ الانساب بھی قابل ذکر ہیں۔

ابن عساکر ـــــــ ۱۰

نام علی بن حسن بن ہبۃ اللہ ابوالقاسم ثقۃ الدین

ولادت دمشق محرم ۴۹۹ھ م ستمبر ۱۱۰۵ء

وفات دمشق ۱۱ رجب ۵۷۱ھ م ۲۵ر جنوری ۱۱۷۶ء۔ عمر ۷۲ سال

ابن عساکر کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ ایران کے بڑے بڑے شہروں اور بغداد میں تحصیل علم کی۔ دمشق کے مدرسہ نوریہ میں مدرس ہو گئے ان کا سب سے بڑا کارنامہ "تاریخ مدینہ دمشق" ہے جو ۸۰ جلدوں میں تھی اب چند حصے دستیاب ہیں۔ اپنے زمانے کے مشہور فقیہ اور محدث ہیں۔ مورخ کی حیثیت میں شہرت ہوئی۔ دوسری کتاب المعجم بھی قابل ذکر ہے جس میں شافعی مسلک کے مشاہیر کا تذکرہ ہے۔ تاریخ دمشق الخطیب بغدادی کی تالیف تاریخ بغداد کے تتبع میں لکھی گئی ہے۔

RekhtaDownload.com

ابن قتیبہ ـــــــ ۱۱

نام　　ابن قتیبہ ابو عبداللہ محمد بن مسلم

ولادت　　کوفہ ۲۱۳ھ م ۸۲۸ء

وفات　　بغداد رجب ۲۷۶ھ م نومبر ۸۸۹ء　عمر ۶۳ سال

فارغ التحصیل ہونے کے بعد کچھ مدت اقلیم جبل میں قاضی کی خدمات انجام دیں بغداد میں درس و تدریس کے فرائض بھی انجام دیے۔ اپنے زمانے کے تمام علوم پر دسترس تھی۔ مذہبی بحثوں میں بھی حصہ لیا۔ فلاسفر کے شک آمیز رویہ کے مقابلے میں قرآن و حدیث کی حمایت کی۔

ابن قتیبہ نام کے دو افراد ہیں ایک عبداللہ بن قتیبہ دوسرا ابراہیم بن قتیبہ اور اتفاق سے دونوں کی کتاب کا نام بھی ایک ہے یعنی "المعارف" دوسرا شخص شیعہ مسلک کا تھا اکثر لوگ عبداللہ کے بارے میں بھی شبہ کا شکار ہیں ابن حجر نے انہیں ثقہ اور صاحب فضل و شرف لکھا ہے۔ ابن خلدون نے بھی ادیب اور فاضل کہا ہے۔ ان کی تحریر میں ادبی چاشنی، حلاوت اور دلکشی ہے۔

تصانیف میں مشہور عیون الاخبار، معانی الشعر، ادب الکاتب، الشعر والشعراء اور المعارف ہیں۔ الشعر والشعراء کو عبدالصمد صارم نے شعرالعرب کے نام سے اردو میں منتقل کیا ہے۔ کتاب المعارف ان قدیم کتب میں سے ہے جو ہر دور کے مصنفین کا ماخذ رہی۔ یہ تاریخ الانساب حضرت آدمؑ سے تبع تابعین تک کے احوال اور نسب ناموں پر مشتمل ہے۔ یہ کارنامہ تیسری صدی ہجری کا ہے۔ سلام اللہ صدیقی نے اردو میں ترجمہ کیا ہے جسے پاک اکیڈمی نے ۱۹۸۵ء میں کراچی سے شائع کیا ہے۔

ابنِ قیمؒ ——— ۱۲

نام شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد الزرعی

ولادت دمشق ۶۹۱ھ م ۱۰۹۸ء

وفات ۱۳ رجب ۷۵۱ھ م اگست ۱۳۵۰ء۔ عمر ۶۰ سال

ان کے والد مدرسہ الجوزیہ کے قیّم (مہتمم) تھے اسی وجہ سے انہیں ابن قیّم الجوزیہ بھی کہا جاتا ہے۔ اپنے دور کے مشہور شیوخ سے استفادہ کیا۔ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ جب مصر سے دمشق آگئے تو رات دن ان سے استفادہ کرتے رہے اس صحبت کے نتیجے میں ابن تیمیہ کا رنگ اس درجہ غالب آگیا کہ ان کے جانشیں کہلائے ان کے ساتھ قید بھی کئے گئے اور ابن تیمیہ کی ۷۲۸ھ میں وفات کے بعد رہا ہوئے۔

ان کی لکھی ہوئی تصانیف کی تعداد ۴۵ تا ۵۲ ہے اکثر کا ترجمہ اردو میں ہو چکا ہے۔ سیرت اور فقہ پر بیش بہا تصنیف "زاد المعاد" کا ترجمہ رئیس احمد جعفری نے چار جلدوں میں کیا ہے اس کا ایک خلاصہ ہدی الرسول بعنوان اسوہ حسنہ کا ترجمہ عبدالرزاق ملیح آبادی نے کیا ہے۔

زاد المعاد یعنی "توشہ آخرت" سیرت طیبہ کا ایک بیش بہا خزانہ ہے جس میں اخلاق نبوی، خصائل، شمائل، غزوات وغیرہ پر مستند مواد ہے۔ ہر روایت کو سختی سے پرکھا ہے اور اسناد پر تحقیقی نظر ڈالی ہے۔

RekhtaDownload.com

ابن کثیر ــــــ ۱۳

نام اسمٰعیل بن عمر عماد الدین ابو الفداء ابن کثیر الخطیب القرشی البصری الشافعی

ولادت دمشق ۷۰۱ھ م ۱۳۰۱ء

وفات دمشق ۲۶ شعبان ۷۷۴ھ م فروری ۱۳۷۳ء۔ عمر ۷۳ سال

اسمٰعیل نام ابو الفدا کنیت' عماد الدین لقب اور ابن کثیر عرف ہے

ابن تیمیہ سے خصوصی تعلق تھا جس نے ان کی علمی زندگی پر بڑا اثر ڈالا۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد دمشق میں درس حدیث دیا کرتے تھے۔ تفسیر' حدیث' سیرت اور تاریخ میں بلند پایہ کتابیں تصنیف کیں قرآن مجید کی تفسیر ابن کثیر سب سے بڑا علمی کارنامہ ہے۔ اس کا اردو ترجمہ پانچ جلدوں میں ہو چکا ہے۔

فن تاریخ میں البدایہ والنہایہ بیش بہا تصنیف ہے جو ابتدائے عالم سے ان کے زمانے تک محیط ہے۔ ان کا بڑا کارنامہ تفسیر اور تاریخ سے اسرائیلیات کو چھانٹنا ہے ان کی تمام تصانیف کی یہ خوبی ہے کہ نہایت تحقیق کے ساتھ لکھتے ہیں اور مفصل لکھتے ہیں ان کے علاوہ مزید ۷ تصانیف کا ذکر آتا ہے۔

شبلی نے جب "سیرۃ النبی" لکھی یہ کتاب دستیاب نہیں تھی۔ اب اس کا اردو ترجمہ نفیس اکیڈمی نے (۸) جلدوں میں ۱۹۸۷ء میں کراچی سے شائع کیا ہے۔ ان آٹھ جلدوں میں جملہ ۱۴ حصے ہیں جنھیں عبد الرشید ندوی اور اختر فتح پوری نے اردو کا جامہ پہنایا ہے۔

نام ابو عبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ ابن ماجہ رحمی قزوینی

ولادت قزوین ۔ ۲۰۹ھ م ۸۲۴ء

وفات پیر ۲۲ رمضان ۲۷۳ھ م ۱۸ فروری ۸۸۶ء عمر ۶۴ سال

ابو عبداللہ کنیت تھی، ماجہ ان کی والدہ کے نام کا جز تھا۔ عجمی النسل تھے۔ آپ کا وطن قزوین صوبہ آذربائیجان میں مشہور شہر ہے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد علم حدیث کی طرف متوجہ ہوئے۔ حصول حدیث کے لئے خراسان، عراق، حجاز، مصر اور شام کا سفر کیا۔ اس زمانے میں علم دوست مامون الرشید حکمرانی کر رہا تھا۔ انہوں نے تفسیر، حدیث اور تاریخ میں کمال پیدا کیا۔ تین کتابیں لکھیں جن میں "تفسیر ابن ماجہ" اور "التاریخ" ناپید ہیں لیکن "سنن ابن ماجہ" محفوظ اور مقبول ہے۔ چھے اماموں میں ابن ماجہ کا شمار سب میں آخر میں ہوتا ہے۔ بعض علماء کے نزدیک ابن ماجہؒ کی سنن "صحاح ستہ" میں شامل نہیں ہے بلکہ امام مالکؒ بن انس کی موطا ہے۔ پانچویں صدی ہجری کے اخیر سے اس کا "صحاح ستہ" میں شمار ہونے لگا۔

سنن ابن ماجہ میں کل ۴۳۴۱ حدیثیں ہیں۔ ان میں سے ۳۰۰۲ تو صحاح کی کتابوں میں موجود ہیں باقی ۱۳۳۹ حدیثیں اس میں ایسی ہیں جو صرف اس سنن میں ملتی ہیں۔ اس میں ایک ہزار پانچ سو ابواب ہیں۔ وہ اپنے اسلوب میں حضرت معاذ ابن جبلؓ کا تتبع کرتے ہیں۔ ایسی احادیث روایت کرتے ہیں جو دوسرے صحابہ کے پاس نہیں ہوتیں۔ مقصد کثرت افادہ ہوتا ہے۔ ابن ماجہؒ نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا۔ اس کی خاطر اسانید کی صحت پر بھی توجہ نہیں دیتے۔ سنن ابن ماجہ کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں۔

۱۔ کوئی حدیث مکرر نہیں آتی۔

۲۔ اختصار سے کام لینے کی وجہ سے کتاب تمام ضروری مسائل اور احکام کی جامع ہے۔

۳- فضائل اور مناقب کی احادیث نہیں ہیں-

کتب صحاح ستہ میں چار نے ثلاثیات روایت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے-یہ ایسی روایات ہوتی ہیں جس کی سند میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مولف میں صرف تین واسطے ہوتے ہیں- امام بخاری نے مع مکررات میں ۲۲ ثلاثیات روایت کی ہیں- امام ترمذیؒ اور امام ابوداؤدؒ نے صرف ایک ثلاثی حدیث روایت کی ہے- ابن ماجہؒ نے پانچ- پانچوں سند واحد سے مروی ہیں- راوی جبارہ ابن ماجہ کے شیخ ہیں- محدثین نے اس کو پسند نہیں کیا ہے-

جب یہ سنن حافظ ابو زرعہ رازی کو پیش کی تو اسے دیکھ کر کہا کہ اگر یہ کتاب لوگوں تک پہنچ گئی تو اس دور کی اکثر جوامع اور مصنفات بیکار اور معطل ہو کر رہ جائیں گے- اس کی افادیت کا ایک اندازہ یوں بھی ہوتا ہے کہ اسکی سات شروح اور حواشی ہیں- اس کا اردو ترجمہ عبدالحکیم خان اختر شاہجہان پوری نے کیا ہے اور فرید بک ڈپو لاہور نے دو جلدوں میں ۱۹۸۳ء میں شائع کیا ہے-

ابن ہشام ـــــــ ۱۵

نام ابو محمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب الحمیری

ولادت بصرہ تاریخ ولادت نامعلوم

وفات فسطاط ۱۳ ربیع الثانی ۲۱۸ھ م ۸ مئی ۸۳۳ء

دوسرا سن وفات ۲۱۳ھ بتایا جاتا ہے

ان کے استاد زیاد بن عبداللہ بکائی نے ابن اسحٰق (جو ان کا شاگرد تھا) سے سیرت طیبہ کی تفصیلات سن کر ابن ہشام کو سنائیں- انہوں نے اسے کتابی شکل میں مرتب کیا جو

متعدد بار چھپ چکی ہے۔ اس کے دو علیحدہ علیحدہ حصوں کو "کتاب سیرۃ رسول اللہ" میں جمع کر دیا گیا ہے۔ چوتھی صدی ہجری میں الوزیر المغربی نے اس کتاب کو اس کی موجودہ شکل دی۔ سیرت ابن ہشام کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اردو میں اس کا ترجمہ پہلے دارالترجمہ حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔ اس کے علاوہ اور ترجمے بھی ہوئے۔ سیرۃ النبی کامل کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں عبدالجلیل صدیقی کا ترجمہ غلام رسول مہر کی نظر ثانی کے بعد شیخ غلام سنز لمیٹڈ نے شائع کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے سیرت پر جو کچھ لکھا اسے ابن ہشام نے اپنی کتاب میں محفوظ کر لیا اور مزید اضافے کیے۔ سیرت نبوی پر ابن اسحٰق کے بعد یہ قدیم ترین ماخذ ہے۔ روض الانف کے نام سے امام سہیلیؒ نے اس کی شرح لکھی ہے۔ سیرت کی کتابوں میں یہ واحد کتاب ہے جو اصلی شکل میں ہم تک پہنچی۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں سے انہوں نے اپنے پیشرو کی ضعیف روایات کو نکال دیا نیز ابن اسحٰق کی کتاب سے کچھ حصے بھی نکال دیئے۔ کچھ مختصر کر دیئے مناسب تشریح اور اضافے کیے۔ سب سے بڑی خوبی ترتیب اور جامعیت ہے۔

ابن ہشام کا تعلق معاصر قبیلہ حمیر کی شاخ سے تھا۔ بچپن بصرے میں بسر ہوا بعد ازاں مصر میں سکونت اختیار کر لی۔ یہیں پیوند خاک ہوئے ان کی زبان و ادب پر گہری نظر تھی مصر میں امام شافعیؒ سے ملاقات ہوئی تھی۔

امام ابو داؤدؒ ——— ۱۶

نام سلیمان ابن الاشعث، کنیت ابو داؤد

ولادت بجستان ۲۰۲ھ م ۸۱۷ء

وفات   جمعہ ۱۶ شوال ۲۷۵ھ م فروری ۸۸۹ء عمر ۷۳ سال

خاندان ازد کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بجستان سندھ اور ہرات کے درمیان قندھار اور چشت سے متصل مشہور ملک ہے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد علم حدیث کی طرف متوجہ ہوئے۔ تحصیل حدیث کے لئے مصر، شام، حجاز خراساں کا سفر کیا اور بصرہ میں طویل قیام کیا۔ وہاں سے کئی بار بغداد گئے۔ امام احمد بن حنبلؒ سے حدیث کا سماع کیا۔ وہ عادات و اخلاق میں ان کے مشابہ تھے۔ اپنی کتاب کو انہوں نے امام احمد بن حنبل کو پیش کیا جسے انہوں نے پسند کیا۔ پانچ لاکھ حدیثوں میں سے چھانٹ کر اپنی سنن میں ۴۸۰۰ حدیثیں درج کی ہیں۔ بغداد میں انہوں نے یہ کتاب مرتب کی۔ اس وقت تک علم حدیث میں جوامع اور مسانید تالیف کی جاتی تھیں۔ جوامع وہ کتابیں ہیں جن میں ہر قسم کی احادیث پائی جاتی ہیں۔ مسانید میں احادیث کو صحابہ میں سے ہر صحابی کی مرویات الگ الگ ایک ترتیب سے درج کی جاتی ہیں۔ سنن وہ ہے جس میں احکام کی احادیث درج ہوتی ہیں جس میں کتاب طہارت سے کتاب وصایا تک ہوتی۔ وہ پہلے محدث ہیں جنہوں نے "سنن" نام رکھا۔ بعد میں کئی محدثوں نے ان کی پیروی کی۔ صحاح ستہ کی کتابوں میں صحیحین کے بعد "سنن ابو داؤد" کا درجہ ہے۔ اس میں ایسی احادیث درج ہیں جو صحیح ہیں یا بظاہر "صحیح" ہیں یا "صحیح" کے قریب ہیں۔

وہ پہلے محدث ہیں جنہوں نے اپنی درج شدہ احادیث پر حاشیے لکھے تبصرہ کیا۔ امام ترمذی نے بھی اس طریقہ کو اپنایا۔

ابو سعید بن الاعرابی کہتے ہیں "جو شخص قرآن اور سنن ابو داؤد کے سوا اور کچھ نہیں جانتا وہ بھی ایک بڑا جید عالم ہے"

وحید الزماں لکھنوی ثم حیدر آبادی نظام دکن کا عطا کردہ خطاب (نواب وقار نواز جنگ) نے ۱۳۳۸ھ م ۱۹۱۹ء میں سنن ابو داؤد کا اردو ترجمہ کیا۔ اس میں کچھ شرح کو بھی

RekhtaDownload.com

ملحوظ رکھا۔ دوسرا ترجمہ منظور احمد کا ہے جسے ناشران قرآن لمیٹڈ، لاہور نے ۱۳۰۶ھ م ۱۹۸۵ء میں تین جلدوں میں شائع کیا ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ —— ۱۷

نام نعمان بنؒ ثابت بن مرزبان -- وصفی کنیت ابو حنیفہ لقب امام اعظم
ولادت جمادی الثانی ۸۰ ہجری (۶۹۹ء)
وفات بغداد رجب ۱۵۰ ہجری (اگست ۷۶۷ء) عمر ۷۰ سال

آپ کے دادا نعمان فارس کے رہنے والے مجوسی تھے۔ قبل از اسلام نام زوطی تھا۔ کوفہ میں ثابت پیدا ہوئے تو وہ انہیں حضرت علیؓ کی خدمت میں دعا کے لئے لے گئے۔ ان کے بیٹے نعمان ضروری تعلیم دین کے بعد تجارت میں معروف ہوگئے۔ ایک دن امام شعبیؒ نے راستے میں دیکھا اور انہیں علماء کی صحبت میں بیٹھنے کی نصیحت کی۔ فرمایا مجھے تم جوہر قابل نظر آتے ہو۔ یہ سن کر علم کا شوق پیدا ہوا۔ حضرت حمادؒ کے درس میں پابندی سے شرکت کرنے لگے۔ اپنی ذہانت کی بناء پر ان کے منظور نظر بن گئے۔

عبدالملک بن مروان خلیفہ تھے اور صحابہ کرامؓ میں سے تین حیات تھے۔ صحابی رسول حضرت انس بن مالکؓ (متوفی ۹۳ ہجری) اور حضرت ابو طفیل عامرؓ ابن واثلہ (متوفی ۱۱۰ ہجری) سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اس طرح تابعی ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

فقہ کی تعلیم کے ساتھ حدیث بھی پڑھنے لگے کیونکہ مسائل فقہ کی مجتہدانہ تحقیق حدیث کی تکمیل کے بغیر ناممکن تھی کوفہ کے محدثین سے استفادہ کیا اس کے بعد بصرہ کے محدث اور تابعی حضرت قتادہؒ اور حضرت شعبہؒ کے دروس میں شرکت کی، فیض صحبت

اٹھایا پھر کوفہ لوٹ گئے۔

کوفہ میں اپنے استاد حماد کی درسگاہ میں ان کے ساتھ بیٹھنے لگے۔ ان کے انتقال پر سنہ ۱۲۰ ہجری میں ابو حنیفہؒ کو جانشیں مقرر کیا گیا۔ چند دنوں ہی میں ساری اسلامی دنیا کا مرکز نگاہ بن گئے۔ اپنے چالیس نامور شاگردوں پر مشتمل ایک مجلس بنائی اس میں فقہی مسائل پر غور ہوتا، تیس برس میں بارہ لاکھ نوے ہزار سے زیادہ مسائل مدون کئے۔ امام ابن مبارکؒ کے الفاظ میں "آثار اور فقہ فی الحدیث کے لئے ایک "مقیاس" صحیح پیدا کرنا وہ لازوال علمی کارنامہ ہے جو ہمیشہ امام ابو حنیفہؒ کے نام سے منسوب رہے گا۔" بعض محدثین نے اسے "رائے" کا نام دیا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں "میں کتاب اللہ سے اخذ کرتا ہوں اگر وہاں کوئی مسئلہ مجھے نہیں ملتا تو سنت رسول اللہ سے لیتا ہوں۔ جب وہاں بھی نہ ملے تو صحابہؓ میں سے کسی کا قول لیتا ہوں۔ ان کا قول چھوڑ کر دوسروں کا قول نہیں لیتا جب معاملہ ابراہیمؒ، شعبیؒ، ابن سیرینؒ اور عطاءؒ پر آجائے تو یہ لوگ مجتہد تھے اس وقت میں ان لوگوں کی طرح اجتہاد کرتا ہوں۔" (تہذیب التہذیب)۔ اس طرح فقہ حنفی کی بنیاد پڑی۔ مسند امام اعظم میں ۵۲۳ احادیث ہیں۔ اس کا اردو ترجمہ خورشید عالم (دیوبند) نے کیا ہے ادارہ نشریات اسلام لاہور نے شائع کیا ہے۔

خلیفہ منصور نے قاضی بنانا چاہا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ اس کے علاوہ بھی چند سیاسی وجوہ تھے جن کی بنا پر ۱۴۶ ہجری میں انہیں قید کر دیا۔ قید و بند کی تکالیف اٹھائیں لیکن راہ حق نہیں چھوڑی۔ چار سال بعد قید ہی میں انتقال ہوا۔

ابو یوسفؒ ـــــ ۱۸

نام: یعقوب بن ابراہیم انصاری الکوفی۔ کنیت ابو یوسف۔

ولادت: کوفہ ۱۱۳ھ (تخمیناً) م ۷۳۱ء

وفات: ۵ ربیع الاول ۱۸۲ھ م ۱۲ اپریل ۷۹۸ء عمر ۶۹ سال

آپ کے والد کی معاشی حالت اچھی نہ تھی ابو یوسف کی علمی استعداد کو دیکھ کر امام ابو حنیفہؒ نے ان کی کفالت کی۔ آگے چل کر وہ انہی کے نامور شاگرد ثابت ہوئے۔ تعلیم کوفہ اور مدینہ منورہ میں حاصل کی۔ مالک بن انسؓ سے بھی استفادہ کیا۔ فقہ حنفی کے بانیوں میں شمار ہوتا ہے۔ امام ابو حنیفہ کی مجلس علم میں ۹ سال سے زیادہ شریک رہے اپنا الگ حلقہ درس بھی جاری کیا۔ ابن اسحٰق کے حلقہ درس میں ان سے "المغازی" سنی۔ عباسی خلیفہ ہادی بروایت دیگرے مامون الرشید نے قاضی مقرر کیا۔ پہلی بار قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کا عہدہ قائم کرکے انہیں یہ اعزاز دیا گیا۔ فقہ حنفی کے زیادہ پھیلنے کی ایک وجہ سرکاری سرپرستی بھی ہے۔

"کتاب الخراج" ان کی عظیم ترین تصنیف اور فقہ اسلامی کی بلند پایہ کتاب ہے۔ اس کتاب میں خلیفہ ہارون الرشید کے لئے نظام حکمرانی، محاصل اور عدل کے رہنما اصول ہیں جو ان کی فرمائش پر کتابی صورت میں تصنیف کے لئے اس معرکہ الارا "کتاب الخراج" کا اردو ترجمہ محمد نجات اللہ صدیقی نے کیا۔ اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور نے ۱۹۶۶ء میں شائع کیا۔

ادریسؒ کاندھلوی ــــــــ ۱۹

نام محمد ادریس کاندھلویؒ

ولادت ۱۳۱۹ھ م ۱۹۰۱ء

وفات ۱۳۹۴ھ م ۱۹۷۴ء

سیرت المصطفیٰ چار جلدوں میں مکہ پبلشنگ کمپنی نے سبحانی اکادمی لاہور سے شائع کی ہے اس کی تین جلدیں ۱۹۴۱ء میں قیام پاکستان سے پہلے شائع ہوئیں۔ چوتھی جلد

۱۹۶۶ء میں منظر عام پر آئی۔

مولانا ادریس کاندھلوی شیخ الحدیث، فقیہ اور ممتاز عالم دین تھے۔ سیرت المصطفیٰ کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ احادیث نبوی کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ مستشرقین کی ہرزہ سرائی پر کوئی توجہ نہیں دی گئی بلکہ ان سے مرعوب سیرت نگاروں کی خبر لی گئی ہے۔ عربی کی معتبر، مستند اور مشہور کتابوں سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ مولانا عربی کے جید عالم تھے اس لئے بنیادی ماخذ ان کی دسترس میں تھے۔ اس طرح امہات کتب سیرت کا نچوڑ اس میں مل جاتا ہے۔

مولانا کے ہاں پچھلے اردو سیرت نگاروں کی بہ نسبت زیادہ وسعت ہمرائی اور کشادگی ہے۔ فقہی مسائل پر جگہ جگہ بحث کی گئی ہے اور حقائق و معارف کے نکتے بیان کئے گئے ہیں۔ طرز تحریر عالمانہ، ثقہ اور باوقار ہے۔ اردو سیرت نگاری میں اس کتاب کو اصح السیر کی طرح قدر و منزلت کا مقام حاصل ہے۔

۲۰ ـــــــ اشرف علی تھانویؒ

نام: اشرف علی ولد عبدالحق فاروقی

ولادت: ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ م ۲۵ ستمبر ۱۸۶۳ء۔

وفات: ۱۵ رجب ۱۳۶۲ھ م ۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء عمر ۸۲ سال۔

والد کا نام عبدالحق فاروقی تھا۔ ابتدائی تعلیم تھانہ بھون (ضلع مظفر نگر۔ یوپی) میں ہوئی دیوبند میں بڑی بھرپور علمی زندگی گزاری۔ کچھ عرصہ کانپور میں معلمی کے فرائض انجام دیئے۔ حاجی امداد اللہؒ سے بیعت کی۔ حج بیت اللہ کے بعد تھانہ بھون میں مستقل قیام کیا اور زیادہ توجہ تصنیف و تالیف کے کام پر دینے لگے۔ تصانیف کی تعداد آٹھ سوے

RekhtaDownload.com

زیادہ ہے مشہور کتابوں میں بہشتی زیور (دس حصے) تفسیر بیان القرآن (۱۲) حصے اور نشر الطیب ہیں۔

سیرت طیبہ پر اس کتاب کا پورا نام "نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب" ہے جو ۱۹۱۲ء میں مکمل ہوئی احادیث کی مستند کتابیں اسکی بنیادی ماخذ ہیں۔

"تواریخ حبیب الہ مصنف مفتی عنائت احمد کاکوروی کے حوالے بہت زیادہ ہیں۔ تحریر کتاب کا مقصد عوام الناس کو سیرت طیبہ سے واقف کروانا ہے۔ کتاب کی زبان سادہ اور سلیس ہے۔ پڑھ کر یوں لگتا ہے جیسے دور جدید میں طرز قدیم کی نمائندہ کتاب ہے جو قارئین کو اصل متن اور ماخذ سے قریب تر کر دیتی ہے۔

امام بخاریؒ ——— ۲۱

نام: ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بخاریؒ

ولادت: بخارا جمعہ ۱۳ شوال ۱۹۴ھ م ۲۱ جولائی ۸۱۰ء

وفات: خرتنگ ۱۰ ار شوال ۲۵۶ھ م ۳۱ اگست ۸۷۰ء عمر ۶۲ سال

ایرانی نسل سے تھے۔ دادا مجوسی تھے یمان جعفی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ والد بچپن میں انتقال کر گئے' ماں نے تربیت کی۔ چھوٹے تھے کہ بینائی چلی گئی۔ ماں نے علاج معالجہ سے تھک کر رو رو کر دعائیں کیں۔ خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بصارت لوٹنے کی بشارت دی۔ صبح بیٹا روشن آنکھوں سے بیدار ہوا۔ باپ نے ورثہ میں بہت کچھ چھوڑا تھا۔ خود بھی تجارت کرتے تھے۔ اپنی ذات سے زیادہ نادار طلباء پر خرچ کرتے تھے۔ ان کی زندگی بڑی سادہ تھی۔

اللہ نے غیر معمولی حافظہ عطا کیا تھا۔ انہیں ۶ لاکھ احادیث یاد تھیں۔ لوگ امتحان کی

RekhtaDownload.com

خاطر سند بدل بدل کر سوال کرتے وہ "صحیح" سے ہر حدیث بیان کرتے۔ ۱۶ سال کی عمر میں کئی کتابوں کو حفظ کرلیا۔ اسی عمر میں حج اور شام مصر اور جزیرہ کی سیاحت کے لئے نکلے۔ بغداد میں سولہ روز کے قیام میں ۱۵ ہزار احادیث حفظ کرلیں۔ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا۔ دیکھا کہ سامنے کھڑے پنکھا جھل کر مکھیاں اڑا رہے ہیں ان کے استاد اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ سنن کو اسانید صحیحہ کے ساتھ جمع کرو۔ اسی وقت پختہ ارادہ کرلیا۔ رات دن یہی فکر دامن گیر رہا۔ سولہ برس کی مسلسل محنت کے بعد ۶ لاکھ حدیثوں سے چھانٹ کر ۷۲۷۵ "الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ و سنہ و ایامہ" میں درج کیں۔ خود فرماتے ہیں اس کتاب کو حرم کعبہ میں بیٹھ کر مرتب کیا۔ "ریاض الجنہ" مسجد نبوی میں مضمون کے مطابق ترتیب کی۔ ہر حدیث درج کرنے سے پہلے غسل اور نفل دوگانہ ادا کرتے۔ اس کتاب نے "صحیح بخاری" کے نام سے شہرت دوام حاصل کی بظاہر اس میں تکرار زیادہ ہے لیکن معنوی لحاظ سے اس کو تکرار نہیں کہا جا سکتا۔ وہ ایک حدیث ایک جگہ ایک عنوان کے تحت اور دوسری جگہ دوسرے عنوان کے تحت لاتے ہیں۔ بعض وقت ایک حدیث کو دو مختلف صحابہ یا تابعی روایت کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

صحیح بخاری کی مرویات کی تعداد میں علماء کا اختلاف ہے ابن حجر عسقلانی نے کل احادیث مسندہ بشمول تکرارات کی تعداد ۷۳۹۷ بتائی ہے۔

صحیح بخاری کی فقاہت ان کے ابواب کے عنوانوں سے ظاہر ہوتی ہے بعض ابواب میں بہت سی صحیح احادیث ہیں اور بعض میں صرف ایک۔ علمائے امت اس کو "قرآن مجید کے بعد شریعت اسلامیہ میں صحیح ترین کتاب" کا معزز لقب دیتے ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں "نہ صرف عظمت موضوع اور تقدس موضوع کے لحاظ سے بلکہ طرز تصنیف و ترتیب، ضبط مطالب اور حسن تقسیم و تنظیم کے لحاظ سے بھی تمام تاریخ اسلام

میں بہترین کتاب "صحیح بخاری ہے" اردو میں ترجمہ کی سعادت وحید الزماں، مرزا حیرت دہلوی، احمد علی، محمد عادل خان اور محمد فاضل قریشی صاحبان کو حاصل ہوئی۔

آخری عمر میں حاکم بخارا کے اشارے سے ایک شخص نے ان پر بے بنیاد الزام لگایا۔ حاکم نے شہر بدر کردیا۔ سمرقند کے قریب خرتنگ میں مقیم تھے کہ پیغام اجل آگیا۔

البَلاذُری ——— ۲۲

نام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد اشہیر بالبَلاذُری

ابوالحسن کنیت تھی۔

ولادت بغداد (غالباً) ۲۰۳ھ م ۱۹-۸۱۸ء

وفات بغداد ۲۷۹ھ م ۸۹۲ء - عمر ۷۶ سال

بَلاذُری کے دادا جابر ہارون الرشید کے زمانے میں مصر کے بیت المال کے نگراں کے سکریٹری تھے۔ بَلاذُری کی تعلیم و تربیت بغداد میں ہوئی اکابر سے علوم کی تحصیل کی۔ سیاحت اور شوق تحصیل میں دمشق، حمص، عراق اور انطاکیہ گئے۔ ابن سعد جیسے مورخ سے بھی شرف تلمذ تھا۔ ان کے شاگردوں میں "الفہرست" کے نامور موئف ابن ندیم اور کتاب الخراج کے مصنف جعفر بن قدامہ ہیں۔

عباسی خلیفہ المتوکل کے ہم جلیس و مقرب تھے۔ المعتز نے اپنے بیٹے کا اتالیق مقرر کیا۔ وہ بڑے اچھے شاعر اور خوش نویس تھے۔ ان کا شمار ان مورخوں میں ہوتا ہے جو اپنے جمع کردہ مواد میں سے قابل بیان روایتیں چھانٹنے میں سلامتی ذوق کے لئے ممتاز ہیں۔

تصانیف میں انساب الاشراف ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر ولید بن عبدالملک کے عہد کے حالات ہیں۔ فارسی کی چند کتابوں کا عربی میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ فتوح البلدان عربوں کی فتوحات پر تاریخی معلومات کا مستند ماخذ ہے۔ غزوات نبوی سے ایران کی فتح تک کے واقعات ہیں۔ ثقافتی اور معاشرتی حالات بھی بیان کئے ہیں۔

حافظہ تیز کرنے کی خاطر بلاذر (بھلانوے) کے دانے کھالئے اس سے جنون میں مبتلا ہوگئے۔ اسی لئے البلاذری کے لقب سے شہرت پائی۔

فتوح البلدان کا اردو ترجمہ سید ابوالخیر مودودی نے کیا جسے دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ نے شائع کیا۔ نفیس اکیڈمی کراچی نے جامعہ عثمانیہ کے نسخے کو ستمبر ۱۹۶۲ء میں انٹرنیشنل پریس کراچی میں دوبارہ طبع کروایا۔

امام ترمذیؒ ——— ۲۳

نام: محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک ابن السکن سلمی ترمذی کنیت ابو عیسیٰ تھی

ولادت: ترمذ۔ ۲۰۹ھ م ۸۲۴ء

وفات: بوغ (ترمذ) ۱۳ رجب ۲۷۹ھ مطابق ۹ ستمبر ۸۹۲ء عمر ۷۰ سال

ترمذ دریائے آمو کی بالائی گزرگاہ پر بلخ کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امام ترمذی کو بے مثال حافظہ دیا تھا۔ حصول علم کی خاطر خراسان، عراق اور حجاز کے کئی شہروں کا سفر کیا۔ جید اساتذہ کے آگے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ ان میں نامور محدثین امام بخاری، امام مسلم اور امام ابو داؤد بھی شامل ہیں

قوت حفظ کا ایک واقعہ خود سناتے ہیں۔ اپنے ایک استاد سے احادیث کے دو جزو نقل کئے۔ انہیں دوبارہ پڑھنے کا موقع نہیں ملا۔ اتفاقاً ان شیخ کا سفر مکہ میں ساتھ ہوا۔ عرض کیا آپ احادیث کی قرات کریں میں اپنے اجزاء سے مقابلہ کروں گا۔ ڈھونڈھنے پر بھی وہ اجزا نہ ملے۔ مجبوراً سادہ کاغذ اپنے سامنے رکھ لئے۔ استاد پڑھتے جاتے تھے ادھر وہ انہیں لوح ذہن پر نقش کرتے رہے دفعتاً شیخ کی نظر سادہ اوراق پر پڑی تو بے حد ناراض ہوئے۔ عذر پیش کیا اور کہا کہ اب تک جتنی احادیث سنی ہیں سب یاد ہو گئیں۔ کہا سناؤ۔ من و عن سنا ڈالیں، تحسین کرتے ہوئے کہا "میں نے آج تک کسی کو تمہاری مثل نہیں دیکھا۔"

جامع ترمذی کے علاوہ پانچ تصانیف یادگار ہیں جن میں کتاب شمائل بنوبہ بے حد مقبول ہے۔ جامع ترمذی کا شمار صحاح ستہ میں ہوتا ہے۔ اس کی ترتیب اس قدر عمدہ ہے کہ تمام کتب صحاح میں نمایاں حیثیت حاصل ہو گئی۔ اس کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱۔ حدیث کے بعد ائمہ مذاہب کے اقوال اور ان کا اختلاف دیا ہے۔
۲۔ صرف ان احادیث کو درج کیا ہے جو کسی نہ کسی امام کا مذہب ہوں۔
۳۔ ایک حدیث کئی صحابہ سے مروی ہو تو جس صحابی سے اس کی روایت مشہور ہو ان کا ذکر اور باقی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔
۴۔ مکمل سند کے بعد اس حدیث کی نوع یعنی صحیح، حسن، ضعیف وغیرہ بیان کرتے ہیں۔

جامع ترمذی کی جملہ احادیث کی تعداد شیخ ابراہیم مصری نے ۳۹۵۶ بتلائی ہے۔ اسناد کے متعلق تنقید کی وجہ سے جامع ترمذی کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ صحت احادیث اور قوت سند کے اعتبار سے علماء جامع ترمذی کو سنن نسائی اور سنن ابو داؤد کے بعد درجہ دیتے ہیں۔ لیکن حسن ترتیب اور افادیت میں ان دونوں سے بڑھ کر ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ کہتے ہیں جامع ترمذی مجتہد کے لئے کافی اور مقلد کے لئے مغنی ہے۔ اس کی ۲۵ سے زیادہ شروح لکھی گئیں ہر زمانہ میں درس نظامی کا حصہ رہی ہے۔

جامع ترمذی کا سلیس اردو ترجمہ محمد صدیق سعیدی ہزاری نے کیا ہے۔ فرید بک سٹال لاہور نے ۱۹۸۳ء میں دو جلدوں میں شائع کیا۔ شمائل ترمذی کا ترجمہ مع شرح محمد ذکریا نے ۱۳۴۴م ۱۹۲۵ء کیا جسے نور محمد اصح المطابع و کارخانہ تجارت کراچی طبع کیا ہے۔

سید جمال حسینی ——— ۲۴

نام سید جمال حسینی

ولادت نامعلوم

وفات ۹۲۶ھ م ۱۵۲۰ء (قرین قیاس)

ایرانی عالم دین، محدث اور مورخ ہیں۔ سلطان حسین تیموری کے عہد حکومت ۱۴۷۰ء تا ۱۵۰۵ء میں مقام قدر و منزلت پر فائز تھے۔ امیر جمال عطاء اللہ حسینی دشتکی شیرازی کا اعزازی لقب بھی دیا گیا۔

وہ دو واسطوں سے ملا علی قاری کے استاد اور محدث جلیل میرکشاہ کے والد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملا علی قاری نے اپنی کتاب "مرقاۃ" میں جگہ جگہ ان کے حوالے بڑے فخر کے ساتھ دیئے ہیں اور بعض جگہ بطور دلیل پیش کیا ہے۔ یہ اس کے مستند ہونے کو کافی ہے۔ جمال حسینی نے "روضۃ الاحباب" میر علی شیر نوائی کی فرمائش پر ۹۰۰ھ م ۱۴۹۵ء میں مکمل کی۔ پہلا حصہ ۸۸۰ھ میں لکھا۔

یہ کتاب سنین کی بنیاد پر مرتب کی گئی ہے۔ ایک سن میں جتنے واقعات ہوئے ترتیب سے لکھ دیئے گئے ہیں۔ آیتوں اور احادیث کو بھی بقید سن لکھا ہے۔ ان کے نزدیک جو حدیث یا قول راجح یا قوی تھا اسے تفصیل سے بقیہ اختصار سے دیا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "مدارج النبوت" اسی طرز پر مرتب کی ہے اور اس میں

"روضۃ الاحباب" کے بکثرت حوالے ہیں۔ یہ بھی اس کے مستند ہونے کی ایک دلیل ہے۔ مسلک کے بارے میں انصاف سے کام لیا ہے کسی مسئلہ پر تنقید نہیں کی ہے۔ ہندوستان میں یہ کتاب ۱۸۸۰ء میں طبع ہوئی۔ فارسی سے اس کا اردو ترجمہ عزیز الرحمن بجنور (ہندوستان) سے ۱۹۷۵ء میں شائع ہوا۔ پاکستان میں شہزاد پبلشرز نے لاہور سے طبع کیا ہے۔

حمید اللہ ــــــــ ۲۵

نام ڈاکٹر محمد حمید اللہ

ولادت حیدر آباد دکن۔ ۱۶ر محرم ۱۳۲۶ھ م ۱۹ر فروری ۱۹۰۸ء

الحمد للہ بقید حیات ہیں۔ پیرس (فرانس) میں دینی اور علمی کام میں مصروف ہیں۔ عمر ۸۵ سال ہے

حیدر آباد کی مشہور درسگاہ دار العلوم میں تعلیم حاصل کی۔ جامعہ عثمانیہ سے ایم۔ اے اور ایل ایل بی کی ڈگریاں لیں۔ بون یونیورسٹی (جرمنی) سے "اسلام کے بین الاقوامی قانون" پر تحقیقی مقالہ لکھا اور ڈی فل کی ڈگری لی۔ سورلون یونیورسٹی (پیرس) سے "عہد نبوی اور اسلامی سفارت کاری" پر مقالہ لکھ کر ڈی لٹ کی ڈگری لی۔ جامعہ عثمانیہ میں شعبہ قانون میں پروفیسر رہے۔ ہندوستان کے مملکت حیدر آباد پر حملہ کے بعد یونائیٹڈ نیشن آرگنائیزیشن میں مقدمہ پیش کرنے کیلئے بھیجے جانے والے وفد کے رکن تھے۔ اس کے بعد واپس نہیں ہوئے۔ ایک مرحلے پر پاکستان کا دستور بنانے کے لئے مولانا سلیمان ندوی کے ساتھ کام کیا۔

جرمنی اور فرانس میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ یورپ اور ایشیاء کی کئی

یونیورسٹیوں میں توسیعی لیکچرز دیے۔ پچھلے بیس سال سے فرانس کے نیشنل سینٹر آف سائنٹفک ریسرچ سے وابستہ ہیں۔

اردو، فارسی، عربی، ترکی کے علاوہ انگریزی، فرانسیسی، جرمنی اور اطالوی زبانوں پر عبور رکھتے ہیں۔ فرانسیسی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ اور سیرت طیبہ پر دو جلدیں لکھیں۔ انگریزی میں محمد رسول اللہؐ بہت مقبول ہے۔ عہد صحابہ کے "صحیفہ ہمام ابن منبہ" کے مخطوطہ کی برلن میں دریافت اہم علمی اور دینی خدمت ہے۔

اردو میں سیرت طیبہ پر فاضلانہ مقالوں کے مجموعے حسب ذیل ہیں۔ (۱) سیاسی وثیقہ جات (عربی) اردو ترجمہ مطبوعہ مجلس ترقی ادب۔ لاہور (۲) رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی (۱۹۵۰ء) (۳) عہد نبوی کے میدان جنگ (انگریزی اور اردو) (۴) عہد نبوی میں نظام حکمرانی (طبع اول ۱۹۴۳ء) مکتبہ جامعہ دہلی (۵) عہد نبوی کا نظام تعلیم (مطبوعہ ۱۹۴۱ء) (۶) خطبات بہاولپور۔ (طبع اول ۱۹۸۱ء)۔ مولف کا مصحح نسخہ ادارۂ تحقیقات اسلامی اسلام آباد نے ۱۹۸۵ء میں طبع کیا۔ وہ بڑے گہرے غور و فکر کے بعد قلم اٹھاتے ہیں اور نئے گوشوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ "قانون بین الممالک کے اصول اور نظریں" میں مسلمانوں کے قدیم علم سیر کو انٹرنیشنل لا کی حیثیت میں متعارف کروایا ہے۔

سلمان ـــــــ ۲۶

نام: محمد سلیمان سلمان منصور پوری۔

ولادت: ۱۲۸۴ھ ۱۸۶۷ء

وفات ربیع الاول ۱۳۴۹ھ م ۲۷ جولائی ۱۹۳۰ء

حج سے واپس آتے ہوئے جہاز میں انتقال ہوا۔

ریاست پٹیالہ میں کئی اعلیٰ عدالتی عہدوں پر فائز رہے۔ علمی کاموں سے بے حد شغف تھا۔ ادیان کے تقابلی مطالعہ خصوصاً بائبل سے بڑی دلچسپی تھی۔ تاریخ اسلام

سیرت اور حدیث کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ سیرت طیبہ پر تین طرح کی کتابیں لکھنے کا ارادہ کیا۔ مختصر، متوسط اور مطول۔ مختصر کتاب ۴۸ صفحات پر مہر نبوت کے نام سے ۱۸۹۹ء میں شائع ہوئی۔ متوسط کتاب کا نام "رحمۃ للعالمین" رکھا۔ اس کی پہلی جلد ۱۹۱۲ء میں اور دوسری ۱۹۲۱ء میں اور تیسری انتقال کے بعد ۱۹۳۳ء میں شائع ہوئی۔ مطول سیرت لکھنے کے لئے عمر نے وفا نہ کی۔ تیسری جلد کے مقدمہ میں سلیمان ندوی نے لکھا کہ مولانا شبلی نے جب اپنی سیرت نبوی کی تجویز پیش کی تو انشاء اللہ خان ایڈیٹر وطن نے لکھا کہ قاضی محمد سلیمان اس کے لکھنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ بیس سال تک دونوں خاموشی سے کام کرتے رہے۔ طباعت میں اولیت رحمۃ للعالمین (۱۹۱۲ء) کو ہے جبکہ سیرۃ النبی ۱۹۱۸ء میں منظر عام پر آئی۔ مولانا مودودی لکھتے ہیں۔ "اردو میں سیرت النبی پر چند کتابیں ہی ایسی ہیں جن میں واقعات کی صحت کا خیال رکھا گیا اور ان چند میں رحمۃ للعالمین سرفہرست ہے۔" اس کے علاوہ دو کتابیں ہیں۔ "اصحاب بدر" جس پر غزوۂ بدر میں شریک صحابہ کا تذکرہ ہے۔ "سید البشر" سیرت پر چار لیکچرز کا مجموعہ ہے۔

سلیمان ندویؒ ——— ۲۷

نام سید سلیمان ندوی

ولادت دیسنہ (بہار) ۲۳ر صفر ۱۳۰۲ھ م ۲۲ر نومبر ۱۸۸۴ء

وفات کراچی۔ ربیع الاول ۱۳۷۳ م ۲۲ر نومبر ۱۹۵۳ء عمر ۶۹ سال

دیسنہ ابتدائی تعلیم کے بعد پھلواری اور دربھنگہ میں تحصیل علم کی۔ ۱۹۰۱ء میں دارالعلوم ندوہ (لکھنؤ) میں داخل ہوئے۔ عربی زبان پر عبور حاصل کیا۔ دکن کالج پونا السنہ مشرقیہ کے پروفیسر ہوئے۔ ارض القرآن اسی زمانے کی یادگار ہے۔ شبلیؒ کے انتقال کے بعد اعظم گڑھ آئے۔ ماہنامہ "معارف" جاری کیا۔

۱۹۲۰ء میں خلافت وفد میں مولانا محمد علی کے ساتھ یورپ گئے۔ اس سے پہلے سیرۃ النبی کی دوسری جلد اور سیرت عائشہؓ شائع کی۔

سیرت النبیؐ کی تیسری جلد دلائل و معجزات پر ہے۔ چوتھی جلد میں اسلام کے بنیادی عقائد کی بحث ہے۔ پانچویں جلد عبادات کے موضوع پر ہے۔ چھٹی جلد کا موضوع "اخلاق" ہے جو ۱۹۳۸ء میں شائع ہوئی۔ ساتویں جلد "معاملات" پر نامکمل مسودہ کی صورت میں ملی جو ۱۹۸۰ء میں دارالمصنفین سے شائع ہوئی۔ پاکستان میں "نقوش" نے اپنے رسول نمبر جلد دوم میں کچھ مضامین شائع کیے ہیں یہ جلد علیحدہ کتابی صورت میں بھی طبع ہوئی ہے۔ خطبات مدراس سیرت طیبہ پر بے مثال لیکچرز ہیں۔

سمہودی ــــــ ۲۸

نام نورالدین علی بن عبداللہ بن احمد السمہودی

ولادت سمہود (بالائی مصر) صفر ۸۴۴ھ م جولائی ۱۴۴۰ء

وفات مدینہ ۱۸ ذی القعدہ ۹۱۱ھ م ۲۶ مارچ ۱۵۰۶ء۔ عمر ۶۷ سال

ان کا نسب حضرت حسن بن علیؓ سے جا ملتا ہے۔ والد سمہود بالائی مصر (الصعید) کے نامور قانون داں تھے۔ سب سے پہلے قرآن مجید حفظ کیا۔ والد سے ابتدائی کتابیں پڑھنے کے بعد مصر آگئے یہاں علماء سے اکتساب علم کیا۔ روحانی سلسلہ میں خرقۂ تصوف حاصل کیا۔ ۸۶۰ھ میں پہلی بار حج کے لئے گئے۔ پھر مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے قریب سکونت اختیار کرلی۔

۶۵۴ھ میں مسجد نبوی میں آگ لگی اور اس سے پہلے بھی اس کی مرمت صحیح طریقے پر نہیں ہوئی تھی اس بارے میں ایک تحقیقی رسالہ لکھا۔ ۸۸۶ھ کی آتشزدگی میں

RekhtaDownload.com

ان کا کمرہ اور کتب خانہ بھی جل گیا۔ دل برداشتہ ہو کر کے سمہود واپس آئے۔ ان ہی دنوں معمر والدہ کا انتقال ہوا۔

مصر کے سلطان اشرف قایت بائی نے انہیں ملازم رکھا اور مدینے کے کتب خانوں کا منتظم بنا دیا۔ اب وہ مدینہ آئے حضرت تمیم داریؓ کا مکان خرید لیا اور مستقل سکونت اختیار کرلی۔ یہیں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں امام مالک کے قریب دفن ہوئے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔ سب سے اہم تالیف مدینہ منورہ کی تاریخ جو "اخبار دار المصطفیٰ" کے نام سے ہے۔ اس کا اختصار "وفاء الوفا" کے نام سے کیا۔ بعد میں ۸۹۳ھ میں "خلاصہ الوفا" کے نام سے لکھا۔ یہ تصنیف مدینہ منورہ روضہ رسولؐ اور مسجد نبوی کے بارے میں معلومات کا اہم خزانہ ہے اس کا ترجمہ شیخ عبدالحق دہلوی نے "جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب" (تاریخ مدینہ) کے نام سے فارسی میں کیا۔ اردو ترجمہ سید حکیم عرفان علی نے کیا جسے مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی نے شائع کیا ہے۔ ایک اور ترجمہ تذکرہ دیار حبیب کے نام سے محمد زاہد حسینی نے ۱۴۰۷ھ میں اٹک شہر سے شائع کیا ہے۔

سیوطیؒ ـــــــ ۲۹

نام عبدالرحمٰن لقب جلال الدین سیوطی

ولادت قاہرہ۔ یکم رجب ۸۴۹ھ م ۳ر اکتوبر ۱۴۴۵ء

وفات الروضہ (جزیرۂ نیل) ۱۸ر جمادی الاول ۹۱۱ھ م ۱۷ر اکتوبر ۱۵۰۵ء۔ عمر ۶۲ سال

ان کا خاندان ایرانی الاصل تھا جو مصر کے قصبہ سیوط میں آباد ہوگیا۔ اسی نسبت سے سیوطی کہلائے۔ آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔ علمائے وقت کے آگے

زانوئے ادب طے کیا۔ تفسیر، حدیث، فقہ، طب، نحو وغیرہ علوم پر دسترس حاصل کی۔ مصر کے مدرسہ شیخونیہ میں جہاں ان کے والد بھی مدرس تھے یہ بھی استاد ہوئے۔ بعد میں مدرسہ البیبریہ میں منتقل ہوئے۔ آخر میں گوشہ نشینی کی حالت میں انتقال کیا۔

بسیار نویس تھے۔ تصانیف کی تعداد ۵۶۱ بتائی جاتی ہے۔ تصانیف سے ان کے جامع العلوم اور وسیع النظر عالم ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ چند اہم کتابیں جن کا ترجمہ اردو میں ہو چکا ہے، یہ ہیں۔ "الاتقان فی علوم القرآن" فہم قرآن کے لئے بنیادی کتاب ہے۔ دو جلدیوں میں اردو ترجمہ محمد حلیم انصاری رودلوی نے کیا۔ پہلے امرتسر اور اب ادارۂ اسلامیات لاہور نے ۱۹۸۲ء میں طبع کیا ہے۔

تاریخ الخلفاء میں ۱۱ھ سے ۹۰۳ ہجری تک کی مختصر اور مکمل تاریخ ہے۔ اردو ترجمہ اقبال الدین احمد نے کیا اور نفیس اکیڈمی کراچی نے ۱۹۶۳ء میں شائع کیا۔

"الخصائص الکبریٰ فی معجزات خیرالوریٰ جو سیرت، معجزات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پیشین گوئیوں پر مشتمل ہے اس کا اردو ترجمہ حکیم معین الدین نعیمی نے کیا ہے اور مدینہ پبلشنگ کمپنی نے ۱۹۷۶ء میں دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔

شبلی نعمانیؒ ـــــــــ ۳۰

نام: محمد شبلی نعمانیؒ

ولادت: بندول (اعظم گڑھ) ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۷ء

وفات: ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ م ۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء عمر ۵۹ سال

امام اعظم نعمان بن ثابتؒ سے عقیدت کی بناء پر نعمانی لکھتے تھے۔ والد شیخ حبیب اللہ متمول وکیل تھے۔ اعظم گڑھ غازی پور سہارن پور اور لاہور میں تعلیم پائی۔ ۱۸۸۴ء میں

سرسید نے علی گڑھ کالج میں عربی کا اسسٹنٹ پروفیسر مقرر کیا۔ یہاں صلاحیتوں کے اجاگر ہونے کا بہترین ماحول میسر آیا۔

۱۹۰۱ء میں حیدر آباد دکن میں سررشتہ علوم و فنون میں ملازم ہوئے۔ الکلام' الغزالی' سوانح مولانا روم" اور موازنہ انیس و دبیر اسی زمانے کی تصانیف ہیں۔

مصر شام اور حجاز کی سیاحت کے بعد شعر العجم' المامون' الفاروق اور سیرۃ النبیؐ لکھی۔ سیرۃ النبی کی پہلی جلد لکھ پائے تھے کہ انتقال ہو گیا۔ اس کی پہلی جلد وفات کے بعد ۱۹۱۸ء میں شائع ہوئی۔ بقیہ ۵ جلدیں ان کے شاگرد رشید سید سلیمان ندوی" نے پایہ تکمیل کو پہنچائیں۔ دارالعلوم ندوہ کی اصلاح و ترقی میں حصہ لیا۔ دار المصنفین ان کا بڑا کارنامہ ہے۔

طبری ——— ۳۱

نام   ابو جعفر محمد بن جریر

ولادت   آمل (طبرستان) ۲۲۵ھ م ۸۳۹ء

وفات   بغداد شوال ۳۱۰ھ م جنوری ۹۲۳ء۔ عمر ۸۵ سال

سات برس میں قرآن مجید حفظ کیا۔ بچپن ہی میں لکھنے پڑھنے کا شوق پیدا ہو گیا۔ خوشحال خاندان کے فرد تھے کوفہ' رے' مصر اور بغداد کے علماء سے اکتساب فیض کیا۔

تصانیف کی تعداد ۲۶ ہے جن میں تفسیر حدیث' فقہ اور تاریخ کے موضوعات شامل ہیں بعض کتابیں تین یا چار ہزار صفحات کی ہیں۔ جامع البیان تفسیر کی کتاب ہے۔

علم تاریخ' فقہ' قرات' تفسیر کے علاوہ دیگر علوم جیسے صرف' نحو' ریاضیات' طب وغیرہ پر بھی گہری نظر رکھتے تھے۔ بلا کا حافظہ پایا تھا روزانہ ۸۰ صفحے لکھنے کا معمول ۴۰ سال تک رہا۔

تاریخ الرسل والملوک ۱۳ جلدوں میں یگانہ روزگار تصنیف ہے۔ یہ تاریخ عالم دست بُرد زمانہ سے محفوظ رہی اس میں بعض نامور کتابوں کے اقتباسات ہیں جو اب دنیا سے ناپید ہو گئی ہیں تاریخ الاُمم والملوک میں طبری نے اپنی تاریخ کی ان روایات پر بنیاد رکھی جو بزرگوں سے ان تک پہنچیں۔ تمام روایات کو جمع کر دیا جو محدثین کا طریقہ ہے۔ چونکہ خود محدث تھے اس لئے اسناد کا بطور خاص خیال رکھا۔ عینی شاہدوں کے بیان کو ترجیح دی اس لئے مستقبل کا ہر مورخ طبری کا خوشہ چیں ہے۔ دار الترجمہ جامعہ عثمانیہ نے اسے اردو میں منتقل کیا۔ نفیس اکیڈمی کراچی نے جو ترجمہ چھاپا ہے اس کے مترجم سید محمد ابراہیم ہیں۔

عبدالحقؒ ——— ۴۲

نام: شیخ محمد عبدالحق بن سیف الدین بن سعد اللہ دہلوی بخاری

ولادت: دہلی۔ ۹۵۸ھ م ۱۵۵۱ء

وفات: دہلی۔ ۱۰۵۲ھ م ۱۶۴۲ء عمر ۹۴ سال حضرت بختیار کاکیؒ کے مزار مہرولی کے احاطے میں مدفون ہیں۔

شیر شاہ سوری کے عہد میں پیدا ہوئے۔ والد سے عربی اور فارسی پڑھی۔ پندرہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تحصیل مکمل کر لی۔ ۳۸ سال کی عمر میں علمائے حجاز سے تحصیل حدیث کے لئے مکہ و مدینہ گئے۔ شیخ عبدالوہاب متقی سے بیعت کی۔ ان کے حکم پر ۱۰۰۰ھ میں دہلی آئے۔ شہنشاہ اکبر کا دین الٰہی گمراہی پھیلا رہا تھا۔ ایک دارالعلوم کی بنیاد ڈال کر قرآن و حدیث کی تدریس میں مشغول ہو گئے۔ محدث دہلوی کہلائے۔

RekhtaDownload.com

تصانیف کی تعداد ۶۰ سے زیادہ ہے- ہر علم و فن پر کتابیں لکھی ہیں- وہ حضرت مجدد الف ثانیؒ ملا عبدالقادر بدایونی اور نورتن اکبر فیضی کے ہم عصر تھے- زیادہ تر تصانیف فارسی میں ہیں جو اس عہد کی سرکاری زبان تھی- سیرت طیبہ پر "مدارج النبوت" بلند پایہ تصنیف ہے جسے مستند حاد ثوں کی روشنی میں مرتب کیا ہے- اس کا ماخذ قسطلانی کی "مواہب لدنیہ" اور جمال حسینی کی "روضۃ الاحباب" ہے- پہلا اردو ترجمہ منہاج النبوہ کے نام سے ۱۸۸۹ء میں خواجہ عبدالمجید نے نو لکشور پریس لکھنؤ سے شائع کیا- دوسرا ترجمہ شمس الحسن بریلوی مطبوعہ سعید کمپنی کراچی ۱۹۶۸ء میں اور تیسرا غلام معین الدین نعیمی مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ۱۹۷۲ء میں شائع ہوا- شیخ عبدالحق کی ایک اور مقبول تالیف "تاریخ مدینہ" سمہودی کی کتاب "الوفا باخبار دار المصطفیٰ" کا عربی سے فارسی میں ترجمہ ہے اسے اردو مین سید حکیم عرفان علی نے ۱۹۳۴ء مین منتقل کیا- مدینہ پبلشنگ کمپنی نے طبع کیا-

عبدالرؤفؒ داناپوری ــــــــ ۳۳

نام ابوالبرکات عبدالرؤف قادری داناپوری

ولادت ۱۸۷۴ء

وفات ۱۹۴۸ء عمر ۷۴ سال

۱۳۵۱ھ م ۱۹۳۲ء میں شائع ہونے والی "عبدالرؤف داناپوری کی کتاب "اصح السیر" سیرت طیبہ کی اردو میں لکھی جانے والی بہترین کتابوں میں سے ایک ہے- وہ فقہ حنفی کے عالم اور مورخ ہیں- اس عالمانہ کتاب کا انداز تحقیق ؛ ر تشریح معتدل ہے- ان کا ۴۴ صفحات کا مقدمہ شبلی کے مقدمہ کی طرح غور سے پڑھنے کے قابل ہے-

RekhtaDownload.com

اردو میں غزوات پر صحیح ترین معلومات کے لحاظ سے وقیع کتاب ہے۔ ترتیب کے اعتبار سے بھی انداز نیا ہے۔ کتاب کے ماخذ معتبر اور مستند ہیں۔ جگہ جگہ فقہی مسائل کو اخذ کیا ہے۔ اس کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

عروہ ابن زبیرؓ ——— ۳۴

نام عروہ ابن زبیرؓ

ولادت مدینہ ۲۳ھ اور ۲۹ھ م ۶۴۳ء اور ۶۵۰ء کے درمیان

وفات ناحیہ الفرع ۹۱ھ اور ۹۹ھ م ۷۰۹ء اور ۷۱۸ء کے مابین

تاریخ ولادت اور وفات دونوں میں اختلاف ہے۔ ان کے والد حضرت زبیر ابن عوام (حواری رسول) اور والدہ اسماء بنت ابو بکر صدیقؓ تھیں حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ ان کے بڑے بھائی تھے جو عمر میں ۲۰ سال بڑے تھے۔

مدینہ منورہ کے قدیم ترین محدثوں اور فقہائے سبعہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ اپنی خالہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے آخری زمانے میں تین سال پابندی سے اکتساب فیض کرتے رہے ان سے سن کر بہت سی احادیث جمع کیں۔ اپنے والدین کے علاوہ حضرت علیؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیثیں روایت کی ہیں۔

ساری زندگی علمی کاموں میں مشغول رہے خلیفہ عبدالملک بن مروان کی فرمائش پر خطوط کے ذریعے اسلام کے ابتدائی دور پر مستند معلومات فراہم کیں طبری نے اس مراسلت کی تفصیلات دی ہیں۔ سوالات اور جوابات کا تعلق زیادہ تر غزوات سے ہے۔ تابعین میں مغازی کے سلسلہ میں حضرت عروہؓ بہت اہم نام ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ وہ

فقیہ، عالم، حافظ حدیث اور مغازی کے ثقہ اور مستند عالم تھے نیز آپ پہلے شخص ہیں جس نے سیرت طیبہ اور مغازی سے متعلق کتاب لکھی۔ ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الاعظمی کے مقدمہ و تحقیق سے مرتبہ کتاب کا اردو ترجمہ محمد سعید الرحمٰن علوی نے کیا اور ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور نے مغازی رسول اللہ کے نام سے ۱۹۸۷ء میں شائع کیا ہے۔

قسطلانیؒ ـــــ ۳۵

نام احمد بن محمد بن ابی بکر الخطیب القسطلانی کنیت ابو العباس

ولادت قاہرہ ۱۲ ذی قعدہ ۸۵۱ھ م جنوری ۱۴۴۸ء

وفات قاہرہ جمعہ ۷ محرم ۹۲۳ھ ۳۱ جنوری ۱۵۱۷ء عمر ۷۲ سال

تعلیم و تربیت قاہرہ ہی میں ہوئی اپنے زمانے کے مشہور عالم ابن حجر عسقلانی سے استفادہ کیا۔ مستند محدث اور عالم دین کا مقام حاصل کیا جلال الدین سیوطی ان کے ہم عصر تھے اور سخاوی شاگرد، قرآت قرآن کے فن پر بھی کام کیا۔ اس درجہ خوش الحان قاری تھے کہ مقتدی رو رو کر بے حال ہو جاتے۔ کثرت سے حج کئے ایک ایک مہینے مدینہ میں قیام کیا یہیں سیرت طیبہ پر قلم اٹھانے کا ارادہ کیا۔

۲۲ مئی ۱۴۹۴ء کو مشہور زمانہ کتاب "المواہب اللدنیہ فی المنح المحمدیہ" تکمیل کو پہنچائی۔ دنیائے اسلام میں اسے بڑی شہرت حاصل ہوئی اس کی کئی شرحیں لکھی گئیں زرقانی نے ۸ جلدوں میں شرح لکھی۔ کشف الظنون میں حاجی خلیفہ نے اسے بلند پایہ، مفید اور بے نظیر کتاب قرار دیا ہے۔

اردو میں پہلا ترجمہ عبدالجبار خان آصفی نے ۱۳۳۸ھ م ۱۹۲۰ء میں "سیرت محمدیہ"

کے نام سے کیا جسے مکتبہ ملیہ حیدر آباد دکن نے دو جلدوں میں شائع کیا۔ اس کی فوٹو لے کر کارخانہ اسلامی کتب خان محل۔ کراچی نے دوبارہ چھاپا ہے۔ اس کا ایک خلاصہ عدالت بیروت کے صدر یوسف بن اسماعیل نبھانی نے "الانوار المحمدیہ المواہب اللدنیہ" کے نام سے ۱۳۱۲ھ میں شائع کیا۔ اس کا اردو ترجمہ غلام ربانی عزیز نے "انوار محمدیہ" کے نام سے کیا ہے جسے مکتبہ نبویہ لاہور نے ۱۹۸۷ء میں دوسری بار طبع کیا ہے۔

امام مالکؒ ——— ۳۶

نام: مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر اصبحیؒ

ولادت: مدینہ منورہ۔ ۹۳ھ م ۷۱۱ء

وفات: مدینہ منورہ۔ اتوار ۱۰ ربیع الاول ۱۷۹ھ م مئی ۷۹۵ء عمر ۸۶ سال

آپ کے دادا ابو عامر صحابی تھے اور سوائے بدر کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ آپ نے نو سو شیوخ سے علم حدیث میں استفادہ کیا۔ حافظہ نہایت قوی تھا جس حدیث کو سن لیتے کبھی نہیں بھولتے۔ سترہ برس کی عمر میں حدیث کا درس دینا شروع کیا۔ بڑے وقار اور اہتمام سے خشوع و خضوع کے ساتھ مسند پر بیٹھتے۔ ایک لاکھ احادیث اپنے ہاتھ سے لکھیں ہمیشہ مدینہ منورہ میں رہے۔ صرف ایک مرتبہ حج کے لئے مکہ گئے۔ مسجد نبوی کے حاضر باش تھے۔ ساری عمر بجز بیماری کبھی حرم مدینہ کے اندر حوائج ضروری سے فارغ نہیں ہوئے۔ نہایت متقی اور پابند سنت تھے۔

موطا خلیفہ منصور کے اصرار پر لکھنا شروع کی۔ تکمیل اس کے بیٹے محمد مہدی کے ابتدائی دور خلافت میں ہوئی۔ اس کی تالیف میں چالیس سال لگے۔ نام کے بارے میں دو وجہ تسمیہ ہیں۔ وطی سے ماخوذ ہے جس کے معنی روندنے کے ہیں چونکہ اسے مدینہ کے ستر

فقہا نے انظار دقیقہ سے روندا یا پھر لفظ مواطاۃ (موافقت) سے ماخوذ ہے۔ تمام علماء نے اس کی موافقت کی۔ موطا میں ۱۷۲۰ احادیث ہیں جن میں ۶۰۰ حدیثیں مسند' ۲۲۲ مرسل' ۶۱۳ موقوف اور ۲۸۵ تابعین کے اقوال ہیں۔ امام شافعی (جو ان کے شاگرد اور فقہ شافعی کے بانی ہیں) کہتے ہیں کہ آسمان کے نیچے کتاب اللہ کے بعد کوئی کتاب امام مالک کی موطا سے زیادہ صحیح نہیں۔ ابن عربی کا قول ہے کہ موطا اصل اول اور صحیح بخاری اصل ثانی ہے۔ انہیں اقلیم حدیث کا امیرالمومنین کہا جاتا ہے۔ مالک عن نافع عن ابن عمرؓ کو سنہری سلسلہ تصور کیا جاتا ہے اور امام بخاری "اصح الاسانید" کہتے ہیں۔

مسعودی ـــــــ ۳۷

نام علی بن حسین بن علی المسعودی کنیت ابوالحسن

ولادت بغداد تاریخ نامعلوم

وفات فسطاط جمادی الثانی ۳۴۶ھ م اگست ۹۵۷ء

ابتدائی زندگی کی تفصیلات نہیں معلوم ہو سکیں۔ سلسلہ نسب حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے جا ملتا ہے۔ بغداد ہی میں تعلیم کی تکمیل کی۔ سیر و سیاحت کے شوق میں بھی تحصیل علم کا جذبہ کام کر رہا تھا۔ اسی لئے انہیں جغرافیہ نگار' مورخ اور باکمال مصنف کا درجہ دیا گیا۔ ۹۱۷ء میں ایران کا سفر کیا۔ اگلے سال ملتان و منصورہ (پاکستان) سے ہوتے ہوئے دکن کے راستے لنکا تک کا سفر کیا۔ زنجبار' عمان' شام' دمشق اور مصر کی سیاحت کے بعد میں فسطاط میں مقیم ہو گئے۔

ان کی علمی اور ادبی سرگرمیوں کا دائرہ بڑا وسیع تھا۔ تاریخ کی دو کتابیں بہت مشہور ہوئیں ایک "مروج الذہب و معادن الجواہر" جو ۹۴۷ء میں لکھی گئی۔ اس کے ایک حصہ

(عہد بنی امیہ) کا اردو ترجمہ عثمانیہ یونیورسٹی کے دارالترجمہ میں ہوا۔ مکمل اردو ترجمہ نفیس اکیڈمی نے ۱۹۸۵ء میں دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔

دوسری مختصر اور جامع تصنیف "التنبیہ والاشراف" ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مسعودی نے زندگی کے آخری ایام میں اپنی تمام علمی مساعی پر بطور تبصرہ لکھا اور ضروری مقامات پر نئے ماخذ سے ضمیموں کا اضافہ کیا۔ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ (حیدر آباد دکن) سے عبداللہ العمادی نے اردو میں ترجمہ کر کے شائع کیا۔ یہ عہد رسالت سے بنو عباس کے خاتمے تک کی مختصر اور مستند "تاریخی بیاض" ہے۔ کراچی سے سعید کمپنی نے ۱۹۶۷ء میں دوبارہ چھاپا ہے۔

امام مالک" فقہ مالکی کے بانی ہیں۔ امام شافعی" ان کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل" ان کے شاگرد۔ فقہ حنبلی کے بانی امام احمد جو امام اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں وہ ان کے بھی شاگرد تھے۔ ان کے دیگر شاگردوں میں سفیان ثوری" ابن جریج بن عنیہ" جیسے عالم اور محدث شامل ہیں۔

موطا کا اردو ترجمہ وحید الزماں نے کیا (جنہیں علمی خدمات پر نظام دکن نے نواب وقار نواز جنگ کا خطاب دیا اور وہ وقار آباد (حیدر آباد دکن) میں مدفون ہیں) جسے اسلامی اکادمی لاہور نے ۱۴۰۲ھ ۴ اپریل ۱۹۸۲ء میں شائع کی۔

امام مسلمؒ ——— ۳۸

نام: مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری بن ورد کنیت ابو الحسین

ولادت: نیشاپور۔ ۲۰۳ھ یا ۲۰۶م ۸۱۸ء یا ۸۲۱ء

وفات: نصیر آباد نیشاپور اتوار ۲۴ رجب ۲۶۱ھ م اپریل ۸۷۵ء عمر ۵۸ سال

عرب کے مشہور قبیلے قشیر سے تعلق تھا۔ تعلیم نیشاپور میں پائی۔ حافظہ غیر معمولی تھا۔ ۱۸سال کی عمر میں علم حدیث کی تعلیم انتہائی محنت سے شروع کی۔ احادیث جمع کرنے کی خاطر حجاز، بغداد، رے، مصر، شام اور عراق کے سفر کئے۔ امام احمد بن حنبلؒ سے حدیث کی سماعت کی۔ بہت جلد عظیم محدثین میں شمار ہونے لگا۔ آخری عمر میں امام بخاری سے بھی استفادہ کیا۔ پندرہ سال کی محنت سے تین لاکھ حدیثوں میں سے بارہ ہزار سے کچھ زیادہ صحیح مسلم میں درج کیں۔ ان میں ۸۰ حدیثیں ایسی درج ہیں جو صرف چار واسطوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہیں۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اسناد پر خاص توجہ دیتے ہیں۔ ایک حدیث کے بعد اکثر متعدد اسانید مذکور ہیں جو اس حدیث کی یا اس سے کس قدر مختلف متن کی تمہید کا کام دیتے ہیں۔ انہوں نے صحیح بخاری کی طرح اپنی صحیح کو ابواب میں تقسیم نہیں کیا پھر بھی احادیث کے ڈھونڈنے میں زیادہ دقت نہیں ہوتی۔

حدیث کی چھے کتابیں جو صحاح ستہ کہلاتی ہیں یعنی بخاری، مسلم، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، ان میں سب سے مستند صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہیں۔ دونوں ہم پلہ ہیں۔ فقہی اعتبار سے بخاری کو ترجیح ہے اور راویوں کے نام اور کنیت کی صحت میں مسلم بہتر ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے "صحت میں بخاری اور ترتیب وغیرہ میں مسلم قابل ترجیح ہے۔" خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ امام مسلم نے امام بخاری کی پیروی کی ہے۔

حافظ ابو علی نیشاپوری کا قول ہے کہ صحیح مسلم تمام کتب حدیث پر ترجیح رکھتی ہے۔ نیز آسمان کے نیچے صحیح مسلم سے زیادہ صحیح کتاب (قرآن مجید) کے بعد کوئی نہیں ہے۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں ایک مقدمہ بھی لکھا ہے جس میں عام مسائل پر بحث کی ہے۔ ایک مجلس میں کسی نے امام مسلمؒ سے کوئی حدیث دریافت کی۔ اتفاق سے اس کا جواب نہ

دے سکے۔ گھر جا کر ذخیرہ احادیث میں تلاش شروع کی۔ ساتھ کھجوروں کا ایک ٹوکرا تھا کھجور کھاتے جاتے اور حدیث تلاش کرتے جاتے حدیث تو مل گئی لیکن خالی ٹوکرے سے موت کو بہانہ بھی مل گیا۔ بسیار خوری سے بیمار ہوئے اور سال میں انتقال فرمایا۔

وحید الزماں نے صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو (۶) جلدوں میں نعمانی کتب خانہ لاہور نے ۱۹۸۱ء میں چھاپا ہے۔ عابد الرحمٰن صدیقی کا اردو ترجمہ زیادہ سلیس ہے۔ اردو میں شبیر احمد عثمانی کی شرح "فتح الملہم" سب سے اچھی ہے۔

امام نسائیؒ ——— ۳۹

نام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن دینار نسائی

ولادت نسا (خراسان) ۲۱۵ھ م ۸۳۰ء

وفات مکہ مکرمہ صفر ۳۰۳ھ م اگست ۹۱۵ء عمر ۸۸ سال

پندرہ سال کی عمر تک اپنے وطن ہی میں تحصیل علم کرتے رہے۔ اس کے بعد حصول علم کے لئے خراسان' عراق' حجاز' شام' مصر اور الجزیرہ کا سفر کیا۔ جید علماء سے حدیث کا علم حاصل کیا جن میں امام ابو داؤدؒ اور امام بخاریؒ بھی شامل ہیں۔ مصر میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

وہ بڑے خوش وضع' خوش خوراک اور خوش پوش انسان تھے۔ چار بیویاں تھیں۔ بے حد عبادت گزار تھے۔ صوم داؤدی (ایک دن روزہ ایک دن افطار) کو اپنایا ہوا تھا۔ مزاج میں استغنا تھا۔

سنن کے علاوہ (۱۵) تصانیف کے نام ملتے ہیں۔ صحاح ستہ میں ان کا پانچواں مقام ہے اور کتب سنن میں تیسرا۔ سنن نسائی میں کل ۵۱ کتابیں (مباحث) ہیں۔ ہر نئے مبحث

اور عنوان کو کتاب کہتے ہیں۔ جمع کردہ احادیث کی تعداد ۵۷۶۱ ہے۔ مباحث اور احادیث کے اعتبار سے سنن کی تینوں کتابوں میں زیادہ جامع اور مفصل ہے۔ زندگی کے ہر پہلو کی چھوٹی چھوٹی جزئیات پر مشتمل حدیثیں موجود ہیں۔

ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ امام نسائی نقد رجال میں انتہائی محتاط، معتمد اور اپنے تمام معاصرین پر مقدم تھے۔ نیز یہ بھی فرماتے ہیں کہ ماہرین فن رجال کی ایک جماعت انہیں امام مسلم پر بھی ترجیح دیتی ہے۔

حافظ شمس الدین ذہبی کا خیال ہے کہ نسائی حدیث، علل حدیث اور اسماء رجال کے علوم میں مسلم، ترمذی اور ابو داؤد سے زیادہ ماہر ہیں۔

آخر عمر میں مصر سے دمشق گئے۔ یہاں دیکھا کہ لوگ بنی امیہ کی طرف داری میں حضرت علیؓ کی شان میں حد درجہ گستاخ ہو گئے ہیں۔ اصلاح عقائد کی خاطر حضرت علیؓ کے مناقب میں "کتاب الخصائص" لکھی اور دمشق کی جامع مسجد میں پڑھ کر سنائی۔ مشتعل ہو کر لوگوں نے لاٹھیاں برسائیں۔ نازک حالت میں فرمایا مجھے فوراً "مکہ معظمہ" پہنچا دو۔ چنانچہ مکہ میں انتقال ہوا۔

سنن نسائی کا پہلا اردو ترجمہ صحاح ستہ کے مشہور مترجم وحید الزماں لکھنوی ثم حیدر آبادی نے ۱۸۸۶ء میں لاہور سے شائع کیا۔ چند سال پہلے دوست محمد شاکر کا ترجمہ محمد عبدالستار قادری کی تصحیح سے تین جلدوں میں فرید بک سٹال، لاہور نے چھاپا ہے۔

واقدی ـــــــ ۴۰

نام محمد بن عمر واقدی کنیت ابو محمد تھی

ولادت مدینہ منورہ ۱۳۰ھ م ۴۸-۷۴۷ء

وفات　بغداد یر ۱۱ ذوالحجہ ۲۰۷ھ م اپریل ۸۲۳ء۔ عمر ۸۷ سال

دادا الواقد الاسلمی کی نسبت سے الواقدی مشہور ہوئے۔ دادا مدینہ میں بنو اسلم کے غلام تھے۔ واقدی نے حدیث' فقہ' احکام اور اخبار کے علوم میں دسترس حاصل کی۔ ۷۸۶ء میں خلیفہ ہارون الرشید حج کے بعد مدینہ آئے تو واقدی کا تعارف مستند عالم کی حیثیت سے کروایا گیا۔ وزیر یحییٰ برمکی کے مقامات مقدسہ کی زیارت میں رہنما کے فرائض انجام دیئے۔ یحییٰ نے انہیں خلیفہ سے کہہ کر بغداد کے مشرقی حصے کا قاضی مقرر کیا اس طرح خلیفہ سے گہرے تعلقات قائم ہو گئے۔ ذاتی کتب خانہ بہت بڑا تھا دو کاتب کتابوں کی نقل کرنے کے لئے نوکر تھے۔

تصانیف کا شمار ۲۵ سے زیادہ ہے۔ مکہ و مدینہ کی تاریخ اور مسلمانوں کے ابتدائی عہد ان کا پسندیدہ موضوع ہیں۔ ان کی مشہور زمانہ تصنیف "کتاب التاریخ والمغازی والمبعث" ہے جس کا ترجمہ اردو میں پہلی بار بشارت علی خان نے ۱۲۸۹ھ میں نو لکشور پریس لکھنؤ سے شائع کیا۔ اب مقبول اکیڈمی لاہور نے ۱۹۸۸ء میں نو لکشور کے چھاپے کی فوٹو لے کر مغازی الرسول کے نام سے شائع کیا ہے۔

ماخذ و مراجع

قرآن مجید، اس کے مختلف تراجم اور صحاح ستہ (کتب احادیث)

کے علاوہ درج ذیل کتابیں۔

حوالے کے صفحہ نمبر درج ذیل کتاب (اڈیشن) کے مطابق ہیں

الف

۱۔ البدایہ والنہایہ: ابو الفدا عماد الدین ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ مترجم: کوکب شادانی
مطبوعہ۔ نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۸۷ء

۲۔ ابو ایوب انصاریؓ: طالب ہاشمی، مطبوعہ قومی کتب خانہ لاہور ۱۹۷۶ء

۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ: دانش گاہ پنجاب۔۔ لاہور (۲۳) جلدیں

۴۔ اردو نثر میں سیرت رسول: ڈاکٹر انور محمود خالد مطبوعہ اقبال اکاڈمی۔ لاہور ۱۹۸۹ء

۵۔ ارض القرآن: سید سلیمان ندویؒ المتوفی ۱۹۵۳ء
مطبوعہ دارالاشاعت کراچی۔۔ ۱۹۷۵ء

۶۔ ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء (فارسی): شاہ ولی اللہ دہلوی المتوفی ۱۱۷۶ھ
مترجم محمد عبد الشکور فاروقی۔ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ۔۔۔ کراچی

۷۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ: ابو الحسن علی الجزری ابن اثیر المتوفی ۶۳۰ھ
مترجم: محمد عبد الشکور فاروقی، غلام ربانی عزیز۔ مطبوعہ مکتبہ نبویہ۔۔ لاہور

۸۔ اسماء الرجال: ولی الدین ابو عبداللہ بن عبداللہ الخطیب'
اردو ترجمہ اشتیاق احمد' معراج الحق۔ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب۔ کراچی
۹۔ السکینہ باخبار المدینہ (اردو ترجمہ) خلاصہ "الوفا باخبار دار المصطفیٰ"
مصنفہ نور الدین سمہودی اردو ترجمہ و خلاصہ "نزہتہ ناظرین فی مسجد
سید الاولین و آخرین "مصنفہ سید جعفر برزنجی مدنی۔ مطبوعہ مدراس ۱۳۲۷ھ
۱۰۔ اصحاب بدر: محمد سلیمان سلمان منصور پوری' المتوفی ۱۹۳۰ء۔ مکتبہ نذیریہ' لاہور
۱۱۔ اصحاب صفہ: حافظ تیمیہ المتوفی ۷۲۸ھ اردو ترجمہ: عبدالرزاق ملیح آبادی
۱۲۔ اصح السیرفی ہدیٰ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم: ابوالبرکات' عبدالرؤف قادری داناپوری
مطبوعہ نور محمد' اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب۔ ۱۹۳۲ء
۱۳۔ الاعلان بالتوبیخ (تاریخ التاریخ): شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی المتوفی
۹۰۲ھ
اردو ترجمہ: سید محمد یوسف۔ مطبوعہ مرکزی اردو بورڈ۔ لاہور۔ ۱۹۶۸ء
۱۴۔ الاخبار الطوال: ابو حنیفہ الدینوری' اردو ترجمہ: مرزا محمد منور
مطبوعہ اردو سائنس بورڈ۔ لاہور۔ ۱۹۸۶ء
۱۵۔ الادب المفرد (کتاب زندگی): امام بخاریؒ المتوفی ۲۵۶ھ۔ اردو ترجمہ: عبدالقدوس
ہاشمی۔ مطبوعہ نفیس اکیڈمی۔ کراچی
۱۶۔ الفاروق (کتابی ایڈیشن): شبلی نعمانیؒ المتوفی ۱۹۱۴ء مدینہ پبلشنگ کمپنی۔
دوسرا مدنی ایڈیشن۔ کراچی
۱۷۔ النبی الخاتم: مناظر احسن گیلانیؒ المتوفی ۱۹۵۶ء۔ اسلامی کتب خانہ کراچی۔ ۱۹۵۰ء
۱۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت سپہ سالار: محمود خطاب شیت۔ اردو ترجمہ: سید

رئیس احمد جعفری۔ مطبوعہ، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز۔ لاہور۔ ۱۹۷۵ء
۱۹۔ انوار محمدیہ (تلخیص مواہب لدنیہ) یوسف بن اسمٰعیل النبہانی۔ المتوفی ۱۳۰۷ھ م ۱۹۸۷ء اردو ترجمہ: غلام ربانی عزیز، مطبوعہ مکتبہ نبویہ۔ لاہور
۲۰۔ المنجد: عربی اردو لغت مطبوعہ مرکزی ادارۂ تبلیغ دینیات جامع مسجد۔ دہلی

ب

۲۱۔ بلوغ الارب: محمود شکری آلوسی: مترجم پیر محمد حسن۔ مرکزی اردو بورڈ۔ لاہور ۱۹۶۷ء
۲۲۔ بلاغ مبین: حفیظ الرحمن سیوہاروی مطبوعہ امجد اکیڈمی لاہور ۱۹۷۷ء
۲۳۔ بلال حبشی رضی اللہ عنہ: عزیز ملک، مطبوعات حرمت، راولپنڈی

پ

۲۴۔ پیغمبر اعظم و آخر: نصیر احمد ناصر (ڈاکٹر)، ہندوستانی ایڈیشن۔ مطبوعہ تاج کمپنی، دہلی ۱۹۸۴ء
۲۵۔ پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم: شاہ محمد جعفر پھلواری" ادارہ ثقافت اسلامیہ، طبع اول

ت

۲۶۔ تاریخ اسلام: عبدالحلیم شرر۔ مطبوعہ مقبول اکیڈمی لاہور ۱۹۸۸ء
۲۷۔ تاریخ اسلام والمسلمین: مسعود احمد مطبوعہ جماعت المسلمین۔ کراچی ۱۹۷۶ء
۲۸۔ تاریخ ابن خلدون: عبدالرحمٰن ابن خلدون، اردو ترجمہ۔ حصہ اول: حکیم احمد حسین۔ مطبوعہ نفیس اکیڈمی۔ ۱۹۶۱ء
۲۹۔ تاریخ الامت: اسلم جیراجپوری۔ مطبوعہ میزان پبلیکیشنز لیمٹڈ۔ لاہور
۳۰۔ تاریخ اسلام: شاہ معین الدین احمد ندوی۔ ناشران قرآن لیمٹڈ۔ لاہور

۳۱۔ تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری): ابی جعفر محمد بن طبری المتوفی ۳۱۰ھ
اردو ترجمہ: سید محمد ابراہیم۔ مطبوعہ نفیس اکیڈمی۔ ۱۹۶۷ء
۳۲۔ تاریخ اسلام: اکبر شاہ خان نجیب آبادی، مطبوعہ نفیس اکیڈمی ۱۹۸۶ء
۳۳۔ تاریخ حرمین شریفین: عباس کرار مصری، اردو ترجمہ: انفلاح۔ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور
۳۴۔ تذکرہ الحفاظ: ابو عبداللہ شمس الدین محمد الذہبی المتوفی ۷۸۵ھ
اردو ترجمہ: محمد اسحاق۔ مطبوعہ اسلامک پبلشنگ ہاؤس۔ لاہور ۱۹۸۱ء
۳۵۔ تاریخ الخلفاء: جلال الدین سیوطی، المتوفی ۹۱۱ھ اردو ترجمہ: اقبال الدین احمد
مطبوعہ نفیس اکیڈمی۔ کراچی۔ ۱۹۶۳ء
۳۶۔ تاریخ المدینہ المنورہ۔ محمد عبدالمعبود، مطبوعہ مکتبہ الحبیب، راولپنڈی طبع سوم
۳۷۔ تاریخ المکہ المکرمہ: محمد عبدالمعبود، مطبوعہ مکتب الحبیب راولپنڈی طبع ثانی ۱۹۸۰ء
۳۸۔ تجلی: شاہ بلیغ الدین مطبوعہ علمی کتاب گھر۔ ۱۹۸۰ء کراچی
۳۹۔ تدوین حدیث: سید مناظر احسن گیلانی المتوفی ۹۶۵۔ مطبوعہ مکتبہ اسحاقیہ۔ کراچی
۴۰۔ تقویم تاریخی: عبدالقدوس ہاشمی، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد۔ ۱۹۸۷ء
۴۱۔ التنبیہ والاشراف (تاریخ مسعودی): ابوالحسن علی بن حسین مسعودی المتوفی ۳۴۶ھ
اردو ترجمہ: عبداللہ العماری مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی۔ کراچی ۱۹۶۸ء طبع اول
۴۲۔ شمع رسالت کے تیس پروانے: طالب ہاشمی، مطبوعہ مکتبہ چراغ اسلام۔ لاہور

ج

۴۳۔ جامع ترمذی (جائزہ الشعوذی): ابو عیسیٰ محمد ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ اردو ترجمہ: بدیع الزماں۔ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ۔ کراچی۔ ۱۹۸۴ء

۴۴۔ جذب القلوب الی دیار المحبوب (تاریخ مدینہ۔ فارسی): شیخ عبدالحق دہلوی۔
اردو ترجمہ: عرفان علی۔ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی۔ کراچی

۴۵۔ جزیرۃ العرب: محمد رابع ندوی' مطبوعہ مجلس نشریات اسلام 'کراچی، ۱۹۸۴ء

۴۶۔ جلال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم: افضل خان' مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ۔ ۱۹۸۲ء

۴۷۔ جوامع السیرۃ: ابو محمد علی ابن حزم ظاہری اندلسی المتوفی ۱۳۰ھ تا ۱۳۷ھ'
اردو ترجمہ: محمد سردار احمد۔ مطبوعہ مکتبہ علیہ۔ کراچی

ح

۴۸۔ حدیث دفاع: محمد اکبر خان مطبوعہ فیروز سنز ۱۹۵۴ء

۴۹۔ حیات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم: راجہ محمد شریف
مطبوعہ زاہد اکیڈمی۔ جوہر آباد ۱۹۷۲ء

۵۰۔ حیات فاروق اعظمؓ: جمال الدین ابو الفرج ابن جوزیؒ۔ المتوفی ۵۹۷ھ
اردو ترجمہ و تعلیق شاہ حسن عطاؔ مطبوعہ انجمن پریس 'کراچی ۱۹۷۹ء

۵۱۔ حیات محمدؐ: محمد حسین ہیکل' اردو ترجمہ: ابو یحییٰ امام خان،
مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ' لاہور طبع سوم ۱۹۸۷ء

خ

۵۲۔ خصائص الکبریٰ فی معجزات خیر الوریٰ: عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ
اردو ترجمہ: غلام معین الدین نعیمی۔ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی۔ کراچی ۱۹۷۶ء

۵۳۔ خطبات بہاولپور: محمد حمید اللہ۔ ادارہ تحقیقات اسلامی۔ اسلام آباد ۱۹۸۵ء

۵۴۔ خطبات مدراس: سید سلیمان ندوی المتوفی ۱۹۵۳ء مطبوعہ معارف اعظم گڑھ ۱۹۳۶ء

د

۵۵۔ درس گاہ نبوی کے طلبہ: اشفاق احمد قاسمی مطبوعہ مکتبہ قاسم العلوم۔ کراچی

۵۶۔ دیوان غالب (نسخہ انجمن) اسد اللہ خان غالب

مطبوعہ انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی ۱۹۸۹ء سلسلہ مطبوعات نمبر ۵۹۱

ر

۵۷۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم: محمد سلیمان سلمان منصور پوری

المتوفی ۱۹۳۰ء شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز۔ لاہور

۵۸۔ رحیق المختوم: صفی الرحمن مبارک پوری مطبوعہ المکتب السلفیہ لاہور

۵۹۔ رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم کے سو شیدائی: طالب ہاشمی۔

مطبوعہ شعاع ادب لاہور

۶۰۔ رزم حق و باطل: شاہ بلیغ الدین۔ مطبوعہ پراڈائز سکریشن ایجنسی ۱۹۷۳ء

۶۱۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی: محمد حمید اللہ (ڈاکٹر)

مطبوعہ دارالاشاعت۔ کراچی ۱۹۸۰ء

۶۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاست خارجہ: محمد صدیق قریشی ہندوستانی ایڈیشن

مطبوعہ تاج کمپنی دہلی ۱۹۸۵ء

۶۳۔ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم: ابوالکلام آزاد۔ مرتبہ غلام رسول مہر

مطبوعہ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز۔ لاہور مطبوعہ ۱۹۷۰ء

۶۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں: سید واجد رضوی

مطبوعہ مقبول اکیڈمی۔ لاہور

۶۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جہاد میں: احسان
مطبوعہ پاک پبلشرز لمیٹڈ۔ کراچی ۱۹۶۸ء
۶۶۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی اسکیم: عبدالباری
مطبوعہ الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور۔ ۱۹۸۶ء
۶۷۔ روح اسلام (انگریزی): سید امیر علی المتوفی ۱۹۲۸ء اردو ترجمہ: محمد ہادی حسین
مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ۔ لاہور طبع سوم ۱۹۸۴ء
۶۸۔ روشنی: شاہ بلیغ الدین مطبوعہ غضنفر اکیڈمی۔ کراچی ۱۹۷۸ء

ز

۶۹۔ زادالمعاد فی ہدی خیر العباد: شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن قیم المتوفی ۷۵۱ھ
اردو ترجمہ: سید رئیس احمد جعفری مطبوعہ نفیس اکیڈمی۔ کراچی ۱۹۶۲ء

س

۷۰۔ سنن ابن ماجہ: ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ المتوفی ۲۷۳ھ
مترجم عبدالحکیم خان اختر شاہجہاں پوری مطبوعہ فرید بک اسٹال۔ لاہور ۱۹۸۳ء
۷۱۔ سنن نسائی: احمد بن شعیب نسائی المتوفی ۳۰۳ھ اردو ترجمہ: دوست محمد
شاکر اور محمد عبدالستار قادری مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور
۷۲۔ سنن ابی داؤد: ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی المتوفی ۲۷۵ھ
اردو ترجمہ: منظور احمد مطبوعہ ناشران قرآن لمیٹڈ۔ لاہور ۱۴۰۶ھ م ۱۹۸۶ء
۷۳۔ سیرت ابن اسحٰق: محمد بن اسحاق یسار المتوفی ۱۵۱ھ اردو مترجم: نور الٰہی تحقیق و تعلیق
محمد حمید اللہ (ڈاکٹر)، نقوش رسول نمبر جلد یازدہم مطبوعہ ادارہ فروغ اردو، لاہور ۱۹۸۵ء

۷۴۔ سیرۃ سرور انبیاء: ابن کثیر ترجمہ غلام احمد حریری

مطبوعات کتاب مرکز۔ فیصل آباد ۱۹۸۹ء

۷۵۔ سیر انصار: سعید احمد انصاری، مطبوعہ مطبع معارف اعظم گڑھ، طبع دوم ۱۹۴۸ء

۷۶۔ سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم: کامل ابن اثیر المتوفی ۶۳۰ھ م ۱۲۳۳ء

مطبوعہ دائرہ معین المعارف، ۱۹۶۶ء

۷۷۔ سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: سید نواب علی، مطبوعہ مکتبہ افکار کراچی ۱۹۶۶ء

۷۸۔ سیرت خاتم الانبیاءؐ: محمد شفیع، مطبوعہ کتب خانہ اجمیر دیو بند المتوفی ۱۹۷۶ء م ۱۳۹۶ھ

۷۹۔ سیرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم: سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن، لاہور ۱۹۷۹ء طبع دوم

۸۰۔ سیرت ذوالنورینؓ: القاسم رفیق دلاوریؒ

مطبوعہ کتب خانہ صدیقیہ۔ ملتان ۱۹۸۰ء طبع دوم

۸۱۔ سیرت سلمانؓ: فضل احمد عارف مطبوعہ نذیر سنز پبلشرز، لاہور

۸۲۔ سیاسی وثیقہ جات: ڈاکٹر محمد حمید اللہ مطبوعہ مجلس ترقی ادب۔ لاہور ۱۹۶۰ء

۸۳۔ سیرت نبوی قرآنی: عبدالماجد" دریا بادی مطبوعہ مکہ بکس۔ لاہور

۸۴۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم: شبلی نعمانی" المتوفی ۱۹۱۴ھ کتابی ایڈیشن

مطبوعہ ناشران قرآن لمیٹڈ۔ لاہور

۸۵۔ سیرت النبی کامل صلی اللہ علیہ وسلم: ابو محمد عبداللہ بن ہشام" المتوفی ۲۱۳ھ

یا ۲۱۸ھ مترجم عبدالجلیل صدیقی۔ مطبوعہ شیخ غلام اینڈ سنز پبلشرز لاہور

۸۶۔ سیرت المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم: محمد ادریس کاندھلوی" تالیف ۱۳۸۵ھ

مطبوعہ مکہ پبلشرز کمپنی۔ لاہور

۸۷۔ سیرت عائشہؓ: سید سلیمان ندوی المتوفی ۱۳۷۳ھ مطبوعہ معارف اعظم گڑھ ۱۹۷۷ء

۸۸۔ سیرت عبدالرحمنؓ ابن عوف: سید فضل ابن احمد، مطبوعہ کریم سنز کراچی ۱۹۶۶ء

۸۹۔ سیرت الصحابیات: سعید انصاری مطبوعہ معارف اعظم گڑھ، ۱۹۷۳ء

۹۰۔ سیرت الصدیقؓ: محمد حبیب الرحمن خان شروانیؒ۔ مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور

ش

۹۱۔ شمائل ترمذی مع خصائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: محمد بن عیسیٰ ترمذی و محمد زکریا مطبوعہ نور محمد اصح المطابع۔ کراچی نمبر ۳۴

۹۲۔ شہدائے احد: عبدالجلیل رحمانی۔ مطبوعہ مکتبہ نذیریہ لاہور

۹۳۔ شواہد النبوۃ (فارسی): نورالدین عبدالرحمن جامی المتوفی ۸۹۸ھ
اردو ترجمہ: بشیر حسین ناظم۔ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور ۱۹۷۵ء

۹۴۔ شاہنامہ اسلام حفیظ جالندھریؒ۔ مطبوعہ شاہکار بک فاؤنڈیشن۔ کراچی

ص

۹۵۔ صدیق اکبرؓ: سعید احمد اکبر آبادی۔ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ۔ کراچی

۹۶۔ صحیح بخاری: ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۲۵۶ھ
اردو ترجمہ: محمد عادل خان و محمد فاضل قریشی۔ مطبوعہ دینی کتب خانہ۔ لاہور ۱۹۷۷ء

۹۷۔ صحیح مسلم: ابوالحسن مسلم بن حجاج رحمتہ اللہ علیہ نیشاپوری المتوفی ۲۶۱ھ مع مختصر شرح نووی اردو ترجمہ: وحید الزماں۔ مطبوعہ خالد احسان پبلشرز۔ لاہور ۱۹۸۱ء

۹۸۔ صحابیات: نیاز فتح پوری مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی۔ ۱۹۷۳ء

ط

۹۹۔ طبقات: اخبار النبی، محمد ابن سعد، المتوفی ۲۳۰ھ اردو ترجمہ
حصہ اول و دوم مترجم عبداللہ العمادی
مطبوعہ نفیس اکیڈمی۔ کراچی اشاعت سوم ۱۹۸۳ء

۱۰۰۔ طوبیٰ: شاہ بلیغ الدین مطبوعہ نیشنل کمرشلز، کراچی ۱۹۸۵ء

ع

۱۰۱۔ عثمان ذوالنورین: سعید احمد اکبر آبادی۔ الفیصل اکاڈمی۔ فیصل آباد

۱۰۲۔ عہد نبوی میں نظام حکمرانی: محمد حمید اللہ۔ مطبوعہ اردو اکیڈمی سندھ کراچی ۱۹۸۱ء

۱۰۳۔ عہد نبوی کے میدان جنگ: محمد حمید اللہ۔ مطبوعہ جمہور بک ڈپو دیوبند ۱۹۷۷ء

۱۰۴۔ عہد نبوی کا نظام تعلیم: محمد حمید اللہ (ڈاکٹر)
مطبوعہ حبیب اینڈ کمپنی حیدر آباد دکن ۱۹۷۶ء

۱۰۵۔ عہد نبوی کے غزوات و سرایا: رؤفہ اقبال (ڈاکٹر)
مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور ۱۹۸۳ء

۱۰۶۔ عہد نبوت کے ماہ و سال: محمد ہاشم سندھی مطبوعہ حسین چودھری ٹرسٹ، لاہور ۱۹۸۰ء

غ

۱۰۷۔ غزوہ بدر: محمد احمد باشمیل، اردو ترجمہ: فتح پوری، مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۸۶ء

۱۰۸۔ غزوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت سے بدر تک): گلزار احمد
مطبوعہ، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ۔ طبع دوم ۱۹۸۳ء

۱۰۹۔ غلامان اسلام: سعید احمد، مطبوعہ ہمدرد پریس، دہلی، ۱۹۳۸ء

ف

۱۱۰۔ فضل الباری شرح صحیح بخاری: شبیر احمد عثمانی مطبوعہ ادارہ علوم شرقیہ۔ کراچی

۱۱۱۔ فتوح البلدان: احمد بن یحیٰ بن جابر المشہر بالبلاذری المتوفی ۲۷۹ھ

اردو ترجمہ: سید ابوالخیر مودودی۔ مطبوعہ نفیس اکیڈمی۔ لاہور ۱۹۶۲ء

۱۱۲۔ قصص القرآن: محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی کتابی ایڈیشن۔ ناشران قرآن لمیٹڈ لاہور

ک

۱۱۳۔ کتاب المعارف: عبداللہ ابن قتیبہ رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۲۷۶ھ

اردو مترجم: سلام صدیقی۔ مطبوعہ پاک اکیڈمی۔ کراچی ۱۹۸۵ء

۱۱۴۔ کتاب الشفاء یعنی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ابوالفضل قاضی عیاض

بن موسیٰ بن عیاض المالکی المتوفی ۵۴۴ھ اردو ترجمہ: احمد علی شاہ بٹالوی

مطبوعہ ملک چنن الدین تاجر کتب لاہور ۱۹۷۶ء

۱۱۵۔ کلیات آتش: خواجہ حیدر علی آتش المتوفی ۱۸۴۶ء مطبوعہ مجلس ترقی ادب۔ لاہور

۱۱۶۔ کلیات نظم حالی: خواجہ الطاف حسین حالی المتوفی ۱۹۱۴ء

مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۶۸ء طبع اول

۱۱۷۔ کلیات اقبال (اردو): محمد اقبال (ڈاکٹر) المتوفی ۱۹۳۸ء

مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز۔ لاہور اشاعت سوم ۱۹۷۷ء

م

۱۱۸۔ مواہب لدنیہ: احمد بن محمد بن ابی بکر قسطلانی اردو ترجمہ: بنام سیرت محمدیہ

مترجم محمد عبدالجبار آصفی۔ مطبوعہ مکتبہ ملیہ حیدر آباد دکن ۱۳۳۸ھ

RekhtaDownload.com

۱۱۹۔ مدراج النبوت (فارسی): شیخ عبدالحق دہلوی المتوفی ۱۰۵۲ھ اردو ترجمہ:
شمس الحسن شمس بریلوی مطبوعہ ایچ۔ ۳۱۔ سعید کمپنی، کراچی ۱۹۶۸ء
۱۲۰۔ مدینۃ الرسول: منظور احمد۔ مطبوعہ مکتبہ نظامیہ ساہیوال بار سوم ۱۹۸۹ء
۱۲۱۔ محمد رسول اللہ: شیخ محمد رضا مصری، اردو ترجمہ: محمد عادل قدوسی
مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ۔ لاہور
۱۲۲۔ مروج الذہب ومعادن الجواہر (تاریخ مسعودی): ابو الحسن بن حسین بن علی
المسعودی المتوفی ۳۴۶ھ مطبوعہ نفیس اکیڈمی۔ کراچی ۱۹۸۵ء
۱۲۳۔ محسن انسانیت: نعیم صدیقی، مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ۔ لاہور ۱۹۸۱ء
۱۲۴۔ مسجد نبوی: محمد معراج الاسلام مطبوعہ مکتبہ دربار شریف فیصل آباد
۱۲۵۔ مسند امام اعظم: ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ المتوفی ۱۵۰ھ
مطبوعہ ادارہ نشریات اسلام۔ لاہور
۱۲۶۔ معجم البلدان: یاقوت بن عبداللہ حموی، تالیف ۶۲۶ھ، اردو ترجمہ:
غلام جیلانی برق (ڈاکٹر) مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۷۲ء
۱۲۷۔ معجم القرآن: غلام جیلانی برق (ڈاکٹر) ۱۹۷۳ء
۱۲۸۔ مشکوۃ شریف: مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور، ۱۹۶۳ء سلسلہ مطبوعات ۲۳۸
۱۲۹۔ مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عروہ ابن زبیرؓ المتوفی ۹۳ھ
اردو مترجم: محمد سعید الرحمٰن علوی۔ مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۸۷ء
۱۳۰۔ مختصر سیرت الرسول محمد بن عبدالوہاب اردو ترجمہ خالد سیف
مطبوعہ طارق اکیڈمی۔ فیصل آباد ۱۳۹۹ھ
۱۳۱۔ مغازی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم: محمد بن عمر الواقدیؒ المتوفی ۲۰۷ھ

اردو ترجمہ: بشارت علی مطبوعہ مقبول اکیڈمی لاہور ۱۹۸۸ء

۱۳۲۔ مواہب لدنیہ: احمد بن محمد ابی بکر بن عبدالملک بن احمد قسطلانی المتوفی ۹۲۳ھ

اردو ترجمہ: بنام سیرت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم مترجم محمد عبدالجبار خان

مطبوعہ المکتبہ العلیہ، تاج پریس حیدر آباد دکن ۱۳۴۳ھ م ۱۹۲۴ء

۱۳۳۔ موطا: امام مالک رحمتہ اللہ علیہ ۱۷۹ھ اردو ترجمہ وحید الزماں

مطبوعہ اسلامی اکادمی۔ لاہور ۱۳۰۲ھ

۱۳۴۔ مومن کے ماہ و سال: شیخ عبدالحق دہلوی: اردو مترجم: اقبال الدین احمد

مطبوعہ دارالاشاعت۔ کراچی۔ ۱۹۲۹ء

۱۳۵۔ مہاجرین: شاہ معین الدین احمد ندوی۔ معارف دارالمصنفین اعظم گڑھ دوم ۱۹۵۱ء

۱۳۶۔ مختصر سیرت نبویہ: عبدالشکور لکھنوی

ن

۱۳۷۔ نبی رحمت: سید ابوالحسن علی ندوی، مطبوعہ مجلس نشریات اسلام۔ کراچی ۱۹۸۱ء

۱۳۸۔ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب: محمد اشرف علی تھانوی

مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۳۹۷ھ

۱۳۹۔ نقوش رسول نمبر: محمد طفیل مطبوعہ ادارہ فروغ اردو۔ لاہور ۱۹۵۸ء

و

۱۴۰۔ وفاء الوفا: نورالدین سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ اردو ترجمہ: بنام تذکرہ دیار حبیب

مترجم محمد زاہد حسینی مطبوعہ دارالارشاد۔ اٹک شہر ۱۹۸۷ء

۱۴۱۔ وفود عرب بارگاہ نبوی میں: طالب ہاشمی مطبوعہ حرا پبلی کیشنز۔ لاہور۔ مارچ ۱۹۹۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند خطوط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

No. P-28/91-142

شیخ الجامعہ

کراچی یونیورسٹی، کراچی

۲۰ شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ

۶/مارچ ۱۹۹۱ء

جناب محترم! السلام علیکم

سیرت احمد مجتبیٰؐ کی دو جلدیں ملیں۔ آپ کا یہ تحفہ میرے لیے باعث سعادت و برکت ہے۔

کرم کرمی الٰہی زندہ باشی

میں نے آپ کے ادارے کے مجلہ میں اس کتاب کے بعض حصے دیکھے تھے اور یہ تمنا کی تھی کہ کاش اس سلسلہ کو کتابی پیراہن مل سکے۔ مجھے علم نہیں تھا کہ دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

سیرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اردو میں سیرت کے لٹریچر میں ایک بہت مفید اضافہ ہے۔ ہر مسلمان اہل قلم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت نگاروں میں شامل ہونے کی تمنا رکھتا ہے، لیکن اس تمنا کی تکمیل کا رشتہ رضائے الٰہی سے ہے۔ اللہ جسے چاہتا نوازتا ہے۔

شاہ مصباح الدین شکیل صاحب کی اس کتاب میں تحقیق، عقیدت اور حسن تحریر۔ یہ تینوں عناصر یوں جمع ہوگئے ہیں کہ ہر علمی سطح کا قاری اس کے مطالعہ سے بہت کچھ حاصل کر سکے گا۔ کتاب کے عنوانات اور ذیلی عنوانات میں ادبی حسن ہے۔

آپ کے ادارے نے اس کی اشاعت کے سلسلہ میں طباعت کا حق ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ نقشے، چارٹ اور تصاویر خوبصورت ہی نہیں بلکہ کتاب کی اہمیت میں بھی اضافہ کرتی ہیں۔ کتابت بھی مناسب ہے۔ سادگی سے ملی۔

میں سچے دل سے آپ کو اور کتاب کے مصنف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

میری تمنا ہے کہ آپ کا ادارہ یہ کتاب ہر جامعہ اور پاکستان کے تمام اہم تعلیمی اداروں (بالخصوص کالجوں) کے ساتھ ساتھ اہل علم کو بھی پیش کرے کہ یہ صدقہ جاریہ ہے۔

دعاؤں کے ساتھ

نیازمند

سید ارتفاق علی

(سید ارتفاق علی)

بخدمت گرامی

جناب میاں محمد فرید صاحب

منیجنگ ڈائریکٹر، پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی

لمیٹڈ، داؤ سینٹر، مولوی تمیز الدین خان روڈ

کراچی

انجمن ترقی اردو پاکستان

قائم شدہ ۱۹۰۳ء

شمارہ ۲۶۱/ ۷۔۸۔۸/ انجمن/ ب

تاریخ ۱۷ جولائی ۹۲ء

بابائے اردو روڈ کراچی ۱۰

ٹیلیفون

صدر دفتر: ۴۲۳۰۲۳

انجمن پریس ۴۱۰۳۴۴

مخدومی مکرمی ۔ السلام علیکم

"سیرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" کے دو نسخے موصول ہوئے ۔ میں آپ کے اس لطف و کرم کے لیے بے حد ممنون ہوں ۔

کتاب دیکھ کر دل اور آنکھیں دونوں روشن ہوگئیں کتابت، طباعت، کاغذ، جلد، نقشے سب نہایت دیدہ زیب اور بیان اتنا دلکش اور معنی خیز کہ دل میں اُترتا چلا جائے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے اتنا اہم اور گراں قدر کام انجام دیا۔ میری رائے میں آپ پوری اردو دنیا کے شکریے کے مستحق ہیں کہ آپ نے اردو میں نہایت سہل، سادہ اور رواں دواں انداز میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو پیش کر دیا۔ مجھے امید ہے کہ تیسرا حصہ بھی جلد شائع ہو جائے گا ۔

میں ایک بار پھر آپ کو، پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی کو اور آپ کے منیجنگ ڈائریکٹر میاں محمد فرید صاحب کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں ۔ ایسا اہم کام اور ایسا شاندار کام انجام دینے پر یقیناً آپ ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں ۔

نیاز مند

۱۷/۷

(ڈاکٹر اسلم فرخی)
مشیر علمی و ادبی

بخدمت گرامی
جناب شاہ مصباح الدین شکیل صاحب
سینئر ایگزیکٹیو، شعبہ امور عامہ،
پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی لمیٹڈ،
داؤد سینٹر، مولوی تمیز الدین خان روڈ
پی او بکس نمبر ۲۹۸۲، کراچی نمبر ۴

ٹیلیفون: دفتر: ۸۱۳۹۲۸
گھر: ۸۵۳۳۲۸

ڈاکٹر جمیل جالبی

ڈ ۔ ۱۰۹۷

صدر نشین

تاریخ: ۲۲۔ اگست ۱۹۹۱ء

محترمی شاہ مصباح الدین شکیل صاحب، السلام علیکم

آپ کا گرامی نامہ ملا اور ساتھ ہی سیرت احمد مختارؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، "قباء سے واقعہ افک تک" کے دو نسخے بھی موصول ہوئے جن کے لیے شکرگزار ہوں۔ ایک نسخہ میں نے مقتدرہ قومی زبان کے کتب خانے کو دے دیا ہے اور ایک اپنے لیے رکھ لیا ہے۔ آپ نے جس محنت، محبت، جذبے، کاوش اور تحقیق سے یہ کام کیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر دے۔ آپ کا یہ کام عام اور علمی قاری کے لیے یکساں مفید ہے۔ حواشی و تشریحات شامل کر کے آپ نے اپنے کام کی افادیت کو بڑھا دیا ہے۔ پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی لمیٹڈ یقیناً مبارکباد کی مستحق ہے جس نے آپ کی حوصلہ افزائی کی اور اس کام کو تکمیل تک پہنچانے کے مواقع فراہم کیے۔ میری طرف سے آپ ایک بار پھر دلی مبارکباد قبول کیجیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس کام کو قبول فرمائے۔ اس کی پہلی جلد کے دو نسخے اگر اور بھجوا دیں تو میں شکر گزار ہوں گا۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

آپ کا مخلص

جمیل جالبی

(ڈاکٹر جمیل جالبی)

بخدمت گرامی:

جناب شاہ مصباح الدین شکیل صاحب،
سینئر ایگزیکٹیو، شعبہ امور عامہ،
پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی لمیٹڈ
داؤد سینٹر، مولوی تمیز الدین خان روڈ
پی او بکس نمبر ۳۹۸۳،
کراچی ۴۔

مقتدرہ قومی زبان ○ ۱۲-ڈی (مرکز) ○ ایف ۱/۶، بلیو ایریا ○ اسلام آباد

اکادمی ادبیاتِ پاکستان
PAKISTAN ACADEMY OF LETTERS
(Established by the Ministry of Education, Government of Pakistan)

PROF. PARESHAN KHATTAK
Chairman

Tele: 852447
Cable: "ACADEMY"

30, School Road
[illegible]
Islamabad
Date ..۱۵/اگست ۱۹۸۹ء..

پی اے ایل / جنرل ۔ ۲/۸۹ء

جناب محترم

سلام مسنون ۔

آپکا ارسال کردہ خط موصول ہوا ۔ یاد آوری کا شکریہ ۔ اس بات کا ملال ہے کہ آپ یہاں تشریف لائے اور اس روز میری مصروفیت کے باعث آپکو انتظار کی زحمت گوارہ کرنا پڑی اور ملاقات بھی نہ ہو سکی ۔ میں معذرت چاہتا ہوں ۔ آئندہ جب کبھی تشریف لائیں شرف ملاقات ضرور بخشیں ۔

آپکی کتاب " سیرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم " موصول ہوئی ۔ اپنی با برکت کتاب لکھنے پر مبارک باد قبول فرمائیں ۔ اگر چہ اپنی دفتری مصروفیات کے باعث اس کا مطالعہ تو نہیں کر سکا ۔ تا ہم اتنا ضرور کہوں گا کہ اس مبارک نام اور انکی سیرتِ مبارکہ کیلئے وہی لوگ قلم اٹھاتے ہیں جن کے دلوں میں حُبِّ رسولؐ نور کی طرح روشن ہوتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے بھی حُبِّ رسولؐ کی دولت سے سر شار و سرفراز ہو کر اُن کی سیرتِ مبارکہ پر اپنے عقیدت مندانہ جذبات کا اظہار کیا ہے ۔ آپکی یہ تصنیف ہم سب بلکہ ہماری آئندہ نسلوں کیلئے بھی سود مند ہو گی ۔ کیونکہ ہمارے پیارے نبیؐ کی سیرت ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے ۔

امسال ہم نے اکادمی کا سہ ماہی " ادبیات " ماہ جولائی میں پہلی بار شائع کیا ہے یہ ہماری پہلی کوشش ہے ۔ فی الحال اس میں کتابوں پر تبصرے کا سلسلہ شروع نہیں کیا ۔ رفتہ رفتہ ہم اسے خوب سے خوب تر بنائیں گے ۔ اگر کتابوں پر تبصرے کا سلسلہ شروع کیا گیا تو آپکی تصنیف کو ضرور شامل کریں گے ۔

کتاب کیلئے تہہ دل سے آپکا ممنون ہوں ۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے ۔

والسلام

مخلص

(پریشان خٹک)

جناب صباح الدین شکیل صاحب ،
سینئر ایگزیکٹو ،
پاکستان سٹیٹ آئل کمپنی لمیٹڈ ، در ،
پبلک افیئرز ڈیپارٹمنٹ ، داؤد سنٹر ،
کراچی ۔

TELEX 2748 JANG PK
5521 JNG RP PK
CABLE: DAILY JANG
TELEPHONE: 210710 (Ten lines)
FAX: 219744

JANG

PAKISTAN'S LEADING NEWSPAPER
WITH THE LARGEST CIRCULATION

ALSO PUBLISHED FROM:
LAHORE: 13 SIR AGHA KHAN ROAD (DAVIS ROAD) PHONE: 305820 (Five Lines) 305025-305026
RAWALPINDI: AL-RAHMAN BUILDING MURREE ROAD P.O. BOX NO. 30 PH: 556223 (Five Lines)
QUETTA: JAMIAT RAI ROAD PHONE: 70515-73064
LONDON (UK): 57-LANT STREET LONDON SE 1 1QN TELEX: 28208 JANG UK PHONE: 01403-5633/01-403-4122

11 CHUNDRIGAR ROAD
P.O. Box No. 52, KARACHI

۲۹/جولائی ۱۹۹۱ء

محترم شاہ مصباح الدین شکیل صاحب ،

السلام علیکم !

سیرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم "قباء سے واقعہ افک تک" کی دو جلدیں بھجوانے کا شکریہ ۔

مجھے اس بات کی بے انتہا خوشی ہے کہ ایک خالصتاً تجارتی ادارہ ہونے کے باوجود پی ایس او دینی کتابوں میں جس لگن اور جذبے کے ساتھ سیرت طیبہ پر شاندار کتابیں شائع کرکے بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہے اسے قابل رشک مثال کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے ۔ پی ایس او کے منیجنگ ڈائریکٹر جناب محمد فرید صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ ان کی ذاتی توجہ اور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی والہانہ محبت کا نتیجہ سیرت طیبہ کی ان دو قابل قدر جلدوں کی صورت میں سامنے آیا ہے ۔

زیر نظر کتاب کا سرسری مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ کتاب حیات طیبہ پر لکھی ہوئی چند بہترین کتابوں میں سے ایک ہے ۔ طباعت سے لیکر کتاب کی جلد بندی تک ہر کام نہایت احسن طریقہ پر انجام دیا گیا ہے ۔ طرز تحریر نہایت آسان اور دل میں اترجانے والے خوبصورت لفظوں سے مرصع ہے اور اس میں شامل تحقیقی مواد قابل مطالعہ ہے ۔ میرا خیال ہے کہ اس کتاب کے بغیر کوئی بھی لائبریری مکمل نہیں ہوسکتی ۔

مجھے آپ نے جو دو کتابیں بھجوائی ہیں ان میں سے ایک کتاب کے صفحات نمبر ۱۶۱ سے ۱۷۶ تک کی ترتیب جلد بندی کے وقت الٹ ہوگئی ہے ۔ تاہم دوسری کتاب میں ان صفحات کی ترتیب بالکل ٹھیک ہے ۔ میرا خیال ہے کہ چند کتابوں میں یہ خامی رہ گئی تھی جسے بعد ازاں درست کرلیا گیا ہے ۔

"قباء سے واقعہ افک تک" پر انشاء اللہ جلد ہی روزنامہ جنگ میں تبصرہ شائع کروادیا جائے گا ۔ تاہم میں آپ سے ملتمس ہوں کہ اس سے قبل پی ایس او کے زیر اہتمام سیرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر شائع ہونے والی جلد اول "ظہور قدسی سے مسجد قباء تک" بھی بھجوادیں تاکہ ہماری لائبریری مکمل رہے ۔ خیال رہے کہ مذکورہ بالا کتاب ہمیں پہلے موصول نہیں ہوئی ۔

امید ہے آپ کے مزاج بخیر ہوں گے ۔

آپ کا مخلص

میر خلیل الرحمٰن

(میر خلیل الرحمٰن)
ایڈیٹر انچیف
روزنامہ جنگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چند آراء، چند تبصرے

اردو میں سیرت نگاری کی اس عظیم روایت کا اولین حوالہ شبلی نعمانی بنتے ہیں پھر ان کے بعد تو گویا عشاق کے قافلے ہیں کہ چلے آتے ہیں۔ سید سلیمان، قاضی سلیمان، ابوالکلام آزاد، مناظر احسن، افضل حق، محمد ادریس کاندھلوی، علی میاں، عبدالماجد، ڈاکٹر حمید اللہ..... غرضیکہ کس کس کا نام لیجئے۔ اب جو میں شاہ مصباح الدین شکیل کی کاوش پر نظر ڈالتا ہوں تو بے اختیار انہیں بھی سیرت نگاروں کے اسی زمرہ میں شامل کرنے کو جی چاہتا ہے۔ ان کی سیرت نگاری میں تحقیق، علم، عرفان اور ادبیت کے مختلف رنگ باہم مل کریوں نکھر آئے ہیں کہ اس سے مدحت نگاری کی نئی راہ ظہور میں آتی محسوس ہوتی ہے۔ واقعات سیرت کی ایک ایک تفصیل (بلکہ رسول گرامیؐ کی ایک ایک ادا) نقشے، خاکے، تصویریں، شجرہ طیبہ کی مرتب تفاصیل، لفظوں کا چناؤ، شعروں کا انتخاب و استعمال یک مصرعی عناوین، محبت اور تاثیر میں ڈوبا ہوا پیرایہ بیان، ماخذ و مراجع کے حوالہ جات کا التزام.... اور اس کے ساتھ ساتھ معیاری ہی نہیں مثالی طباعت و تزئین کا اہتمام.... سمجھ میں نہیں آتا کہ اس پر سیرت نگار کو ہدیہ تہنیت و تبریک پیش کیا جائے تو کیونکر اور ناشر ادارے (پی ایس او) کی تحسین و ستائش کی جائے تو کیسے؟ حق تو یہ ہے کہ اس کتاب کو نصاب تعلیم کا حصہ ہونا چاہیے۔

(سید ذوالکفل بخاری۔ ماہنامہ "ختم نبوت" ملتان۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء)

اس وقت ہمارے سامنے "سیرت احمد مجتبیٰ" کی دوسری جلد ہے۔ تحقیق کے اعلیٰ معیار، عالی شان اسلوبِ بیاں اور خوبصورت اندازِ پیشکش کے پیشِ نظر بلا خوف کہا جا سکتا ہے کہ علامہ شبلی نعمانی اور مولانا سید سلیمان ندوی کی مہتمم بالشان تصنیف "سیرۃ النبیؐ" کے بعد "سیرت احمد مجتبیٰ" دوسرے نمبر پر فائز ہے۔ ایک بہت بڑی دینی خدمت پی ایس او اور شاہ مصباح الدین شکیل نے مل جل کر انجام دی ہے۔

سید قاسم محمود اسلامی ڈائجسٹ کراچی۔ نومبر ۱۹۹۲ء

****

زبان انتہائی دلکش مگر سادہ اور سلیس ہے بڑے خوبصورت مصرعے سرخیوں کے طور پر استعمال کیے گئے ہیں۔ جامعیت اور اختصار کے ساتھ بے شمار ایسے نکات یکجا کر دیئے گئے ہیں جو بہت سی کتابوں کے مطالعہ کے بعد سامنے آتے ہیں۔ کتاب کی طباعت کا معیار انتہائی بلند ہے اور اسے ظاہری طور پر بھی موضوع کے شایانِ شان بنانے کی بڑی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ یہ کتاب علماء محققین، طلبہ، عوام ہر ایک کے لئے یکساں مفید ہے۔ پی ایس او کی انتظامیہ اس اہم علمی منصوبے پر انتہائی مبارکباد کی مستحق ہے۔

(محمد رضا الدین صدیقی۔ "ضیائے حرم" لاہور۔ جون ۱۹۹۴ء)

****

سیرت احمد مجتبیٰ اردو سیرت نگاری کی کتب میں ایک خوبصورت اضافہ ہے۔ شاہ مصباح الدین شکیل نے جس محنت اور عرق ریزی سے اس کتاب کو تالیف کرنے میں دقتِ نظر سے کام لیا ہے وہ ایک ایک باب سے مترشح ہے۔ کتاب کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق مستند حوالہ جات سے مزین کر کے جس طرح واقعات تحریر کئے ہیں اس نے کتاب کی اہمیت میں کئی گونہ اضافہ کیا ہے۔ ہر ذیلی عنوان کو مصنف نے نہایت

خوبصورت مصرعوں سے موزوں کیا ہے اور کتاب کے عنوان کے ساتھ ساتھ یہ ذیلی عنوانات بھی اپنے اندر ایک انفرادیت کی شان لئے ہوئے ہیں۔

(الطاف قمر۔ ماہنامہ مقتدرہ قومی زبان۔ اسلام آباد)

****

پی۔ایس۔او کی جانب سے سیرت طیبہ پر مستند' معیاری اور ظاہری و باطنی محاسن سے آراستہ لٹریچر کا وقیع نقش اول' "سیرت احمد مجتبیٰ' ظہور قدسی سے مسجد قباء تک" اہل نظر سے خراج تحسین پا چکا ہے۔ اس وقت اس کی دوسری جلد "قباء سے وقعہ افک تک" ہمارے سامنے ہے۔ جس میں سابقہ تحقیق و تفحص اور دلکش و پر تاثیر اسلوب نگارش کے معیار کو نہ صرف برقرار رکھا گیا ہے بلکہ اسے مزید اونچا کیا گیا ہے۔ مولف کی عرق ریزی' وسعت مطالعہ' حسن انتخاب اور ادبی ذوق کتاب کی ایک ایک سطر سے عیاں ہے۔ عشق و محبت رسولؐ میں ڈوب کر لکھی گئی یہ کتاب انشاء اللہ کتب سیرت میں ایک منفرد مقام حاصل کرے گی۔ دعا ہے کہ سیرت طیبہ پر پی۔ایس او کے اس سلسلہ اشاعت سے اور چراغ روشن ہوں اور دوسرے تجارتی اداروں کو بھی پی ایس او کے اس مبارک عمل کی تقلید نصیب ہو۔

(محمد ازہر۔ ماہنامہ "الخیر" ملتان۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء ترجمان جامعہ خیر المدارس)

****

اس وقت "سیرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" کی دوسری جلد ہمارے سامنے ہے۔ اس کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور واقعات کو اتنے پیارے اور دلکش انداز سے لکھا ہے کہ ان کو پڑھنے سے اس زمانے کا سارا نقشہ نظروں کے سامنے گھوم جاتا ہے اور پھر مختلف مقامات کے نقشے کھینچ کر جس انداز سے سمجھایا گیا ہے اس

سے بات دل کی گہرائیوں میں اترتی جاتی ہے اور ہر واقعہ کے ختم پر حوالہ جات اور تشریحی نوٹ نے چار چاند لگا دیئے ہیں۔ کمپیوٹر کمپوزنگ اور بہترین طباعت اور عمدہ نفیس کاغذ نے سونے پر سہاگہ کا کام دیا ہے اور سیرت رسول ؐ کا حق ادا کرنے میں پاکستان اسٹیٹ آئل نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

(ماہنامہ "البلاغ" دارالعلوم کورنگی کراچی۔ جولائی ۱۹۹۲ء)

****

گزشتہ چند برسوں کے دوران پاکستان اسٹیٹ کمپنی حضور نبی مکرم ؐ کی سیرت طیبہ کی روشنی کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ایک قابل قدر اشاعتی منصوبے پر کام کر رہی ہے۔ شاہ مصباح الدین شکیل کی نظر دور رس نے تحقیق و تالیف کا حق ادا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ انہوں نے تحقیق کے جدید اصولوں کو سامنے رکھ کر مطالب و معانی کو اجالنے اور حقائق کو دریافت کرنے کی سعی کی ہے۔ یہ سارا کام محبت 'عقیدت اور خلوص کے اس جذبے سے کیا گیا ہے کہ تحقیق عبادت نظر آنے لگتی ہے۔ شاہ صاحب کا اسلوب دلکش 'رواں اور جاذب نظر ہے اور یہ قاری کی توجہ بھٹکنے نہیں دیتا۔

(ڈاکٹر انور سدید۔ ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور۔ مئی ۱۹۹۱ء)

****

تحقیق کا جو معیار شاہ مصباح الدین شکیل صاحب نے اپنی کتاب سیرت احمد مجتبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں قائم کیا ہے وہ اردو زبان میں لکھی گئی کتب میں بڑا ممتاز نظر آتا ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مولف نے تحقیق پر بے انتہا محنت کی ہے اور واقعات کی چھوٹی چھوٹی جزئیات تک کو نظر انداز نہیں کیا ہے۔ اس کتاب کا انداز بیاں بہت سلیس اور دلکش ہے۔ اس کتاب میں اکثر پیراگرافوں کی سرخی کسی نہ کسی

مشہور مصرع پر مشتمل ہے جس سے کتاب کے ادبی حسن میں اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ گراں قدر تالیف توقع ہے کہ ایک اہم تاریخی دستاویز ثابت ہو گی۔

(تعارف۔ ابو سعید۔ ماہنامہ "رابطہ" فروری ۱۹۹۳ء)

****

علم و دانش والوں کے لئے کمال محبت، شوق، ذوق اور انتہائی کاوش کا یہ تحفہ جناب شاہ مصباح الدین شکیل صاحب کی علمی وسعت، ذوق انتخاب اور سلیقہ شعاری، عمدہ تربیت کا شاہکار ہے۔ سیرت جو دین و ایمان کا خزانہ ہے اس کا تحفظ اس سے بہتر طریقہ سے ناممکن ہے۔ مگر سیرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس گلدستہ نے ہمارے دل کی کلی بھی کھلا دی جو جواہر کہیں بھی سیرت کے دستیاب ہوئے انہیں اس خوبی سے پرو دیا کہ عقیدت و محبت کی یہ مالا پائندہ و تابندہ بن گئی ہے۔

(ماہنامہ "فیض" شیر گڑھ)

****

یہ کتاب اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس کا نام بھی سب کتابوں سے منفرد ہے۔ مصنف نے حالات کو بہت عرق ریزی، تحقیق و جستجو اور بڑی محنت و کاوش سے قلمبند کیا ہے اور تمام سیرت کی مستند کتابوں کو پیش نظر رکھا ہے۔

ڈاکٹر وقار رضوی۔ صدر شعبہ اردو۔ کراچی یونیورسٹی

****

آپ کے خلیسانہ اور ادیبانہ انداز سے کتاب میں ایک خوبی پیدا ہو گئی ہے واقعات و روایات بھی آپ نے محنت سے جمع کی ہیں۔

حافظ احمد یار۔ سابق چیئرمین شعبہ اسلامیات۔ پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور

کیا خوب کتاب شائع کی ہے پی ایس او نے تمام ظاہری و باطنی خوبیاں لئے ہوئے' جمال لئے ہوئے' کمال لئے ہوئے' اختصار کے ساتھ جامعیت ایسی کہ دریا کو کوزہ میں سمو دینے کی مثال پوری فٹ بیٹھتی ہے اور تسلسل ایسا کہ واقعات کو موتیوں کی طرح ایک لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔

(عبدالوحید اشرفی ماہنامہ "حق چاریار" لاہور۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء)

****

زبان سادہ اور سلیس ہے اور جہاں مرصع اور مزین ہے وہاں بھی تحریر گنجلک اور بوجھل نہیں۔ انداز بیاں شگفتہ ہے اور اس میں عمیق دریا کی روانی پائی جاتی ہے۔ سب سے قابل ذکر وصف اس کتاب کا اس کی تبویب ہے۔ مصنف نے مختلف ابواب کے لئے جو عنوانات قایم کئے ہیں وہ نفسِ موضوع کا آئینہ دار ہیں اور ہر باب میں ذیلی سرخیوں کا نرالا اور انوکھا انداز اختیار کیا ہے۔ یہ سرخیاں اتنی خوبصورت لگتی ہیں جیسے کسی قیمتی زیور میں بیش بہا نگینے۔ جاذب اور دلکش ذیلی سرخیوں نے اس تالیف کو منفرد بنا دیا ہے۔ کتاب کی اثر انگیزی یقیناً اس محبت اور سپردگی کا نتیجہ ہے جو مصنف کو ایک اچھے اور سچے مسلمان کی حیثیت سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ اللھم زد فزد۔ آپ کے ادارہ کے نام سے ذہن میں یہ خیال ابھرتا ہے کہ اس کا واحد وظیفہ صرف مشینوں کو قوت متحرکہ فراہم کرنا ہے لیکن اس کی مطبوعات سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ ملت کی روحانی فروغ و بالیدگی اس کی نظروں سے اوجھل نہیں۔

سید عبدالرحمن سابق صدر شعبہ تاریخ عمومی' کراچی یونیورسٹی

****

The second volume was given a high recognition when President Ghulam Ishaq Khan presented in Sept. 1991 a Medal of distinction to the author of the book. This distinction proved equally a point of by any business office.

The production values of the two volumes are exemplary; neatly printed on white offset paper and the planning of the topics and their spread has very intelligently been done. Another redeeming feature of this publication is that is has not been brought out by a private publisher but a State Enterprise PSO, absolutely busy in a different field of activity the marketing of oil. It is hoped some other commercial institutions shall also follow suit.

Tahammul Husain "Business Recorder" Karachi March 4, 1993.

RekhtaDownload.com

The Pakistan State Oil through its public relations department has done a wonderful job for which they, no doubt, deserved the presidential award mentioned in the foreword of the book by Mian M. Farid.

Naveed Butt "The Frontier Post" Lahore 12.12.1993.

The first edition of this publication in September 86 was a very valuable addition in the sense that its research approach illustrates the authenticity of its contents and portrays a simple style of presentation comprehensively illustrated with maps, route charts and photograph of places which are important in giving to the readers a graphic depth to historical events. The author has not relied in digging out facts only from authentic Urdu publications, but he has gone deep to ensure reliability of historical developments in the early life of the Prophet (PBHU) through reliable translations of original Arabic sources.

A second volume of the Seerat, covering five years life of the Prophet (PBUH) in Medina, was published in September 1990.

The book has been superbly presented, and the photographs and illustrations illuminate the different facets of the life and message of the Mercy of Mankind (may the Benedictions of God be upon him). What is more appreciable about the book is that a reader who does not possess a high degree of the knowledge of Urdu can read it with advantage.

Undoubtedly, this superb book printed in Nuri Nastaliq represents a milestone in literature on the *Sirat*. It is hoped that PSO would extend its activities in this field.

K.H. "The News" Karachi 12.2.1992.

The PSO has its monthly magazine "PSO Review". From 1979 onward its issue of Rabiul Awwal has been devoted to articles, poems and other material about Prophet Mohammad (PBUH). Later on, from 1986 the special issue of the magazine was published in a book form. The first volume covered the life of the Holy Prophet (PBUH) spent in Makkah. It was published in 1986 while the second volume was published in 1990. Both the volumes earned a special award for its writer from the president of Pakistan Ghulam Ishaque Khan in 1991.

Rekhta Download.com

and on excellent paper: the binding is good and the presentation, on the whole, is excellent. Both the hardworking author of the book and the publishers, the Pakistan State Oil Co., deserve the approval and the appreciation of the serious-minded readers of Islamic books.

"The Muslim World" 10.8.91 Motamar Alam-e-Islami's Weekly.

The book is very well produced. It has a high-quality paper, a fine print, with well spaced out words and lines, each page having a green border. Each part of the book has a number of subheadings at suitable places, in many cases in the form of Urdu or Persian hemistiches - an innovation.

The book has been written in a simple, readable style and should be studied particularly by our young people, most of whom are not knowledgeable about the hard struggle of the Holy Prophet. (PBUH).

Farhana Sarwar "The Nation" Lahore 6.9.1991.

Rekhtadownload.com

The book under review deserves tribute because of the amount of research and industry that has gone into its production.

Firstly, it treats the events and incidents of the Prophet's life chronologically, the basic requirement of history.

Secondly, it is astonishing for the wealth of details it produces. Thirdly, and this is more important, the relevant revelation in the Quran is referred to in most cases thus making the narrative more authentic.

This is a comprehensive study and a carefully compiled account of the seerat as one expects from a devoted scholar. A number of maps and charts illustrate the text.

Mehdi Ali Siddiqi "Dawn" 25.10.91.

It is the best produced illustrated book on the life of the Prophet (SAS) to appear in Pakistan so far. The special award given by President Ghulam Ishaq Khan on 12 Rabi' al-Awwal 1412 A.H. to Mr. Shah Misbahuddin Shakil, the author of the book, seems to have been fully deserved.

RekhtaDownload.com

in Urdu helps one to understand the various practical aspects of our Prophet's life.

The book contains a collection of the series of articles which he wrote for the annual Seerat Number of PSO Review. His narration and style have been appreciated so much that each Seerat Number had to be published in many editions.

M.A. Habib "Link International" London May, 1988.

This book, in Urdu language, is on the Life and Teachings of the Holy Prophet. It starts with the first year of the migration to the village of Quba in a full but simple historical series, stage by stage, yes in a pretty detailed manner. The style is simple, yet very appealing. The book deals with all the important aspects in Madinah, throwing lots of light on the importance of the infra-structure of education in Islam.

It is most heartening to see the PSO, a business institution, undertaking such noble works of research for the benefit of the reading public. The book is very well printed

Mr. Shakeel to add details of an event is that the basic incident well established on accepted authority has been supplemented with rarely noticed facts which have been ignored by other historians. It adds not only to our knowledge but gives a general impression of the social milieu of the times. This obviously places the main events in proper context imparting creditability to the different episodes.

All in all it is a commendable effort and what is more even a single reading will provide an interested reader with a lot of interesting details and coherent reflections and remarks he will relish.

If our commercial organisations can emulate the good example set by PSO, it will not only be a national service but certainly raise the tone of their publicity methods which sometime border on the prurient.

Mehdi Ali Siddiqui "Dawn" Karachi
16.10.1987.

Mr. Shakeel is a well known writer and his sincerity and devotion to Islam is reflected in his writings. This book, written

Rekhta Download.com

(*Sallallahu 'alaihi wa sallam*). The efforts of PSO in this behalf are indeed worthy of praise and provide an example for other similar organisations to promote the cause of Islam.

A cursory glance over the pages of the book will convince the reader that it is replete with information so necessary for students and research scholars in Islamic history. The author has admirably done his job. The narration is exhaustive and lucid throughout.

The calligraphy, printing, binding and general get-up are excellent.

Fortnightly "Yaqeen" Karachi - 22.10.87

This volume apparently the first one, but what is noticeable about this particular contribution to Seerat literature is the very wide canvas on which the subject has been treated.

The writing style and the wealth of details make the book highly readable.

The special technique that has helped

RekhtaDownload.com

no plan to make this book a paying proposition, which shows its interest in the Tableegh of Islam in these days when so many other forces are out in the field.

The departure is happy in more than one respect. The book is adorned with excellent get-up in paper, printing, drawing and binding, making its appearance all the more attractive. What tops the whole show is the choice of the subject -matter— the Seerat of the Prophet of Islam (Allah's peace and blessings on him ever and ever).

The topic of SEERAT demands research, authenticity of facts and figures, system of presentation and, not the least, penmanship of the highest order. Excellent Justice has been given to these tasks in the present book. And the writer has taken immense labour and brain-work to make the book as illuminative, informative and systematic as can be.

Monthly "Trade Chronicle" Karachi - Aug. 1987

The book (in Urdu) deals with the biography of the Holy Prophet Muhammad

Rekhta Download.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

EXTRACTS FROM REVIEWS IN ENGLISH

Every year, during Rabi-ul-Awwal since 1979, the PSO brings out a special number on the Seerat of Prophet Mohammad (Peace be upon him) demonstrating its love for and devotion to the last Messanger of God. It is heartening that the PSO which is a commercial concern and deals with oil, has made it a point to keep in its view the service to Islam. The job done by the PSO will be appreciated by all and sundry.

Yunus Ahmar " Morning News" 24.1.1985.

That the book has been brought out by a commercial company in the public sector is a welcome departure from the general track. A company whose source of income is not publishing but OIL, which has

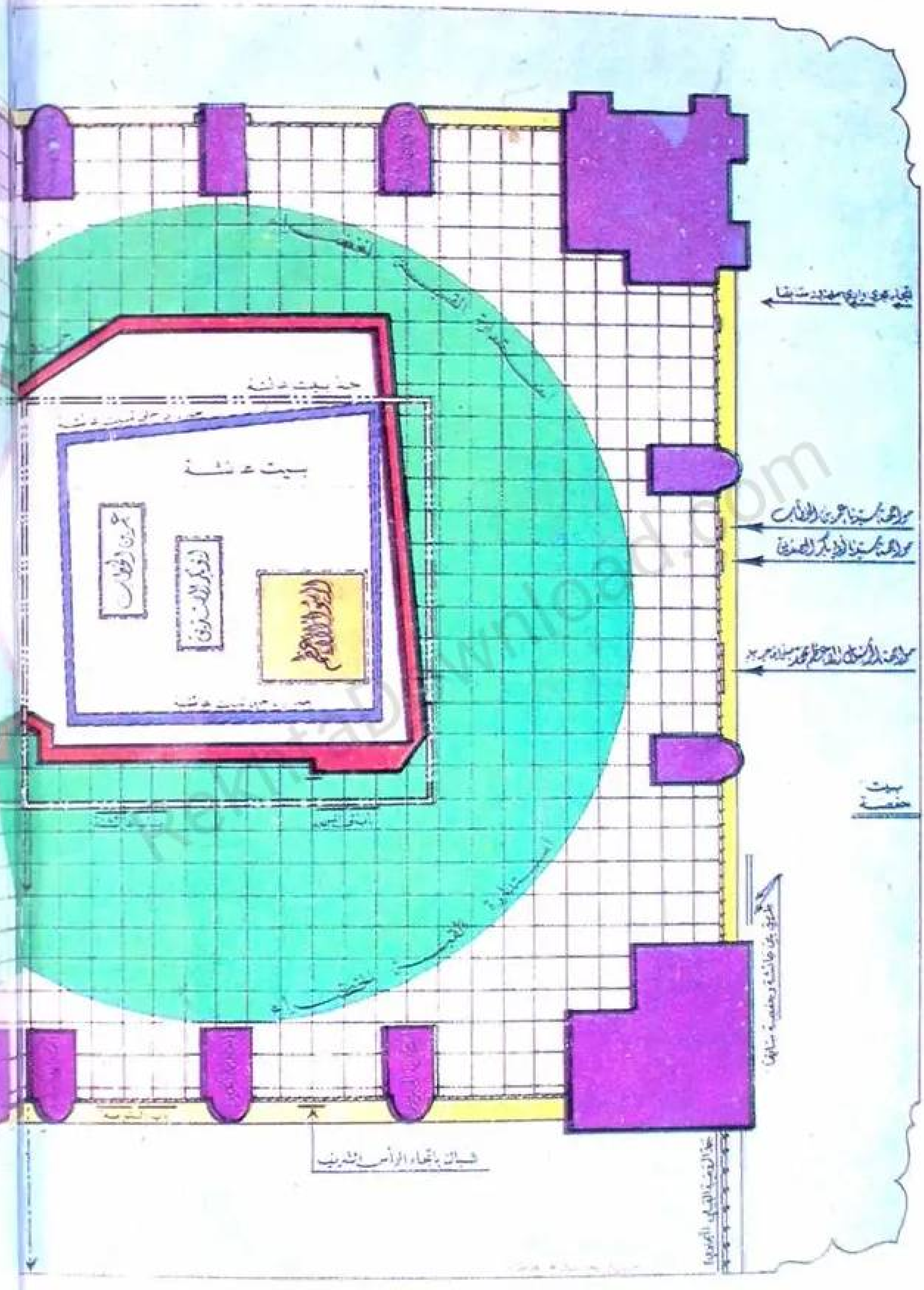
بيت عائشة
عمر بن الخطاب
أبو بكر الصديق
مواجهة سيدنا عمر بن الخطاب
مواجهة سيدنا أبي بكر الصديق
بيت حفصة
شمال باتجاه الرأس الشريف

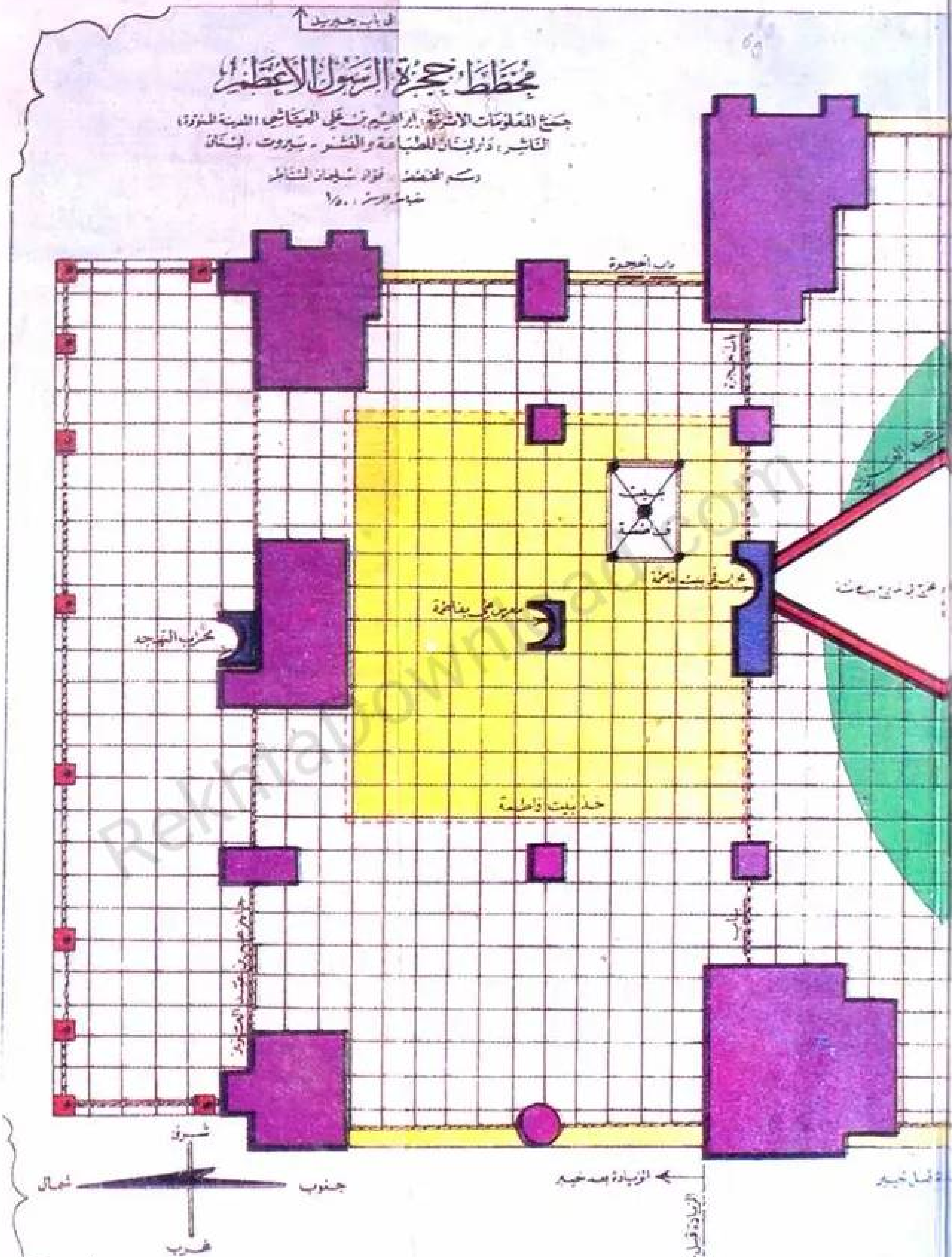
إلى باب جبريل
مخطط حجرة الرسول الأعظم
جمع المعلومات الأثرية: إبراهيم بن علي العياشي (المدينة المنورة)
الناشر: دار لبنان للطباعة والنشر - بيروت - لبنان
رسم المخطط: فؤاد سليمان الشاعر
مقياس الرسم: ١/٥٠
باب الحجرة
محراب التهجد
حد بيت فاطمة
الزيادة بعد خيبر
الزيادة قبل خيبر
شرق
شمال
جنوب
غرب

فتح مکہ